



ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA

JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking
it out. You will be responsible for
damages to the book discovered while
returning it.

DUE DATE

Cl. No. 911921
Acc. No. 12144

Late Fine Ordinary Books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night Book Re. 1/- per day.

[illegible]

سلسلہ انجمن ترقی اُردو

اُمراءِ ہندو

یعنی اُن ہندو اُمراء کے حالات جو کہ
سلطنتِ مغلیہ

میں ممتاز عہدوں پر سر فرما رہے
جسکو منشی محمد سعید احمد صاحب مارہروی نے
حسب فرائض انجمن ترقی اُردو
تالیف کیا

۹۸

اور زیر سرپرستی انجمن مذکور

بہتمام منشی محمد رحمت اللہ صاحب مدد

پیشکش نامی پریس کارپوریشن طبع ہوئی

پیشکش ایم۔ اے۔ او۔ کالج۔ بک ڈپو۔ علی گڑھ

فہرست مضامین مہینہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲	اشاعت اسلام کا مختصر حال۔	۱	ہندوستان کے اصل باشندے۔
۱۵	مذہب ہنود کی نسبت مسلمان بزرگوں کی رائیں۔	۱	ایرین قاتح۔
۲۱	میدھانمیر کی نسبت ایک مسلمان عالم کی رائے۔	۲	قوانین ہنود۔
۲۲	سلطان زین العابدین والی کشمیر کی بے تقصیبی۔	۲	برہمنوں کی فوجیت۔
۲۳	جین اور بودھ مت اور ہندو کا ایک دوسرے کے مندر و گوتوڑنا۔	۳	شور فرقے کے فرائض۔
۲۴	مال اور جائداد کے حقوق	۵	ہندو میں مذہبی آزادی۔
۲۶	معاوضہ اراضی	۶	ہندوستان میں مذہبی آزادی۔
۲۶	قانونی حقوق۔ (حق قصاص)	۶	ہندو کا وقت۔
۲۷	مقدمات دیوانی و فوجداری۔	۶	ہندو جو اسلامی عقیدے میں تھے۔
۲۷	حکومت اور عدالتی اختیارات کی علیحدگی۔	۷	ہندو میں مذہبی آزادی۔
۳۰	شیر شاہی عدل۔	۷	میلہ سوج گن اور مذہبی آزادی۔
۳۱	حقوق معاشرت (شیر شاہی در سلیم شاہ)	۸	جنگ لہن میں عیسائی اور مذہبی آزادی۔
	عہد کی شریکوں اور سرسزمین۔	۹	واغظین ہنود۔
		۹	جزیرہ کی بحث۔
		۲۸	مسلمان بادشاہ اور اشاعت اسلام
		۲۹	اسلام کی ترقی کہ ہندوستان میں مذہب اسلام توار کے زور سے پھیلا یا گیا۔

ردیف	موضوع	صفحہ	تعداد	موضوع	ردیف
۳۰	اکبری عہد کے ہندو علماء	۳۱		عطا ہونا۔	
۳۱	جہانگیری عہد کے ہندو علماء	۳۲	۳۹	خاص ہندوستان میں ملکی حقوق	
۳۲	شاہجہانی عہد کے ہندو علماء	"	"	کا عطا ہونا۔	
۳۳	عالمگیری عہد کا ہندو قاضی	"	۴۰	ملازمت کے نسبت فرمان عالمگیری	
۳۴	محمد عادل شاہ کا لشکر خانہ	"	۴۱	خاندان مغلیہ کے ہندو اُمراء کی فہرست	
۳۵	محمد عادل شاہ کا برہمنوں کے وظیفہ	۳۳	۳۲	اکبری اور شاہجہانی عہد کے ہندو اور مسلمان اُمراء کی فہرست۔	
۳۶	شاہان مغلیہ کے لشکر خانے	۳۳	۴۳	دکن میں ملکی حقوق	
۳۷	لباس اور رقم و رولج	۳۴	۴۴	پاکن خیزد ان کا خصوصی اور عمومی	
۳۸	ہندوؤں کو سندھ میں ملکی حقوق	۳۵	۳۵	شہر کی ہونا۔	

خاص کتابوں کی فہرست جنسیہ کتاب خانہ

تمام کتاب	معقوت یا مولا کا نام	زبان	مطبوعہ
آثار الامراء	میر عبد الرزاق مصباح الدین شاہنشاہ	فارسی	مطبوعہ
کبرنامہ	خوانی اورنگ آبادی	"	"
آئین اکبری	علامی ابو الفضل	"	"
توزک جہانگیری	ایضاً	"	"
ایقال نامہ جہانگیری	شہنشاہ جہانگیر	"	"
بادشاہنامہ	مقدمہ خان بخش	"	"
عمل صالح	نور عبد الحمید لاہوری	"	مطبوعہ
عالمگیر نامہ	محمد صالح کنبدہ	"	قلبی
آثر عالمگیری	محمد کاظم	"	مطبوعہ
منتخب الباب	محمد ساقی مستعد خان	"	"
منتخب التواریخ	محمد ہاشم خان خوانی (خوانی خان)	"	"
فتح التواریخ	نور عبد القادر دہلوی	"	"
سیر المتأخرین	ہامس ولیم بیل صاحب	"	"
رقعات عالمگیری	میر غلام حسین	"	"
رقعات ابو الفضل	شہنشاہ عالمگیر	"	"
خلاصۃ التواریخ	علامی ابو الفضل	"	"
تاریخ فرشتہ	ہندوین داس ہاشم شاہی	"	قلبی
	نور محمد ابو القاسم فرشتہ	"	مطبوعہ

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف کا نام	زبان
۱۸	تاریخ اگرہ۔	منشی سلیمان	فارسی
۱۹	واقعہ نعمت خان عالی۔	نعمت خان عالی	"
۲۰	جنگ عالم عظیم شاہ وہباد۔	نعمت خان عالی	"
۲۱	خزانہ عامرہ۔	میر غلام علی آزاد بگرامی	"
۲۲	دربار اکبری۔	شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد	اردو
۲۳	ترجمہ سفرنامہ ڈاکٹر برنیر۔	خلیفہ محمد حسین۔	"
۲۴	دکن میں موسیقی و نوایک فراموشی		"
	کی سیاحت سلسلہ تصفیہ جلد دوم۔		
۲۵	تاریخ دکن حصہ اول (سلسلہ تصفیہ جلد سوم)	مولوی عبدالغفور رامپوری	"
۲۶	ایضاً حصہ دوم۔	ایضاً	"
۲۷	ایضاً حصہ سوم (سلسلہ تصفیہ جلد ششم)	ایضاً	"
۲۸	سفرنامہ ابن بطوطہ۔	مترجمہ نواز شعلی خان۔	"
۲۹	ہندوستان گذشتہ و حال۔	رائے بہادر بابو بیچنا تھ۔	"
۳۰	تاریخ جدویلیہ۔	خادم علی فاروقی	"
۳۱	محزون التواریخ۔	منشی قمر الدین خان اکبر آبادی۔	"
۳۲	دعوت اسلام ترجمہ پیر پنگاں ہلام	مترجمہ محمد عنایت اللہ نبی۔	"
۳۳	رسائل شبلی۔	شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی۔	"
۳۴	بشارت احمدی۔	مولوی عبدالعزیز لکھنوی۔	"
۳۵	ترجمہ تاریخ فرخ آباد۔		"

نام کتاب	مصنف یا مؤلف کا نام	زبان	مطبوعہ
تاریخ ہندوستان مؤلفہ آنر بیل سٹن صاحب۔	مترجمہ سیرت سائیں علی گڑھ۔	اردو	مطبوعہ
تاریخ ہندوستان جلد اول۔	شمس العلی مولوی محمد ذکا اللہ خان	"	"
ایضاً جلد دوم۔	ایضاً۔	"	"
ایضاً جلد سوم۔	ایضاً	"	"
ایضاً جلد چارم۔	ایضاً	"	"
ڈینیل باؤگر فیکل ڈکشنری	ٹامس۔ دلیم۔ بیل صاحب	انگریزی	"

فہرست امرا جن کے حال علیحدہ علیحدہ لکے گئے

نمبر شمار	نام	صفحہ	نمبر شمار	نام
۱	راجہ رائے سنگھ رائے اور حضرت مہاراجہ رام رائے	۴۸	۱۸	راجہ رائے سنگھ رائے اور
۲	راجہ آسکرن کچھواہا۔	۵۱	۱۹	راجہ بیر بر (میرٹل)
۳	راجہ انوپ سنگھ بڑگوہر (انی رائے)	۵۱	۲۰	راجہ کھوج باڈہ۔
	سنگھ دین)		۲۱	راجہ باسو۔
۴	راجہ اجی رام۔	۵۵	۲۲	مرزا راجہ۔ بھاؤ سنگھ کچھواہا۔
۵	راجہ انزودہ گوڑ۔	۵۶	۲۳	بسونت راؤ (کار طلب خانہ)
۶	راجہ امر سنگھ زوری۔	۵۷	۲۴	رائے بھاری داس بخشی۔
۷	راؤ امر سنگھ رائے۔	۵۸	۲۵	رائے بنوالی داس۔
۸	راؤ امر سنگھ چند راوت۔	۶۰	۲۶	راجہ بھارت بندنیلہ
۹	راجہ اندرسن دھستیرہ	۶۱	۲۷	بھیرجی۔
۱۰	اند رمال باڈہ	۶۲	۲۸	جگ راج بکرماجیت۔
۱۱	راجہ انوپ سنگھ بھورنہ۔	۶۳	۲۹	راجہ بدن سنگھ بھدورہ۔
۱۲	انی رائے۔	۶۴	۳۰	راجہ تھیلداس گوڑ۔
۱۳	راجہ اندر سنگھ رائے۔	۶۴	۳۱	لیجھد شخاوت۔
۱۴	راجہ ادوت سنگھ بھدورہ۔	۶۵	۳۲	بھاری داس کچھواہا۔
۱۵	ہمارا راجہ اجیت سنگھ رائے۔	۶۶	۳۳	راجہ بھیم رائے۔
۱۶	ہمارا راجہ اجیت سنگھ رائے۔	۶۷	۳۴	رائے بھوی جوان۔
۱۷	راجہ بانڈال کچھواہا۔	۶۷	۳۵	رائے بھاری ل۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۵۳	بکر ام کچوا۔	۱۱۰	بکر ام کچوا۔
۱۵۴	ہمارا جہنم سنگ راٹور۔	۱۱۲	بکر ام کچوا۔
۱۶۲	مرزا۔ راجہ جے سنگ کچوا۔	۱۱۳	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۶۶	دھیراج۔ راجہ جے سنگ سوائی۔	۱۱۳	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۸۱	ہمارا دوجا دوجی جہنم سنگ کچوا۔	۱۱۶	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۸۲	چتر بھوج چوہان۔	۱۱۶	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۸۲	چندر بھان نروکا۔	۱۱۹	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۸۳	منشی رائے چندر بھان۔	۱۲۰	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۸۸	چندر من بندلیہ۔	۱۲۰	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۸۸	راجہ چندر سین جادون۔	۱۲۱	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۸۹	راجہ چھیلارام ناگر۔	۱۲۲	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۰	رائے خوشحال چند۔	۱۲۲	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۲	رائے دُرگا داس سیسودیہ۔	۱۲۹	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۳	رائے ولیپ سنگ بیکانیری۔	۱۳۱	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۴	راجہ ولیپ سنگ بندلیہ۔	۱۳۲	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۶	رائے دودا سیسودیہ۔	۱۳۳	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۷	راجہ دودا کاداس کچوا۔	۱۳۵	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۸	رائے راجان دانت رائے کچوا۔	۱۳۹	راجہ بکر ام کچوا۔
۱۹۹	راجہ دانت دانت دانت کچوا۔	۱۴۰	راجہ بکر ام کچوا۔
۲۰۰	راجہ ولیپ سنگ بندلیہ۔	۱۴۱	راجہ بکر ام کچوا۔

نمبر شمار	م	صفحه	نمبر شمار	م
۷۶	راجہ رام چند چوہان -	۲۰۲	۹۶	راج سنگھ راٹھور پُر و حلقہ
۷۷	راجہ روپسی کچھواہا -	۲۰۳	۹۷	رٹے - رایان - راجہ گھنا تھ سنگھ
۷۸	راجہ رام چند اوڑیسہ -	۲۰۴	۹۸	رام سنگھ راٹھور -
۷۹	راجہ راج سنگھ کچھواہا -	۲۰۴	۹۹	راجہ رام سنگھ کچھواہا -
۸۰	راجہ رٹے سال ڈباری -	۲۰۵	۱۰۰	رام سنگھ ہاڈا -
۸۱	راجہ رام چند گھیسلا -	۲۰۶	۱۰۱	رگھنا تھ سنگھ سیسودیا -
۸۲	راجہ رام داس کچھواہا -	۲۰۹	۱۰۲	رتن سنگھ عرف راجہ اسلام خان
۸۳	رٹے - رٹ سنگھ بیکانی -	۲۱۳	۱۰۳	راجہ رتن چند -
۸۴	راجہ رٹے سنگھ بھالا -	۲۱۶	۱۰۴	رٹے سرحن ہاڈا -
۸۵	راجہ روزا خزون -	۲۱۸	۱۰۵	راجہ سورج سنگھ راٹھور -
۸۶	سرہند رٹے - رام راج - راو رتن ہاڈا -	۲۱۹	۱۰۶	راجہ سورج مل -
۸۷	روپ چند گوالیار -	۲۲۱	۱۰۷	رٹے سورج سنگھ رٹے ہونہوج -
۸۸	راجہ رام داس نروری -	۲۲۲	۱۰۸	عمدۃ الملک رٹے - رایان -
۸۹	راجہ رٹے سنگھ راٹھور -	۲۲۲		بکرماجیت سندرواس -
۹۰	راجہ رٹے سنگھ سیسودیا -	۲۲۴	۱۰۹	راجہ سازنگ دیو -
۹۱	رٹے سنگھ بھالا -	۲۲۶	۱۱۰	راجہ سنگرام -
۹۲	راجہ روپ سنگھ راٹھور -	۲۲۷	۱۱۱	سنگرام گوہڑ -
۹۳	راو روپ سنگھ چند راوت -	۲۲۸	۱۱۲	شرمال کچھواہا -
۹۴	رتن سنگھ راٹھور -	۲۲۹	۱۱۳	راو شرمال ہاڈا -
۹۵	راجہ راج روپ -	۲۲۹	۱۱۴	راجہ سیورام گوہڑ شیورام گوہڑ

ردیف	نام	تاریخ	محل	توضیحات
۲۹۵	رام بخش سنگه پور	۱۳۵	۲۶۲	سنگه پور
۲۹۶	کیرت سنگه پور	۱۳۶	۲۶۳	پان سنگه پور
۲۹۷	رٹے کاشی داس	۱۳۷	۲۶۴	سنگه سیو دیہ
۲۹۸	کانو جی دھنی	۱۳۸	۲۶۵	ل بندہ
۲۹۹	رٹے گوردھن سولج دیچ	۱۳۹	۲۶۶	باجو جی بھونسلہ
۳۰۰	راجہ گروہر کچوا	۱۴۰	۲۶۷	پھکر بندہ
۳۰۱	راجہ کچ سنگه راٹھور	۱۴۱	۲۶۸	ان جی
۳۰۲	گروہر داس گوڑ	۱۴۲	۲۶۹	پون
۳۰۳	گوکل داس سیو دیہ	۱۴۳	۲۷۰	شکر
۳۰۴	گوردھن راٹھور	۱۴۴	۲۷۱	شیام سنگه
۳۰۵	گوپال سنگه چندراوت	۱۴۵	۲۷۲	
۳۰۶	راجہ گوپال سنگه گوڑ	۱۴۶	۲۷۳	کلیان مل بیکانیری
۳۰۷	راجہ گروہر بہادر	۱۴۷	۲۷۴	شنداس
۳۰۸	رٹے لونکر کچوا	۱۴۸	۲۷۵	اول کلیان سلیمیری
۳۰۹	فرزند مرزا راجپان سنگه کچوا	۱۴۹	۲۷۶	سنگه راٹھور
۳۱۰	راجہ ہکر سادہ بندہ	۱۵۰	۲۷۷	کلیان
۳۱۱	ماوہو سنگه کچوا	۱۵۱	۲۷۸	داس رادو راٹھور
۳۱۲	راجہ آمان سنگه کچوا	۱۵۲	۲۷۹	راٹھور
۳۱۳	رٹے سوبھ داس کچوا	۱۵۳	۲۸۰	داس
	(مرزا محمد سوبھ)			ان بیکانیری

نمبر شمار	نام	صفحہ	نمبر شمار	نام
۱۵۴	راے باقی داس۔	۳۳۶	۱۶۴	مان سنگھ راتھور۔
۱۵۵	راجہ مان سنگھ۔	۳۳۷	۱۶۵	راجہ منوہر داس
۱۵۶	راجہ مان سنگھ گوالیار۔	۳۳۸	۱۶۶	رٹے۔ رایان۔ لوک چند
۱۵۷	رٹے مکند داس تارنولی۔	۳۳۸	۱۶۷	راجہ محکم سنگھ۔
۱۵۸	ہمیش داس راتھور جمابت خانی	۳۳۹	۱۶۸	ہماراچہ نرسنگھ پوندلیہ۔
۱۵۹	ہمیش داس راتھور۔	۳۴۱	۱۶۹	نیپا سینگھ ہیا فرہشہ
۱۶۰	مادھو سنگھ ہاڈا۔	۳۴۱	۱۷۰	راجہ نول رٹے۔
۱۶۱	مکند سنگھ ہاڈا۔	۳۴۲	۱۷۱	ہری سنگھ راتھور۔
۱۶۲	مالوچی بھونسلا۔	۳۴۳	۱۷۲	ہردے رام پکھواجا۔
۱۶۳	راجہ ہما سنگھ بھدوریہ۔	۳۴۵	۱۷۳	جمیر سنگھ سیو دیہ۔

ن امر کی جنگ حالات میں سر امر کے حالات میں لکھی گئیں

صفحہ	کس کے حال میں	نام
۱۰۷	راجہ متھل داس گوڑ۔	جن گوڑ
۱۱۱	راجہ بھاؤ سنگھ ہاڈا۔	روہ سنگھ ہاڈا
۱۱۵	راجہ بہاؤ سنگھ ہندیلہ۔	ہندہ اندر من ہندیلہ۔
۱۱۳	راجہ بھاؤ سنگھ ہاڈا	مید سنگھ ہاڈا۔
۱۵۳	راجہ جے رام بڑگوہر	راجہ امر سنگھ بڑگوہر۔
۲۰۹	راجہ رام چند گھیلہ۔	راجہ امر سنگھ گھیلہ۔
۲۰۹	ایضاً۔	راجہ انوپ سنگھ گھیلہ۔
۲۶۸	ستر سال کچھواہا	اتند سنگھ کچھواہا۔
۲۶۶	ایضاً۔	اگر سین کچھواہا۔
۲۸۲	راجہ شام سنگھ۔	اوسے سنگھ۔
۲۹۰	کیدنوداس	اوسے بھان پسر راجہ گردھر
۲۹۳	راناکرن	رانا اوسے سنگھ بانی اوسے پور
۲۹۴	ایضاً	سنگھ
۲۹۷	ایضاً	اندھو سنگھ
۲۳۸	راجہ مان سنگھ۔	اوسے سنگھ
۵۲	راجہ انوپ سنگھ (ایئر لے سنگھ بن)	راجہ بیڑا من بڑگوہر۔
۷۳	ہما راجہ اجیت سنگھ۔	جے سنگھ پسر ڈوگر سنگھ۔
۹۵	راجہ باسو۔	راجہ بخت مل۔

سن	راجہ	سن	راجہ
۱۹۱	بیم کوڑا۔	۱۹۱	راجہ بھنگاں کوڑا۔
۱۹۲	بیم سنگھ اڈا (رام راجہ) پیرانہ سنگھ۔	۱۹۲	رام سنگھ اڈا۔
۱۹۳	بھری سنگھ۔	۱۹۳	راجہ بیہار۔
۱۹۴	بالا کھوا۔	۱۹۴	راجہ بگنا تھ کھوا۔
۱۹۵	بیتھوی۔	۱۹۵	جادیون راؤ۔
۱۹۶	بہار جی۔	۱۹۶	ایضا۔
۱۹۷	بجے سنگھ کھوا۔	۱۹۷	دھراج راجہ بجے سنگھ سوانی۔
۱۹۸	بھوج راج۔	۱۹۸	رے سال درباری۔
۲۰۰	ہمارا راجہ پیر بھدر گھیل۔	۲۰۰	راجہ رام چند گھیل۔
۲۰۱	راجہ پنڈاور۔	۲۰۱	راجہ راج سنگھ کھوا۔
۲۰۲	راجہ بہروز۔	۲۰۲	راجہ روزا فروں۔
۲۰۳	ہمارا راجہ بھیم پیرانا نام سنگھ۔	۲۰۳	راجہ رے سنگھ بیسویہ۔
۲۰۴	راجہ رشن سنگھ کھوا۔	۲۰۴	راجہ رام سنگھ کھوا۔
۲۰۵	بیم سنگھ اڈا۔	۲۰۵	رام سنگھ اڈا۔
۲۰۶	بیم سنگھ کھوا۔	۲۰۶	شر سال کھوا۔
۲۰۷	راجہ ہرام کوڑا۔	۲۰۷	سیو رام کوڑا۔
۲۰۸	راول بھیم سلیری۔	۲۰۸	راول کھیاں سلیری۔
۲۰۹	راجہ گرباجیت جھوڑی۔	۲۰۹	راجہ کش سنگھ جھوڑی۔
۲۱۰	راجہ بھوج جھوڑی۔	۲۱۰	ایضا۔
۲۱۱	بہار سنگھ۔	۲۱۱	رانا کرن۔

صفحہ	کتاب	کتاب	صفحہ
۲۳۲	راجہ مدھکر ساہ بندید۔	راجہ جات چند بندید۔	۲۱۸
۲۵۰	راجہ راج سنگھ بندید۔	سنگھان داس بندید۔	۲۱۹
۲۵۱	ایضاً	پرتی داس بندید۔	۲۲۰
۲۵۹	ہروسے رام کچھواہ۔	پاکا کچھواہ۔	۲۱۵
۱۰۲	گھوجی۔	پریم سی (دولت مند خان)	۲۱۶
۲۰۵	راجہ راج سنگھ کچھواہ	پرسون سنگھ کچھواہ (کار طلب خان)	۲۱۷
۲۳۲	راجہ راجدپ	پہار سنگھ۔ (مرید خان)	۲۱۸
۲۸۸	کشن سنگھ راتھور۔	پہارہ مل راتھور۔	۲۱۹
۲۹۲	رانا کرن۔	رانا پرتاب۔	۲۲۰
۲۳۲	راجہ مدھکر ساہ بندید۔	راجہ پرتاب یانی اندوچھو۔	۲۲۱
۲۳۹	رٹے منوہر داس۔	رٹے پرتی چند کچھواہ۔	۲۲۲
۲۳۹	ایضاً۔	بیم چند کچھواہ۔	۲۲۳
۹۶	راجہ باسو۔	تخت لی۔	۲۲۴
۱۳۸	جادون راؤ۔	سنگ رٹے پتنگ رٹے۔	۲۲۵
۳۱۲	راجہ رام داس کچھواہ۔	من داس۔	۲۲۶
۵۶	آدابی رام۔	جگ جیون۔	۲۲۷
۶۱	راجہ اندرسن دھندیرہ۔	راجہ گن دھندیرہ۔	۲۲۸
۱۳۷	جادون راؤ۔	جگ دیو رٹے۔	۲۲۹
۱۴۹	ایضاً۔	جگ دیو رٹے پرتابی۔	۲۳۰
۲۸۷	کشن سنگھ راتھور۔	کمال راتھور۔	۲۳۱

کس کے حال میں	۲۲	صفحہ	تعداد
راتا کرن۔	راتا جگت سنگھ۔	۲۳۲	۵۹
ایضاً	راتا جے سنگھ پسرانا راج سنگھ۔	۲۳۳	۶۰
میش داس راٹھور (ہماہٹ خانی)	جسوت راٹھور۔	۲۳۴	۶۱
کنڈ سنگھ ہاڈا۔	جگت سنگھ ہاڈا۔	۲۳۵	۶۲
راجہ اڈے سنگھ ہاڈا۔	رٹے چند رسین۔	۲۳۶	۶۳
رٹے ڈرگا داس سیسودیا۔	رٹے چاندہ۔	۲۳۶	۶۴
ستر سال بندلیہ۔	چنیت بندلیہ۔	۲۳۸	۶۵
ایضاً	کنور خان چند۔	۲۳۹	۶۶
راجہ ٹوڈل۔	دھارا۔	۲۴۰	۶۷
جادون راؤ۔	دنت جی۔	۲۴۱	۶۸
ایضاً	دیاجی (دماجی)۔	۲۴۲	۶۹
راجہ رام چند گبیلہ	راجہ دودھن۔	۲۴۳	۷۰
راجہ رام داس کچھواہا۔	دلب نرائن۔	۲۴۴	۷۱
رٹے سرجن ہاڈا۔	دودا ہاڈا۔	۲۴۵	۷۲
مرزا۔ راجہ مان سنگھ کچھواہا۔	درجن سنگھ کچھواہا۔	۲۴۶	۷۳
ہما راجہ اجیت سنگھ راٹھور۔	ڈونگر سنگھ راٹھور۔	۲۴۷	۷۴
راؤ بھارت بندلیہ۔	رام چند بندلیہ۔	۲۴۸	۷۵
راجہ جگناند کچھواہا۔	راجہ رام چند کچھواہا۔	۲۴۹	۷۶
راؤ ولیپ سنگھ بندلیہ۔	رام چند بندلیہ۔	۲۵۰	۷۷
راجہ راج سنگھ کچھواہا۔	راجہ رام داس کچھواہا۔	۲۵۱	۷۸

صفحہ	کس کے حال میں	نام	صفحہ
۲۹۷	رانا کرن۔	رانا راج سنگھ۔	۲۹۸
۲۹۳	رانا انوپ سنگھ بھورتیہ	سرور سنگھ۔	۲۹۳
۲۹۸	راجہ روز افزون	راجہ سنگرام۔	۲۹۸
۲۹۵	راجہ سورج سنگھ راٹھور۔	سبل سنگھ راٹھور۔	۲۹۵
۲۹۷	راؤ سورج سنگھ۔	ستر سال۔	۲۹۶
۲۹۲	رانا کرن۔	رانا ساٹھا (سنگرام)	۲۹۷
۳۲۷	مرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ کچھواہا	سبل سنگھ کچھواہا۔	۳۲۸
۳۲۷	ایضاً	سکت سنگھ کچھواہا۔	۳۲۹
۳۲۷	ایضاً	سکت سنگھ کچھواہا۔	۳۳۰
۲۹۶	کرسی راٹھور۔	شیام سنگھ راٹھور۔	۲۹۶
۲۲۶	ستر سال کچھواہا۔	عجب سنگھ کچھواہا۔	۲۲۶
۲۷۳	سجان سنگھ سیدوہ۔	فتح سنگھ۔	۲۶۳
۱۰۸	بہدر شیناوت۔	کنہی شیناوت۔	۲۶۳
۱۱۷	پوسوچی بھونسلہ۔	کھیلوچی بھونسلہ۔	۲۶۵
۱۴۱	جنگل کچھواہا۔	کھنکار کچھواہا۔	۲۶۶
۲۵۱	راجہ رام سنگھ کچھواہا۔	راجہ کشن سنگھ کچھواہا۔	۲۶۷
۲۵۱	رام سنگھ ہڈا۔	کشور سنگھ ہڈا۔	۲۶۸
۲۶۳	رٹے۔ رایان۔ راجہ کراچیت سندھو اس۔	کنہو اس۔	۲۶۹
۳۳۶	راجہ منوہر داس۔	کشور داس۔	۳۳۰
۶۵	راجہ اودت سنگھ بھدوریہ۔	گوپال سنگھ بھدوریہ۔	۲۷۱

۲۴۴	راجہ گوہال داس گوتہ۔	۲۴۴	راجہ شمس الدین گوتہ۔
۲۴۵	راجہ گوہال سنگہ پسرانہ شروپ کچھا۔	۲۴۵	راجہ جگتا سنگہ کچھا۔
۲۴۶	گوتی تاتہ۔	۲۴۶	راجہ شمس الدین گوتہ۔
۲۴۷	راجہ گروہر۔	۲۴۷	کیشو داس۔
۲۴۸	لالہ۔	۲۴۸	راجہ شمس الدین گوتہ۔
۲۴۹	رسلے مالہ پو۔	۲۴۹	راجہ اوش سنگہ راتھور۔
۲۵۰	راؤ حکم سنگہ۔	۲۵۰	راؤ امر سنگہ جٹاوت۔
۲۵۱	مان سنگہ راتھور۔	۲۵۱	راجہ اندر سنگہ راتھور۔
۲۵۲	موہن داس۔	۲۵۲	پتر داس۔ رسلے۔ اوان۔ راجہ کیراجیت۔
۲۵۳	راجہ شروپ کچھا۔	۲۵۳	راجہ جگتا سنگہ کچھا۔
۲۵۴	مان سنگہ۔	۲۵۴	راجہ شکر۔
۲۵۵	راجہ کشن بھدور۔	۲۵۵	راجہ کشن سنگہ بھدور۔
۲۵۶	موہن سنگہ ہڈا۔	۲۵۶	مادھو سنگہ ہڈا۔
۲۵۷	راجہ شمس الدین کچھا۔	۲۵۷	ہوارکا داس کچھا۔
۲۵۸	تھیل۔	۲۵۸	کشن سنگہ راتھور۔
۲۵۹	راجہ شمس الدین گوتہ۔	۲۵۹	راجہ شمس الدین گوتہ۔
۲۶۰	راجہ شمس الدین گوتہ۔	۲۶۰	راجہ اندر سنگہ راتھور۔
۲۶۱	راجہ شمس الدین گوتہ۔	۲۶۱	راجہ شمس الدین گوتہ۔
۲۶۲	راجہ شمس الدین گوتہ۔	۲۶۲	راجہ شمس الدین گوتہ۔

صفحہ	کس کے حال میں	نام	نمبر
۱۹۷	رہائے دو دو بیسودہ -	راؤ ہتی سنگھ	۲۹۲
۲۷۹	سلطان جی -	دھیراج بنوت راؤ -	۲۹۳
۳۲۷	مرزا - راجہ مان سنگھ کچھواہا -	ہمت سنگھ کچھواہا	۲۹۴

ست اُن امر کی جبکا مختصر تفسیر میں لکھا گیا ہے

صفحہ	تاریخ	نام	صفحہ	تاریخ	نام
۳۹۵	۱۹	۳۱۳	۳۹۵	۱۹	اوٹو زمیندار اور نیسہ -
۳۹۶	۲۰	۳۱۴	۳۹۶	۲۰	اگر سین کچھواہا -
۳۹۷	۲۱	۳۱۵	۳۹۷	۲۱	راجہ اُدے سنگھ -
۳۹۸	۲۲	۳۱۶	۳۹۸	۲۲	اگر سین -
۳۹۹	۲۳	۳۱۷	۳۹۹	۲۳	راجہ امر سنگھ کچھواہا -
۴۰۰	۲۴	۳۱۸	۴۰۰	۲۴	راجہ اودت سنگھ -
۴۰۱	۲۵	۳۱۹	۴۰۱	۲۵	ایسوجی دکھنی -
۴۰۲	۲۶	۳۲۰	۴۰۲	۲۶	اچلا جی -
۴۰۳	۲۷	۳۲۱	۴۰۳	۲۷	ارجو جی -
۴۰۴	۲۸	۳۲۲	۴۰۴	۲۸	بلہند ر راٹھور -
۴۰۵	۲۹	۳۲۳	۴۰۵	۲۹	بانکا کچھواہا -
۴۰۶	۳۰	۳۲۴	۴۰۶	۳۰	ہبادر گوہلوٹ -
۴۰۷	۳۱	۳۲۵	۴۰۷	۳۱	ہماتنی چند -
۴۰۸	۳۲	۳۲۶	۴۰۸	۳۲	بھوپت رائے -
۴۰۹	۳۳	۳۲۷	۴۰۹	۳۳	باگھاراٹھور -
۴۱۰	۳۴	۳۲۸	۴۱۰	۳۴	رائے بھگوان داس -
۴۱۱	۳۵	۳۲۹	۴۱۱	۳۵	راجہ بھیم نرائن -
۴۱۲	۳۶	۳۳۰	۴۱۲	۳۶	مُجر جو -
					پرتاب سنگھ چوہان -

صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام
۳۶۸	چندر بھان۔	۵۷	۳۶۸	پرتاب چروہ۔	۳۳۱
"	چیت سنگھ راٹھور۔	۵۸	۳۶۸	پنڈولہ ہر روز کال۔	۳۳۲
۳۷۵	چھتیر مل۔	۵۹	۳۶۸	راول پونچا۔	۳۳۳
۳۶۹	خدمت رلے۔	۶۰	۳۶۸	پرتھی سنگھ زمیندار جیون۔	۳۳۴
۳۶۱	راجہ دھرم سنگھ۔	۶۱	۳۶۸	پرتھی سنگھ راٹھور۔	۳۳۵
"	راجہ دیپ چند۔	۶۲	۳۶۱	تلسی داس جادون۔	۳۳۶
۳۶۵	راجہ دیب چند منجھولہ۔	۶۳	۳۶۱	تاراجند۔	۳۳۷
۳۶۶	دیپ چند گوالیاری۔	۶۴	"	جگمال پنواڑ۔	۳۳۸
۳۶۹	دانی داس میرٹھیہ۔	۶۵	۳۶۸	رلے جسونت رلے۔	۳۳۹
۳۶۹	دلپت راٹھور۔	۶۶	۳۶۸	جادون رلے۔	۳۴۰
۳۷۵	دورگا داس راٹھور۔	۶۷	"	راجہ جگناتھ راٹھور۔	۳۴۱
۳۷۶	دونڈی راؤ۔	۶۸	"	راناجو دھارمیندار امرکوٹ۔	۳۴۲
۳۶۲	رام چند کچھواہا۔	۶۹	"	جگناتھ راٹھور۔	۳۴۳
۳۶۲	رلے رام داس دیوان۔	۷۰	"	راجہ جگن جادون۔	۳۴۴
"	رلے رام رلے۔	۷۱	۳۷۵	راجہ جسونت سنگھ بندیلہ۔	۳۴۵
"	رام داس۔	۷۲	۳۷۶	رلے۔ رایان جہان شاہی۔	۳۴۶
"	راگھو داس کچھواہا۔	۷۳	۳۶۱	پتھی۔	۳۴۷
"	روپ رلے گجراتی۔	۷۴	"	جیتہ بڑگوہر۔	۳۴۸
"	رام داس چوہان۔	۷۵	"	راجہ چتر بھوج۔	۳۴۹
۳۶۶	حکیم رگھناتھ۔	۷۶	۳۶۵	چتر بھوج۔	۳۵۰

ردیف	تالیف	نام	صفحہ	تالیف	نام
۷۰	۳۷۱	سوجان -	۹۷	۳۶۹	راریا
۷۱	۳۷۲	سیود فلیہ -	۹۸	۳۶۹	زلی رنے دکھنی -
۷۲	۳۷۳	شیام سنگھ سیودیہ -	۹۹	"	رگھناتھ -
۷۳	۳۷۴	رائے شیوداس -	۱۰۰	"	روپ سنگھ کچھواہا -
۷۴	۳۷۵	راج عالم سنگھ -	۱۰۱	"	راوت رائے دھنگر دکھنی
۷۵	۳۷۶	فتح سنگھ سیودیہ -	۱۰۲	۳۷۶	رام چند
۷۶	۳۷۷	کانہار باری -	۱۰۳	۳۷۶	راگھوداس جھالا -
۷۷	۳۷۸	کشن داس تولور -	۱۰۴	"	راج سنگھ راٹھور -
۷۸	۳۷۹	کلا کچھواہا -	۱۰۵	۳۷۷	راجہ رام ساہ گویاری -
۷۹	۳۸۰	کیشوداس راٹھور -	۱۰۶	۳۷۷	سلطان راٹھور -
۸۰	۳۸۱	کلا راٹھور -	۱۰۷	۳۷۸	سانول داس جادون -
۸۱	۳۸۲	رائے کیشوداس -	۱۰۸	"	سلحدی -
۸۲	۳۸۳	رائے کشن داس -	۱۰۹	"	سانگھاپوڑ -
۸۳	۳۸۴	کٹارو بگوجر -	۱۱۰	"	سندر زمیندار اڑیسہ -
۸۴	۳۸۵	کلیان رائے -	۱۱۱	۳۷۹	رائے سہا چند -
۸۵	۳۸۶	رائے کنور چند -	۱۱۲	"	سنگرام کچھواہا -
۸۶	۳۸۷	کشن سنگھ کچھواہا -	۱۱۳	۳۷۹	راول سرسی زمیندار بانسوالہ
۸۷	۳۸۸	کیسری سنگھ راٹھور -	۱۱۴	"	سکت سنگھ چوان -
۸۸	۳۸۹	راجہ کشن سنگھ تولور -	۱۱۵	۳۸۰	سری سنگھ راٹھور -
۸۹	۳۹۰	راجہ کنور سین کشتواری -	۱۱۶	۳۸۰	سرست بگوجر -

صفحہ	نام	نمبر	صفحہ	نام	نمبر
۳۷۱	مشکوچی بنا لکرو دھنی۔	۴۳۱	۳۷۰	کرپا رام گوڑ۔	۴۱۱
"	مترسین تونور۔	۴۳۲	۳۷۰	راجہ کلیان بھدوریہ۔	۴۱۲
"	مکنداس راٹھور۔	۴۳۳	۳۸۰	کیشور رائے۔	۴۱۳
"	متھرا داس کچھواہا۔	۴۳۴	۳۷۴	راجہ گوپال داس جادون۔	۴۱۴
۳۷۱	مکند جادون۔	۴۳۵	"	گوردھن راٹھور۔	۴۱۵
"	مان سنگھ۔	۴۳۶	۳۷۶	رائے گھنسور۔	۴۱۶
"	مدن سنگھ بھدوریہ۔	۴۳۷	۳۷۰	گوبند داس اٹھور خانہ ورانی۔	۴۱۷
"	مادھو سنگھ سیسودیہ۔	۴۳۸	۳۷۷	گردھ داس سیسودیہ۔	۴۱۸
"	مکنداس گوڑ۔	۴۳۹	۳۸۰	راجہ گوچر مل۔	۴۱۹
"	مینکورا م دھنی۔	۴۴۰	۳۷۱	لکھمی سین چہان۔	۴۲۰
"	منوہر داس گوڑ۔	۴۴۱	۳۷۷	رائے لعل چند۔	۴۲۱
۳۷۸	رائے کرند۔	۴۴۲	۳۷۴	مان سنگھ کچھواہا۔	۴۲۲
"	راجہ ماند ہاتا۔	۴۴۳	۳۷۴	متھرا داس کھتری۔	۴۲۳
"	مانکوجی۔	۴۴۴	"	میدنی رائے چہان۔	۴۲۴
"	جکمتا۔	۴۴۵	"	مدن چہان۔	۴۲۵
"	مُریدھر۔	۴۴۶	۳۷۵	بابا منگلی۔	۴۲۶
"	مان سنگھ ہاڈا۔	۴۴۷	۳۷۶	بہمن داس۔	۴۲۷
۳۷۵	نیل کنٹھ زمیندار اُڑسیہ۔	۴۴۸	۳۷۶	رائے منگت بھدوریہ۔	۴۲۸
"	رائے نرائن داس۔	۴۴۹	۳۷۶	رائے مان سنگھ۔	۴۲۹
۳۷۶	راجہ تھمل۔	۴۵۰	۳۷۱	حکم سنگھ سیسودیہ۔	۴۳۰

نمبر شمار	نام	صفحہ	نمبر شمار	نام
۱۵۷	نہرو داس جھالا۔	۳۷۲	۱۶۴	ہر دے نرائن۔
۱۵۸	راوت نرائن داس سیٹویہ۔	۳۷۵	۱۶۵	ہر داس جھالا۔
۱۵۹	نامہر سو لکھی۔	۳۷۲	۱۶۶	ہر رام کچھواہا۔
۱۶۰	راجہ ناگر مل۔	۳۸۰	۱۶۷	راؤ ہر چند کچھواہا۔
۱۶۱	ہر داس۔	۳۶۵	۱۶۸	بابا جی دیو ریہ۔
۱۶۲	ہربان زمیندار چند کوٹھ۔	۳۶۷	۱۶۹	ہمیر رائے دکھنی۔
۱۶۳	ہر دے نرائن ہاڈا۔	۳۷۰	۱۷۰	ہر رائے۔

خاص واقعات کی فہرست

نمبر شمار	مضمون	کس کے حال میں
۱	جودھ بانی والدہ شاہجہان کا مختصر حال	راجہ اڈے سنگھ راٹھور
۲	شیر کا شکار اور راجہ انوپ سنگھ کی بہادری۔	راجہ انوپ سنگھ بڑگوہر۔
۳	اورنگ زیب کے استقلال اور پٹیکل جوڑ توڑ کی ایک دایت	ہمارا راجہ اجیت سنگھ راٹھور۔
۴	خاندان مغلیہ اور راجپوتوں کی سب سے پہلی قربت۔	راجہ بھاڑا مل کچھواہا۔
۵	جیل اور فتا کی بے نظیر بہادری اور شہنشاہ اکبر کا انکی یادگار قائم کرنا۔	امیر لال امر راجہ بھگوانی اس۔
۶	راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شاہزادہ سلیم کی شادی۔	ایضاً۔
۷	شاہ سلیم والدہ شاہزادہ خسرو کا مختصر حال۔	ایضاً۔
۸	راجہ بھگوان داس کی بیٹی ہونی لاہور کی جامع مسجد۔	ایضاً۔
۹	شیطان پورہ۔	راجہ بیرہ۔

صفحہ	کس کے حال میں	مضمون
۱۰۳	راجہ بدن سنگھ بھدوریہ	جھروکہ درشن -
۱۰۴	ایضاً -	موضع پٹ ایشراو رجینا کا خوشنام نظر -
۱۱۸	پرسوجی بھونسلہ	حاکمگیر کا دوہند و ملازمن کو برخاست کر کے اُن کی میش قرار پنشنین مقرر کرنا -
۱۱۶	عمدۃ الملک اچہ ٹوڈرل -	راجہ ٹوڈرل کے عہد میں دفتر کا انتظام نئے قواعد -
۱۲۵	ایضاً	ہندوؤں کا فارسی پڑھنا - اور دفاتر شاہی میں فارسی کا عام طور سے رائج ہونا اور ہندوؤں کا ترقی کرنا -
۱۵۶	ہمارا راجہ جسونت سنگھ راٹھور -	اجپین کی لڑائی (شہنشاہ اورنگ زیب ہمارا راجہ جسونت سنگھ سے)
۱۵۸	ایضاً -	کچھوہ کی لڑائی (اورنگ زیب شجاع سے) جسونت سنگھ کی موجود بازی اور نگہداشت کا استقلال -
۱۶۰	مرزا راجہ - جے سنگھ کچھواہا -	شاہجہان کا بیمار ہونا اور شاہزادوں کا سلطنت کے لیے آپس میں لڑنا
۱۶۸	ایضاً	شاہزادوں شجاع اور شاہزادہ سلیمان شکوہ کی لڑائی -
۱۶۹	ایضاً	اورنگ زیب کے استقلال کی ایک اور روایت
۱۷۱	ایضاً	راجہ جے سنگھ کا خط جسونت سنگھ کے نام
۱۸۰	دھیراج راجہ جے سنگھ سوئی	زیچ محمد شاہی -
۱۸۱	ایضاً	شہر جے پور کا آباد ہونا -
۹۱	رے خوشحال چند -	نادر شاہ کے فتوحات کی فہرست -
۲۰۵	راجہ رے سال درباری -	کچھواہے اچھو توئی گوت شیخاوت (سیکھاؤٹ) کی وجہ تسمیہ -
۲۳۰	راجہ راج روپ	جنگ دوم داراشکوہ و اورنگ زیب -
۳۴	رے ایمان - راجہ رکھنا تھ سعدیہ شاہ	شاہجہان کے عدل و انصاف کی ایک روایت

نمبر شمار	مضمون	کس کے حال میں
۲۷	سیوا جی کا دربار عالمگیر میں آنا اور بھاگ جانا۔	راجہ رام سنگھ کچھواہا۔
۲۸	احمد آباد گجرات میں ہندو مسلمانوں کا فساد ہونا۔ اور اُس مقدمہ کا فیصلہ۔	راجہ رتن چند
۲۹	راجہ رتن چند کا اقتدار محکمہ قضا پر۔	ایضاً
۳۰	مہم رن تھنبور۔	رے سرحن ہاڈہ۔
۳۱	شاہجہان کا مجبور ہو کر جہانگیر سے باغی ہونا۔	عہد الملک ابراہیم گجراتی روہس
۳۲	معرکہ سموگڈہ (اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی پہلی لڑائی)	راؤ ستر سال ہاڈہ
۳۳	راجگان میواڑ کا سلسلہ نسب اور ابتدائی تاریخ۔	رانا کرن۔
۳۴	رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے بُت۔	ایضاً۔
۳۵	ایک راجپوت کے قصاص میں ایک سید کا قتل ہونا۔	راجہ گردھر کچھواہا
۳۶	راجہ مان سنگھ اور رانا پرتاب کی ملاقات۔	مرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ کچھواہا۔
۳۷	خطاب مرزا۔ راجہ کی اصلیت۔	ایضاً
۳۸	قوم ہندو کی وجہ تسمیہ۔	راجہ مدھکرساہ ہندیلہ۔
۳۹	مسلمانوں کی ابتدائی حالت اور اخیر زمانہ کا مقابلہ	راجہ نول رے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

باب اوّل

ہندوستان میں ہندو ائیرین فائین کا اپنے مقتوحین سے برتاؤ

ہندوستان کے
اصل باشندے

حکماء فرنگ نے مختلف علامتوں اور نشانوں سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے
اصل باشندے اور لوگ تھے جو جنگوں اور پہاڑوں میں رہتے اور شکار کر کے اپنا پیٹ
پالتے تھے۔ اس کے بعد جیون اور سیحون کے میدانوں سے ایک زبردست قوم نے
آکر آہستہ آہستہ کل ملک پر اپنا قبضہ کر لیا اور بیان کی سرسبزی اور زرخیزی دیکھ کر بین زمین گم
ہوئے۔ اس قوم کا نام ایرین (آریا) تھا۔ یہ نہایت ذہین اور طباع اور اس زمانے
کی حیثیت کے بموجب اعلیٰ درجے کی مذہب اور تعلیم یافتہ قوم تھی۔ ان لوگوں نے علم الہی
فلسفہ حکمت۔ نجوم۔ ریاضی۔ وغیرہ میں قابل قدر ترقی کی جنگوں کو کاٹ کاٹ کر زراعت
کے قابل بنایا۔ تجارت صنعت و حرفت میں نام پیدا کیا۔ غرض کہ ہر قسم کی تہذیب و

ایرین غاص

نشانی کی پھیلا کر ہندوستان کو جنت نشان بنایا۔

ہمیں اس مقام پر صرف یہ دکھانا مد نظر ہو کہ اس فاتح قوم کا اپنے مفتوحین کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا۔ سخت تعجب ہو کہ باوجود تہذیب و شائستگی کے ان کا برتاؤ اپنے مفتوحین کے ساتھ سخت ظالمانہ تھا۔ جب ان لوگوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ملک کے اصلی باشندے کچھ توڑتے رڑتے داین بائین جنگلوں اور پہاڑوں میں گھس گئے۔ گونڈ بھیل وغیرہ جنگلی قومیں انھیں کی نسل سے بتائی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ فقیہانوں کی غلامی اور غلامی کے کام میں آئے ان کو انھوں نے ایسی ذلیل حالت میں رکھا کہ خود ان کو شور و رنج (شکار) ذلیل کے لقب سے عار نہیں رہا۔

ذہن منو

اس فاتح قوم کے مشہور و معروف مجبوسہ قوانین میں جو قوانین منو کے نام سے موسوم اور حضرت عیسیٰ سے نو برس پیشتر کا لکھا ہوا خیال کیا جاتا ہے سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہو کہ لوگوں کو چار برہمن (فرقوں) میں تقسیم کیا ہو۔ اول تبرکت (برہمن) دوم سپاہی (پھتری) سوم تختی (ولیش) چہارم خدمتی (شودر) ان میں برہمنوں کو غایت درجے کی عظمت اور بزرگی اور شودروں کو نہایت درجے کی ذلت و خواری دی گئی ہے۔ اگرچہ فاتح قوم کے تینوں فرقوں میں بھی برابری قائم نہیں رکھی گئی لیکن ہر ایک کو عزت حاصل ہو اور بعض مذہبی رسموں میں تینوں فرقے شریک ہوتے ہیں۔ اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں تینوں فرقوں کے انتظام کے واسطے یہ قانون بنایا گیا ہے جو چوتھے فرقے سے یہ قانون صرف اسی قدر متعلق ہو جس قدر کہ ان تینوں فرقوں کی خدمت سے علاقہ رکھتا ہو۔

ہنوئی

تمام احکام سیاست میں بھی برہمن اور سب فرقوں پر تری رکھتا ہو اسی طرح پھتری ویش منسے پر فوقیت رکھتا ہو۔ نہایت سخت جرموں میں بھی برہمن سخت سزا پانے سے آزاد ہو۔ اور فرقوں پر جو کچھ ہر وقتہ دی وغیرہ برہمن سے ظہور میں آوے اس کی پاداش

میں کچھ تھوڑی سی تنبیہ مقرر ہے۔ لیکن اور فرقوں کے لوگوں سے جو کچھ جرم اس کی نسبت واقع ہوا اسکی وہ چند سزا میں کی گئی ہے۔

شود فرضی کا مختصر فرض یہ بیان کیا گیا ہے کہ اور فرقوں کی وہ خدمت کیا کرتے ہیں لیکن اُس کا بڑا فرض برہمنوں کی خدمت کرنا ہے۔ یہ بھی اجازت ہے کہ اگر وہ نان و نفقہ کا محتاج ہو اور برہمنوں کی خدمت حاصل نہ ہو سکے تو پختیوں کی خدمت اختیار کرے اور اگر ان کی بھی خدمت میسر نہ آوے تو کسی مالدار ویش کی خدمت کرے۔ اگر اس فرقے کے لوگوں کو یہ معمولی کام نہ مل سکے تو وہ دستکاری کے کام مثل معاری۔ نجاری۔ مصوری۔ محرمی کے اختیار کرے۔

شود کہو بیدار شد اور مذہبی کتابیں پڑھنے کی اجازت نہیں البتہ ہوم کرنے کی اجازت ہو۔ لیکن برہمن کا اُس سے ہوم وغیرہ کروانا ایسا سخت گناہ ہے کہ کفارہ دینا پڑتا ہے۔ برہمن کو شودر کے روبرو بھی بید کا پڑھنا درست نہیں۔ شودر کو دھرم ناستر کے مسئلے سکھانا یا اُس کے گناہ کے کفارہ کا طریق بتانا برہمن کو اُس دامن میں ڈالتا ہو جس کو آسم ورتا کہتے ہیں اُس کو دُنیائے کام میں بھی نصیحت کرنا منع ہے۔ برہمن کو ایسی سخت اور مکرر سکررتنبیہ اور تاکید کسی اور جرم پر نہیں کی گئی جیسی شودر سے نذرا وریسینٹ لینے کی ممانعت میں کی گئی ہو اور اس جرم کا کفارہ جب تک کہ وہ اُس دھننا کو واپس نہ کر دے تیرتھ جاترہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی برہمن فاتے سے جان بلب ہو تو شودر سے خشک نانچ لے لینا جائز ہو مگر اُس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز نہیں۔ شودر اپنے آقا کے پس خوردہ سے

۱۰۸۔ اشوک ۲۶۹ و ۳۶۸ و ۳۶۹۔ باب ۱۱۔ اشوک ۲۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵۔ اور باب ۱۱۔ اشوک ۲۰۵ و ۲۰۶۔ صفحہ باب ۱۰۔

اشلوک ۹۱۔ ۳۵ باب ۹۔ اشلوک ۳۳۴۔ ۳۵ باب ۱۰۔ اشلوک ۱۲۱۔ ۳۵ باب ۱۰۔ اشلوک ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔

۶ باب ۱۰۔ اشوک ۱۳۸ و ۱۳۹۔ ۷ باب ۱۰۔ اشوک ۱۰۵۔ لغایت ۱۱۱۔ و باب ۱۱۔ اشوک ۴۲، ۴۳۔ ۸ باب ۱۰۔

اشلوک ۹۹۔ باب ۸۔ اشلوک ۸۰ و ۸۱۔ باب ۱۱۔ اشلوک ۸۲۔ نفايت ۱۴۷۔ باب ۱۰۔ اشلوک ۱۱۱۔

بالا جاوے اور اترے ہوئے پھٹے پڑانے کیسے پہنئے۔ شودر کو اگر کچھ مقدور بھی ہو تو بھی دولت
جمع کرنیکی اس وجہ سے اجازت نہیں کہ وہ دولت مند ہو کر شاید کسی برہمن کو رنج پہنچائے
اگر کوئی شودر کسی اعلیٰ فریقے کے آدمی کو گالی دے تو اسکی زبان کاٹ لیجاوے۔ اگر برہمن
کے پاس ایک ہی فرزند پڑیجھا جاوے تو اس کے چوڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے
اگر شودر برہمن کو دھرم کی باتیں بتائے تو اس کے منہ اور کانوں میں کھوتا ہوا تیل فیالین۔
شودر کے قتل کا کفارہ بھی مذہب کی رو سے وہی ہو جوتی۔ کتے چھپکلی۔ مینڈک اور بت
سے قسم کے جانوروں کے مار ڈالنے کا کفارہ ہو۔ اگر شودر کو اس کا مالک آزاد بھی کر دے
تو بھی وہ خادم کا خادم ہی رہتا ہو۔ مخدوم نہیں بن سکتا کیونکہ جو حالت اسکو خالق نے
بخشتی ہو اس میں سے کون اسے نکال سکتا ہو۔

اسی طرح کے اور بھی بہت سے قانون ہیں جن سے نہایت برجمی ظاہر ہوتی ہو اور
اعلیٰ فرقوں کی رعایت سے شودر پر نہایت سختی روا رکھی گئی ہے۔

مفتوحین کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ صرف ایرین قوم ہی پر محدود نہ تھا بلکہ اسلام
سے پہلے تمام دنیا میں فاتح قوموں نے ہمیشہ مفتوحین کو جانوروں سے بدتر سمجھا ہے
رومن نے تمام مفتوحہ قوموں کو غلام بنا رکھا تھا۔ ہندوستان میں شودروں کی حالت
پھر بھی کسی قدر غنیمت تھی۔ چنانچہ انفسٹن صاحب اپنی تاریخ ہندوستان میں تحریر فرماتا
ہے کہ بہر کیف شودر فرقے کی حالت قدیم زمانے کی جمہوری سلطنتوں کے غلاموں یا متوسط
زمانہ کے پاجیوں اور اورہ خادم فرقوں کی حالت سے تنگدست نہ جانتے ہیں بہتر تھی۔ اسلام نے
دنیا میں قدم رکھتے ہی اس عام رواج کو دفعہً مٹا دیا۔ اور مفتوحین کے ساتھ مساوات
کا درجہ قائم کر کے دنیا کو سکھا دیا کہ حقوق عامہ میں جب قدر آدمی آسمان کے نیچے ہیں سب

۱۱۔ باب ۱۱۔ اشلوک ۱۳۵۔ ۱۲۔ باب ۱۰۔ اشلوک ۱۲۹۔ ۱۳۔ باب ۸۔ اشلوک ۲۰۰۔ ۱۴۔ باب ۸۔ اشلوک ۲۰۱۔

۱۵۔ باب ۸۔ اشلوک ۲۰۲۔ ۱۶۔ باب ۸۔ اشلوک ۲۱۳۔ ۱۷۔ باب ۸۔ اشلوک ۲۱۴۔

برابر ہیں۔ آج جن قوموں کو اپنے تمدن و تہذیب پر ناز ہے ان کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے مسادات کو قائم رکھا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ آج تک وہ اسلام کی فاضلی کا مقابلہ نہیں کر سکے۔

مسلمان جب ہندوستان میں آئے تو اُس وقت بھی مندرجہ بالا قوانین جاری تھے چنانچہ مشہور مورخ البیرونی نے جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان میں آیا تھا برہمنوں کے نسبت لکھا ہے: "برہمن مجرموں کے ساتھ بہت نرمی کیجاتی تھی مثلاً اگر کوئی برہمن کسی دوسری ذات کے آدمی کو مار ڈالتا تھا تو اسکو کچھ برت اور خیرات اور پوجا کرنے کی سزا دیجاتی تھی۔ اس کے مقابلہ میں ہندوستان کے مسلمان فاتحوں نے اپنے مفتوحین کے ساتھ جو کچھ برتاؤ کیا اسکو ہم آئندہ بابونین بیان کرنے ہیں۔

باب دوم

اسلامی عہد میں مذہبی آزادی

جس زمانے میں کہ دنیا کے تمام ملکوں خصوصاً یورپ میں مذہبی آزادی کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا اسلامی ممالک میں غیر قوموں کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ ہندوستان میں سب سے پہلے سندھ کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ اُس وقت مشہور سپہ سالار محمد قاسم نے تمام ملک میں سادوی کراوی کہ کسی کے مذہب میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کیجاو گی۔ ہر شخص کو اختیار ہو کہ نہایت آزادی سے اپنے مذہبی رسوم بجالائے۔ اس کے بعد برہمنوں کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے مندر تعمیر کرا لیں۔ ملک کے محاصل سے فیصدی تین روپیہ جو ہمیشہ سے مندروں کے خرچ کے واسطے ملتا آیا ہو بدستور ملتا رہیگا۔

سلسلہ شمس العلماؤ کا دانش خان کی تاریخ ہندوستان۔

جب خاص ہندوستان میں مسلمانوں کے اقبال کا ستارہ چمکا تو بیان بھی اُنھوں نے
 مذہبی آزادی کے اُصول کو نہایت قیاضی سے قائم رکھا۔ اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ اکثر
 مسلمان فاتحوں نے ابتدائی حملوں کے جوش خروش میں یا کسی متعصب مسلمان بادشاہ
 نے کسی ہندو راجہ یا رعایا کی تفاوت پر برا فروختہ ہو کر اکثر مندوں کو لوٹا اور مورتوں کو
 توڑا۔ لیکن امن کے زمانے میں کبھی ایسا فعل جائز نہیں رکھا گیا بلکہ مسلمانوں نے اپنی طرف
 سے مندروں کے اخراجات اور پوجاریوں کے وظائف کے واسطے بہت سی جاگیریں
 دے رکھی تھیں۔ باوجود اس کے کہ یورپین موزوں اور ساحوں نے مسلمانوں کے عہد
 کی تاریخین نہایت متعصبانہ نظر سے لکھی ہیں لیکن اس سے وہ بھی انکار نہیں کر سکے۔ اس کے
 نسبت ذیل میں ہم انکی تحریر کا اقتباس درج کرتے ہیں۔

ہندوستان میں
 مذہبی آزادی

مسلمان بادشاہوں کی طرف سے مندروں کے واسطے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ
 شاذ و نادر تھا لیکن یہ دعویٰ نہیں کہ بالکل معدوم ہو۔
 اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جس کو اکبر اعظم کے دور حکومت میں سب سے زیادہ
 ترقی ہوئی ہندوؤں کے مذہب کے ماننے اکثر بتا جاتا تھا۔ بیان تک کہ شاہی اوقاف
 جو مندروں کے لئے مقرر ہوتے تھے اُن کا لحاظ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندوؤں
 کے مذہب میں دست اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھادی تھی۔

مندو کا وقف

مسلمان فرمان رواؤں کی نسبت یہ اعتراض بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اُن کے عہد
 میں نئے مندربنے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن یہ سراسر غلط ہو۔ وہی۔ اگرہ۔ متھرا۔ برہا ایشور۔
 وغیرہ میں جو اسلامی قوت اور سطوت کے خاص مرکز تھے بہت سے مندر شاہان اسلام
 کے عہد کے تعمیر شدہ اس وقت تک موجود ہیں چنانچہ بدرابن کے مشہور مندر گوہنوجی
 گوپی ناتھ جی۔ دودھن من جی۔ مہارنجھو چلتین جی (۱۵۷۲ء) کے چیلے

نئے مندر

روپ سنان گوشائین نے جنگی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے مسلمان تھے مسلمانوں ہی کے عہد میں بنوائے تھے۔

اب ہم مذہبی آزادی کی نسبت مختلف تالیفوں کی تحریروں اور سیاہوں کے چشم دید حالات کو جو انھوں نے اپنے سفر ناموں میں لکھے ہیں شہادت میں پیش کرتے ہیں۔

دکن میں
مذہبی آزادی

دکن کے شاہان سلف کے زمانے میں غیر مذہب والوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل تھی۔ ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفر نامہ میں سستی کے بیان میں لکھا ہے جو بیانات سستی کے بہت لکھے گئے ہیں۔ ان میں بلا شک مبالغہ کیا گیا ہے اور آجکل پہلے کی نسبت سستی کی تعداد

رسم سستی اور
مذہبی آزادی

کم ہو گئی ہو کیونکہ مسلمان جو اس ملک کے فرمان روا ہیں اس وحشیانہ رسم کے نیست و نابود کرنے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں اور اگرچہ اس کے متنازع کے واسطے کوئی مقررہ قانون نہیں ہے۔ کیونکہ انکی تدبیر مملکت کا یہ ایک جزو ہے کہ ہندو کی خصوصیات میں جنگی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ ان کے مذہبی رسوم کے بجالانے میں ان کو آزادی دیتے ہیں۔ تاہم سستی کی رسم کو بعض ایچ بیج کے طریقوں سے رکھتے رہتے ہیں۔ بیان تک کہ کوئی عورت بغیر اجازت اپنے صوبے کے حاکم کے سستی نہیں ہو سکتی اور صوبے دار ہرگز اجازت نہیں دیتا جب تک کہ قطعی طور پر اس امر کا یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے ارادے سے ہرگز باز نہ آوے گی۔

مید سوچ گمن

اسی سفر نامے میں دہلی کے سوچ گمن (صفحہ ۱۱۵-۱۱۶) کے نشان اور پوجا پاٹ کے حال میں لکھا ہے۔ "سلاطین مغلیہ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن ان پرانی رسوم کے آزاد طور پر بجالانے کو یا تو اس خیال سے منع نہیں کرتے کہ ہندوؤں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کرنا چاہتے ہی نہیں یا دست اندازی کی جرأت نہیں رکھتے۔"

۱۷۷۰ ہندوستان گذشتہ حال مصنفہ ریلے بلا دلا الذی جہاۃ صفحہ ۱۱۵-۱۱۶۔ ۱۷۷۱ مبنی گزیر جلد ۱۳۲ صفحہ ۷۰۔

۱۷۷۲ ترجمہ سفر نامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۱۶۲-۱۶۳۔ ۱۷۷۳ جلد دوم صفحہ ۱۵۰۔

بنگالہ کے حال میں لکھا ہے ”بہت سے پرتگیزی اور دوغلیوریٹین اور اوریسیائیوں نے
جنگجوچ لوگوں نے انکی مختلف آبادیوں سے نکال دیا ہے اس زرخیز ملک میں آکر
پناہ لی ہے۔ چنانچہ قسریہ جیسوٹ اور اگستین کے لوگوں نے جنگی بڑی بڑی مذہبی عمارتیں
ہیں اور جو اپنے مذہبی اعمال کو آزادانہ اور بلا وقت عمل میں لاسکتے ہیں مجھے اس
بات کا یقین دلایا کہ صرف ہوگی میں آٹھ ہزار سے نو ہزار تک عیسائی بستے ہیں۔ اور
اس ملک کے اور حصوں میں تو انکی تعداد پچیس ہزار سے بھی زیادہ ہے۔“

موسیو تھیونیو فرانسسیسی سیاح نے جس نے ۱۷۶۷ء سے ۱۷۷۷ء تک ہندوستان کی
سیاحت کی اپنے سفر نامے میں لکھا ہے ”اکثر بستیوں میں مندر بنے ہوئے تھے۔ ہندو
گاڑیوں میں جاتے ہوئے جا بجا ملتے تھے جو ان مندروں میں اپنی پوجا کے واسطے
آئے تھے۔“

اسی سیاح کے سفر نامے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مغلوں کے صوبہ بالا گھاٹ
اور سلاطین دکن کے قلمرو میں عیسائیوں کے بہت سے گارج۔ خانقاہیں موجود تھیں
اور عیسائی پادری اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے برابر آتے جاتے تھے اور نہایت
آزادی سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ رسلے بہادر لالہ بیچا تھ صاحب اپنی کتاب
”ہندوستان گذشتہ و حال“ میں مسلمانوں کی حکومت کے طریقے کے بیان میں لکھتے ہیں۔
”ہندو کیسے قدر حقارت کے ساتھ دیکھے جاتے تھے مگر سولے جزیہ لے جانے اور ایک
دو اور معاملات میں امتیاز کئے جانیکے اور کوئی مداخلت ان کے مذہب میں نہیں
کیجاتی تھی نہ ان سے کوئی دشمنی کا برتاؤ ہوتا تھا۔ بہت سے ہندو حساب اور مال
کے محکمہ میں نوکر ہوتے تھے۔ مبارک خلی کے وقت میں کل گورنمنٹ کا طریقہ ہندوستان

۱۷۷۷ء تا ۱۷۸۰ء اکثر ریزر جلد دوم صفحہ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ دکن میں موسیو تھیونیو ایک فرانسسیسی کی سیاحت مسند

تھا ہندو لوگ اپنے مذہب کو کم تبدیل کرتے تھے۔

عظیم ہندو

اسلامی عہد حکومت میں مذہبی آزادی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہو کہ ہندوؤں کے بڑے بڑے واعظ اصلاح کنندگان اور موجدان مذہب نہایت آزادی سے اپنے اپنے مذہب اور طریقے کی اشاعت میں سرگرم تھے۔ اور کوئی انکو نہ روکتا تھا۔ اور جب تک کوئی شخص ملک کے پولٹیکل معاملات سے الگ تھا ملک رہتا کبھی اُس کے مذہبی معاملات میں دست اندازی نہ کی جاتی تھی۔ چنانچہ گورو رامانند بابا کبیر داس۔ گورو نانک۔ مہاراجہ جٹین جی۔ روپ سائن گوشائین۔ بلبہ اچاریہ جی۔ بابا سور داس جی۔ گوشائین تلسی داس۔ بابا توکارام وغیرہ کے حالات اس کے ثبوت میں موجود ہیں اور ہندوؤں کی طرح تعلیم یافتہ مسلمان بھی انکو عزت و عظمت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

جزیہ کی بحث

غیر مذہب والے اسلام پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اُس نے غیر مذہب والوں پر کافر ہونیکا ٹیکس جزیہ کے نام سے لگا کر مسلمانوں اور غیر مذہب والوں میں نہایت متعصبانہ اور نامناسب تفریق قائم کیا ہو۔ اور یہ ایک ایسا جبر تھا جس سے بچنے کے لئے غیر قومین اسلام قبول کرنا گوارا کر لیتی تھیں۔ علامہ زمان شمس العلماء لانا محمد شبلی صاحب نعمانی نے ایک مستقل رسالہ الحجریہ کے نام سے لکھ کر اس الزام کی بخوبی تردید کر دی ہے اور نہایت قوی اور متین دلیلوں اور مستند تاریخی روایتوں سے ثابت کر دیا ہے کہ جزیہ دراصل فارسی کے لفظ گزیہ کا جس کے معنی خراج کے ہیں معرب ہے اور سب سے پہلے نو شیروان نے جو دنیا میں عادل لقب سے مشہور ہے جزیہ کے قواعد مقرر کیے تھے۔ اور عموماً اہل فوج کو اس ٹیکس سے بری رکھا تھا۔ اسلام نے جو انتظام قائم کیا اُس کی رو سے ہر مسلمان فوجی خدمت کے واسطے مجبور کیا جاسکتا تھا۔ جب

غیر مذہب والوں پر اسلام کی حکومت ہوئی اور ان کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑی تو چونکہ انکو فوجی خدمت پر مجبور کر نیک اسلام کو کوئی حق حاصل نہ تھا۔ نہ وہ لوگ ایسی پر خطہ خدمات کے واسطے بہ خوشی راضی ہو سکتے تھے۔ اس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنی حفاظت کیلئے کوئی معاوضہ دین۔ اسی معاوضہ کا نام جزیہ تھا۔

جزیہ کی عام شرح تین روپیہ اور چھ روپیہ سال تھی۔ خاص خاص حالتوں میں زیادہ تعداد میں روپیہ سالانہ تھی۔ کسی کے پاس لاکھوں روپیہ ہوں تو اس سے زیادہ نہیں دینا پڑتا تھا۔ مین برٹس سے کم عمر اور بچائش برٹس سے زیادہ عمر والے۔ اور عورتیں۔ مفلوج۔ معطل۔ بعض۔ نابینا۔ مجنون۔ اور مفلس لوگ جن کے پاس دو سو روپہم سے کم ہوں۔ جزیہ سے مستثنیٰ تھے۔ کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ ایسے بلکے ٹیکس سے بچنے کیلئے دنیا میں ایک شخص نے بھی اپنا مذہب چھوڑا ہوگا۔

یہاں پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہو کہ حسب طرح یہ فوجی ٹیکس صرف غیر مذہب والوں سے لیا جاتا تھا اسی طرح صرف مسلمانوں سے زکوٰۃ اور عشر کا ٹیکس اس سے بہت زیادہ تعداد میں وصول کیا جاتا تھا۔

یہ بات بھی قابل یاد رکھنے کے ہو کہ اگر کسی غیر قوم نے فوجی خدمت پر رضامندی ظاہر کی تو وہ اسی طرح جزیہ سے بری رہی جس طرح خود مسلمان ہندوستان میں بعض بعض مسلمان بادشاہ ہندوؤں سے جزیہ لیتے رہے۔ سلطنت کے انقلابوں میں کبھی موقوف ہو جاتا تھا۔ کبھی مقرر ہو جاتا تھا۔ اکثر کے وقت میں جب ہندوؤں نے فوجی ملازمت اختیار کرنی تو سبھیہ جلوس میں عام طور سے جزیہ معاف کر دیا گیا۔ اور رنگ زیب نے ست زہنی فرقہ اور دیگر ہندوؤں کی بغاوت سے برا فروخت ہو کر سبھیہ جلوس میں پھر جزیہ مقرر کر دیا لیکن جو ہندو فوجی ملازمت میں تھے جزیہ سے مستثنیٰ رہے۔ چنانچہ راجپوتانہ کے جملہ راجہ جو فوجی خدمات انجام دیتے تھے جزیہ سے بری تھے۔ صرف رانا اودے پور جو

فوجی خدمت بجا نہ لاتا تھا جزیہ ادا کرتا تھا۔ اور جزیہ کے عوض میں اُس نے اپنے دو پرگنے ماڈل پورا اور بدل پورا بادشاہ کے حوالے کر دیئے تھے۔

مسلمان بادشاہ
اور شاعتِ اسلام

ہندوستان میں بادشاہوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ انھوں نے ہندوؤں کو جبراً مسلمان کیا اور ہندوستان میں مذہبِ اسلام کو تلوار کے روز سے پھیلایا۔ اس غلط اور متعصبانہ الزام کی تردید غیر مذہب والوں کی تحریروں سے کیجاتی ہے۔

سرافرڈ لائل نے لکھا ہے کہ جو فاتحین اسلام شمالی ہند میں شاہی خاندانوں کے بانی ہوئے یا جنھوں نے دکن میں اسلامی سلطنتیں قائم کیں اُن کو مذہب کی کچھ پروا نہ تھی۔ ان میں اکثر ایسے تھے جن کو تبلیغِ مذہب کی مہلت ہی نہیں ملی کیونکہ یا تو ملک کے فتح کرنے میں اُن کا وقت صرف ہوا۔ یا خانہ جنگیوں سے اُن کو فرصت نہ ہوئی۔ یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی مثل یا تاتاری ہوتے تھے۔ پیغمبرِ عرب کے دین پر خود اُن کو استحکام نہ تھا۔ اور وہ جو شش اور ولولہ جو سام ابن فوخ کی اولاد کا خاصہ ہے اور جس کا منہ عرب کے قدیم عام برادرانِ اسلام نے دکھایا تھا چھوٹی نہ گیا تھا۔ جو سلطنت انھوں نے قائم کی اُسکی حیثیت ہمیشہ جنگی رہی۔

ہندوستان کے مسلمان فاتحوں کے دل میں کوئی ایسا خیال جبکہ دوسروں کی آخرت کی بھلائی پانے کا خیال کہتے ہیں موجود نہ تھا جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل میں ہوا کرتا ہے۔ اور جس نے خود اسلام کی اشاعت میں بڑے بڑے کام کیے۔ خلیجی تعلق۔ لودی لڑائیوں میں عموماً ایسے مصروف رہے کہ اسلام کی ترقی دینے کی مہلت نہ ہوئی۔ لوگوں کو مسلمان کرینے کی جگہ ملکوں سے خراج وصول کرنیکا اُنکو زیادہ خیال رہا۔

سرافرڈ لائل انیشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۰۹۔ مطبوعہ لندن ۱۹۰۶ء۔

دعوتِ اسلام ترجمہ بریجنگ آف اسلام مصنفہ۔ ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ صاحب بی۔ اے۔

خاندانِ مخلیہ میں اورنگ زیب اور جنوبی ہند میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان
 پر مذہبی سختی اور ہندوؤں کو جبراً مسلمان کرنے کے الزام بہت لگائے جاتے ہیں۔ پروفیسر
 آرنلڈ صاحب نے اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں اسکی نسبت تین جہاں
 مقامی روایتیں بیان کر کے لکھا ہے: "ان باتوں کے پڑھتے وقت یہ یاد رکھنا چاہیے
 کہ ان کی شہادت میں صرف مقامی اور خاندانی روایتیں ہیں لیکن اورنگ زیب
 عہد کی کتب و تاریخ میں جہاں تک ممکن ہو بجز مسلمان کرنا کمین ذکر نہیں اور قرین قیاس
 ہو کہ اورنگ زیب نے جسکی طبیعت میں مذہب کا بڑا جوش تھا شمالی ہند کے نسبت ہندوؤں کو
 اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم تسلیم کر دیں۔
 اور یہ وجہ ایسی ہو جس کے بتانے میں کچھ دقت نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح حیدر علی
 اور ٹیپو سلطان نے جو قریب زمانے کے مشہور بادشاہ گذرے ہیں اس بات میں
 شہرت حاصل کی کہ انھوں نے بہت سے ہندو خاندانوں اور ہندو رعایا کو بعض
 حصوں کو زبردستی مسلمان کر لیا۔ حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان بادشاہوں کے عہد
 سے بہت پہلے کا واقعہ ہے۔"

اورنگ زیب نے ترقی دین کے جوش میں نو مسلموں کے ساتھ کھلے ہاتھ سے
 فیاضی کی۔ لیکن اس نے غیر مذہب کے لوگوں پر مذہبی باتوں میں سختیان نہیں کیں۔
 ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کے مختصر حالات اگر اس موقع پر لکھ جائیں
 تو غالباً بے موقع نہ خیال کئے جاویں گے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی عملداری قائم
 ہونے سے پہلے داعیانِ اسلام کے ذریعے سے اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔
 داعیانِ اسلام ہندوستان کے مختلف دور و دراز ملکوں اور راجپوتانہ کے ریگستانی

اسات اسلام
 کا مختصر حال

۱۔ گزیر صدر بہمنی جلد ۲ صفحہ ۳۳۲ و جلد ۲ صفحہ ۳۸۲۔

۲۔ تاریخ ہند ترجمہ انگلزانڈر ڈاؤ جلد ۳ صفحہ ۳۱۱۔ مطبوعہ لندن ۱۸۱۶ء۔

حصّوں میں پہنچ گئے تھے۔ اور نہایت سلامت رومی سے اسلام کی اشاعت میں
 مصروف تھے۔ چنانچہ جہان جہان ان نیک نیت داعیان اسلام کا قدم پہنچا۔
 اسلام کو اپنی اشاعت میں بلا جبر و اکراہ بڑی اور مستقل کامیابی حاصل ہوئی۔ اسلام ہر
 شخص سے خود مخاطب ہوا اور فرمان رواؤں سے لیکر مفلسوں تک میں سلاکھوں
 کو اپنا پیرو بنالیا۔ بہت سی قومیں جو صد ہا سال سے ہندوؤں کے طبقے سے خارج
 اور نہایت ذلت و خواری سے اپنے دن کاٹ رہی تھیں۔ اُن کو اسلام نے
 اپنے اخوت کے دائرے میں لیکر عزت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا۔ سلطنت اسلامیہ
 کے قائم ہونے کے بعد اگرچہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ملکی غلبہ حاصل ہو گیا۔ اور مذہب
 اسلام کی اشاعت میں کسی کو مجال مزاحمت کی نہ رہی تھی۔ لیکن عام طور سے ان
 بادشاہوں اور ان کے امیروں کا رویہ ایسا بڑا تھا کہ غیر مذہب والے ان کے
 اسلام کی حالت دیکھ کر مذہب اسلام کو کبھی اچھا تصور نہ کر سکتے تھے۔ اکثر بادشاہ
 شراب و کباب عیش و عشرت کے متوالے تھے۔ اور اُنھوں نے تمام فرائض
 مذہبی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو اُن مقامات میں جہاں
 اسلامی عملداری اور اقتدار نہ تھا بہ نسبت اُن مقامات کے جہاں اُنکی حکومت مدّتوں
 تک نہایت شان و شوکت اور عظمت سے قائم رہی بہت زیادہ کامیابی حاصل
 ہوئی۔ چنانچہ دہلی اور آگرہ کے قرب و جوار میں جہاں اسلامی قوت اور سطوت کا
 صدیوں تک مرکز رہا مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے برخلاف اس کے جنوبی
 ہندوستان اور مشرقی بنگالہ میں جہاں مسلمانوں کی پولیکل قوت بہت ہی ضعیف
 تھی اُن کی اوسط تعداد ان ممالک سے بہت زیادہ ہے۔

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبہ بنگال میں حاصل
 کی۔ اُسکی نظیر کسی دوسرے صوبے میں نہیں ملتی مسئلہ عین جث مل کا باب

راجہ کانٹس مر گیا تو اُس نے راج کے تمام سرداروں کو جمع کیا اور اُن کے سامنے مسلمان ہونیکا قصد ظاہر کیا اور کہا کہ ایسی حالت میں اگر تمہیں میری سلطنت سے انحراف ہو تو میں بہت خوشی سے اپنے چھوٹے بھائی کو راج کا مالک کر دوں گا۔ تمام سرداروں نے متفق ہو کر جواب دیا۔ کہ ہم آپ کے مطیع اور فرمان بردار ہیں۔ امور دنیوی میں مذہب اور دین کا کچھ کام نہیں ہے۔ جہلم نے علمائے لکھنؤ کی طلب کر کے مذہب اسلام اختیار کیا اور اپنا نام جلال الدین رکھا۔ اسکے زمانہ حکومت میں کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی سارے پانچ سو برس کی حکومت میں صرف اسی مسلم بادشاہ کا عہد ایسا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہندوؤں پر ظلم ہوئے۔ بنگالی نو مسلموں کی کثرت ایسے شہروں میں نہیں جو کسی زمانہ میں اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہا ہے بلکہ اُنکی حبقہ کثرت ہے وہ دیہات یا ایسے ضلع میں جو جہان مغربی صوبوں کے نو آباد مسلمانوں کا نشان تک نہیں ملے۔

سطح عالمگیر کے عہد میں کشنوار (صو کشمیر) کے راجپوت راجہ نے حضرت شاہ فرید الدین کے کرامات مشاہدہ کر کے اسلام قبول کیا۔ اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہو گئی۔

کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان بادشاہ کی نسبت بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے چودھویں صدی عیسوی میں کسی درویش بلیل شاہ نامی کو چاہیت اور تلقین سے مذہب اسلام قبول کیا تھا۔

غرض کہ ان نیک نیت و ایمان ملت اسلامیہ نے جو انسان کے دلوں کے بادشاہ تھے اپنی اخلاقی قوت سے اکثر سلطنتوں کی کایا پلٹ دی۔ اور اپنا روحانی

۱۵ دعوت اسلام۔ تاریخ فرشتہ۔ ۱۵ دعوت اسلام بحوالہ ایف ڈیورجون اور کشمیر کی ریاستیں

صفحہ ۱۷ مطبوعہ لندن ۱۹۵۷ء دعوت اسلام۔

اخلاقی اثر غیر مسلم قوموں پر ایسا چھوڑ گئے کہ صدیاں ہو گئیں۔ سلون پرنسپلین گذرتی جاتی ہیں۔ مگر اب تک موجود ہے۔ ہندوستان میں کسی مشہور بزرگ کا عرس ایسا نہیں ہوتا کہ حسین مسلمانوں کے ساتھ ہزاروں تعلیم یافتہ ہندو نہایت عقیدت و اخلاص سے نہ شریک ہوتے ہوں۔ عوام میں تو یہ بزرگ اس قدر مانے جاتے ہیں کہ ۱۹۱۸ء کی سرکاری مردم شماری میں صرف ممالک مغربی و شمالی و اوڈھ میں ۲۳۰۳۶۲۳ ہندوؤں نے جو اس صوبہ کی کل ہندو آبادی کے ۸۷٪ تھے اپنا مذہب پیر پرست لکھوایا تھا۔

مذہب ہندو کی
نسبت مسلمان
بزرگوں کی راہ میں

اس مقام پر یہ دکھانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیشوایان دین اور حاملان شرح متین اور فاضل مورخین جبکہ اقتدار اُس زمانے میں نہ صرف عام رعایا بلکہ بادشاہوں اور امیروں پر بھی بید تھا۔ ہندوؤں اور اُن کے مذہب کے نسبت کس قسم کے بے تعصبانہ خیالات رکھتے تھے۔

حضرت میرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ جو سلوک اور تصوف میں بہت بڑے پایہ کے شخص گذرے ہیں۔ یہاں تک کہ قاضی ثناء اللہ صاحب کو آپ کی کفش برداری پر ناز تھا۔ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ ہندو مذہب کی نسبت ہلکو کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ آپ نے مفصل خط میں اس کا جواب لکھا۔ بچھڑانے مکاتیب کے مجموعے میں شائع ہو چکا ہے۔ اُس کا اردو ترجمہ مع اصل متن کے شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی نے شائع فرمایا ہے۔ بوجہ طوالت اصل متن کو چھوڑ کر اردو ترجمہ صبح کیا جاتا ہے۔

آپ نے دریافت کیا تھا کہ کیا کفار ہند کا مذہب بھی شرکین عرب کی طرح کوئی اصل نہیں رکھتا ہے۔ یا اُسکی کوئی اصل ہے۔ اور دیگر ادیان کی طرح منسوخ ہو گیا ہے اور ان کے اسلاف کی نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ اس لئے ایک مختصر بیان

بظہر تحقیق وانصاف لکھا جاتا ہے جو جہد راہل ہند کی پورانی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رحمت الہی نے انسان کی ابتدائی پیدائش کے زمانے میں اُن کے معاوا اور معاش کی درستی کی غرض سے ایک کتاب بتیجس کے چار دفترین اور جو تمام امرونی اور واقعات گذشتہ اور آئندہ کا مجموعہ ہے ایک فرشتہ برہما کے ذریعے سے جو ایجاد عالم کا واسطہ ہو نازل کی۔ اُس زمانے کے علمائے مجتہدین نے اس کتاب سے چھ مذہب استنباط کر کے عقائد کی بنیاد اُن پر قائم کی اس فن کو دھرم شاستر کہتے ہیں جس سے علم کلام مراد ہے۔ اسی طرح چار توہین سترا دیں۔ اور چار طریقے اُس کتاب سے مستنبط کر کے ہر طریق کے لیے ایک مسلک خاص مقرر کیا۔ اور تمام اعمال اور افعال کی بنیاد انھیں طریقوں پر قائم کی۔ اس فن کو کرم شاستر کہتے ہیں جس سے علم فقہ مراد ہے۔

چونکہ یہ لوگ احکام میں نسخ و تبدیل کے قائل نہیں ہیں اور عقل اس کو تجویز کرتی ہے کہ ہر زمانے میں انسانی طبائع کے لحاظ سے اعمال و احکام میں تغیر و تبدل ہو۔ اس لئے انھوں نے زمانے کی چار تقسیمیں کیں۔ اور ہر ایک کا نام جگت مقرر کر کے ہر ایک کے لئے اُس کتاب سے ایک دستور عمل مرتب کیا۔ اسکے بعد متاخرین نے جو کچھ تصرف کیا ہے وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

ان کے تمام فرقہ خدا کی وحدت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور تمام عالم کو حادث اور مخلوق مانتے ہیں اور نظام عالم اور خسرو و نشر جسمانی اور نیک و بد کی سزا اور جزا کا اقرار کرتے ہیں۔ اور تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور ریاضت و مجاہدات اور تحقیق معارف و مکاشفات میں جس قدر اُن کو ہمارت و ید طولی حاصل ہے وہ ان کے کتب خانوں سے جواب تک موجود ہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ اور یہ بُت پرستی کی رسم بغرض عبودیت اور شرک نہیں۔ بلکہ اس سے دوسری غرض ہے۔ اسکے

مذہب کے عقلاؤں نے انسانوں کی عمر کے چار حصے مقرر کئے ہیں۔ (۱) علوم و آداب کی تحصیل کیلئے (۲) معاش اور اولاد کے لئے (۳) درستی اعمال اور تہذیب نفس کی غرض سے (۴) ترک دنیا اور تجرد کی مشق میں جو انسان کی ترقی کا اعلیٰ میعار ہے اور نجات کبریٰ جس کو ہماکت کہتے ہیں اسی پر موقوف ہے۔

الحاصل اُن کے اُصول مذہب میں ایک ایسا نظم و نسق پایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین بھی مرتب لیکن منسوخ شدہ ہے۔

ہماری شریعت میں ادیان منسوخہ میں سے سولے یہود و نصاریٰ کے کسی دین کا ذکر نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اس کے علاوہ بہت سے دین منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور ہر مذہب اس صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے۔ پس غور کرنا چاہیے کہ یہ آیہ کرمیہ **وَلَا يَمْنُنَ مِنَ الْمَنِّ إِلَّا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ هُمْ يُؤْمِنُونَ** سے معلوم ہوتا ہے کہ ممالک ہند میں بھی رہنما و پیغمبر بھیجے گئے ہیں جنکے احوال اُن کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور اُن کے اخبار اور آثار سے جو ہنوز باقی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ذی رتبہ اور صاحب کمال تھے۔ اور خدا کی رحمت نے اس وسیع سرزمین میں بھی ہندوؤں کے مصالح و اغراض کو ملحوظ رکھا ہے۔

مشہور ہے کہ جناب خاتم الرسلؐ سے پہلے ہر قوم میں ایک نبی بھیجا گیا۔ اور اُس قوم پر اسی نبی کی اطاعت واجب ہوتی تھی۔ دوسری قوم کے نبی سے اُن کو غرض نہ ہوتی۔ لیکن ہمارے پیغمبر خاتم المرسلینؐ کے ظہور کے بعد جو تمام دنیا کے نبی بنا کر بھیجے گئے اور جنکا دین تمام ادیان کا ناسخ ہے۔ کوئی شخص شرق و غرب میں اس بات کا جائز نہیں کہ آپؐ کی اطاعت سے باہر قدم رکھ سکے۔ اس لئے اب صرف وہی لوگ کافر ہوئے جو آپؐ کی ابتداء بعثت سے آج تک جس کو ایک ہزار ایک سو اسی سال ہوتے ہیں۔ آپؐ پر ایمان نہ لائیں نہ وہ لوگ جو اس مدت سے پہلے رحلت کر چکے۔

اور جبکہ ہماری شریعت حسب تصریح مہتممہ مرقصہ علیہ وسلم مقرر ہوئی ہے تو ان کے حق میں سکوت علیہ اکثر انبیاء کے حال سے ساکت ہے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے حق میں سکوت اختیار کرنا چاہیئے۔ نہ ہکوان کے مقلدین کے کفر و احاد پر ایمان واجب ہے۔ نہ اُن کی نجات پر اعتقاد فرض ہے۔ لیکن اگر تعصب نہ ہو تو جمالِ حسن ظن موجود اور متحقق ہے۔ اسی طرح اہل فارس بلکہ تمام اُمم ماضیہ کے حق میں جو جنابِ اسماءِ علیہ السلام سے پہلے گزر چکی ہیں۔ اور شریعت ان کے حق میں ساکت ہو یہی اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ اور بے نصرت قطعی کسی کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔

بُت پرستی کی حقیقت یہ ہے کہ بعض فرشتے جنکا تصرف جنابِ باری کے حکم سے اس عالم میں جاری ہے۔ یا بعض کالمین کی روحیں جنکا تصرف اس قالب کے چھوڑ دینے کے بعد اس عالم میں باقی ہے۔ یا بعض زندہ ہنسلا جو اُن کے اعتقاد میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرح تا ابد زندہ رہیں گے۔ یہ لوگ اُن کی تصویریں بنا کر توجہ کرتے ہیں اور ایک مدت کی مشق میں اُس صاحب صورت سے مناسبت پیدا کر لیتے ہیں۔ اور اُسی نسبت سے تمام حوائج معاش و معاد کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل ذکرِ رابطہ سے مشابہت رکھتا ہے جو تمام صوفیان اسلام کے یہاں معمول ہے۔ کیونکہ وہ بھی صورتِ شیخ کا تصور کرتے ہیں۔ اور اس کے ذریعے سے شیخ کے کمالات کو حاصل کرتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر رہتا ہے کہ حضراتِ صوفیہ شیخ کی تصویر نہیں بناتے اس اعتبار سے یہ عقیدہ کفار عرب سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ کفار عرب بتوں کو تصرفِ الٰہی کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُن کو بلا واسطہ موثر اور متصرف خیال کرتے تھے۔ اور اُن کو خدا کے زمین اور خدا کو خدا کے آسمان کہتے تھے اور یہی شرک ہے۔

اور یہ سجدے کی رسم اُن میں بغرض عبودیت نہیں ہے۔ بلکہ یہ سجدہ سجدہ تمجید ہے۔

کیونکہ ان کے بیان مان اور باپ اور پیر اور استاد کے لئے بجائے سلام کے بھی سجدہ معمول ہے جو جس کو مذہبوت کہتے ہیں۔ اور اعتقادنا منح مستلزم کفر نہیں ہے۔

مشہور مورخ البیرونی جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان میں آیا تھا ہندوؤں کی نسبت لکھتا ہے۔ ہندو گو بہت پرست کہے جاتے ہیں مگر بہت پرستی عوام الناس میں ہے عقلا و میں نہیں ہو وہ ایک خدا کو جسکی ابتدا اور انتہا نہیں ہے جو اپنی مرضی سے جو چاہتا ہو کرتا ہو۔ جو قادر مطلق ہو۔ جو دانائے کل ہو۔ جو سارے میں موجود ہو۔ زندگی بخشا ہو۔ حکومت کرتا ہو۔ اور سب کی حفاظت کرتا ہے۔ جو اپنی بادشاہی میں زلا ہوا جسکی مشابہت کسی چیز سے نہیں ہو سکتی۔ مانتے ہیں۔
فاضل بے نظیر علّامی ابو الفضل آئین الہری میں لکھتے ہیں۔

میں ہندو عقلمندوں کی صحبت میں بہت رہا ہوں۔ اور میں نے اُن کے ہر فرقے اور مذہب کے مسائل معلوم کر کے اس کتاب میں اس غرض سے لکھے ہیں۔ کہ آئندہ کے عقلمند افلاطون و ارسطو اور صوفیوں کے مسائل سے اُن کا مقابلہ کر کے بلا دخل دینے تعصب کے یہ معلوم کر سکیں گے۔ کہ حقیقت کیا چیز ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں نہایت بے بہا اور اعلیٰ ہدایتیں ہیں۔ میں اپنے مضمون کو کیسے ادا کروں جبکہ میں کار و دنیا میں غرق ہوں..... (ہندو) خدا کو خوش کرنے کی غرض سے اپنی زندگی کو بخوشی دیدیتے ہیں۔ سب کو خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور اگر لوگ پتھر اور لکڑی کی مورت یا کسی اور چیز کی تعظیم کرتے ہیں تو اُس کو بیوقوف آدمی تو بت پرستی جانتا ہے مگر میں نے بہت سے عقلمندوں سے معلوم کیا ہے۔ کہ اُنھوں نے بعض خدا پرستان مقبول بارگاہ کی تصویر کو وسیلہ اپنی و جمعی کا مقرر کیا ہے تاکہ اُن کا دل دوسری طرف منتشر نہ ہوا اور وہ خدا کی عبادت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور تمام اپنی

عبادت اور عادتوں میں اُسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور اُسی کو سب سے برتر سمجھتے ہیں۔ اور رہتا۔ کو جس کا کچھ ذکر اس کتاب کے شروع میں ہو چکا ہے اپنا خالق اور بنسٹ کو پالنے والا اور قائم رکھنے والا مخلوق کا جانتے ہیں۔ اور رُزور کو جنسین ہما دیو بھی کہتے ہیں نیسٹ نابود کرنے والا مانتے ہیں۔ ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ خدا نے ان تینوں پاک مورتوں میں اس طرح جنم لیا ہے کہ قطعی ناپاک نہ ہوا۔ اور یہ مثال بعینہ اسی ہے کہ جس طرح انصاری مسیح کو برنگی دیتے ہیں۔ اور ایک گروہ اس بات پر ہے کہ انسان اپنی نقاست اور خدا پرستی اور نیک عادتوں سے اعلیٰ رتبے پر پہنچتا ہے۔ غرض کہ خدا پرستی اور نفس کشی ان لوگوں میں اس قدر ظاہر ہوتی ہے کہ اور کسی ولایت میں نہیں ملے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے جو بڑے پایہ کے محدث اور عالم تھے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضورؐ کنیا جی کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ اُن کے حق میں چُپ رہنا چاہیے لیکن بھاگوت سے جو ہندوؤں کی معتبر کتاب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ”کنیا جی“ اولیاء میں سے تھے۔ اور اُن کے مقام متھرا وغیرہ بلا شاک عشق انگیز ہیں یعنی اُن مقاموں میں اللہ کا عشق دل سے جوش کرنا ہے حضرت ”شاہ عبدالرزاق صاحب باسوی“ فرماتے تھے کہ جب میں حج کو جاتا تھا کنیا جی کے مقاموں میں سے ہو کر گذرا۔ اُن کی روح میرے سامنے حاضر ہوئی اور پانچ اشرفیان نذرین کہ مکیش یعنی مکہ شریف کو آپ جاتے ہیں اس کو خرچ کیجیے۔ میں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اللہ کے سوا اور کسی سے مدد نہیں چاہتا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ”کنیا جی“ نجات والوں میں سے ہیں۔

مولوی عبدالغفر صاحب لکھنوی مصنف بشارت احمدی اپنی کتاب کے آخر میں مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ اُن کو لازم ہے کہ راجہ رام چند را اور کنہیا جی وغیرہ اگلے بزرگوں کو بُرا کہنے سے توبہ کرین البتہ جو ہندو اُن کو خدا سمجھ کر پوجتے ہیں اُن کے رسموں اور میلون اور تماشوں سے لاکھون کو سبھا گین۔

یہی نہیں کہ ہمارے مذہبی پیشواؤں اور عالموں نے ہندوؤں کے مذہب کی نسبت اس قسم کی بے تقصیبی کے خیالات ہی ظاہر کئے ہوں بلکہ جب کسی متعصب بادشاہ نے کسی بات پر جوش میں آکر ہندوؤں کے مذہبی فرائض کے ادا کرنا نہیں چاہا تو انہیں پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے نہایت آزادی سے اُس کی مخالفت کی۔ اور اگر کسی موقع پر ظالم بادشاہ کے خوف سے جرات نہ کر سکے تو اُس کے مرنے کے بعد اُسکی تلافی پر آمادہ ہو گئے۔

میلہ تھانیسری
نسبت ایک مسلمان
عالم کی رائے

تھانیسری ہندوؤں کا تبرک مقام ہے۔ وہاں ہر سال اشنان کا میلہ نہایت دھوم دھام سے ہوتا ہے سلطان سکندر رودی نے جس نے سید سالار مسعود غازی جی کے نیزہ کا مشہور میلہ بھی بند کر دیا تھا اس میلے کے بھی بند کرنا کا ارادہ ظاہر کیا مگر عباد اللہ اچودھی نے جو بڑے مشہور عالم اور بزرگ تھے اس معاملے میں بادشاہ کی سخت مخالفت کی۔ اور نہایت آزادی سے فرمایا کہ تجھ نے کو ویران کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ اور جس حوض یا دریا میں قدیم سے غسل ہوتا آیا ہے۔ اُس کی مانعت کرنا کسی طرح روا نہیں ہے۔ یہ جواب سنکر بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور خنجر ہاتھ میں لیکر اُن کی طرف دوڑا اور کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے۔ انھوں نے اُسی آزادی سے پھر جواب دیا کہ جو کچھ شرع شریف کا حکم ہے وہ بتانا ہوں ماننا ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔ یہ جواب سنکر بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ اور وہ اس خیال سے درگزر کیا۔

بشارت احمدی ص ۱۱۱ تاریخ فرشتہ وغیرہ۔

سلطان سکندر روالی کشمیر کے عہد میں سیہ بُت نام ایک برہمن مسلمان ہو گیا اور ترقی پا کر وزارت کے درجے پر پہنچ گیا۔ اس نو مسلم نے ہندوؤں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا چونکہ بادشاہ کے مزاج میں وہ بہت ذلیل تھا لہذا اسکے احکام میں کوئی دم نہ مار سکا۔ جب سلطان سکندر کا انتقال ہو گیا اور اُس کا بیٹا شاہی خان سلطان زین العابدین کے نام سے تخت نشین ہوا۔ تو اُس نے علماء اور فضلاء عہد کے مشورے سے سیہ بُت کے عہد کے تمام احکام کو منسوخ کر کے اُن کل برہمنوں کو جو سیہ بُت کے خوف سے ملک سے نکل گئے تھے ممالک و دروہرات سے سفر خرچ بھیج کر بلایا۔ اور اُن کے واسطے جاگیریں مقرر کر دیں۔ اور اپنی رعایا کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دیکر مندروں کے اخراجات کے واسطے جاگیریں اور وظیفے مقرر کر دیئے جو لوگ سیہ بُت کے خوف سے مسلمان ہو گئے تھے اُن کے واسطے حکم دیا کہ جس مذہب کی چاہیں پیروی کریں۔ چنانچہ وہ سب اپنے اصلی مذہب کی پیروی کرنے لگے۔ بادشاہ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ باپ کے عہد کے مظالم احکام کی تلافی کی غرض سے جزیہ معاف کر کے اپنے تمام ممالک محروسہ سے گاؤ کشی کی بھی ممانعت کر دی۔

اس قسم کی عام مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اگر کسی خاص بادشاہ کے اصلی یا فرضی مذہبی تعصب کے واقعات کو پیش کر کے یہ کہا جائے کہ اسلامی حکومت میں مذہبی آزادی کا نام تک نہ تھا ظلم نہیں تو کیا ہے اگر کسی خاص بادشاہ نے مقررہ اصول کے خلاف کیا تو اُس کا اعتراض سب بادشاہوں پر نہیں ہو سکتا بعض بعض بادشاہوں نے خود مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم کئے ہیں کہ اُن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ علاوہ الدین خلجی نے جالور کے پٹھانوں کی بغاوت کو اس سختی سے

فرمایا کہ ان کی عورتوں کو سر بازار ہندوؤں کے حوالے کر کے بے عزت کرایا۔ کیا یہ بھی کسی نقشب کی وجہ سے تھا۔

اس قسم کی خاص خاص مثالیں مسلمانوں ہی کی تاریخ میں موجود نہیں بلکہ خود ہندوستان

جین اور بودہ
اور ہندو مت کا ایک
دوسرے کے مندر کو
توڑنا۔

ہی میں بودہ اور جین اور برہمن مذہب کے پیروکار ایک دوسرے کے مندروں اور
مورتوں کو تباہ و برباد کر چکے ہیں۔ شمس العلماء مولوی ذکا اللہ خان گجرات کی تاریخ
میں لکھتے ہیں۔ اور لکناؤ میں بھی یہی جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات میں جین اور
برہمن مذہب مروج تھے جو ایک دوسرے کے استیصال کے درپے رہتے تھے
ہمیشہ ان کے درمیان میں جنگ و پیکار رہتی تھی۔ ایک دوسرے کو عبادت خانوں
کو سہا کرتے تھے جبکہ کھنڈرات تک موجود ہیں۔ ابتدا میں جین مذہب والوں کا
ستارہ چمکا۔ آخر کو برہمن مت کا عروج ہوا۔

اسی طرح بودہ مذہب والوں نے اپنے عروج کے زمانے میں ہندوؤں کے
مندروں کو غارت کیا جنہیں بقول مصنف ہندوستان گذشتہ وحال "شکار چاریجی"
ہماراج نے از سر نو تعمیر کرایا۔

باب سوم

مال و جائداد اور قانونی اور دیگر معاشرت کے حقوق

ہندوستان کی تمام تاریخیں اس بات کی شاہد ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے عہد
حکومت میں مال و جائداد اور قانونی اور معاشرت کے تمام امور میں ہمیشہ فاتح
اور مفتوح کے حقوق کو مساوی درجے پر قائم رکھا ہے۔ جب کوئی نیا ملک فتح ہوا تو

مال اور جائداد
کے حقوق

۱۰ ہندوستان گذشتہ وحال صفحہ ۱۰۶۔

امن و امان قائم ہوئے بعد جس قدر مال و جائداد جس کے قبضے میں تھا عموماً بجال رکھا گیا۔ شیر شاہ سوز کے عہد تک دیہاتی انتظام اور وصول مالگذاری کا وہی انتظام قائم رہا جو ہندوؤں کے عہد سے چلا آتا تھا۔ اگرچہ فیروز شاہ تغلق نے فوج کو بجائے نقد تنخواہ دینے کے زمین دینے کا سلسلہ جاری کیا۔ لیکن جوزمین اس طرح فوج کو مرحمت ہوئے ان پر وہی لوگ قابض رہے جو قدیم سے چلے آتے تھے صرف وصول مالگذاری کا حق جاگیردار کو حاصل تھا۔ شمالی ہند میں اول شیر شاہ سوز اور اُس کے بعد اکبر عظمیٰ کے مشہور و معروف وزیر راجہ ٹوڈرمل اور جنوبی ہند میں ملک عنبر نے دیہات کا سلسلہ انتظام از سر نو قائم کیا۔ تمام ملک کی پیمائش ہو کر مالگذاری مقرر کی گئی۔ پُرانے زمینداروں کا قبضہ بجال رکھا گیا۔ اگرچہ پارے مورخین نے اس قسم کے واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن یورپ کے جیٹاح اس عرصے میں ہندوستان میں آئے اُن کے سفر ناموں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ فاتحین کے اس فیاضانہ طرز عمل سے ہندوستان سونے کی چڑیا بنا ہوا تھا۔ ^(Nicolaoni Conti) مین کولوڈی کوئی یورپ کا ایک سیاح ہندوستان میں آیا تھا وہ لکھتا ہے کہ گجرات اور گنگا کے کنارے بہت سے شہر اور خوبصورت باغ اور باغیچے تھے۔ اور ماراضیہ ^(MARACIA) تک پہنچنے میں اُس کو چار بڑے شہر ملے۔ اور ماراضیہ میں سونا چاندی جواہرات بکثرت تھے باربوسہ ^(BARBOSA) اور برتال ^(BARTIMAL) بھی لکھتے ہیں۔ سولہویں صدی میں ہندوستان میں آنے والے ایسا ہی بیان کرتے ہیں۔ باربوسہ کا بیان ہے کہ کیمبے ایک بڑا خوبصورت شہر تھا جس کے چاروں طرف ملک شاداب اور سب قوموں کے سوداگروں سے آباد تھا۔

افسیقہ کا مسلمان سیاح ابن بطوطہ جو کہ محمد شاہ تغلق کے وقت میں جبکہ ملک میں چاروں طرف غدر پھیلا ہوا تھا ہندوستان میں آیا۔ اور مدت تک وہی کا قاضی رہا۔

اگر کسی بادشاہ کو کسی مسجد یا اور کسی عمارت کے واسطے زمین لینے کی ضرورت ہوتی تھی تو زمین قرار معاوضہ دیکر لی جاتی تھی چنانچہ جامع مسجد اکرہ کے واسطے شاہجہان کے عہد میں جو زمین لی گئی اُس کی قیمت اصل قیمت سے دس اور پندرہ گنا زیادہ دی گئی تھی۔ اسی طرح ممتاز محل کے مقبرہ کے واسطے معاوضہ دیکر زمین حاصل کی گئی تھی۔

قانونی حقوق میں سب ضروری قصاص کا حق ہے یعنی خون کے معاملے میں فاتح اور مفتوح کے حقوق برابر سمجھے جائیں۔ اسلام نے نہایت فیاضی سے اس معاملے میں بھی مساوات کا حق قائم رکھا ہے اس کی اکثر مثالیں ہندوستان کی تاریخ میں موجود ہیں۔

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں اُس کے ایک چارہزاری امیر ملک متیق بن جامدار نے اپنی جاگیر بدایون میں ایک غریب فراس کو کوڑوں سے اتنا پٹوایا کہ وہ مر گیا۔ اُس کی بیوی دربار شاہی میں دادخواہ ہوئی۔ سلطان نے بعد ثبوت جرم ملک متیق کے اتنے گوڑے لگوائے کہ وہ بھی مقتول کے پاس جا پہنچا۔ اس کے بعد اُس کی لاش بدایون کے دروازے پر لٹکوا دی گئی۔

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے مشہور امیر خان عالم کے بھتیجے ہوننگ نے ایک غریب کو مار ڈالا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ خود اس مقدمے کی تحقیقات کر کے اُسکے قتل کا حکم صادر کیا۔ جہانگیر نے اس مقدمے کا حال خود اپنی توڑک میں لکھ لکھا ہو "حاشا کہ درین امور رعایت خاطر شاہزادہ نہ کر دہ بہ اُمر او سائر بندہ چہ رسد۔ امید کہ توفیق رسیق باد"۔

اسی بادشاہ کے عہد میں جلسہ جلوس میں ایک مشہور اور خاندانی امیر سید کبیر یاد

۱۰ ملا حظہ ہو بادشاہ نامہ ملا عبدالحیدر لاہوری جلد اول صفحہ ۵۰۲ سال دہم جلوس مطبوعہ شیاہک سوسائٹی کلکتہ۔

۱۱ مرزا راجہ جو سنگھ کا حال دیکھو۔ ۱۲ تاریخ فرشتہ۔ ۱۳ توڑک جہانگیری صفحہ ۳۳۳ مطبوعہ علی گڑھ۔

ایک راجپوت کے قصاص میں قتل کیا گیا۔

مقتل ہوائی
دفعہ جاری

قصاص کے علاوہ دیگر مقدمات دیوانی و فوجداری میں بھی فاتح مفتوح کی کوئی تمیز نہ تھی۔ دونوں کے واسطے ایک قاعدہ قانون تھا۔ قاضی مفتی بلار و رعایت قضایا کو فیصلہ کرتے تھے۔

علیٰ محمود بادشاہ بھی دن میں ایک مرتبہ دربار عام کیا کرتے تھے۔ اور اُس میں بلا کسی قسم کی روک ٹوک کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ شخص حاضر ہو کر دادخواہ ہو سکتا تھا۔ کسی قسم انصاف کے واسطے کورٹ فیس۔ وکیل درخواست تحریری وغیرہ کی ضرورت نہ تھی۔ بہ استثنائے چند عیاش طبع پادہوں کے سب کو عدل و انصاف کا اس قدر خیال تھا کہ آج سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا۔ سلطان غیاث الدین بلبن اپنے بیٹوں سے ہمیشہ نصیحت کیا کرتا تھا کہ اگر تم عاجزون پر کسی طرح کا ظلم روا رکھو گے تو میں تمہیں بھی اس کی سزا دوں گا۔ شیر شاہ سورا کا مقولہ تھا۔ کہ عدل تمام فضائل میں ایسا محمود ہے کہ سلاطین اسلام اور غیر اسلام سب کو پسند ہو۔ کوئی طاعت عدل کے برابر نہیں۔ کفر و اسلام دونوں عدل کے مستحق ہیں۔ فرمان روا یا خانان مغلیہ کو جس طرح دیگر معاملات میں فرمانروایا ہندوستان میں خاص امتیاز حاصل ہو۔ اسی طرح اس معاملے میں بھی ہے۔ اکبر کے عدل و انصاف کے حالات عام طور سے مشہور ہیں۔ اُس نے ہندوؤں کے مقدمات کے فیصلے کے واسطے برہمنوں کو مقرر کیا تھا۔ جہانگیر نے تخت پر قدم رکھ کر سب سے پہلا حکم صادر کیا کہ ایک زنجیر تیار کی جائے اور اُس کا ایک سر قلعہ آگرہ کے شاہ برج پر لٹکایا جائے دوسرا دریائے جمنہ کے کنارے ایک سنگین میل سے باندھا جائے اور تمام ملک میں منادی کر دیا جائے کہ اگر حکامان عدالت کسی مظلوم کی فریاد سنیں یا مستغنی کا اطمینان اُن کے فیصلے سے نہ ہو تو اُس کو لازم ہے کہ اس زنجیر کو ہلاک کرے۔

زنجیر عدل

سلہ راجہ گردھ کچھو ہا کا حال دیکھو۔

اس کی فریاد بخوبی سنی جاوے گی۔ اس زنجیر کا نام زنجیر عدل تھا شاہجہان کی نسبت تمام مورخوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شاہجہان سا انتظام کرنیوالا کوئی بادشاہ مغلوں میں نہیں ہوا۔ اس کے عہد میں عدالتوں میں پورے طور سے انصاف کیا جاتا تھا۔ اہالیان دربار اور عوام میں کوئی فرق نہ تھا۔ شہنشاہ اور رنگتیب کو عدل انصاف کا جس قدر خیال تھا وہ رقعات عالمگیری کے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے ڈاکٹر برنیہ فرسیسی سیاح اپنے سفر نامے میں دربار عام و خاص کے حالات میں لکھتے ہیں ”اس موقع پر مستغیث جو عرضیاں پیش کرتے ہیں وہ تمام و کمال بادشاہ کے ملاحظہ اور سماعت میں آتی ہیں۔ اور بادشاہ بذات خود مستغیثوں سے دریافت حال کرتا اور اکثر ستم رسیدہ لوگوں کو فوراً داد دیتا ہے۔ اور ہفتہ میں ایک دن خلوت میں کامل دو گھنٹے تک ایسے دس غربا کی عرضیاں سنتا ہے جو مستغیثوں میں سے چن لئے جاتے ہیں۔ اور جبکہ پیش کرنیکا کام ایک نیک اور دو لقمہ دار مسن شخص کے سپرد ہے اور ایک دن عدل و انصاف کے کمرے میں جس کو ”عدالت خانہ“ کہتے ہیں دو بڑے قاضیوں کے ساتھ بیٹھ کر واد رسانی کرتا اور اس میں کبھی ناغہ نہیں دیتا۔ اس سے بخوبی عیاں ہے کہ ایشیائی بادشاہ جن کو ہم اہل یورپ جاہل اور ناتراشیدہ خیال کرتے ہیں وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی داد دہی اور انصاف رسانی میں جو ان پر واجب عقلت نہیں کرتے“

یہی ڈاکٹر صاحب جو اورنگ زیب کے وزیر امور ات خارجہ نواب دانشمند خان کی سرکار میں ملازم اور اپنے آقا کے ساتھ بادشاہ کے سفر کشمیر میں ہمراہ تھے ایک خط میں لکھتے ہیں ”ہم اپنی حاجت روائی لوٹ کھسوٹ سے بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں ایک ایک بسوہ زمین خالصہ ہے

بھی جانی ہو اور رعیت پرست درازی اور تعدی کرنا گویا بادشاہ کو مال میں دست اندازی کرنا ہوگا۔
 ہندوستان میں دو ڈہائی سو برس بعد اب یہ تجویز پیش ہو کہ ایک کمیونٹو (عالمانہ) اور جوڈیشل
 عدالتی (اختیارات ایک حاکم کے اقتدار سے نکال کر علیحدہ علیحدہ حکام کے سپرد کرنا چاہیے۔ یہ
 دونوں اختیارات ایک حاکم کے سپرد ہونے سے سطح اکثر موقعوں پر انصاف کا خون ہوتا
 ہو کہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں ان دونوں حکموں کو الگ علیحدہ
 علیحدہ کر دیا تھا یعنی قاضیوں اور فقہوں کو صوبہ داروں کے اقتدار سے نکال کر مقدمات جزئی اور
 کلی میں خود مختار کر دیا۔ اور اس کل محکمہ کا افسر قاضی عبدالوہاب احمد آبادی کو مقرر کر کے
 قاضی القضاات کے نام سے موسوم کیا۔ اگرچہ بادشاہ کا یہ طرز عمل حکام صوبجات کو سخت
 ناگوار گذرا اور اکثر انھیں نے حکام عدالت کے اختیارات میں دست اندازی کرنا چاہا مگر
 اورنگ زیب کی وفات تک یہ محکمہ صوبہ داروں اور حکام ضلع کی ماتحتی سے آزاد رہا۔
 مسئلہ زمین اورنگ زیب نے ایک نیا حکم جاری کیا تھا کہ جس شخص کو سرکار شاہی
 پر کسی قسم کا دعویٰ ہو وہ نہایت زامی سے دلیل شاہی کے مقابلے میں اپنا دعویٰ عدالت
 میں رجوع کر سکتا ہو حکام عدالت کے نام ہدایت جاری ہونی کہ اگر انکی عدالتوں میں اس قسم
 کا کوئی دعویٰ دائر ہو تو بلا رو رعایت اسکا فیصلہ کریں۔ اگر دعویٰ ثابت ہو تو سرکار شاہی سے
 اسکا روپیہ ادا کیا جائے۔ تمام صوبوں کے صدر مقاموں اور بڑے بڑے شہروں میں شاہی دلیل
 متعین کیے گئے کہ ہمیشہ قاضی کی عدالت میں حاضر رہیں۔

افسوس کہ میں فاتح اور مفتوح کے حقوق کی بحث شروع کر کے کہاں سے کہاں جا پہنچا اگرچہ
 اسکے ثبوت میں ہندوستان کی تاریخ بہت سی مثالیں پیش کر سکتی ہو۔ لیکن نوجون طوالت
 شیر شاہ سور کے عہد کی صرف ایک مثال درج کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ ایک دن
 شاہزادہ عادل خان شیر شاہ کا بڑا بیٹا ہاتھی پر سوار آگرہ کے ایک کوچہ میں سے ہو کر گذرا۔

سہ ترجمہ سفرنامہ ڈاکٹر بریلو جلد دوم صفحہ ۱۰۷۔ منتخب الباب جلد دوم صفحہ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۵۔ منتخب الباب جلد دوم صفحہ ۱۰۷۔

عالمانہ اور
 عدالتی اختیار
 کی علیحدگی۔

راستہ میں ایک بقال کی عورت اپنے گرمین برہنہ ہمارہی تھی۔ مکان کی دیوار میں بھی نہیں
 شاہزادہ نے ایک پان کا بیڑا اُس کی طرف پھینک دیا۔ عورت بڑی پاکدامن تھی نہ
 سے جان دینے پر آمادہ ہو گئی۔ اسی اثنا میں شوہر گیا اُسے سمجھا بھجا کر عورت کو خود کشی کے ارادہ سے
 باز رکھا۔ اور بیڑا ہاتھ میں لیکر دیوان عام میں پہنچا جب بادشاہ نے اُسکی فریاد سنی بہت
 افسوس کیا اور بعد تحقیقات کے حکم دیا کہ سطح بقال کو ہاتھی پر سوار کر کر عادل خان کی عورت اُسکے
 سلسلے کج جائے تاکہ وہ اُسکی طرف پان کا بیڑا سطح پھینکے۔ اس حکم پر امرا اور وزرا نے بہت عرض معروض
 کی مگر بادشاہ نے کوئی بات نہ سنی اور فرمایا کہ عدل میں امیر غریب سب برابر ہیں میں ہرگز نہیں
 دیکھ سکتا کہ میرے فرزند رعایا کے ساتھ ایسی لٹو حرکت کریں۔ آخر جب بقال نے خود رضی نامہ
 دیدیا۔ اُسوقت بادشاہ نے مجبور ہو کر سکوت اختیار کیا۔ معاشرے کے تمام امور میں بند بھی مسلمانوں کے
 برابر تھا۔ اُسکے جانے سمجھے جاتے تھے بخشش سخاوت خیرات میرات میں نہ صرف بادشاہ وقت بلکہ عام مسلمانوں
 کی نگاہوں میں بھی اُنکو ساویانہ درجہ حاصل تھا۔ دربار میں لیاقت کے بلو جب اُنکے ساتھ اعزاز
 کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ شاہ ہند (محمد تغلق)
 جو گیون کی بہت خاطر کرتا ہے۔ اور اُن کی صحبت میں بیٹھتا ہے ایک دن میں
 بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا کہ وجوہ آئے۔ بادشاہ اُن سے بہت محبت اور خلاص
 سے پیش آیا۔ سلطان سکندر دہلی نے جس کے تعصب کی بہت سی حکایتیں شہور
 ہیں جہاں مسلمانوں کو بڑی بڑی جاگیریں مرحمت کیں وہاں ہندوؤں کو بھی جھوٹے
 اُس کی اطاعت قبول کر لی تھی جاگیریں عطا کیں۔ شیر شاہ اور سلیم شاہ کے
 دربار میں ایک بھات جو فن موسیقی اور ہندی شاعری میں بے نظیر تھا ہما پاتر
 (فاضل) کے خطاب سے موسوم اور نہایت اغزاز و اکرام سے زندگی بسر کرتا تھا
 جب شیر شاہ سورنے اپنے عہد سلطنت میں رہتا اس گڈہ (نچاب) سے تارگانوں

ہنگالہ) تک اور آگرہ سے برہان پور تک ساوڑاگرہ سے جوڈھپور اور چتور تک۔ اور
 لاہور سے ملتان تک چار بڑی سڑکیں بنوائیں۔ اور دوطرفہ میوہ دار درخت لگوا کر
 دودھ کو س کے فاصلے پر سرانین بنوائیں تو ہر سڑکے میں جہاں مسلمانوں کی واسطے
 ہر قسم کی آسائش کا سامان مہیا کیا گیا وہاں ہندوؤں کے واسطے بھی علیحدہ مکانات
 بنوا کر ایک برہمن کو متعین کیا تھا۔ اُس کا فرض تھا کہ ہندو مسافروں کے پینے کے
 واسطے ٹھنڈا پانی اور نہانے کے واسطے گرم پانی تیار رکھے۔ بچھونے بچھانا۔ رسی
 بنانا۔ گھوڑے وغیرہ کے واسطے دانہ اور گھاس کا انتظام کرتا بھی اُسی کے متعلق تھا
 ہندو مسافر کو کھانے پینے کا کچا سامان اور مویشی کے لئے بچالی۔ دانہ۔ چارہ مفت
 سرکار شاہی سے ملتا تھا۔ چاروں سڑکوں پر سترہ سو سرانین تھیں اور ہر سڑکے
 میں یہ انتظام کیا گیا تھا۔ شیر شاہ کے بعد سلیم شاہ نے ان دوسراؤں کے درمیان
 میں ایک ایک سڑکے اور تعمیر کرائی اور ان میں بھی یہی انتظام کیا۔ بلکہ یہ بات
 اور ایجاد کی کہ اپنے اور باپ کے عہد کی ہر سڑکے میں ایک ایک خیرات خانہ جاری
 کیا جس سے فقروں کو اس قدر کھانا دیا جاتا تھا کہ جو ان کے واسطے کافی ہوتا تھا۔
 شہنشاہ اکبر کے دربار میں جہاں بڑے بڑے عالم فاضل اور باکمال مسلمان
 جمع تھے وہیں بڑے بڑے قابل اور نامور پنڈتوں کو وہی اعزاز اور رتبہ حاصل تھا۔
 ابوالفضل نے ان میں اکبری میں جہاں دانش اندوزان دولت کی فہرست دی
 ہے ہندو علماء کے حسب ذیل نام شمار کیے ہیں۔

عبدلکری
 کے ہندو علماء

ہما دیو۔ بھیم ناتھ۔ بابا بلاس۔ نرائن سیوجی۔ مادھو۔ رام بھدر۔ سری بھٹ
 مادھو سرتی۔ جدروپ۔ بھشن ناتھ۔ مدھوون۔ رام کشن۔ نارائن اسر۔ بھدر
 ہرنجی سور۔ باس دیو مھر۔ داود بھٹ۔ باہن بھٹ۔ رام تیرتھ۔ بدھو اس۔ نرسنگ
 گوردی ناتھ۔ برم اندر۔ گوپی ناتھ۔ کجی سین سور۔ کشن پنڈت۔ بنال چند۔

پھنسا چا پچ - کاشی ناتھ -

جاگیر کے دربار میں پھنسا چا پچ بتا رہی - پھتان مصر - جدو پ سناسی -
جو ٹکڑے بچم - کو بڑا اعزاز حاصل تھا -

مجاہد گیری
ہندو علماء

شاہجہان کے عالیشان دربار میں ہر ناتھ - ایک ہندو فاضل خطاب مہاپاتر سے
موصوف تھا - اس سوال سن کر وہ کو خلعت اور اسپ فیل کے ساتھ ایک لاکھ دام
اُس کو انعام میں بادشاہ نے مرحمت فرمائے - اسی طرح جتنا ناتھ خطاب مہاکب رے
(ملک الشعراء) سے موصوف تھا - بادشاہ کی اُس پر اس قدر نظر عنایت تھی کہ کئی دفعہ
روپیوں سے اُس کو ٹکوا کر ہموزن زر انعام عنایت کیا - ان کے علاوہ بنارس کے
ایک فاضل برہمن کی دو ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر تھی -

شاہجہانی
ہندو علماء

اورنگ زیب کے دربار میں سند رنام ایک برہمن جو بڑا ہوشیار اور فہیم تھا -
خطاب کب رے سے موصوف تھا - غرض کہ کوئی اسلامی دربار ایسا نہ تھا جس میں ہندو
فاضل اعزاز و توقیر کے ساتھ نہ موجود ہوں اس کی اس قدر مثالیں پیش ہو سکتی ہیں کہ
جن سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے - چنانچہ مسلمان بادشاہوں نے جس قدر
جاگیر ہندوؤں کو مرحمت کی تھیں اُن سے بہت سی اس وقت تک موجود ہیں جسکی
تصدیق ہر ضلع کے رجسٹر معانیات سے ہو سکتی ہے - پہاڑی پٹھانوں نے جو پرگنہ جالور
(ریاست جودھپور میں ہے) کے رئیس تھے کئی گاؤں برہمنوں کو جاگیر میں دے رکھے
تھے وہ اب تک اُن کے قبضے میں موجود ہیں -

عالمگیر کے عہد
کا ہندو فاضل

محمد عادل شاہ - والی بیجا پور کے عہد میں مسجدوں کے سنگروں سے جہاں مسلمانوں
کو بچا ہوا کھانا ملتا تھا وہیں ہندو محتاجوں کو خشک غذا دی جاتی تھی - ہر شخص کو حسبِ ذیل
جنس ملتی تھی - آرد گندم - چاول - دال - گھی - نقد بریلے لکوی مصباح - مساجد میں جہاں

میر شاہدوں
کا ٹکڑا

مسلمانوں کے واسطے پانی کی سبیل ہوتی تھی اسی کے قریب ایک سبیل ہندوؤں کے واسطے بھی لگائی جاتی تھی جس میں ایک برہمن پانی پلانے کے واسطے نوکر ہوتا تھا۔ ایک روز محمد عادل شاہ سیالپور میں اپنے قصر کی چھت پر کھڑا تھا۔ شام کا وقت تھا۔ شہر وہاں سے خوب نظر آتا تھا۔ جدھر نظر جاتی تھی۔ چاروں طرف مکانوں سے دھواں نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ اسی عرصے میں بادشاہ کی نگاہ محلہ ہمیں پٹی کی طرف جہان ہندو آباد تھے پہنچی جب وہاں دھوئیں کا نشان نہ دکھائی دیا تو تعجب سے اہل دربار سے دریافت کیا کہ اس محلہ میں کھانے پکانے کے آثار کیوں نہیں معلوم ہوتے انھوں نے جواب دیا کہ اس محلے میں برہمن رہتے ہیں جو صرف ایک وقت دوپہر کو کھاتے پکاتے ہیں۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ شاید اس کی وجہ مفلسی اور ناداری ہے۔ اُسی وقت حکم دیا کہ اس محلے والوں کے لئے سرکار سے وظائف مقرر کر دی جائیں۔ اُس وقت سے برہمنوں کے وظائف مقرر ہو گئے اہل دربار نے اس وجہ سے بادشاہ کو یہ نہ بتایا کہ یہ لوگ ناداری کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دستور کے موافق ایک وقت کھانا کھاتے ہیں کہ کہیں وہ مانعان خمیر میں نہ شمار کیے جائیں۔

شاہان مغلیہ کے بڑے بڑے شہروں میں بھی لنگر جانے جاری تھے۔ جن سے مسلمانوں کو پکا پکایا کھانا ملتا تھا۔ اور ہندوؤں کو جنس دی جاتی تھی۔ اکبر نے شہروں اور منزلوں میں جا بجا خیر پورہ اور دھرم پورہ کے نام سے دو دو مکانات بنوائے تھے خیر پورہ میں مسلمان اور دھرم پورہ میں ہندو اگر ٹھہرتے کھانا اور ہر قسم کا سامان آسائش سرکار سے پاتے تھے۔ اور جب آگرہ کے دھرم پورہ میں جوگی کثرت سے آنے لگے تو اُن کے واسطے ایک اور

۱۵ تاریخ دکن (سلسلہ آصفیہ) مطبوعہ مفید عام آگرہ۔ ۱۶ تاریخ دکن (سلسلہ آصفیہ) مفید عام آگرہ۔

محمد عادل شاہ
کا برہمنوں کے
وظائف مقرر

شاہان مغلیہ
کے لنگر خانے

مکان بنوا کر جوگی پورہ اُس کا نام رکھا۔

شاہان وقت کے علاوہ مسلمان امرا بھی ہندو مسلمان دونوں کو نیکی کرنے کی نگاہ سے دو قومیں نہ سمجھتے تھے۔ بزم خان خانان۔ اور مرزا عبدالرحیم خان خانان جنگی دریا دلی اور خبیث و سخاوت کے کارنامے ہندوستان میں بہت مشہور ہیں دونوں کے ساتھ ایک ماسلوک کرتے تھے اُن کے سرکاروں میں ہندو مسلمان سب برابر تھے یہی حال دوسرے امرا کا تھا۔

باسا اور
سم و رواج

عالم معاشرت میں ہندو مسلمانوں میں کوئی تیز نہ تھی۔ مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی ہندوؤں سے برادرانہ سلوک شروع کر دیا تھا۔ اور اُنکے لباس اور رسم و رواج کی پابندی کرنے لگے تھے۔ سندھ میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو تمام مسلمانوں نے ہندوؤں کی وضع اختیار کر لی۔ ابن حوقل بغدادی جسے چوتھی صدی کے آغاز میں ان ممالک کا سفر کیا۔ کسبات کے نسبت اپنی جغرافیہ میں لکھتا ہے: یہاں مسلمان اور ہندوؤں کی ایک وضع ہے۔ دونوں ایک سا لباس پہنتے ہیں اور بال بڑے بڑے رکھتے ہیں۔ سندھ اور منصورہ کی نسبت لکھتا ہے: یہاں مسلمانوں کا لباس عراق کا سا ہے۔ لیکن یہاں کے بادشاہوں کی وضع ہندو راجاؤں کے قریب قریب ہے۔ خاص ہندوستان میں بھی رفتہ رفتہ ہندو مسلمان ایسے شہر و شکر ہو گئے کہ مسلمانوں نے جُتہ اور دوتا کو چھوڑ کر اور جامے پہن کر کھڑکی دار پگڑیاں باندھ لیں۔ ہندوؤں نے ایرانی لباس پہننا شروع کیا۔ ہندوؤں کے تہواروں ہوئی۔ دوالی۔ دسہرہ۔ وغیرہ میں مسلمان اور مسلمانوں کے تہواروں میں ہندو شریک ہونے لگے۔ شادی بیاہ وغیرہ کی سیکڑوں رسمیں ایک کی دوسرے کے یہاں مرقع ہوئیں۔

۱۷۰۰ء میں جگہ مکان بنایا گیا تھا۔ اب ایک موضع اسی نام سے آباد ہے۔ ۱۷۰۰ء میں بارکسری دیکھو۔

۱۷۰۰ء میں رائل سٹی ریلوے لائنیں بنائی گئیں۔ ۱۷۰۰ء میں

جو اس وقت تک موجود ہیں۔ موسیقویہ نو فرسیسی سیاح دکن کی نسبت لکھتا ہے کہ عام لوگ جنگی بڑی بڑی تلواریں ہین میں مسلمان ہوں یا ہندو سب ہندوؤں کی تقلید کرتے ہیں ڈچ لوگوں کا ترجمہ بھی ایک ہندو ہے جو بھاگ نگر (حیدر آباد) میں رہتا ہے اور نہایت ساز و سامان سے نکلتا ہے۔

باب چہارم ملکی حقوق

یہ ایک فطری میلان ہے کہ فاتح اور مفتوح قوم میں ہمیشہ عداوت ہو ا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے دنیا کی تمام فاتح قوموں نے اپنی مفتوح قوموں کو محکومیت کے درجے سے اوپر نہیں بڑھنے دیا۔ اس زمانے میں بھی باوجود اس تہذیب شائستگی کے یورپ کی ہندو ہند سلطنتوں نے بھی فاتح اور مفتوح کے ملکی حقوق میں حد فاصل قائم کر رکھی ہے یعنی فلاں فلاں حقوق اور عہدے فاتح قوم کے افراد کے ساتھ مخصوص ہیں مفتوح قوم کا کوئی شخص خواہ کسی قسم کی لیاقت کیون نہ رکھتا ہو وہ حقوق یا عہدے نہیں پاسکتا برخلاف اس کے صدیوں پیشتر اسلامی حکومتوں نے اپنی مفتوح قوموں کو اس فیاضی سے انتظام سلطنت میں شریک کر رکھا تھا کہ ان میں اور فاتح قوم کے افراد میں کچھ تیز نہ تھی ہر شخص بلا خیال نسل و رنگ اعلیٰ سے اعلیٰ ملکی عہدے پر مامور ہو سکتا تھا۔ ہم کو اس موقع پر صرف ہندوستان سے بحث ہے۔ اس لئے ہم ہین کے حالات دکھاتے ہیں۔

ہندوستان میں سب سے پہلے عربوں نے سندھ کو فتح کیا۔ جب برہمنوں نے طاعت قبول کر لی تو محمد قاسم یعنی فاتح سپہ سالار نے برہمن آباد کے چاروں دروازوں پر

فوج مقرر کر کے اُسکا ہتھام اُنھیں کے سپر کیا اور ہندوستان کی رسم کے مطابق سونے کے کرے ہاتھوں میں پہننے کی واسطے اور گھوڑے سواری کے واسطے مرحمت کیے۔ اور اُنھیں برہمنوں میں سے لائق اشخاص کو منتخب کر کے مجلس شوریٰ کا ممبر مقرر کیا۔ جب وصول مالگڈاری کے واسطے سربراہ و روہ کا شتکارون اور رئیسوں کو مقرر کرنا چاہا تو برہمنوں نے عذر پیش کیا کہ یہ کام خاص ہمارا ہے اور ہم ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں یہ کام بھی ہمارے سپرد ہونا چاہیے محمد قاسم نے اس کی تحقیقات کی اور جب یہ بات صحیح معلوم ہوئی تو ان عہدوں پر بھی برہمنوں کو سرفراز کر کے ان کی بیش فرار تنخواہیں مقرر کر دیں۔ اور اُنھیں برہمنوں کے خاندان میں ان عہدوں کو سنبھالنے کا حکم صادر کیا۔

خاص ہندوستان
میں ملکی حقوق
کا عطا ہونا

خاص ہندوستان میں۔ غلام۔ خلی۔ یقلق۔ لودی خاندانوں کے فرمانروا عموماً لڑائیوں میں ایسے مصروف رہے کہ اُنھیں ملکی انتظام کا پورے طور سے موقع نہ ملا جو سلطنتیں انھوں نے قائم کیں ان کی حیثیت ہمیشہ جنگی رہی۔ اس کے علاوہ مدتوں ہندو مسلمانوں کی زبان کو ملیکش بھاشا کہہ کر اس سے نفرت کرتے رہے۔ اُنھیں وجوہات سے ابتدائی عہد میں ہندو ملکی انتظام میں کم شامل ہو سکے۔ لیکن چونکہ وصول مالگڈاری کا وہی پُرانا ہندوؤں کے عہد کا طریقہ قائم رکھا گیا تھا لہذا مال اور ساجے خلیوں میں بہت سے ہندو ملازم تھے۔

سب سے پہلے سکندر لودی نے ہندوؤں کو فارسی پڑھا کر ملکی عہد و سپر سرفراز کیا۔ اسکے بعد وہ ملازمت شاہی میں برابر ترقی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب شیر شاہ سونے کا قانون لگا دیا

لے حاج ہندو۔ لے شمس العلما۔ لے کا۔ لے اللہ خان۔ لے فصل حال عہد الملک راجہ نوڈرل کے حال میں دیکھو۔

لے شاہی زمانے میں قانون گو کا عہد اعلیٰ انسرون میں شمار ہوتا تھا اور مال کے مقدمات میں اُنکو ایسے ہی اختیار حاصل تھے جو اس زمانے میں حکمرانوں کو بھی حاصل نہیں۔

چودھری کے نام سے دوسرے عہدے جدید مقرر کئے۔ اور ان عہدوں کا استحقاق موافق قرار دیا تو جو لوگ ان عہدوں پر مقرر کیے گئے ان میں بہت زیادہ تعداد ہندوؤں ہی کی تھی۔ ان کے علاوہ بہت سے ہندو دیگر ملکی عہدوں پر سرفراز تھے اور مسلمانوں کے مقابلے میں جو عام طور سے فوجی خدمات پر مامور ہوتے تھے ان کی مالی حالت بہت اچھی تھی جس کا اندازہ اس تاریخی لطیفہ سے بخوبی ہوتا ہے۔

جب سلیم شاہ سوریازیوں (چٹانوں کے ایک فرقہ کا نام ہے) کی بغاوت کی وجہ سے بھٹانوں سے بدگمان ہوا تو اپنے تمام بھٹان افسروں اور سپاہیوں کو طح طرح سے ذلیل کرنے لگا۔ اور ایک مدت تک کسی کو ایک جتہ تنخواہ کا نہ دیا جب بھٹان ان رسوائیوں اور ذلتوں سے عاجز آ گئے تو ایک دن شاہ محمد فرمائی نے جو ایک نامی امیر تھا سلیم شاہ سے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے تین تیلیاں اتریں۔ ایک میں سونا۔ ایک میں کاغذ۔ ایک میں خاک بھری ہوئی تھی۔ سونا ہندو ملازموں کے گھر گیا کاغذ بادشاہی خزانے میں رہا۔ اور خاک سپاہیوں کے سروں پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور حکم دیا کہ گویا رہو چکر سپاہیوں کی دو برس کی تنخواہ ادا کر دی جاوے۔

اسی سلیم شاہ کے عہد میں ہیون بقال نے ایسی ترقی پائی کہ اول کو تو اس شکر اور اس کے بعد مارت کے درجے پر پہنچ گیا۔ اور سلیم شاہ کے بعد محمد عادل (مدلی) کے زمانے میں اس کا وزیر ہو کر جلد مہمات مالی اور ملکی کا مالک ہو گیا۔ اور ایسا عروج حاصل کیا کہ اگر اکبری اقبال ظلم کاری نہ کرتا تو وہ ضرور ہندوستان کا بکر ماجیت ہو جاتا ہندوستان میں سب سے زیادہ اکبر اعظم نے ہندوؤں سے اپنائیت پیدا کی اور ان کو اعلیٰ ملکی عہدوں پر سرفراز کیا اسکی نسبت مورخ روئے نے یہ لکھا ہے کہ جب ہمایوں امیران

سے متعلقہ لکھنا شروع کیا تو عہدہ جلدی۔ سلیم نے تری یکم کہ یکم سے ان کے تعلقہ میں رہا۔

مین گیا۔ اور شاہ طہاسپ سے ملاقات ہوئی تو ایک دن دو دن بادشاہ شکار کو نکلے۔ کسی مقام پر تھک کر اتر پڑے۔ شاہی فراسٹ نے غالیچہ ڈال دیا۔ شاہ بیٹھ گئے ہمایوں کے ایک زانو کے نیچے فرش نہ تھا۔ اس عرصے میں کہ شاہ اٹھیں اور غالیچہ کھول کر بچائیں۔ ہمایوں کے ایک جان نثار نے جھٹ اپنے تیرون کا کارچوبی غلاف چھری سے چاک کیا اور اپنے بادشاہ کے نیچے بچا دیا۔ شاہ طہاسپ کو یہ پھرتی اور ہوا خواہی اس کی پسند آئی۔ اور کہا کہ برادر ہمایوں! تمہارے ساتھ ایسے ایسے جان نثار نکال تھے۔ اور پھر ملک اس طرح ہاتھ سے نکل گیا۔ اسکا کیا سبب ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ بھائیوں کے حسد اور عداوت نے کام خراب کر دیا۔ تمک خوار نوکر ایک آقا کے بیٹے سمجھ کر کبھی ادھر ہو جاتے تھے کبھی ادھر۔ شاہ نے کہا کہ ملک کے لوگوں نے رفاقت نہ کی۔ ہمایوں نے جواب دیا کہ کل رعایا غیر قوم غیر مذہب ہے۔ اور خود ملک کی اصلی مالک ہے۔ ان سے رفاقت ممکن نہیں۔ شاہ نے کہا کہ ہندوستان میں دو قسم کے لوگ بہت ہیں۔ ایک افغان۔ دوسرے راجپوت۔ اگر خدا کی مدد شامل حال ہو اور وہاں پر پہنچ تو افغانوں کو تجارت میں ڈال دو۔ اور راجپوتوں کو دلاسا اور محبت کے ساتھ شریک حال کرو۔

ہمایوں جب ہندوستان میں آیا تو اسے اجل نے امان نہ دی۔ اور اس تدبیر کو عمل میں نہ لاسکا۔ اکبر نے اس پر عمل کیا۔ اور چند ہی روز میں نوبت یہاں تک پہنچادی کہ جمہور اور غیر قوم کا فرق اضلاع رہا۔ سپہ داری اور ملک داری کے جلیل القدر خمدے مسلمانوں کے برابر ہندوؤں کو ملنے لگے۔ دربار کی صفت میں دو ہندو ایک مسلمان۔ دو مسلمان ایک ہندو برابر نظر آنے لگے۔

بہت سے ناواقف لوگوں کا خیال ہو کہ ہندوؤں کے ساتھ اس قسم کی فیاضی کا

لہ دربار اکبری۔

برتاؤ صرف اکبر تک مخصوص رہا۔ لیکن یہ ان کی تاریخی جہالت کا نتیجہ ہو۔ ورنہ اکبر کے عہد سے سلطنت مغلیہ کے اخیر عہد تک ہندو برابر ترقی کرتے رہے۔ جہانگیر، شاہجہان اور عالمگیر نے بھی جو نہایت متعصب خیال کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس انتظام کا موجد اکبر تھا۔ لیکن بہت بڑی ترقی اسکے جانشینوں کے عہد میں ہوئی۔ شاہجہان کے عہد میں یہاں تک نویت پہنچی کہ ہندو مسلمان بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کے رفیق حال تھے۔ بادشاہ کا ایک وزیر مسلمان تھا تو دوسرا ہندو ایک فوج کا افسر چھان یا مغل ہوتا تو دوسری کا راجپوت۔ یہ اس پر دم دیتا وہ اس پر جان نثار کرتا تھا۔

اورنگزیب (عالمگیر) پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے عام طور سے ممانعت کر دی تھی کہ کوئی ہندو بادشاہی ملازمت نہ پائے۔ اس الزام کی تردید ہمارے اس کتاب سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ اس کے ملاحظہ سے صاف طور سے معلوم ہو گا کہ اس کے عہد میں ہندو بڑے سے بڑے عہدے پر سرفراز تھے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے حقوق میں کسی کم فرق نہ تھا۔ اس کے علاوہ دو اور شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر برنیر اپنے سفر نامے میں لکھتے ہیں ”مغل بادشاہ اگرچہ مسلمان اور بت پرستوں کے مخالف مذہب ہیں۔ لیکن بہت سے راجاؤں کو ہمیشہ اپنی ملازمت میں اور اکثر اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جیسے کہ اپنے مسلمان امیروں اور سرداروں کے ساتھ! اور مسلمان امیروں کے مانند انکو بھی فوج کی حکومتوں اور سرداریوں پر مقرر اور مامور کرتے ہیں۔“

پروفیسر آرنلڈ صاحب اپنی کتاب ”پرنسپل آف اسلام“ میں لکھتے ہیں کہ اورنگزیب کے فرامین اور مراسلات کا ایک قلمی مجموعہ جو ابھی تک طبع نہیں ہوا مولوی عبدالسلام خاٹن

نے مجھے دکھایا اس میں مذہبی آزادی کا وہ جامع اور مانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ برتنا ضرور ہو جس واقع کے متعلق یہ اصول بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازم جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت میں برخاست کر دینے جائیں کہ وہ آتش پرست ہیں۔ اور انکی جگہ کوئی تجربہ کار اور معتبر مسلمان مقرر کیا جائے۔ کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء یعنی اسے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ عالمگیر نے عرضی پر حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار میں دخل نہیں ہے۔ اور نہ ان معاملات میں تعصب کو جگہ مل سکتی ہے۔ اور اس قول کی تائید میں یہ آیت نقل کی۔ کم دینکم ولی دین۔ تم کو تمہارا دین اور ہمارا دین بادشاہ نے یہ بھی لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے۔ اگر یہی سلطنت کا دستور اہل ہوتا تو ہم کو چاہیے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤں اور انکی رعیت کو غارت کر دیتے۔ مگر یہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ بادشاہی نوکریان لوگوں کو انکی لیاقت کے موافق ملین گی۔ اور کسی محاط سے نہیں مل سکتیں۔

میں نے جن ہندو امراء کا حال اس کتاب میں درج کیا ہے ان میں سے منصب ہزاری تک کے امراء کی فہرست بقید درجہ و عہد ذیل میں درج کی جاتی ہے جس سے ہر ایک بادشاہ کے عہد کے ہندو امراء کی تعداد علیحدہ علیحدہ ظاہر ہوگی۔ اس فہرست میں یہ قابلِ عاظر ہے کہ اکبر اور شاہجہان کے عہد کے ہندو مسلمان امراء کی مکمل فہرستیں ان عہد کی شاہی تاریخوں میں اکبری اور بادشاہنامہ میں موجود ہیں اور ان سے اس کتاب میں مدد لی گئی ہے لیکن جہانگیر اور عالمگیر کے عہد کی کوئی مکمل فہرست کسی تاریخ میں میری نظر سے نہیں گذری۔ ان دونوں بادشاہوں کے وقت کے

ہندوؤں کے حالات مختلف تاریخوں سے لکھے گئے ہیں لہذا یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ ان دونوں بادشاہوں کے عہد کے سب ہندوؤں کی تعداد اس فہرست میں شامل ہے خصوصاً آخری درجہ کی فہرست بالکل نامکمل خیال کیجاتی ہے۔

[illegible]

نوٹ۔ جو امیر دیاتین بادشاہوں کے عہد میں رہا ہے اُس کا شمار دیاتینوں عہد میں لحاظ منصب کے جو اُس عہد میں محمل تھاطھیرہ علیحدہ کیا گیا ہے۔

نوٹ۔ منصوبہ درخواستی فرسٹین ضمیمہ نمبر ۳ میں دیکھیے۔

چونکہ اکبر اور شاہ جہان کے عہد کے منصب داروں کی مکمل فہرستیں موجود ہیں لہذا ایک فہرست ایسی مہج کیجاتی جو جس سے ہندو مسلمان عہدے داروں کا تناسب معلوم ہوگا۔

اکبر علی شاہ جہان
عہدے ہندو
مسلمان
فہرست۔

کیفیت		میزان کل	
ہندو	مسلمان	ہندو	مسلمان
۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲	۵۲
۵۳	۵۳	۵۳	۵۳
۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	۶۲	۶۲	۶۲
۶۳	۶۳	۶۳	۶۳
۶۴	۶۴	۶۴	۶۴
۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
۶۶	۶۶	۶۶	۶۶
۶۷	۶۷	۶۷	۶۷
۶۸	۶۸	۶۸	۶۸
۶۹	۶۹	۶۹	۶۹
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
۷۱	۷۱	۷۱	۷۱
۷۲	۷۲	۷۲	۷۲
۷۳	۷۳	۷۳	۷۳
۷۴	۷۴	۷۴	۷۴
۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
۷۶	۷۶	۷۶	۷۶
۷۷	۷۷	۷۷	۷۷
۷۸	۷۸	۷۸	۷۸
۷۹	۷۹	۷۹	۷۹
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
۸۱	۸۱	۸۱	۸۱
۸۲	۸۲	۸۲	۸۲
۸۳	۸۳	۸۳	۸۳
۸۴	۸۴	۸۴	۸۴
۸۵	۸۵	۸۵	۸۵
۸۶	۸۶	۸۶	۸۶
۸۷	۸۷	۸۷	۸۷
۸۸	۸۸	۸۸	۸۸
۸۹	۸۹	۸۹	۸۹
۹۰	۹۰	۹۰	۹۰
۹۱	۹۱	۹۱	۹۱
۹۲	۹۲	۹۲	۹۲
۹۳	۹۳	۹۳	۹۳
۹۴	۹۴	۹۴	۹۴
۹۵	۹۵	۹۵	۹۵
۹۶	۹۶	۹۶	۹۶
۹۷	۹۷	۹۷	۹۷
۹۸	۹۸	۹۸	۹۸
۹۹	۹۹	۹۹	۹۹
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

یہ امر بھی قابلِ محاط ہے کہ سلطنت مغلیہ کے فرمان رواؤں کا برتاؤ پیرامیرون کے ساتھ اولاد کی طرح تھا یہ اپنے نوکروں کی خوبی خدمتگذاری اور خوش حالی کو دیکھ کر ایسے خوش ہوتے تھے جیسے کوئی زمیندار اپنے ہرے بھرے کھیت کو یا باغبان اپنے لگائے ہوئے درخت کو دیکھ کر خوش اور نازان ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ خطا بخشی کے معاملے میں امیرون کے سامنے خطا کا ذکر کرنا تو درکنار خود شرمندہ ہو جاتے تھے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض بعض امیرون نے کئی کئی مرتبہ بغاوت کی مگر جب دربار میں شرمندگی اور عفو تقصیر کی التجا کی۔ ہمیشہ تصورِ معاف ہو گیا اور پھر ذمہ داری کی خدمتوں پر مامور ہونے لگے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کا برتاؤ نہ ہوتا تو راجپوت سی اکھڑ قوم صدیوں کے رسم و رواج اور مذہبی خیالات کو بالائے طاق رکھ کر اپنے اور ایک غیر قوم غیر مذہب بادشاہوں کے ننگ و ناموس کو کبھی ایک نہ کر دیتی۔

دکن میں
علی حقیق

دکن میں مسلمانوں کی جد اسلطنت قائم ہوتے ہی ہندو کثرت سے ملازمت میں داخل ہونے لگے۔ اسکا مختصر حال یہ ہے کہ محمد شاہ تغلق کے زمانے میں حسن نام ایک گناہ اور ایسا مفلس شخص تھا جو بادشاہ کے نجومی کے پاس جس کا نام کانگوہمن یا جوہب خیالات جدید کے کان کج برہمن تھا کہین سے آکر نوکر ہو گیا تھا اتفاقاً اس شخص کو اپنے مالک کی زمین میں ہل چلائے ہوئے کچھ دغینہ مل گیا جو اس نے اپنے آقا کی خدمت میں سلیم و کاست حاضر کر دیا۔ اسکی اس دیانت و امانت سے وہ نجومی اس قدر خوش ہوا کہ اسکو بادشاہ کی سرکار میں نوکر کرا دیا۔ اب حسن نے بادشاہ کا نوکر ہو کر یہ ایک اور حق شناسی کی کہ ہمیں اپنا نام حسن کانگوہمن کندہ کر لیا اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے امارت کے درجے پر پہنچ گیا۔ جب محمد شاہ تغلق نے دیوگڑھ کا نام و دولت آباد رکھ کر اسکو ہندوستان کا دار السلطنت بنا نا چاہا تو یہ شخص بھی

مثل اور ماتحت سرداروں کے قلع خان اور ملک لاجپن اُس کے نائبوں کے پاس دیوگنڈھ میں تھا اور جب اس بادشاہ کی ظالمانہ حرکتوں سے تمام ملک میں غدر پھیل گیا۔ اور ملک لاجپن مار گیا اور دکن میں تغلقوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو یاورمی اقبال سے سترہ مہینے شخص دکن کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے پہلے نام اور لقب پر علاؤ الدین کا لفظ بڑھا کر علاؤ الدین حسن کانکو بہمن کہلانے لگا۔ اسی عرصے میں کانکو بہمن بھی سلطان محمد تغلق کی ملازمت ترک کر کے اُسکی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس نے نہایت حق شناسی سے اُس کو اپنے کل دفتر کا افسر مقرر کیا گیا۔ شمالی ہند اور دکن میں اس سے پہلے اگرچہ اکثر برہمن طبابت اور نجوم کے وسیلے سے مسلمان بادشاہوں اور امیروں کی صحبت میں رہتے تھے لیکن شاہی ملازمت کو ذلیل سمجھ کر اس سے پرہیز کرتے تھے۔ کانکو بہمن ہی شمالی ہندوستان اور دکن میں پہلا شخص ہے جس نے سب سے پہلے مسلمان بادشاہوں کی نوکری اختیار کی۔ اور کچھ ایسی مبارک گھڑی بجا کر یہ ابتداء کی کہ اُس وقت سے برابر اس کی قوم ترقی کرتی گئی۔ صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ اب تک (سنہ ۱۰۰۰ھ) کل شاہان دکن کے دفتروں میں برہمن ہی برہمن نظر آتے ہیں۔ فیروز شاہ بہمنی نے اپنے عہد (سنہ ۱۰۰۰ھ لغایت ۱۰۲۵ھ) میں بہت سے برہمنوں کو امورات مملکت میں صاحب دخل کر کے اُسے کبار میں شامل کیا۔ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور نے (سنہ ۱۰۲۵ھ لغایت ۱۰۵۰ھ) برہمنوں کی خاطر سے کل دفاتر شاہی سے فارسی زبان کو خارج کر کے ہندی زبان کو رائج کیا۔ اور برہمنوں کو سب سے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا۔

غرض کہ اُس عہد سے مسلمانوں کے اخیر عہد تک تمام شاہی دفتروں اور دھول مالگنداری کے عہدوں پر برہمن بلا شرکت غیرے قابض رہے۔ چنانچہ

جب موشیو تھیو فراسیسی سیاح (۱۶۵۵ء لغایت ۱۶۶۷ء) دکن میں آیا تو اس نے
برہمنوں ہی کو ان عہدوں پر قابض پایا وہ سلطنت گوکنڈہ کے حال میں لکھتا
ہے: یہاں برہمن محصول وصول کرتے ہیں جو بہ نسبت فیون کے لین دین میں بہت
زیادہ سخت اور بے رحم ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کے بعد برہمنوں کے زمانے میں بھی برہمنوں کا وہی دور دورہ رہا
اور کچھ عرصے تک وہ کل ہندوستان کے مالک بنے رہے۔ اور آج کل
بھی صوبہ بمبئی۔ اور ریاست حیدرآباد اور پڑودہ وغیرہ کی سرکار دربار میں وہ
بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ہیں اور محکمہ حساب و کتاب میں تو ایسے حاوی ہیں
کہ دیگر قوموں کو اس محکمہ میں نوکری کا ملنا دشوار ہو گیا ہے۔

دکن میں بھی شمالی ہند کی طرح ابتدا میں ہندو فوجی خدمت سے متنفر رہے
یا خاندان بہمنیہ کے فرمانرواؤں نے مصلحتاً انھیں فوجی ملازمت میں بھرتی
نہیں کیا۔ سب سے پہلے ملک عثمانیہ نے جو ریاست احمد نگر کا ایک مدبر اور نہایت

دکن میں ہندو کا
فوجی ملازمت میں
بھرتی ہوتا۔

۱۔ ملک حیدر ایک حبشی غلام تھا جو اپنی خوش باغی سے ترقی کر کے امارت کے درجے پر پہنچا۔ اور
۲۔ ملک امارت کے نام سے بادشاہت کا اٹھایا۔ اس نے اپنے عہد میں نظام شاہی سلطنت کو
ایسے عروج پر پہنچا کہ جو اسے کسی زمانے میں حاصل نہ ہوا تھا۔ اس کے زمانے میں یہ سلطنت ایران
کی سلطنت سے قوت و شوکت میں بہت زیادہ تھی۔ اور دکن کی کوئی سلطنت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی
بلکہ ایک طرح سے قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتیں اسکی باجگزار تھیں جس طرح شمالی ہند میں اکبر کے
وقت میں زمین کی پیمائش ہو کر از سر نو بندوبست ہوا اسی طرح دکن میں اس نے ستاجری کا طریقہ بند کر کے
کل ملک کی پیمائش کرائی اور مالگنداری کا جدید طریقہ قائم کیا اور ایسا عمدہ انتظام کیا کہ آج تک دکن کے
کسانوں کی زبان پر اس کا نام جاری ہے۔ کہ مری کو اس نے آباد کر کے اپنا دار السلطنت مقرر کیا تھا عثمانیہ
میں اسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

زبردست امیر تھا مرہٹوں کو اپنے سواروں میں بھرتی کرنا شروع کیا۔ اور تو اسے سکھا کر سپاہی بنا دیا چنانچہ سب سے پہلے اُس کی فوج میں لکھنوی نامے ایک سردار نے ایسی ترقی پائی کہ دس ہزار سواروں کی سرداری کے منصب پر سرفراز ہو گیا۔ اس کے بعد مانو جی سیوا جی کا دادا اسی سرکار میں پانچ ہزار سواروں کی رسالہ داری پر مامور ہو کر صاحب جمعیت ہوا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مرہٹے سرداری کے رُتبے پر پہنچ کر بڑی بڑی زمینیں جاگیروں پر قابض ہوئے۔ ملک خنبر کی دیکھا دیکھی دکن کی اور ریاستوں نے بھی مرہٹوں کو اپنی اپنی فوج میں بھرتی کر کے اعلیٰ منصب پر سرفراز کیا۔ اس کے بعد عادل شاہی حکومت کی خلعت سے سبواہی کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا۔ اور مسلمانوں کی اس نا عاقبت اندیش فیاضی کا جو نتیجہ ہوا وہ سب پر ظاہر ہے۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ جس دن سے سلاطین اسلام نے ہندو اور مسلمانوں کی تفریق کرنی شروع کی۔ اُسی دن سے سلطنت کو تنزل شروع ہو گیا۔ لیکن یہ خیال محض تاریخی ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور کسی تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ اکثر مورخین کی یہ رائے ہے کہ مسلمانوں کا اپنی مفتوح قوم کو اُمومات سلطنت میں دخیل کر کے حکموریت کے درجے سے بڑھانا اُن کی سلطنت کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوا۔

جہاں تک غور کیا جاتا ہے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی سلطنت کے تنزل کے زمانے میں بھی ہندوؤں سے کسی قسم کا تعصب نہ برتا جاتا تھا۔ اور وہ انتظام سلطنت میں پورے طور سے دخیل تھے اس کے ثبوت میں راجہ رتن چند راجہ فول رائے۔ ہمارا راجہ اجیت سنگھ راٹھور۔ دھیراج راجہ جے سنگھ سوانی۔ راجہ گردھربا در وغیرہ کے اقتدار کے حالات پیش کیے

جاسکتے ہیں۔

اب میں اس تنہید کو ختم کر کے ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے سب سے بڑے اور واجب الاحترام خاندان مغلیہ کے ہندو امراء کے حالات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اگر ملک نے ان کو مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور حیات مستعار باقی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے حصے میں دیگر فرماؤں خاندانوں کے ہندو امراء کے حالات ملک کے سامنے پیش کیے جاویں گے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

راجہ اُدے سنگھ راٹھور عرف مٹو راجہ

راٹے مالدیو فرمان روے جو دھپور کا بیٹھا تھا۔ اس خاندان عظیم الشان میں صد ہا سال سے حکومت و امارت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ راٹے مالدیو جاہ و حشمت۔ شوکت و سطوت۔ امارت لشکر میں جملہ راجگان ہندوستان میں ممتاز تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کا چھوٹا بیٹا چند رستین جانشین ہوئے۔ ۱۵۷۱ء جلوس میں جبکہ شہنشاہ اکبر زیارت مزار مبارک حضور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے فارغ ہو کر ناگورین رونق افروز ہوئے چند رستین نے دربار میں حاضر ہو کر ملازمت اور اطاعت بادشاہ کی اختیار کی۔ لیکن ۱۵۷۹ء جلوس میں پھر باغی ہو گیا۔ جب تنبیہ کے واسطے شاہی فوجیں مامور ہوئیں۔ دشوار گزار پہاڑوں میں چھپ کر ۱۵۸۲ء جلوس میں پائینہ خان مغل نے اس کو شکست دی اور وہ پھر بھاگ گیا۔ راجہ مالدیو کا بڑا بیٹا راجہ اُدے سنگھ خاندانی گدھی پر بیٹھا۔ اکبر نے اپنی دلربائی اور دلداری کے عجیب و غریب منترون سے محبت کا ایسا طلسم راجہ اُدے سنگھ پر ڈالا۔

راٹے مالدیو

۱۵۷۱ء

راجہ اُدے سنگھ

جس نے اسکی محبت کو راجہ کے دُشمن نقش کا الحج کر دیا۔ اور اُس نے اکثر کی محبت میں اپنے عظیم الشان اور تاریخی خاندان کی ریت رسوم۔ مبارک نامبارک سب باتوں سے قطع نظر کر کے سلسلہ ۹۹۲ء میں اپنی لائق بیٹی مان متی کی جو جگت گسائین کے نام سے بھی مشہور تھی۔ شادی ولی عہد سلطنت شاہزادہ تسلیم (جہانگیر) سے ٹھہرا دی۔

۱۹۔ رجب سلسلہ ۹۹۲ء کو بادشاہ معہ امراء دربار اور بیگمات کے راجہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور نہایت دھوم دھام سے دُشمن کو بیاہ کر لے آئے۔ اُس دن سے خاندان کچواہہ کی طرح یہ دوسرا عظیم الشان خاندان راٹھور بھی مُعتمد علیہ خاندان کی محبت۔ اور وفاداری اور جان نثاری کا دم بھرنے لگا۔

اس شادی کے بعد راجہ اُدے سنگھ منصب ہزاراری پر سرفراز ہوا۔ اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی۔ سلسلہ جلوس میں صادق خان کے ساتھ راجہ بدھکر بندیک کی تنبیہ پر متعین ہوا۔ سلسلہ میں ہم گجرات۔ اور سلسلہ میں زمیندار سربہ کی تادیب پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں انتقال کیا۔ چار راہیان اُس کی آتش محبت میں جل کر سستی ہوئیں۔

راجہ کی بیٹی جگت گسائین جو عام طور سے جودہ بانئی کے نام سے مشہور ہیں۔ نہایت دانشمند نیک طینت۔ خوش بیان۔ شیرین کلام۔ حاضر جواب۔ اور باسلیقہ بیگم تھیں۔ انھیں کے بطن سے سلسلہ ۹۹۹ء میں بیاہت کے بعد شاہزادہ خورم (شاہجہان) پیدا ہوئے۔ انکی حاضر جوابی کے اکثر لطیفے مشہور ہیں۔ نور جہان بیگم اور ان سے اکثر نوک جھونک رہا کرنی تھی۔ رات ایک موقع پر شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ نور جہان بیگم لباس سفید زیب بدن کئے ہوئے بادشاہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں عطر جہانگیری کی خوشبو سے جو تمام کپڑوں اور درودیلو پر چھڑکا ہوا تھا۔ دماغ موطر ہو رہا تھا۔ جہانگیر نے اُسی حالت میں جودہ بانئی کو یاد سنایا۔

شادی
شاہزادہ تسلیم

جودہ بانئی دا
شاہجہان

پرستارین دوڑیں۔ اور تھوڑی دیر میں جو دبائی بھی لباس سُرخ زیب بدن کئے ہوئے
 آمو جو ہوئیں۔ اور بادشاہ کے برابر کڑی پر جاتھیں۔ بادشاہ اُدھر متوجہ ہوئے۔ نو جوانِ کیم
 کو رشک پیدا ہوا۔ بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگیں۔ آخر کو جو دبائی زمیندار ہی کی بیٹی ہو
 اس وقت کہ ہر طرف فوارہ نور کشادہ ہیں۔ اور فرشِ سرین و نشرن بچھا ہوا ہے۔
 اور جلوہ متاب ہو رہا ہے۔ لباس سُرخ کیا مناسب رکھتا ہے۔ جو دبائی کو فی الفور
 جواب دیا۔ کہ سُہاگ میرا قائم ہے۔ اور سُہاگ تیرا اٹھ گیا۔ اور یہ دو ہاڑھا۔ ۵

بارونِ نارماس کا ہیتا ایک چھوڑ جن دو جا کیا
 نورجانِ کیم یہ جواب سن کر اپنا سامنے لیکر رہ گئیں۔ جہاں گیر اس لطیفے سے بہت
 خوش ہوا اور ہنس کر چپ ہو گیا۔

قلعہ اکبر آباد (آگرہ) اور فتح پور سیکری میں جو دبائی کے عالیشان محلات
 اس وقت تک موجود ہیں قلعہ کے محل میں ایک طرف پرکھارا اور دوسری طرف
 مندر کے آثار اس وقت تک پائے جاتے ہیں جس سے صاف طور سے معلوم
 ہوتا ہے کہ محلات شاہی میں راجاؤں کی بیٹیوں کو اپنے مذہب کے رسومات اور
 عبادت کرنے کی پوری آزادی حاصل تھی۔

جو دبائی نے اکبر آباد میں ایک محلہ سُہاگ پورہ کے نام سے آباد کر کے اُس
 میں اپنے عالیشان محلات اور باغات تعمیر کرائے تھے۔ افسوس ہے کہ یہ محلہ اب
 ویران ہو گیا۔ صرف اُن کے عظیم الشان مقبرہ کے نشانات جو اسی محلے میں واقع
 تھا۔ دو تین برس پہلے تک موجود تھے۔ اور اسی وجہ سے یہ مقام اب تک
 جو دبائی کے نام سے مشہور۔ اور موضع بھوگی پورہ پر گنہ صدر تحصیل آگرہ میں
 شہر کے متصل واقع ہے۔

اک پورہ

۵۰ اشارہ نورجانِ کیم کے چلے شہرِ شہنشاہان کی طرف ہے۔

جودہ بائی نے مجھ کے دن ۳۰۔ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ کو انتقال کیا۔ جہانگیر کو بہت رنج ہوا دوسرے دن بیٹے (شاہزادہ خوزم) کے مکان پر گئے اور تسلی اور شفقت کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔

راجہ اُدے سنگھ کے تین بیٹے تھے۔ سورج سنگھ۔ کیشن سنگھ۔ دلپت سنگھ۔ سورج سنگھ اور کیشن سنگھ کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھے گئے ہیں۔ دلپت سنگھ کا بیٹا ہمیش واس مارت کے درجے پر پہنچا۔ اُس کا حال بھی علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ اسکرن کچھواہا

راجہ بہا رائل کچھواہہ کا بھائی تھا۔ راجہ موصوف کے ہمراہ ملازمت اکبری میں داخل ہوا۔ سلسلہ جلوس میں صادق خان کے ساتھ راجہ مدھکر نندیہ کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں راجہ ٹوڈرل کے ساتھ صوبہ بہار میں متعین ہوا۔ سلسلہ میں منصب ہزارہی پسر فراز ہو کر عظیم خان کو کہہ کے ساتھ ہم دکن پر روانہ ہوا۔ سلسلہ میں صوبہ داری اکبر آباد کے معزز عہدے سے سر بلند ہوا۔ سلسلہ میں شہاب الدین احمد خان کے ساتھ مکرر راجہ مدھکر کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا۔ اور اسی سال وفات پائی۔ راجہ راج سنگھ کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ انوپ سنگھ بڑگوجر (آنی رائے سنگھ دکن)

راجپوتوں کی گوت بڑگوجر سے تھا۔ خاندان میں اگرچہ ہمیشہ سے زمینداری کا پیشہ چلا آتا تھا لیکن دادا کے وقت سے افلاس و مصیبت کی گھنگھو گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ اُس کا دادا جگل جگل پھر کر۔ اور ہرن کا شکار کر کے اُس کے گوشت سے اپنے بال بچون کا پیٹ پالتا تھا۔ اب اسے اتفاق وقت کو۔ یا غریبی قسمت سمجھو کہ ایک دن

اُس نے ایک جھاڑی میں شیر کا شبہ پا کر بندوق چلائی۔ قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ چیتہ ہے اور کام تمام ہو چکا ہے اول تو بہت خوش ہوا لیکن جب اُس کو اٹھانا چاہا اور اُس کے گلے کی سونے کی گھنٹیوں اور سونے کے قلابوں کو دیکھا تو ششدر ہو کر سکتے کی سی حالت میں رہ گیا سمجھا کہ شہنشاہ اکبر کا چیتہ ہے جو کسی بہرن کی تاک میں جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ غرض کہ جلدی سے گھنٹیوں اور قلابوں کو نکال کر چیتہ کو ایک اندھے کنوے میں ڈال دیا۔ اور وہاں سے بھاگ کر اپنے گھر جا پہنچا شاہی شکاری بھی جو چیتہ کی تلاش میں سرگردان تھے ڈھونڈتے ہوئے اُسی کنوے پر پہنچے اور کنوے میں چیتہ کی لاش دیکھ کر سخت متعجب اور پریشان ہوئے۔ آخر چیتہ لگاتے لگاتے ٹھاکر صاحب کے گھر جا پہنچے۔ اور جب تلاشی لینے سے ٹھاکر صاحب کے گھر میں سے گھنٹیاں اور قلابے برآمد ہو گئے تو انھیں باندھ کر بادشاہ کے سامنے لے آئے اور کل ماجرا بیان کیا بادشاہ نے ٹھاکر صاحب سے وجہ دریافت کی۔ اُس نے سچ سچ حال کہ سنایا۔ بادشاہ کو اُس کی حالت زار پر ترس آیا۔ فوراً بند خبا کر اگر ملازمت شاہی میں داخل کر لیا۔ مصرع

بگڑی بجاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہو

ٹھا کر کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا بیرن اُس منصبدار مقرر ہوا۔ اور وہ اپنے باپ سے زیادہ ترقی پا گیا۔ بیرن اُس کا بیٹا نوپ سنگھ بھی سن تیز رہا پونچگر باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ اور ترقی پاتا ہوا اخیر عہد اکبری میں خاصو سردار دستبر ہو گیا۔

۳۰ سوال ۱۹۰۰ء کو بادشاہ پرگنہ باری میں چیتہ کے شکار میں مشغول تھے۔ نوپ سنگھ مع خواصوں کے بادشاہ کے ساتھ تھا اثنائے راہ میں مدرسے ایک درخت پر بہت کوڑن کو بیٹھا دیکھ کر اپنی کمان لے کر اُدھر روانہ ہوا۔

ان

اور
بیلاوی

جب درخت کے پاس پہنچا۔ اُس کے نیچے ایک نیم خوردہ گانے پڑی دیکھی اور ایک
ایک قوی ہیکل شیر قریب ہی کی جھاڑی سے نکل کر روانہ ہوا۔ جہانگیر کو شیر کے نکلنے
کا بہت شوق تھا۔ انوپ سنگھ نے اُسی وقت اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص
کو بادشاہ کے پاس دُڑایا اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ شیر کے روکنے میں
مصرف ہوا۔ جہانگیر خبر پاتے ہی معہ شاہزادہ خورم اور دو تین اور امیروں کے
سوار ہو کر اُس طرف روانہ ہوئے۔ جب شیر کے قریب پہنچے بادشاہ کی سواری
کا گھوڑا شیر کی صورت دیکھ کر شوخی کرنے لگا۔ بادشاہ گھوڑے پر سے اتر پڑے
اور پیادہ ہو کر شیر پر متواتر بندوق کے تین چار فیر کیے۔ شیر زخمی ہو کر بادشاہ کی طرف
جھپٹا۔ اُسکی جگہاں سنتے ہی بہت سے خدمتگاراں اور امیر جو بادشاہ کے ارد گرد کھڑے
تھے بھاگ پڑے۔ ایک کے اوپر ایک گرنے لگا۔ اس کشمکش میں بادشاہ خود بھی
زمین پر گر گئے۔ اور بدحواسی کے عالم میں کئی شخص بادشاہ کے سینے پر پانوں رکھتے
ہوئے بھاگے۔ لیکن شیر دل انوپ سنگھ اپنی جگہ اڑا رہا آخر شیر نے اُس شیر دل پر حملہ کیا۔
اُس نے دونوں ہاتھوں سے شیر کے سر پر لاٹھی ماری۔ شیر پھر جھپٹا اور دونوں کی
گتستی ہونے لگی۔ انوپ سنگھ کے دونوں ہاتھ اور کچھ حصہ لاٹھی کا شیر نے اپنے منہ میں
دبایا۔ اسی حالت میں شاہزادہ خورم اور راجہ رام داس ہمت کر کے پہنچے۔
اور دونوں نے شیر پر تلواروں کے وار کرنا شروع کیے۔ جیات خان خواص نے
بھی ہونچکر لڑیاں مارنا شروع کیں۔ مگر چونکہ انوپ سنگھ اور شیر دونوں غٹ پٹ ہو رہے
تھے۔ یہ وار نہایت احتیاط سے کئے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر میں انوپ سنگھ نے بھی
زور مار کر اپنے ہاتھ شیر کے منہ میں سے نکال لئے اور اس زور سے لاٹھیاں رسید
کیں کہ شیر کا منہ پھر گیا۔ شیر دوسری طرف بھاگا اور اس بہادر نے اپنی مکر سے تلواروں کو
اُسکا تعاقب کیا۔ اور بھاگتے ہی میں اس زور سے کئی تلواریں ماریں کہ شیر کا کئی جگہ

سے گوشت سے پوست جدا ہو گیا۔ چونکہ مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ اُدھر سے آفت کا مار صالح نام شعلی روشنی کی واسطے آ رہا تھا۔ شیر نے اُس کے ایسا تھپڑ مارا۔ کہ بچا رے کا آنا قاتلین کام تمام ہو گیا۔ انوپ سنگھ چونکہ ہاتھوں میں موٹے موٹے پھلے پینے ہوئے تھا۔ اُن کے اور لکڑی کی وجہ سے ہاتھوں کو تو کوئی ضرر نہیں پہونچا۔ لیکن کئی جگہ شیر کے بچوں سے زخمی ہو گیا۔ شاہی طبیب اور جراح علاج کے واسطے مامور ہوئے۔ تھوڑے دنوں میں اچھا ہو کر دربار میں حاضر ہوا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک مرصع تلوار مرحمت فرمائی۔ اور خطاب انی رائی سنگھ دکن سے موصوف کر کے اُمر لے خاص کے سلسلے میں منسلک کیا۔

ایک دن جہانگیر نے انوپ سنگھ کی کسی بات پر اعتراض کیا۔ اُس نے فوراً جھڑک کر سے کھول کر اپنے پیٹ پر دھوا رہا۔ مگر ہلکا زخم آیا۔ اور زنج لگایا اُس دن سے جہانگیر کے دلیں اُس کا اعزاز اور اعتبار بہت بڑھ گیا۔ بڑی بڑی ذمہ داری کی خدمتیں اُس کے سپرد ہونے لگیں یہاں تک کہ شاہزادہ خسرو جو باپ کے پاس قید تھا اُس کے سپرد کر دیا گیا۔ ہم نگیں اور دیگر ہمت میں بڑے بڑے امیروں کے اوپر وہ سپہ سالار مقرر ہو کے بھیجا گیا۔ شاہنشاہ شاہجان نے تخت نشین ہو کر پہلے ہی جشن میں منصب ہزار آری ہزار و پانصد سوار سے اُس کو سرفراز فرمایا۔ اور خلعت اور جودھر مرصع عنایت کیا۔ پہلے سال جلوس میں ہم جہاں سنگھ بندیلہ اور اُس کے بعد دیگر ہمت و کن وغیرہ میں اُس نے خدمات نمایان انجام دیں۔

۔ صفر سن ۹۵۷ھ کو اپنے باپ کی وفات کے بعد جو خطاب راجہ سے موصوف اور منصب ہزار نامی بہشت جہد سوار پر سر بلند تھا خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ سن ۹۵۸ھ جلوس میں وفات پائی۔

سلطہ خطاب ہندی زبان کا جو۔ اتی رائے یعنی سردار فوج سنگھ یعنی شیر دکن یعنی ایٹھ الایٹھ سپہ سالار شیر کا مارتھا۔

راجہ انوپ سنگھ خط و انشائین کافی مہارت رکھتا تھا۔ اُسکی وفات کے بعد جگر رام اُس کا بیٹا جانشین ہوا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

اُداجی رام

قوم کا دکھنی برہمن۔ اور نہایت ہوشیار۔ ذہین اور صاحب نام و مہود تھا اپنے قوت بازو سے ماہور سے مکر تک زمیندار می پیدا کر کے دکن کے مشہور و معروف ہیر و نیک غنیمت کی ملازمت میں داخل ہوا۔ اور اپنی لیاقت و کاروائی سے بہت جلد صاحب اعتبار ہو کر نہایت جاہ و چشم چل کیا۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں امرائے تیموریہ کے زمرے میں شامل ہو کر منصب چہار ہزاری ذات۔ چہار ہزار سوار پر مقرر ہوا۔ چونکہ اعلیٰ درجے کی انتظامی قابلیت سے موصوف۔ اور سر زمین دکن اور وہاں کی رعایا کے رسم و رواج۔ عادات و اطوار سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا۔ لہذا جملہ صوبہ داران دکن کے عہدین باوقار رہا۔ اور کل مالی و ملکی انتظام اُسی کی رٹ سے سرانجام پاتے تھے۔ چونکہ وہ نیک نیتی کے ساتھ رحم دلی اور رعایا پر دہی کی صفت سے بھی موصوف تھا۔ اس لئے رعایا اُس سے بہت خوش تھی۔

سلسلہ جلوس جہانگیری میں جبکہ شاہزادہ خورم (شاہجان) بادشاہی فوج کے تعاقب کی وجہ سے دکن سے بنگالہ روانہ ہوا۔ اٹھائے راہ میں اپنا تمام وزنی مال و اسباب معہ بہت سے ہاتھیوں کے ماہورین اُداجی رام کے پاس چھوڑ گیا اگرچہ یہ امر مہابت خان صوبہ دار دکن کو جو شاہزادے کے تعاقب میں مامور تھا ناگوار گذرا۔ لیکن چونکہ وہ خدمات شاہی کو بھی نیک نیتی کے ساتھ انجام دیتا تھا۔ لہذا اُس سے کچھ برخاست نہ کی۔ اور سب سے زیادہ اُس کا اعتبار کر کے عزت افزائی کی بسلاہ جلوس میں جبکہ بادشاہی فوج عادل شاہ والی بیجاپور کی ملک پر نیک غنیمت سے موضع

بہا تو ری میں جو احمد نگر سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے مصروف یہ جنگ تھی بیکام
 ملا محمد لاری سپہ سالار لشکر چاچا پور کے مارے جانے سے اتبری پھیل گئی۔ اُداجی رام
 اور اُس کے ہمراہیوں کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے۔ لڑائی کا قاعدہ ہے کہ ایک کے
 پاؤں اُکھڑے اور سب کے اُکھڑے۔ کل فوج ایسی بھاگی کہ گویا اسی ساعت کی منتظر تھی۔
 بہت سے اُمرائے شاہی قید اور قتل ہوئے اُس دن سے اُداجی رام کی عزت اور
 اعتبار میں بہت کمی ہو گئی۔

شہنشاہ شاہجہان نے سلسلہ جلوس میں اُسکو منصب پنہزاری ذات پنہزار سوار
 پر سرفراز کر کے چالیس ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت کیا۔ اور ہم خانجہان لودی میں
 متعین کیا۔ یہ سلسلہ جلوس میں جبکہ خانجہان مہابت خان کے ساتھ قلعہ دولت آباد
 کے محاصرہ میں سرگرم خدمات تھا۔ انتقال کیا۔ قدردان بادشاہ نے جگ جیون
 اُس کے خورد سال بیٹے کو منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز
 فرمایا۔ وہ سلسلہ جلوس کی ہم سانبو جی میں شریک تھا۔ پھر کچھ حال اُس کا نظر
 سے نہیں گذرا۔

جیون پیر
 اُداجی رام

راجہ نرو دہ گور

راجہ پیتل داس گور کا بڑا بیٹا تھا۔ اول اپنے باپ کی نیابت میں اجمیر کی
 فوجداری پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس شاہجہانی میں منصب سترار و پانصدی ذات سترار
 سوار پر سربلند ہوا۔ سلسلہ میں علم اور سہلہ میں باپ کے مرنے کے بعد تقارہ اور اسپ
 وفیل مرحمت ہوا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر منصب سہ ہزاری ذات
 سہ ہزار سوار و اسپ سہ اسپ پر سرفراز ہوا۔ اور مشہور و معروف قلعہ رن تنبور کی
 قلعہ داری کی خدمت سپرد ہوئی۔ اس کے بعد ہم قندہار میں اول مرتبہ شاہزادہ

اور نگت زیب اور دوسری مرتبہ شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ شریک ہو کر کارہائے
نمایان انجام دیئے۔ ستمین علامی سعد اللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چھوڑ کے
اندام اور راتا کی تادیب پر مامور ہوا۔ ستمین من منصب سہ ہزار پانصدی ذات
سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہو کر راجہ جے سنگھ کچھواہہ کے ساتھ شاہزادہ
شجاع کی تنبیہ پر متعین ہوا۔
شہنشاہ عالمگیر کی تخت نشینی کے بعد ستمین مہم شجاع پر متعین ہوا۔ اور اگرہ
سے روانہ ہو کر راستے میں انتقال کیا۔

راجہ امر سنگھ زوری

راجہ رام داس زوری کا پوتا تھا۔ دادا کے مرنے کے بعد ستمین دربار
شاہجہانی سے منصب ہزار تہی ذات بیشش صد سوار پر سرفراز ہو کر خطاب راجگی سے
موصوف اور قلعہ داری زور پر مامور ہوا۔ اور زور کے قرب جوار کا علاقہ جاگیرین محنت
ہوا۔ ستمین جلوس میں شاہزادہ مراد بخش اور ستمین شاہزادہ اور نگت زیب کے
ساتھ ہم تلخ و بدخشان میں متعین ہوا۔ ستمین شاہزادہ داراشکوہ کے ہمراہ قندھار
اور اس کے بعد ترم خان کے ساتھ قلعہ بہت کے محاصرے میں شریک ہوا۔ اور
ان خدمات کے صلے میں ستمین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار
پر ترقی حاصل کی۔ اور اسی سال مظہم خان کے ساتھ شاہزادہ اور نگت زیب
کی کمک پر صوبہ دکن میں مامور ہوا۔

شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں اول مہم آسام اور دوسری مرتبہ سرحدی پٹھانوں
کی مہم میں اپنی ہمت مروانہ کے جوہر دکھائے۔ اور اس کے صلے میں منصب
میں ترقی حاصل ہوئی۔

راؤ امر سنگھ راٹھو

راجہ گجے سنگھ راٹھو راجہ دھورہ کا بڑا بیٹا تھا۔ ابتدائیں معمولی منصب دارون کے زمرہ میں شامل تھا۔ ۱۷۷۷ء جلوس شاہجہانی میں منصب دو ہزار روپا نقدی - ہزار روپا نقد سوار سے ممتاز ہو کر علم و قیل مرحمت ہوا۔ اور سید خان جہان بارہہ کے ساتھ چھار سنگھ بندلیہ کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اور اس ہم کی خدمات کے صلے میں منصب سہ ہزار نامی - دو ہزار روپا نقد سوار پر سر بلند ہوا۔ ۱۷۸۱ء میں ہم دکن پر مامور ہوا۔ ۱۷۸۲ء میں خلعت و نقارہ اور اسپ معہ زمین نقرہ کے مرحمت ہو کر شاہزادہ شجاع کے ساتھ صوبہ کابل میں متعین ہوا۔ اور اسی سال ۲۰ محرم ۱۱۹۷ھ کو جب راجہ گجے سنگھ اُس کے باپ کے انتقال کیا۔ اور اُس کی وصیت کے بموجب اُس کا چھوٹا بیٹا جسونت سنگھ اُس کا جانشین مقرر کیا گیا۔ یہ منصب سہ ہزاری - سہ ہزار سوار پر مفتخر ہو کر خطاب راؤ سے ممتاز ہوا۔

۱۷۸۷ء میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل میں تعینات ہوا۔ اور وہاں سے راجہ جگت سنگھ ولد راجہ باسو کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ ۱۷۸۸ء میں حاضر دربار ہو کر منصب چھار ہزاری - سہ ہزار سوار پر ممتاز ہوا۔ اور شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ قلعہ قند ہار کی ہم پر روانہ ہوا۔ ۱۷۸۹ء میں وہاں سے طلب ہو کر دربار میں آیا۔ اور یہاں آکر بیمار ہو گیا۔ ۱۷۹۰ء جلوس میں صحت پا کر ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۱۹۷ھ کو حجرات کے دن شام کے وقت حاضر دربار ہوا۔ صلابت خان میر بخش نے خلوت خانہ میں جہان اُس وقت بادشاہ روفی افروز تھے۔ زمین بوس کر آیا اور وہ آداب زمین بوسی کے بعد اُلٹے جانب کی صفت میں دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ صلابت خان سیدھے جانب کی صفت میں کھڑے تھے۔ نماز مغرب کے بعد جبکہ بادشاہ کسی فرما

کے لکھانے میں مصروف تھے کسی کام کے واسطے کھڑے دربار سے نیچے اُترے۔ اور شمع دان کے پاس ایک دوسرے امیر سے باتیں کرنے لگے۔ اُسی حال میں امر سنگھ نے دوڑ کر اپنا جھڑاں کے سینے پر اُلٹی طرف دے مارا آٹا فانا میں بھاری کاکام تمام ہو گیا۔ خلیل اللہ خان اور راجن پر بھیلدا اس کوڑنے یہ حال دیکھ کر امر سنگھ پر حملہ کیا۔ اُس نے دو تین وار راجن پر بھی کئے جو اُس نے اپنی ڈھال پر روکے یہ حال دیکھ کر سید سالار بارہ۔ اور چچ سات اور منصبدار دوڑ پڑے اور امر سنگھ کا کام تمام کر دیا۔ اور تھوڑی ہی دیر میں قاتل بھی مقتول کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ کو دو امیروں کے اس طرح سے مارے جانے کا بہت افسوس ہوا۔ بہت تحقیقات کی۔ مگر سوائے اس کے کہ امر سنگھ نشہ شراب میں سرشار ہوتا اور کوئی وجہ نہ معلوم ہوئی۔

جب میر خان منبر نرک اور ملوک چند داروغہ دولت خانہ خاص بادشاہ کے حکم کے بموجب امر سنگھ کی لاش کو دہلیز خلوت خانے سے باہر لائے۔ اور امر سنگھ کے نوکر کو اُس کی کربیا کر کے واسطے بولایا۔ پندرہ راجپوت نوکر یہ حال سُن کر دیوانہ وار جھڑاں اور تلواریں لئے ہوئے آ موجود ہوئے اور آتے ہی ملوک چند اور میر خان پر حملہ کیا۔ ملوک چند بیچارہ تو اُسی وقت مارا گیا۔ اور میر خان ایسا زخمی ہوا کہ دوسرے دن مر گیا۔ یہ حال دیکھ کر شاہی احمدی اور گروہ دار دوڑ پڑے اور اُن کی آن میں سب کا خاتمہ کر دیا۔ چچ گروہ دار قتل اور چچ سخت زخمی ہوئے۔

امر سنگھ کے کچھ نوکر راجن کے گھر پہنچے۔ تاکہ اُس کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کریں مگر وہ نہ ملا جب ان کی ہالت کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اپنے ایک خاص امیر کو ان لوگوں کے پاس بھیجا اُس نے بہتیرا سمجھایا۔ مگر اُن جاہلون نے ایک نہ سنی۔ اُس وقت مجبور ہو کر بادشاہ نے سید خانبان بارہ اور رشید خان انصاری کو لنگی

تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ انھوں نے ان کا بھی مقابلہ کیا اور تا وقتیکہ سب قتل نہ ہو گئے باز نہ آئے۔ بادشاہی لشکر میں سے سید عبدالرسول بارہ معہ اپنے بھائی سید غلام محمد اور چالیس اور عزیزوں کے شہید ہوئے۔

راؤ امر سنگھ نے اکبر آباد کے قلعہ کے دکن کی جانب ایک عظیم الشان محل تعمیر کرا کر اُس کے پاس بہت عمدہ باغ لگوا یا تھا۔ یہ باغ اور نوحملہ امر سنگھ کے نام سے موسوم تھا۔ اس میں ^{۱۲}بیگمیں آرضی تھیں جن میں سے ^{۲۳}بیگمیں عمارت اور ^{۲۵}بیگمیں باغ واقع تھا۔ قلعہ اکبر آباد کا جو دروازہ اس نوحملہ کے طرف ہے وہ اسی محاذ سے آج تک امر سنگھ دروازہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ نوحملہ کی عایشان عمارت کا کچھ حصہ اُنیسویں صدی تک باقی تھا اور وہ اراضی اس وقت نوحملہ امر سنگھ کے نام سے مشہور چلی آتی ہے۔

نوحملہ امر سنگھ

امر سنگھ دروازہ

رلے سنگھ راؤ امر سنگھ کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راؤ امر سنگھ چند اوت

راؤ چند کا پوتا۔ اور رلے دُر گا داس کا پر پوتا تھا۔ ۲۳ سالہ جلوس شاہجہانی میں جب راؤ روپ سنگھ چند اوت نے لاو لدا انتقال کیا۔ امر سنگھ معہ اپنے بھائیوں کے اپنے وطن چند اوت سے بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوا۔ اور خوبی قسمت سے اپنے سب بھائیوں میں سے بادشاہ کا منظور نظر ہو کر راؤ روپ سنگھ کا جانشین قرار پایا۔ اور منصب ہزارٹی ذات۔ نہ چند سوار پر مفتخر ہو کر خطاب راؤ سے موصوف۔ اور خلعت واسپے سرفراز ہوا۔ اور پرگنہ رام پور اُس کے اور اُس کے بھائیوں کی جاگیر میں مرحمت ہوا۔ ۱۷ سالہ جلوس میں منصب ہزارٹی۔ ہزار توار سے ممتاز ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مم قند ہار پر مامور ہوا۔ ۱۷ سالہ شاہزادہ داراشکوہ

کے ساتھ دوبارہ قندہار روانہ ہوا۔ سیکھ میں شاہزادہ موصوف کی سفارتیں سے منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ سیکھ میں صوبہ وکن میں متعین ہوا۔ سیکھ میں حسب الطلب دربار میں واپس آکر مہاراجہ جیوت سنگھ کے ساتھ صوبہ مالوہ کو روانہ ہوا۔ اور اوجین کی شکست کے بعد اپنے وطن چلا گیا۔

سیکھ میں سموگڈہ کی لڑائی کے بعد دربار عالمگیری میں حاضر ہوا۔ اور شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھ شجاع کے تعاقب پر مامور ہوا۔ لیکن راستے ہی سے مختلف افواہیں سن کر پھر اپنے وطن چل دیا جہان سے تھوڑے دنوں بعد پھر دربار میں آیا۔ اور اپنے سابقہ مقصور کی معافی حاصل کر کے ممکن میں متعین ہوا۔ اور مرزا راجہ جے سنگھ کے ساتھ کارہائے نمایاں انجام دیتا رہا۔ سیکھ جلوس میں قلعہ سالہیر کی لڑائی میں مارا گیا۔

راد علم

حکم سنگھ اُس کا بیٹا قلعہ سالہیر کی لڑائی میں باب کے ساتھ تھا۔ وہ دشمنوں کی قید میں پھنس گیا۔ اور کسی ترکیب سے تھوڑے دنوں بعد رہائی حاصل کر کے بہادر خان کو کہ تاظم وکن کے پاس آ پہنچا اور دربار شاہی سے اضافہ منصب اور خطاب راؤ سے موصوف ہو کر اپنی اخیر عمر تک بادشاہی خدمات میں سرگرم رہا۔ اُس کی وفات کے بعد گوپال سنگھ اُس کا بیٹا جانشین مقرر ہوا جبکہ حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ اندرسن دھندیرہ

دھندیرہ راجپوتوں کی ایک گوت ہے۔ ان میں اور بندیلوں اور پٹوڑوں میں باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے۔ اس گوت کے راجپوتوں کا اصلی وطن قصبہ سہرا سرکار سارنگ پور صوبہ مالوہ میں تھا۔ کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفر میں سہارا باجی کے نام سے لکھا جاتا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے عہد میں راجہ جگن دھندیرہ

راجہ جگن

دربار شاہی میں حاضر ہو کر موردِ الطاف ہوا تھا۔ شاہجہان نے اپنی عہد سلطنت میں ولایت دھندیرہ سیوارام گوڑ کو مرحمت فرمائی اُس نے راجہ اندرن کے کوچہ سو وقت اُس ملک پر قابض تھا بیدخل کر کے اپنا قبضہ کر لیا چند روز کے بعد راجہ اندرن نے کچھ فوج فراہم کر کے اپنے موروثی ملک کو پھر فتح کر لیا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ شہ جلوس میں معتمد خان اور راجہ بقیلہ اس گوڑ کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے ولایت دھندیرہ میں پہنچ کر سب قصبہ تہرا فتح کر لیا تو راجہ اندرن بھی ان کے پاس حاضر ہو گیا۔ اور حسبِ حکم بادشاہ کے قلعہ طیسر میں مقید کیا گیا۔ شہدہ میں جب اورنگ زیب دکن سے آ کر روانہ ہوا۔ راجہ اندرن کو قید سے رہا کر کے منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار سوار پر سرفراز کیا۔ اُس نے آجین کی لڑائی میں اپنی بے نظیر شجاعت کا ثبوت دیکر اورنگ زیب سے علم و تقاریر کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کے بعد جنگ سموگڈہ میں بہادری اور جافشانی کا ثبوت دیا۔ اور شاہزادہ شجاع کی پہلی لڑائی کے بعد صوبہ بنگالہ میں متعین ہوا۔ اور اسی جگہ انتقال کیا۔

• اندر سال ہاڈہ

راؤرتن ہاڈہ کا پوتا تھا۔ شہ جلوس شاہجہانی میں چھار سنگھ بندلیہ کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ شہ جلوس میں سید خانجہان بارہ کے ساتھ عادل شاہ والی بیجا پور کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ شہ جلوس تک منصب شش ہزاری ذات۔ سہ صد سوار پر سرفراز تھا۔ شہ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل میں متعین ہوا۔ شہ میں ہمسرخ و بدخشان میں شریک ہو کر اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے۔ اور شہ میں منصب ہشت ہزاری چار صد سوار پر سربلند ہوا۔ اسکے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

راجہ انوپ سنگھ بھوئیہ

راؤ کرن کا بیٹا۔ اور راؤ سوچ سنگھ کا پوتا تھا۔ مدتوں صوبہ دکن میں متعین رہا۔ مسئلہ جلوس عالمگیری میں بہادر خان کو کہ اور عبدالکریم میانہ کی لڑائی میں خدما نمایاں انجام دیں۔ اور ان کے صلے میں بہادر خان کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ مسئلہ میں دیر خان داؤد زئی کی ماتحتی میں دکنیوں کی لڑائی میں خاص نام پیدا کیا۔ مسئلہ میں اورنگ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسی عرصے میں سیوا جی نے آکر شورش برپا کی۔ اس موقع پر اس نے دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر قدم مارا۔ اور اپنی قلیل فوج کو لے کر نہایت شجاعت و بہادری سے شہر سے باہر نکل کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا۔ لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ خانجیان بہادر ناظم دکن آ پہنچا۔ اور مرہٹوں کی صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ مسئلہ جلوس میں نصرت آباد سکھ کا قلعہ دار اور فوجدار مقرر ہوا۔ مسئلہ میں امتیاز گڈھ ادونی کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ مسئلہ میں اس جگہ سے تبدیل ہوا۔ مسئلہ میں وفات پائی۔

منصب دوہزار و پانصدی۔ دو ہزار سوار پر سر ملید تھا۔

سر روپ سنگھ

اور سہیل سنگھ

انوپ سنگھ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اس کے وطن بیکانیر کی موروثی حکومت پر سر روپ سنگھ اس کے بیٹے کو جو پہلے سے ملازمت شاہی میں ہزار و پانصدی کا منصب دار تھا سرفراز فرمایا۔ وہ ذوالفقار خان بہادر کی ماتحتی میں خدمات شاہی انجام دیتا رہا۔

سر روپ سنگھ کے بعد اس کا بیٹا اندر سنگھ اور اس کے بعد اندر سنگھ کا بیٹا زور آور سنگھ اور اس کے بعد زور آور سنگھ کا متبئی بیٹا گجے سنگھ وطن کی حکومت پر سرفراز ہوا۔

انی رائے

ذات کا برہمن اور شاہجہان کے عہد میں منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوا
 پر سرفراز تھا۔ شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں صدر و فخر کے صیفہ حساب و تنخواہ کا دیوان اعلیٰ
 (اکونٹ جنرل) مقرر ہوا۔ اس عہدے پر شاہزادوں اور اُمراء عالیشان سے لیکر
 غریب سپاہی تک سب کی تنخواہ کا حساب و کتاب اُس کے ذمے تھا۔ وہ حساب و
 کتاب میں کسی کی رعایت نہیں کرتا تھا۔ سب لوگ اپنی اپنی کنفایت چاہتے تھے۔
 جب حسابی معاملے میں کسی امیر کی اُس کے سامنے پیش نہ جاتی تھی تو جھگڑا اُس پر
 طرح طرح کی پھبتیاں اُڑا کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتے تھے۔ عالمگیر کے مشہور و معروف مہتمم علیہ
 امیر نعمت خان عالی نے بھی کسی محاسبے پر ناراض ہو کر اُس بیچارے کی جھولکھ ماری ہو
 جو کتاب قلع نعمت خان عالی میں موجود ہے۔ اُس قطعہ کے چند شعر نقل کیے جاتے ہیں۔
 لے ولے چون کم کہ انی رائے شد سقط این غم مرا ز دو سو ہنہ میخورد خواب کرد
 آن صورت ہماوت فیلمان ہتیا پول مارا سپر فیل بند حساب و کتاب کرد
 یارب نصیب ہیچ مسلمان دگر مباد ظلمیکہ آن برہمن خاہ حساب کرد
 تحقیق دان کہ آن خزعیسی نہ مرہ است در سایہ رسید و علف خورد و خواب کرد

راجہ اندر سنگھ راٹھور

راجہ رائے سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ امر سنگھ راٹھور کا پوتا تھا۔ اسے جلوس
 عالمگیری میں باپ کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ اس میں ہمارا
 جو ننٹ سنگھ کے مرنے کے بعد پھینٹیں لاکھ روپیہ دربار عالمگیری میں شکش کیا۔ اور
 خطاب راجگی سے موصوف ہو کر سرداری قوم راٹھور۔ اور حکومت جو دھپور پر سرفراز ہوا۔

اور خلعت خاصہ۔ اور شیشہ معہ ساز مرصع۔ اور اسپ معہ ساز طلا۔ اور خیل و علم۔ اور نقارہ مرحمت ہوا۔

سلسلہ میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ شاہزادہ محمد اکبر کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اس کے بعد دکن کے مہات میں متعین رہا۔ سلسلہ میں منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار سوار سے سر بلند ہوا۔ شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد عظم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر منصب پنجہزاری پر ممتاز ہوا۔ اور حسب حکم ذوالفقار خان کے ساتھ شاہزادہ بیدار بخت (پسر عظم شاہ) کے پاس آجین روانہ ہوا۔ لیکن پھر کچھ جھگڑا سے ہی سے جو دھوڑ چل دیا۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

راجہ اندرسنگھ کا پوتا بہر ناتھ سنگھ صوبہ برار میں جاگیردار تھا۔ ۹۱ھ میں اُس نے وفات پائی۔ اُس کا بیٹا مان سنگھ بدتون دکن میں رہا۔ اس کے بعد وطن کو جا رہا تھا کہ راستے میں مہلون کے ہاتھ سے مارا گیا۔

راجہ اودے سنگھ بھدوریہ

راجہ ہما سنگھ بھدوریہ کا بیٹا تھا۔ ۱۔ اپنے باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ سلسلہ جلوس عالمگیری میں ہندوستان کے مشہور قلعہ چتوڑ کا قلعہ مقرر ہوا۔ سلسلہ میں اپنے باپ کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہو کر درجن سنگھ ہاڈہ کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اس خدمت کے صلے میں خلعت اور اضافہ منصب اور نقد انعام سے سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں مہم بیجا پور میں شریک ہو کر اپنی شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھائے۔ سلسلہ میں منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار سوار پر مقرر ہو کر قلعہ ارغون مقرر ہوا۔

اُس کی وفات کے بعد گوپال سنگھ اُس کا جانشین مقرر ہوا۔ جو محمد شاہ کے

کوپال سنگھ

عہد تک خدمات شاہی میں سرگرم تھا۔ آگرہ کے قریب اُس کا آباد کیا ہوا گوالپور
اس وقت تک موجود ہے جس میں اُس کی گڈھی کے نشانات بھی اس وقت تک
موجود اور گڈھی بہدوریہ کے نام سے مشہور ہیں۔

ریاست بہد اور اگرچہ مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں ختم ہو گئی۔ لیکن اس
خاندان میں بہت کی صورت کسی قدر اب تک قائم ہے اور گورنمنٹ عالیہ کی طرف
سے کچھ گائون معافی میں ملے ہوئے ہیں اور کچھ روپیہ نقد خزانہ شاہی سے عطا ہوتا ہے
جو بمل ملا کر قریب ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے ہو جاتا ہے۔ موضع نوگوان تحصیل باہ
ضلع آگرہ میں ریاست کا صدر مقام ہے۔ بھنڈ (ریاست گوالیار) پناہ سٹ
(تحصیل باہ) کچورہ (تحصیل باہ) وغیرہ میں راجگان بہد اور کے تعمیر کئے ہوئے عالی شان
قلعہ اس وقت تک موجود ہیں۔

ہمارا راجہ ہندو مت سنگھ رئیس کی جن کے انتقال کو دو تین ہی برس ہوئے
گورنمنٹ میں خاص عزت تھی۔ باوجود اس کے کہ اختیار فرمانروائی حاصل تھا
مگر نومبر ۱۹۷۷ء کے دربار لاہور لارنس صاحب بہادر دیرائے وگور زرنہل کشور ہند
میں جو مقام آگرہ منعقد ہوا تھا۔ اور جس میں ہمارا راجہ گوالیار۔ وجے پور و جھوپور
وغیرہ تمام ہندوستان کے بڑے بڑے والیان ملک شامل ہوئے تھے۔ ہمارا
بہد اور کی کرسی تیسویں نمبر پر تھی۔

موجودہ رئیس نابالغ ہیں اور ان کا علاقہ کورٹ آف وارڈس کے انتظام میں ہے۔

ہمارا راجہ بیت سنگھ راٹھور

ہمارا راجہ بیت سنگھ راٹھور رکابینا تھا۔ باپ کی وفات کے وقت مان کے
بیت میں تھا جب جسو نت سنگھ نے کابل میں انتقال کیا۔ اُس کے نوکر بلا جاتا

بادشاہ کے رانیوں کو لے کر کابل سے چل دیئے۔ جب دریائے اٹک کے گھاٹ پر پہنچے۔ میر بھرنے راہداری کا پروانہ مانگا۔ پروانہ اُن کے پاس موجود نہ تھا۔ میر بھر دریائے اُترنے سے مانع ہوا۔ انھوں نے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور اُسے اور اُس کے آدمیوں کو زخمی کر کے زبردستی دریائے پار اُتر آئے۔ لاہور پہنچ کر اجیت سنگھ پیدا ہوا۔ جب عالمگیر کو واقع نگار کی تحریر سے اس واقع کی اطلاع ہوئی۔ وہ راجپوتوں کی اس حرکت سے سخت ناراض ہوا۔ چنانچہ جب یہ لوگ دہلی پہنچے اس قصور میں ان پر پھرے بٹھا دیئے گئے۔ راجپوتوں نے چند دنوں کا بھلا و اکیہ دھوکے کا جال پھیلایا۔ اجیت سنگھ اور اُس کے دوسرے بھائی دل تھن کے ہم عمر جوہ و سری رانی سے تھادو بچوں کو تلاش کیا۔ دو باندیوں کو رانیوں کا لباس اور زیور پہنایا۔ اور ان دونوں بچوں کو ان کے پاس چھوڑا۔ اور بادشاہ سے اُن کی رخصت حاصل کر کے اور اصل رانیوں کو مردانہ لباس پہنا کر وطن کو روانہ ہوا اور دو تین سرداروں اور چند جان تناروں کو ان مصنوعی رانیوں کے پاس چھوڑ کر یہ ہدایت کر گئے۔ کہ اگر جلد یہ راز افشا ہو جائے تو تھوڑی دیر تک شرط جانفشانی بجا لا کر بادشاہی سپاہیوں کو روکنا۔ دو تین گھڑی کے بعد بادشاہ کے پاس بھی خبر ہو چکی کہ راجپوت بلا اجازت رانیوں اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اُس نے دریافت حال کے لئے کئی مرتبہ اُمرائے مقبر کو بھیجا۔ مگر وہ لوگ ہر باخیمہ کے پاس آ کر ان مصنوعی رانیوں اور بچوں کو دیکھ دیکھ کر چلے گئے۔ اور اس خبر کو بالکل جھوٹ قرار دیا۔ لیکن بادشاہ کا شبہ رفع نہ ہوا۔ اور اُس نے حکم دیا کہ انہیں اور بچے معہ جملہ متعلقین کے قلعے میں لائے جائیں۔ جب بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کے واسطے بادشاہی سپاہی اور امیر مصنوعی رانیوں کے خیموں پر پہنچے۔ راجپوتوں اور ان مصنوعی رانیوں نے مقابلہ کیا کچھ لوگ قتل ہوئے۔ کچھ بھاگ گئے۔ عرضندہ

دولون بچون اور رانیون کو قلعہ میں لائے۔ جو لوگ ان جیون کی حفاظت پر مامور تھے اگرچہ وہ اپنی غفلت کے تدارک کے خوف سے اس بات پر زور دیتے تھے کہ دراصل جسونت سنگھ کی رانیان اور بیٹے سی ہی ہیں۔ لیکن بادشاہ کے دل میں شبہ پڑ گیا۔ اور اُسی وقت راجپوتوں کے تعاقب میں کچھ سوار روانہ کئے۔ مگر چونکہ بہت وقت گزر چکا تھا۔ راجپوتوں کا پتہ نہ چلا۔ اور وہ رانیون اور بچوں کو لئے ہوئے جو دھپور جا پہنچے۔ مدتوں تک عام لوگوں اور خود بادشاہ کے دل میں شبہ رہا۔ کہ دراصل اجیت سنگھ جسونت سنگھ کا بیٹا ہے یا نہیں۔ جب رانا اُدے پور نے اپنی لڑکی کی شادی اُس کے ساتھ کر دی۔ اُس وقت سب کے دلون سے یہ شبہ رفع ہوا۔

جب ۱۴۔ جمادی الثانیہ ۱۱۸۵ھ کو یہ لوگ جو دھپور پہنچے۔ وہاں کے تمام راجپوت بگڑ بیٹھے۔ طاہر خان فوجدار جو دھپور اور راجہ اندر سنگھ راٹھور حاکم جو دھپور نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی۔ اور الگ ہو گئے۔ طاہر خان اس قصور میں برخاست ہوا۔ اور اندر سنگھ دربار میں طلب کر لیا گیا۔ بادشاہ نے اول سر بلند خان کو ان راجپوتوں کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اور خود بھی اجمیر پہنچ کر شاہزادہ محمد اکبر کو بہت سے امیروں کے ساتھ اس ہم پرستین کیا۔ جب راجپوت اس عظیم الشان فوج سے گھر گئے۔ اور مقابلے کی طاقت نہ دیکھی۔ دُرگاداس نامے راجپوت نے جو رب زبانیاں اور افسوسناک ساری میں شہرہ آفاق تھا۔ شاہزادہ کو جو بالکل نا تجربہ کار تھا۔ سلطنت کا سبز باغ دکھا کر بادشاہ سے بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ اور بھولا بھالا شاہزادہ راجپوتوں کے اس خوشحال میں خود بخود پھنس کر اپنی اور راجپوتوں کی شہزاد فوج کے ساتھ باپ کی طرف پھرا۔ اس وقت اُمراء شاہی مختلف مقامات پر برسر خدمت تھے۔ اور بادشاہ کے پاس خواجہ۔ خدمتگار۔ اور کل عملہ مل ملا کر سات سو۔ آٹھ سو آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔

اور غزنی کی
اور لشکر
اکٹھ

جب باغی شاہزادہ کا لشکر بادشاہ کے قیام گاہ سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر
آہوچہ ہوا۔ تمام شاہی لشکر میں کھلبلی پڑ گئی۔ ایک دوسرے کا منہ تنکے لگا۔ اب
قدرت آسمانی کا تماشا دیکھیے۔ کہ اس باقبال بادشاہ نے اپنی حسن تدبیر پولیسٹیکل
جوڑ توڑ۔ استقلال طبع کے پُر زور سترون سے اس مخالف موج پر ایسا جادو مارا
کہ دیکھنے والے دیکھتے۔ اور سنتے والے حیران رہ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے بلا ایک تیر
نشر چلانے ہوئے شہزاد فوج کو ہکا دیا۔ صورت یہ ہوئی۔ کہ جب بادشاہ نے دیکھا
کہ نادان شاہزادہ سر ہی پر آ پونچا۔ ایک فرمان عنایت آمیز اس کے نام لکھا۔
کہ این جانب تمہارے اس حسن تردد سے کہ راجپوتوں کی تالیف قلوب کر کے
پھاڑوں اور جنگوں سے میدان میں لے آئے ہو۔ بہت خوش ہوئے۔ اس طرح
اگر تھوڑی دور آگے اور بڑا ہلاؤ تو میں مصلحت اور باعث خوشنودی این جانب
کا ہو گا۔ اور یہ نسل ان اس طرح بچوایا۔ کہ راجپوتوں کے پاس پہنچ گیا۔ اسکو دیکھتے
ہی تمام راجپوتوں کے ہوش اُڑ گئے۔ اور راتوں رات سب بھاگ گئے۔ شاہزاد
کے ساتھ جو مسلمان امیر تھے وہ بھی نہایت ندامت اور شرمندگی کے ساتھ بادشاہی
لشکر میں چلے آئے غرض کہ صبح ہوتے ہوئے شہزاد فوج میں سرف و تین ہزار
سوار۔ اور دو تین راجپوت جن میں دُر گا داس بھی تھا۔ باقی رہ گئے۔ جب شاہزاد
صاحب صبح کو بستر استراحت سے اُٹھے۔ یہ حال سنا۔ اور نہایت بدحواسی کے
عالم میں بال بچن تک کو چھوڑ کر آنکھیں ملتے ہوئے خود بھی بھاگ نکلتے۔

بادشاہ نے اس فتح کے بعد راجپوتوں کو ایسا ٹھیک کیا۔ کہ پھر اس کی زندگی
تک انھیں سر اٹھانے کی ہمت نہ پڑی۔ جو دھور میں شاہی فوجدار متعین کر دیا گیا۔
راجیت سنگھ بادشاہ کی وفات تک پہاڑوں اور جنگوں میں مارا مارا پھرا۔ جب بادشاہ
کی وفات کے بعد شاہزادوں میں لڑائی شروع ہو جانے سے تمام ملک میں آبروی

پھیلی ہوئی تھی۔ پھر جو دھپور آیا۔ اور اپنے وطن پر قابض ہو گیا۔ اور جو دھپور اور
اُس کے قرب و جوار کے علاقے کی بہت سی مسجدوں کو توڑ کر اذان دینے کی
عام ممانعت کر دی اور گادگشی کو بند کر کے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا۔ بادشاہ
نے تخت نشین ہو کر۔ شعبان ۱۰۱۷ھ کو اُسکی سرکوبی کے واسطے جو دھپور کی طرف
کوچ کیا۔ اور اجمیر اور جتوڑ کے درمیان میں پہونچکر شاہراہِ عمدہ عظیم الشان اور
خانخانان معتم خان۔ اور مصتام الدولہ کو فوجیں دے کر جو دھپور روانہ کیا۔ جب
اجیت سنگھ شاہی فوج کی ٹکر نہ اٹھا سکا۔ پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ جب وہاں بھی
فوجیں پہونچیں۔ تو مجبور ہو کر خانخانان کے توسل سے اپنی تقصیرات کی معافی کا
خواستگار ہوا۔ خانخانان نے بادشاہ کی خدمت میں سفارش لکھ بھیجی۔ اور
تصور معاف ہو گیا جس قدر مسجدیں توڑی گئی تھیں از سر نو تعمیر کی گئیں۔ جو دھپور
اور بڑے بڑے قصبات میں قاضی مفتی۔ اور مسجدوں میں امام مؤذن مقرر
کیئے گئے۔ اس کے بعد اجیت سنگھ دربار میں حاضر ہوا۔ اور منصب ستہ ہزاری سے
سرفراز ہو کر خلعت اور فیل و شمشیر سے مفتخر ہوا لیکن جب بادشاہ کام بخش کے
مقابلے کے واسطے دکن جا رہے تھے۔ راستے میں سے راجہ جے سنگھ سوانی کے
ساتھ اپنے پورا نے ڈیرے۔ خیمے لشکر میں چھوڑ کر شکار کے بہانے سے جو دھپور
چل دیا۔ بادشاہ دکن سے واپسی پر اس کی تنبیہ کی فکر میں تھے۔ کہ سکھوں کے
فساد کی خبر آئی۔ اور بادشاہ نے مصلحت وقت پر نظر کر کے خانخانان کے ذریعے
سے راجپوتوں کا تصور پیش طر پر پھر معاف کر دیا۔ کہ ملازمت میں حاضر ہو کر اپنے
اپنے وطن کو لوٹ جائیں۔ غرض کہ ۱۰۱۷ھ میں اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوانی۔ اور
دوسرے راجپوت سردار تین چالیس ہزار سواروں کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھ ڈالوں
سے باندھے ہوئے گھوڑوں پر سوار شاہی لشکر میں حاضر ہوئے۔ اور سب کا تصور

معاف ہو کر ہر ایک کو خلعت - اور اس پ وفیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس گئے۔

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد ایسی طوائف الملوکی کا بازار گرم ہوا۔ کہ کسی کو اتنی فرصت نہ ہوئی کہ راجپوتوں کی طرف متوجہ ہوتا۔ فرخ سیر کی عہد سلطنت میں سلسلہ جس میں امیر الامرا حسین علیخان اور شایستہ خان اجیت سنگھ کی سرکوبی کے واسطے فوجیں لے کر جو دھپور روانہ ہوئے۔ اس فرج کے خوف سے اجیت سنگھ مع اپنے مال و اسباب کے جو دھپور کو چھوڑ کر دشوار گزار پہاڑوں میں جا چھپا۔ اور اپنے وکیلوں کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے امیر الامرا کی خدمت میں بھیج کر جان کی امان۔ اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا۔ اُدھر دربار میں اُمراء کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا۔ اور امیر الامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آ رہے تھے۔ کہ مجھ میں اور بادشاہ میں روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو۔ بیان پہنچو۔ ان حالات سے امیر الامرا نے مجبور ہو کر اجیت سنگھ کو بادشاہ کی تابعداری قبول کرنے اور اپنی لڑکی کو بادشاہ کے عقد میں دینے۔ اور پیشکش سالانہ ارسال کرنے پر راضی کر کے اُس کا قصور معاف کر دیا۔ اور خود ہلی روانہ ہوا۔

۲۲ مئی ۱۷۲۳ء کو نہایت دھوم دھام سے اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھ ہوئی اور یہ آخری راجپوت کی لڑکی تھی جو خاندان مُخلیہ کے محسرات میں داخل ہوئی۔ اس کے بعد خاندان مُخلیہ اور راجپوتوں کے درمیان سلسلہ قرابت منقطع ہو گیا۔

شادی کے بعد اجیت سنگھ گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز ہوا جب امیر الامرا حسین علیخان اور قطب الملک سید عبداللہ خان کا اقتدار حد سے زیادہ گزر گیا۔

اور سلطنت کا کل نظم و نسق انھیں دونوں بھائیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ تو بعض
 ہوا خواہان سلطنت مغلیہ اور خود فرخ سیران کے ہتھیصال کی تدبیریں سوچنے لگے۔
 انھیں تدبیروں میں ایک یہ بھی تھی۔ کہ اجیت سنگھ کو گجرات سے بلایا کر نوازشات
 شاہی کا امیدوار کیا۔ اور سیدون کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن وہ بہت
 سیانا۔ اور زمانہ کا رنگ بچانے ہوئے تھا۔ یہاں اگر اُٹنا سیدون سے مل گیا تو
 اُن کی عنایت سے خطاب ہماراجہ سے موصوف ہو کر فرخ سیر کی قید اور قتل میں
 سیدون کے ساتھ ساتھ شریک رہا۔ اور اس خدمت کے انجام دینے کے صلے
 میں زر نقد اور جواہرات سے مالا مال ہوا۔ فرخ سیر کے قتل ہونے کے بعد جب
 اجیت سنگھ دہلی سے گجرات کو روانہ ہوا۔ بازار کے تمام دکاندار اور عام لوگ
 آوازے کستے تھے۔ کہ یہ رویا سیدون سے داماد کا خون بہائے کر بھاگا جاتا
 ہے۔ جب وہ اس قسم کی گالیان اور فقرے سنتے سنتے عاجز آ گیا۔ تو اُس نے
 حالت سواری ہی میں دو تین آدمیوں کو قتل بھی کر دیا۔ ۱۳۳ھ میں رفیع الدین
 کے عہد میں اُس نے اپنی بیٹی کو بھی مجلسِ شاہی سے معہ تمام جواہرات اور
 بیش قیمت آلات کے جنگی قیمت ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ بھٹی بلایا۔
 اسی سال صوبہ اجمیر کی صوبہ داری بھی اجیت سنگھ کو مرحمت ہوئی۔
 محمد شاہ کے عہد سلطنت میں امیرِ لامرا۔ اور قطب الملک کی بساط اُلٹ
 جانے کے بعد اجیت سنگھ نے پھر سر اٹھایا۔ اپنے تمام علاقے سے گاؤں کشی
 بند کر دی۔ لیکن دکن سے نواب نظام الملک آصف جاہ کی آمد کی خبر سن کر
 پھر ہوش آیا۔ غرض کہ نامہ و پیام کے بعد گجرات کی حکومت سے دست برداری
 اختیار کی۔ لیکن صوبہ اجمیر کی حکومت نہ چھوڑی۔ بادشاہی فوج تنبیہ کے واسطے
 مامور ہوئی اور اجمیر کو فتح کر لیا۔ اجیت سنگھ کی فوج قلعہ گدہ پتلی میں محصور ہوئی۔

آخر کار صلح ہو گئی اور یہ تسلیم کر پایا کہ راجہ اجیت سنگھ کا بیٹا ابھی سنگھ ہمیشہ بادشاہی میں حاضر رہے۔ اور راجہ ہمیشہ بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری میں ثابت قدم رہے۔

اس صلح ہونے کے بعد ابھی سنگھ دربار میں حاضر ہوا۔ جب وہی کی ہوا کھائی عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ اور حکومت کے پریشان خواب نظر آنے لگے۔ یاروں کو نئے اور بھی آسمان پر چڑھا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے بھائی بخت سنگھ (ڈونگر سنگھ) سے جو باپ کے پاس جو دھپور میں تھا خط و کتابت شروع کی۔ اور نہ معلوم اُسے کیا بھڑا دیا کہ اُس نے ناخلف نے ستر سالہ میں ایک دن حالت خواب میں باپ کا کام تمام کر دیا۔ اور خود جو دھپور کا حاکم بن بیٹھا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا بخت سنگھ گدی نشین ہوا۔ ابھی سنگھ کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

ہمارا راجہ ابھی سنگھ راٹھور

ہمارا راجہ اجیت سنگھ کا بیٹا۔ اور ہمارا راجہ جسونت سنگھ کا پوتا تھا۔ باپ کے مارے جانے کے بعد محمد شاہ نے خطاب ہمارا راجہ سے موصوف کیا۔ مسئلہ لاہور میں ہجرت کی صورت سے سرفراز ہوا۔ لیکن سر بلند خان صوبہ دار ہجرت نے اُس کے گناہوں کو دخل نہ دیا۔ لہذا سلمہ جلوس میں وہ چالیس ہزار فوج لے کر ہجرت روانہ ہوا۔ سر بلند خان نے اول تو خوب مقابلہ کیا۔ لیکن بادشاہ اور نواب آصف جاہ کے خوف سے صلح مناسب جان کر ایک دن شام کو چند چوہداروں اور خدمتگاران کے ساتھ ابھی سنگھ کی ملاقات کے واسطے چلا آیا۔ یہ حال دیکھ کر ابھی سنگھ سخت متعجب ہوا۔ بہر حال خود ہتھیار کر کے اپنے قیام گاہ پر لایا۔ اور نہایت عزت و عظمت سے مسند پر بٹھایا۔ دونوں میں محبت و الفت کی باتیں ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسری کی

پکڑی بدل کر اپنے سر پر رکھی۔ اور پکڑی بدل بھائی بنکر ایک دوسرے سے محبت ہوئے۔ دوسرے دن سر ملند خان دہلی روانہ ہوا۔ اور ابھی سنگھ نے گجرات کی صوبہ داری سنبھالی۔

سناہے جس تک ابھی سنگھ نے گجرات میں حکومت کی چونکہ اس عرصے میں مرہٹوں کا بہت زور بڑھ گیا تھا۔ لہذا وہ صوبہ کی آمدنی سے مرہٹوں کو چوتھ یعنی چہارم حصہ کل آمدنی کا دیتا رہا۔ جب مرہٹوں نے زیادہ لوٹ گھسٹ شروع کی۔ اور دربار سے کسی قسم کی امداد نہ ملی تو مجبور ہو کر تمام صوبہ گجرات مرہٹوں کے حوالے کر کے اس نے وطن جو دھپور چلا گیا۔

راجہ بہاڑا مل کچھواہا

عام طور سے ہوتا آیا ہے کہ بیٹے اور پوتے کا نام باپ دادا کے نام سے روشن ہوتا ہے۔ لیکن خوشا نصیب اُس باپ یا دادا کے جس کی اولاد ایسی لائق ہو۔ جسکے نام سے اُن کا نام روشن ہو۔ یہ خوش نصیب راجہ نورتن اکبری کے مشہور و معروف امیر میرزا۔ راجہ مان سنگھ کا دادا۔ راجہ بھگوان داس کا باپ۔ خاندان عظیم الشان کچھواہہ کا سردار تھا۔ اس خاندان میں صد ہا سال سے حکومت و امارت کا نقشہ جا ہوا تھا۔ راجپوتوں میں سب سے پہلے اسی فرزند روزگار راجہ نے ملازمت اکبری میں شامل ہونیکا فخر حاصل کیا۔ اور یہ اسی کے اوصاف حمیدہ۔ اور مساعی جمیلہ کا سبب تھا کہ نہ صرف تمام خاندان کچھواہا بلکہ راجپوتوں کے اکثر و بیشتر خاندان فرمان روایان چغتائیہ کی جان نثاری پر کمر بستہ ہو کر اُن کی محبت و اُلفت کا دم بھرنے لگے۔

کچھواؤں میں دو تین ہیں۔ راجاوت۔ اور شیخاوت۔ راجہ بہاڑا مل راجاوت

گوت سے جین یہ راجہ سرتھی راج کچھو اہہ کے بیٹے تھے اس خاندان کی راجہ ہانی۔
 آئیرمین تھی۔ جو بچے پور سے تین چار کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ سستہ یعنی پہلے
 سال جلوس اکبری میں مجنوں خان قاتشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ جب
 وہاں پہونچا۔ حاجی خان۔ شیر شاہ سور کا غلام اُس پر چڑھ دوڑا۔ اس حملہ میں راجہ
 بہاؤ امل۔ حاجی خان کے ساتھ تھے جب مجنوں خان کی محاصرہ میں حالت تنگ
 ہوئی۔ تو خاندانی کمن سال راجہ نے نہایت مروت و انسانیت سے صلح کر اکر اُس کو
 محاصرہ سے نکلوا دیا۔ اور نہایت عزت و حرمت کے ساتھ دربار شاہی کو روانہ
 کر دیا۔ جب مجنوں خان دربار میں پہونچا۔ راجہ کی مروت و محبت عالی خاندانی۔
 اور عالی ہمتی کی اکبر کے سامنے بہت تعریف کی۔ کمال کے جوہری نے اُسی وقت
 فرمان طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھ روانہ کیا۔ راجہ فرمان کے پہونچتے ہی معقول
 ساز و سامان کے ساتھ آئیر سے روانہ ہوئے۔ اور اُس حالت خوشی میں جبکہ
 اکبر بیٹوں کی ہم سے فتیاب ہو کر جشن منا رہے تھے۔ دربار میں حاضر ہوئے۔
 بادشاہ نے راجہ اور اُس کے ساتھیوں کی بہت عزت اور خاطر کی خلعت اور
 انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔

خصت کے وقت جبکہ راجہ اور اُن کے بھائی بیٹوں اور ساتھیوں کو خلعت
 اور انعام و اکرام مل رہے تھے۔ بادشاہ خود بھی خصت کرنے کے واسطے ہاتھی پر
 سوار ہو کر تشریف لائے۔ ہاتھی مست تھا۔ اور جوش مستی میں جھوم جھوم کر کبھی
 ادھر کبھی اُدھر جاتا تھا۔ لوگ ڈر ڈر کے بھاگتے تھے۔ ایک مرتبہ ان راجپوتوں کی
 طرف بھی جھکا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ملے اور اُسی طرح کھڑے رہے۔ بادشاہ کو
 یہ ادا بہت بھائی۔ راجہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: "ترا نہال خواہم کرو بغیر
 می بینی کہ اعزاز و افتخارت زیادہ بر زیادہ می شود"

میں فوجیں بھیجیں اور اُمرے اطراف کی پاس خطوط دوڑادیے۔ اور ایسا انتظام کیا۔ کہ مرزا جہان پونجا۔ نامرادی نے سامنے سے نشان ہلا دیا۔ وحشت کے عالم میں بنجاب کا رخ کیا۔ لیکن راجہ بہاؤ اہل کا خط حسین خان مگرہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔ کہ ابراہیم دو جگہ شکست کھا کر دہلی کے اطراف میں پونجا ہے۔ اور یہ پائے تخت کا مقام ہے۔ کہ خالی پڑا ہے۔ اُس فرزند کو چاہیے کہ جلد اپنے تئیں وہاں پونجا لے۔ یہ بہادر ایسے معرکوں کا عاشق نہ تھا۔ خط دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ کانگرہ سے حسین قلی خان روانہ ہوا۔ غرض کہ کسی جگہ مرزا کو ٹھہرنا نصیب نہ ہوا۔ اور لاہور اور ملتان کے رستے میں اُس کا کام تمام ہو گیا۔ بادشاہ راجہ بہاؤ اہل کی پس خوش انتظامی سے بہت خوش ہوا۔ اور روز بروز اعزاز و اکرام زیادہ کرنے لگا۔

امیرالامرا راجہ بھگوان اس کچھوہا

راجہ بہاؤ اہل کے بڑے بیٹے۔ اور مرزا راجہ مان سنگھ کے باپ تھے۔ تمام تاریخین ان کے اوصاف حمیدہ اور خصال پسندیدہ کی تعریفوں سے مرصع ہیں انہیں کی بے نقبسی اور وفادارانہ کوشش سے تھوڑی ہی مدت میں دربار اکبری میں ہزاروں راجہ۔ ہمارا راجہ۔ ٹھا کر سرواں نظر آنے لگے۔ اور یہ عالیشان دربار ان جڑاؤ پتلیوں سے جگمگا اُٹھا۔ انھوں نے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی محبت و اُلفت کا سکہ جما دیا تھا۔

راجہ موصوف ششمہ میں اپنے باپ کے ساتھ دربار اکبری میں حاضر ہوئے کمال کے جوہری۔ اور لیاقت کے صراف نے اپنے قیافے کی کسوٹی سے انکی لیاقت اور کمالات کا حال معلوم کر کے اُمرے خاص کے ملک میں منسلک کیا۔ ششمہ میں بادشاہ ابراہیم حسین مرزا کی سرکوبی کے واسطے آگرہ سے ماوہ

لی طرف روانہ ہوئے۔ جب دھولپور پہنچے۔ اُمرائے دربار سے ارشاد فرمایا۔
 تمام ہندوستان کے راجہ ہمارا جہ ملازمت میں حاضر ہوئے۔ مگر رانا میواڑ اچوت
 تک نہیں آیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے اسی مغرور کا سر توڑا جائے۔ مانوہ
 لو پھر دیکھا جائیگا۔ چنانچہ وہاں سے چلکر قلعہ چتوڑ کا جو رانا اُسے سنگھ کی عملداری میں
 سب جہاں اور مشہور قلعہ تھا محاصرہ کیا۔ یہ عظیم الشان قلعہ اگرچہ پہلے بھی دو دفعہ سلطانین
 اسلام کے قبضے میں آچکا تھا۔ مگر میواڑ کے راجپوت اسے اپنے راج کا مبارک
 و مقدس مقام سمجھتے تھے۔ اور غیر کے قبضے میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس محاصرہ
 میں باوجود اس کے کہ رانا کے ساتھ راجہ بھگوان داس کا خاندانی تعلق تھا مگر
 انھوں نے سب سے زیادہ ہمت دکھائی۔ اور اکبر کے ساتھ ساتھ ہر مورچہ پر سپر کھرج
 بھی آگے۔ اور کبھی پیچھے پھرتے تھے۔ آخر کار چار مہینے اور سات دن کے بعد
 قلعہ چتوڑ فتح ہو گیا۔ اس مہم میں رانا اُسے سنگھ کے دوسرے وارون جیل اور قتا
 نامی نے اپنے ملک کے بچانے میں جو جو نام دکھائے۔ اُن کے گیت اور کبت اب تک
 وگوں کی زبانوں پر ہیں۔ اور جب تک کوئی راجپوت کی جڑھیا یا ان کے گھر کا بچہ
 زندہ ہے۔ تب تک قائم رہیں گے۔ اکبر کے دل پر بھی انکی بے نظیر شجاعت اور
 مادی نے ایسا اثر پیدا کیا۔ کہ اُس نے دو بڑے ہاتھی پتھر کے ترشوائے۔ ان پر
 نیمیل اور قتا کی صورتیں سوار کیں۔ اور قلعہ آگرہ کے صدر دروازہ پر ان کو نصب
 لرا دیا۔ دونوں ہاتھیوں کی سونڈیں ملکر محراب یلکٹیں۔ اور لوگ اس محراب کے

جیل اور قتا کی بنا
 مادی اور قتا
 کا انکی یادگار قائم

لے دربار اکبری میں بجا لایا صاحب ان ہاتھیوں اور مور تو قلعہ آگرہ کے دربار پر نصب کیا جاتا تھا۔ ہر
 ملن ڈاکٹر برہنہ صاحب اپنے سفر نامہ کے خط مورخہ یکم جولائی ۱۵۷۳ء میں انکو قلعہ دہلی کے دروازے پر بتلاتے ہیں اور لکھتے
 ہیں کہ یہ ہاتھی جزیرہ نوئیلا در سوار میں بڑے شان و شکوہ کے ہیں۔ اور انکو دھیکر عیلا در ادب کا ایسا خیال بھیر
 بھا گیا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ ۱۲

نیچے سے آتے جاتے تھے۔

۱۹۹۹ء میں جب اکبر گجرات پر خود فوج لے کر گیا۔ تو راجہ بھگوان داس بھی ساتھ تھے۔ اس ہم میں بھی انھوں نے اپنی شجاعت و بہادری کے خوب خوب کارنامے دکھائے۔ جدھر بادشاہ کا اشارہ پاتے فوج کا دستہ لئے ہوئے دشمنوں پر جا گرتے تھے۔

اس ہم کے چند روز کے بعد خان عظیم احمد آباد (گجرات) میں گھر گئے۔ اور سین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج و کن کو ساتھ لے کر ان کے گرو چھا گئے۔ اکبر ایک دن فتحپور سیکری میں دربار کر رہے تھے۔ کہ دفعہ سوانج نگار کا پرچہ لگا۔ اور یہ حال معلوم کر کے اسی وقت کوچ کر دیا۔ اور زمینوں کی راہ سات دن میں طے کر کے احمد آباد جا پہنچا۔ راجہ بھگوان داس معہ راجہ مان سنگھ کے اس یلغار میں بادشاہ کے ساتھ تھے۔ اکبر کے خاصہ کے گھوڑوں میں ایک سفید براق باورفتار گھوڑا تھا جس کا نام اس نے نور بیضا رکھا تھا جس وقت رانی کے واسطے بادشاہ اس پر سوار ہوئے۔ گھوڑا بیٹھ گیا۔ سب ایک دوسرے کا منہ تکیے لگے۔ کہ شگون اچھا نہ ہوا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھگوان داس آگے بڑھے۔ اور کہا حضور فتح مبارک اکبر نے جواب دیا سلامت باشید۔ لیکن کیونکر۔ راجہ نے جواب دیا۔ کہ اس راستے میں تین شگون برابر دیکھتا چلا آیا ہوں۔

(۱) ہمارے شاسترین لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو تیار ہو۔ اور سینا پتی کا ٹھوٹا سواری کے وقت بیٹھ جائے تو فتح اسی کی ہوگی۔

(۲) ہوا کا رخ حضور ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح بدل گیا۔ بزرگوں نے لکھ دیا ہے۔ کہ کرب ایسی صورت ہو سمجھ لیجیے۔ کہ ہم اپنی ہے۔

(۳) راستے میں برابر دیکھتا آیا ہوں کہ گدہ چلیں۔ کتے برابر لشکر کے ساتھ چلتے ہیں

اسے بھی بزرگوں نے فتح کی نشانی لکھا ہے۔

راجہ بھگوان داس کی اس تقریر سے اکبر اور کل ساتھیوں کو بہت خوشی حاصل ہوئی۔ آخر کار میدان میں جا کر پرے بجائے۔ اکبر راجہ بھگوان داس کو ساتھ لے کر ایک بندی پر کھڑے ہو کر میدان جنگ کا اندازہ دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد راجہ بھگوان داس سے کہا۔ کہ ہراول پر زور زیادہ ہے۔ اور طور بے طور پہلچاتا ہے۔ اپنی فوج تھوڑی اور غنیم کا جوم زیادہ ہے۔ چلو ہم تم ملکر جا پڑیں۔ کہ نیچے سے مشیت کا صدمہ زبردست پڑتا ہے۔ یہ لکھرو دونوں نے گھوڑوں کی بالین اٹھائیں۔ اور دھاوا کر دیا۔

سٹھہ کی جنگ سرتال (گجرات) میں اکبر ایک مقام پر کھڑا ہوا تیر مارا تھا۔ راجہ بھگوان داس۔ اور مان سنگھ اکبر کے پہلو میں تھے غنیم کے تین سپاہی انہیں تارکرتے۔ ایک کاٹخ راجہ بھگوان داس پر۔ اور دو کا اکبر پر تھا۔ راجہ بھگوان داس نے گھوڑا بڑھایا۔ سوار نے نیزہ مارا۔ راجہ نے وار بجا کر بچھا مارا۔ وہ گھائل ہو کر بھاگا۔ جو دو سوار اکبر پر آتے تھے۔ اُن پر مان سنگھ چلا۔ اکبر نے لکلا کہ خبردار قدم نہ اٹھانا۔ اور باڑ پر سے آپ گھوڑا اڑا کر اُن پر چلا۔ قرب وجوار میں اور سردار بھی ڈر رہے تھے۔ کسی کو خیال نہ ہوا۔ راجہ بھگوان داس چلائے۔ کہ کنو رجمی (مان سنگھ) کیا ہوا دیکھتے ہو۔ اور کھڑے ہو۔ اُس نے کہا۔ کیا کروں۔ مابلی خفا ہوتے ہیں۔ راجہ خفا ہو کر کہا کہ یہ قتل خفگی دیکھنے کا نہیں ہے۔ اسی عرصہ میں دونوں سوار جس زور سے آنے تھے اُسی زور سے بھاگ نکلے۔

ایک مقام پر بادشاہ گھر گئے۔ اُس وقت راجپوتوں کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے۔ اور اس طرح مرم کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تپتے ہیں اور نہیں مٹتے۔ راجہ بھگوان داس کا بھتیجہ راجہ بھولت کمال دلاوری

سے لڑا اور مارا گیا۔ خاک پر پڑا تھا لیکن جب تک رشتہ جان باقی رہی تلوار کا ہاتھ ہلائے جاتا۔ اور شیوہ طرح ڈونکتا رہا۔

ان واقعات سے ان بزرگوں کی وفاداری۔ اور محبت و اخلاص کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تک دلمین و فائین ہوتی۔ نہ یہ باتیں زبان سے نکلتی ہیں۔ نہ یہ رفاقتیں ہاتھ پانوں سے بن آتی ہیں۔ بغرض کہ اکبر کے اقبال و اخلاص اور جان نثاروں کی جان نثاری اور بہادری سے یہ ہم اول سے آخر تک خوشی کے ساتھ ختم ہوئی۔

۱۶۲۳ء جلوس میں راجہ بھگوان داس صوبہ پنجاب کے صوبہ دار اور سپہ سالار مقرر ہوئے۔ ۱۶۹۳ء میں اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتوں پر نظر کر کے سوچا۔ کہ ولی عہد سلطنت (شاہزادہ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواہہ سے زیادہ کیا جائے۔ بعد گفت و شنید کے راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شادی قرار پائی۔

راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شاہزادہ سلیم کی شادی۔

ملا عبد القادر بدایونی اپنی تاریخ منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ شاہزادہ سلیم کی عمر سولہ برس کی تھی بادشاہ معہ امر لے کر دربار کے راجہ بھگوان داس کے گھر گئے قاضی مفتی اور شرفائے اسلام مجلس عقد میں حاضر ہوئے۔ قاضی نے حضور میں عقد پڑھایا۔ دو کڑور تنگے کا مہر مقرر ہوا۔ اہل ہنور کی بھی ساری رسمیں مثل پھیرے۔ ہون وغیرہ کے عمل میں آئیں۔ بادشاہ دہلی کے گھر سے دو لہا کے گھر تک پائی برابر اشرافیان بچھا کر کرتے لائے۔ راجہ بھگوان داس نے کئی طویلے گھوڑے سوا تھی تختی۔ جشی۔ چرکس۔ ہندی صد ہا لونڈی غلام۔ اور طرح طرح کے مہر آلات اور جواہرات۔ سونے چاندی کے برتن۔ اور طرح طرح کے اسباب جو خدائے خارج تھے جیسے تین دیئے۔ مارے امیر دن کو بھی حیثیت کے موافق خلعت گھوڑے معہ سنہرے بڑے پہلے زینوں کے عطا کیے۔

علامی ابو الفضل لکھتے ہیں

دین و دنیا را مبارک باد کین فی سجدہ عقد
از بر لے انتظام دنیا و دین بستہ اند
دنگا رستان دولت نور چشم شاہ را
جھلچھون پر وہ ہائے دیدہ رنگین بستہ اند
شیخ ابو الفیض فیضی نے یہ قطعہ تالیف کیا ہے۔

زہے عقد در پاش سلطان سلیم
کہ پر تو دہ سال امید را
زیر و ردن آفتاب دول
قرانی شدہ ماہ و ناہید را

شاہزادہ سلیم نے شاہزادہ خسرو کے پیدا ہونے کے بعد اپنی اس بیگم کو شاہ بیگم
کے خطاب سے موصوف کیا اس کے بطن سے ۹۹۴ھ میں شاہزادی سلطان النساہیم
اور ۹۹۵ھ میں شاہزادہ خسرو پیدا ہوئے۔ یہ نہایت نیک ذات۔ اور عقلمند
بی بی تھی۔ ان کو اپنے شوہر اور شوہر کو ان کے ساتھ بہت محبت تھی۔ انھوں نے
۱۰۰۰ھ میں لکھنؤ کو حالت جنون میں افون زیادہ کھالی۔ اور اسی کے زہر کو
تھوڑی دیر کے بعد انتقال کیا۔ خسرو باغ الہ آباد میں ایک عظیم الشان گنبد کے
اندراں کی قبر واقع ہے دوسرے درجے میں نمونہ تعویذ پرستعلیق خطا میں یہ
کتبہ کندہ ہے۔

بیگم کہ ز عصمت رخِ رحمت آراست
استلیم عدم ز نور عزت آراست
سبحان اللہ زہے کمال عفت
کز حسنِ عمل چہرہ جنت آراست
لوح مرزا پر یہ کندہ ہے

اللہ اکبر

چون چرخ فلک ز گردش خود شفت
مد زیر زمین آئینہ ہم بہت
تاریخ وفات شاہ بیگم جستم
از غیب ملک بجلد شد بیگم گفت
کاتبہ عبد اللہ مشکین قلم جاگیر شاہی

شاہ بیگم والدہ شاہ
خسرو کا حال

جہانگیر کو اس سیکم سے جس قدر محبت تھی اس کا حال ذیل کی عبارت سے سمجھئے
اپنے واقعات کو پہلے سال جلوس میں شاہزادہ خسرو کی بغاوت کے حال میں لکھی
ہے۔ بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔

والدہ اہم درایام شاہزادگی از ناخوشی اطوار و اوضاع و مصلوک برادر
خوردش مادی و ستمگر تر یک خوردہ خود را گشت۔ از خوبی ہائے و نیکذاتی ہائے
او نوجو سیم عقلی کمال داشت۔ و اخلاص او بن در درجہ بود۔ کہ ہزار پسر و برادر را
قربان یکوئے من میکرد۔ مگر بہ خستہ و مقدمات نوشت۔ و ادرا دلالت بہ اخلاص
محبت من میکرد چون دید۔ کہ بیج فائدہ ندارد۔ عاقبت نامعلوم است کہ بہ کجا منجر
خواہد شد۔ از غیر تیکہ لازمہ طبیعت را چوتانی است خاطر بر برگ خود قرار دادہ۔ و
چندین مرتبہ گاہ گاہے مزاج او در شورش می آید۔ چنانچہ این حدیث میرانی بود
کہ پدران و برادران او ہمہ یکبارہ در دیوانگی خود ہارا ظاہر میکردند۔ و بعد از مدتی
علاج پذیر میشدند۔ و در ایامیکہ من بشکار متوجہ گشتہ بودم روز بیست و ششم ذی الحجہ
سال ۹۵۰ فیون بسیا و عیش و شورش و باغ خوردہ در اندک زمانے در گذشت۔ گویا کہ این
احوال پسر بید و ملت خود را پیشتر سے دیدہ است۔ اول کہ خدامی کہ در آغاز جوانی
و خور و سالی مرادست داد۔ نسبت او بود۔ بعد از تولد خسرو او را شاہ سیکم خطاب دادہ
بودم۔ چون بد سلوکی ہائے فرزند و برادر را نسبت من نتوانست دید۔ از سر جان
در وقت و باغ بریشان شدن در گذشتہ خود را ازین کلفت و اندوہ باز رہانید۔
از فوت او بنا بر تعلقے کہ دہتم ایامے بر من گذشت کہ از حیات و زندگانی خود بیچگونہ
لذتے نہ داشتم۔ چہار شبانہ روز کہ سی و دو پہر باشد از غایت کلفت و اندوہ پیر
از ماکول و مشروب و از طبیعت نگشت۔ چون این قصہ بوالدہ بزرگوارم رسید۔
ولا سانا بہ در غایت شفقت و مرحمت بدین مرید فدوی صادر گشت۔ و خلعت

دوستار مبارک کہ از سر برداشتہ بودند همان طور بستہ کجست من فرستادند این
عنایت آبے بر آتش سوز و گداز من زدہ اضطراب و مضطرب مرا نے الجملہ فراری
و آرامی بخشید۔

سنہ ۹۹۲ھ میں راجہ بھگوان داس صوبہ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوئے۔
وہاں اُنکو خاندانی مرض نے دیوانہ کر دیا۔ جب حکیم نے نبض پر ہاتھ رکھا۔ راجہ
نے جہدھر کھینچ کر اپنے مار لیا۔ شاہی طبیبوں کے معالجہ سے تھوڑے دنوں
میں شفا پائی۔

سنہ ۹۹۵ھ میں حرم سرا اور محلوں کا انتظام ان کے سپرد کیا گیا۔ اور یہ مدت
پہلے ہی اکثر ان کے سپرد ہو کرتی تھی۔ سفر میں حرم سرا کی سواریوں کا انتظام
یہ ہی کیا کرتے تھے۔ اسی سال انکی اور کل خاندان کچھواہہ کے اُمرا کی جاگیرین
صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار میں منتقل کی گئیں۔

سنہ ۹۹۸ھ میں جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے لگے۔ انھیں لاہور کا انتظام سپرد
کر گئے۔ راجہ ٹوڈر مل بھی یہیں رہے۔ سنہ ۹۹۹ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔ راجہ
بھگوان داس انھیں اول منزل پہنچانے گئے تھے۔ نہ معلوم راستے میں کیا
خیال آیا۔ کہ رفاقت پر آمادہ ہو گئے۔ لوٹ کر پیٹ میں درو اٹھا۔ قے کی۔ اور
پیشاب بند ہو گیا۔ بہتیرے علاج ہوئے۔ مگر کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ پانچ دن اسی
حالت میں مبتلا رہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ بادشاہ کشمیر سے واپس آئے تھے
راستے میں یہ حال معلوم ہو کر بہت افسوس کیا۔ کنور مان سنگھ کے پاس فرمان
تعزیت کا ارسال کر کے منصب پنجہزاری پر سر بلند کیا۔ اور خطاب راجگی سے
موصوف کر کے خلعت واسپار سال مندرایا۔

راجہ بھگوان داس کی بے نقصی اور مسلمانوں کے ساتھ سچی محبت ہونے کا

اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ باوجود اس کے کہ دربار اکبری میں لا مذہبی کا دور دورہ تھا۔ اور اسکی وجہ سے بادشاہ کی کسی قسم کی خوشامد کا خیال بھی نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے اپنے ہمدین بمقام لاہور مسلمانوں کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جس میں اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ اس کے نسبت صاحب آثار الامرا لکھتے ہیں "از اعمال خیر او در لاہور مسجد جامع بودہ کہ اکثر مردم بہ اولئے نماز جمعہ قیام داشتند"

مذہبی تانی
جامع مسجد

یہ خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے آج تک مسلمانوں کے دلوں میں راجہ بھگوان داس۔ اور راجہ مان سنگھ کی بے انتہا عزت اور عظمت سمائی ہوئی ہے۔ راجہ بھگوان داس کا منصب اخیر وقت میں پنجہزارمی ذات پنچہزار توار تھا۔

راجہ بیربر (بیربل)

مسخرون کے بادشاہ۔ اور بھانڈوں کے قبلہ گاہ۔ راجہ بیربر کا اصل نام ہیشون تھا۔ قوم کی نسبت کوئی برہمن۔ کوئی بجاٹ لکھتا ہے۔ گیلانی کے رہنے والے تھے ابتداً حال میں معمولی گتار برہمن اور بھانڈوں کی طرح شہروں شہروں گھروں گھروں پھر کبت اور دوہرے پڑھتے۔ اور بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ اس کے بعد چند بھٹ کی سرکار میں نوکر ہو گئے۔

اب قدرت الہی کا تماشا دیکھیے۔ کہ اوائل جلوس اکبری میں انکی خوش قسمتی نے ان کو کسی موقع پر بادشاہ کے سامنے پہنچا دیا۔ خدا کی قدرت اور قسمت کی بات تھی۔ کہ بادشاہ کو ان کی ادا بھائی۔ دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے۔ اور یہ باتوں ہی باتوں میں کچھ سے کچھ ہو گئے۔ اول نب رائے (ملک الشعرا) اور پھر راجہ بیربر کے

سہ آثار الامرا جلد سوم صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ ریٹائملک سوامی کلکتہ۔

خطاب سے موصوف ہوئے۔ رقتہ رقتہ اپنے تقرب اور چپ زبانی کی بدولت بادشاہ کے مزاج میں ایسا سموخ پیدا کیا۔ کہ تمام نورتن اکبری میں کوئی عالیجاہ امیر اور حلیل القدر سردار اُن کے رتبے کو نہ پہنچ سکا۔

سنہ ۹۷۵ھ میں بادشاہ نے کسی بات پر ناراض ہو کر کانگڑہ کی فتح کا حکم دیا۔ کلبے کو راجہ بیربر بنا کر یہ ملک اُنکی جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ حسین قلی خان کو اس مهم پر مامور کر کے راجہ بیربر کو اُن کے ساتھ کیا۔ حسین قلی خان نے بُری سختی سے قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ اسی عرصے میں پنجاب میں ابراہیم حسین مرزا باغی ہو کر چڑھ آیا۔ اس مصلحت سے حسین قلی خان نے صلح کر کے قلعہ سے محاصرہ اُٹھایا۔ شرائط صلح میں پانچ من سونا راجہ بیربر کے واسطے ہی قرار پایا۔ اور یہ اپنی جاگیر سے یہ دکنشالے کر ہنسی خوشی بادشاہ کی خدمت میں واپس آئے۔

کانگڑہ کی اس مهم میں راجہ جی بہت بدنام ہوئے۔ صورت یہ ہوئی کہ اس ہم میں ہندو مسلمان دونوں شامل تھے کانگڑے میں دھافے کے جوش میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو کو بھی دین دھرم کا ہوش نہ رہا۔ مندر کے گنبد پر جو سونے کا چھتر لگا ہوا تھا۔ تمام تیردن سے چھلنی کر ڈالا۔ دوسو کے قریب کالی گائیں تھیں ہندو اُنکی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور پو جا کرتے تھے۔ اس وقت حالت جنگ میں مندر کو دارالامان سمجھ کر اُن سب کو مندر کے اندر لے آئے تھے۔ ہندو مسلمان سپاہیوں نے اُن کو کاٹ ڈالا۔ ان کے خون ہندو میں بھرتے تھے۔ اور چاروں طرف مارتے تھے۔ تماشا یہ کہ راجہ بیربر خود موجود تھے۔ ان باتوں سے کیا اپنے اور کیا بیگانے جنھیں بیربر کہتے تھے۔ کہ میں تمھارا گرو ہوں۔ وہی اُن پر ہزار ہزار لعنت اور لعنت کرتے تھے۔

سنہ ۹۷۵ھ میں راجہ بیربر نے بادشاہ سے ضیافت کے لئے عرض کیا۔ بادشاہ

منظور فرما کر ان کے گھر گئے۔ وہی چیزیں جو کبھی کبھی عنایت کی تھیں۔ حاضرین، نقد کو شکر کیا۔ باقی پیشکش کر دیا۔

راجہ پیر بادشاہ کی مصاحبت میں ہر وقت حاضر رہتے۔ اور اپنی و انانی اور مزاج شناسی کی حکمت سے ہر معاملے میں حسبِ مراد حکم حاصل کر لیتے تھے۔ ایسا راجہ۔ ہمارا راجہ۔ امراء۔ خوانین لاکھون روپیہ کے تحفے تحائف ان کے پاس بھیجتے رہتے تھے۔ بادشاہ بھی اکثر راجاؤں کے پاس ان کو سفیر بنا کر بھیجتے تھے۔ یہ جسکے پاس سفیر بکر جاتے۔ اپنے چٹکون اور لطیفوں سے اُسے رام کر لیتے تھے۔ اور باتوں باتوں میں وہ کام نکال لاتے تھے۔ کہ بڑی بڑی فوجوں سے نکلنا مشکل تھا۔ ڈونگر پور کا راجہ اپنی لڑکی حرم سرے اکبری میں داخل کرنا چاہتا تھا مگر بعض باتوں سے رُکا ہوا تھا۔ سلسلہ میں اکبر نے رلے نوٹن کرن کے ساتھ ان کو اُس کے پاس روانہ کیا۔ انھوں نے جاتے ہی ایسا منتر مارا۔ کہ لڑکی کا ڈولا لٹے ہوئے مبارک سلامت کرتے ہوئے واپس چلے آئے۔

۹۱ھ میں زین خان کو کہہ کے ساتھ راجہ رام چند کے دربار میں سفیر ہو کر گئے۔ اور منصب سفارت کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ کہ راجہ رام چند معہ اپنے بیٹے جیر جہدر کے دربار شاہی میں حاضر ہو گیا۔ اسی سال ایک دن جبکہ اکبر کے ساتھ نگر چین کے میدان میں چوگان بازی میں مشغول تھے۔ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ اکبر نے بڑی محبت سے سر سہلایا۔ اور اُٹھوا کر گھر بھجوا دیا۔

۹۲ھ میں اکبر نے زین خان کو کلناش کو باجوڑ وغیرہ علاقہ کے سرحدی پٹھانوں کی تادیب کے واسطے فوجیں دیکر روانہ کیا۔ لیکن انہی اور چرسی کو اپنا جوہر قومی سمجھ کر ہمیشہ لوٹ مار سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب بادشاہی فوجیں مقابلے کو جاتیں۔ اول مقابلے پر آمادہ ہوتے۔ اور جب مہلت تو پہاڑوں میں گھٹن جاتے تھے۔

ادھر فوج واپس ہوئی۔ اُدھر اُنھوں نے سچا مار کر فتح کو شکست سے بدل دیا۔ خان کو کلباش نے پہلے باجوڑ پر ہاتھ ڈالا۔ اور آگے بڑھ کر بادشاہ کو مدد کے واسطے لکھا۔ جب دربار میں یہ معاملہ پیش ہوا۔ کہ کون امیر امداد کے واسطے روانہ کیا جائے۔ تو سب سے پہلے ابو الفضل نے اپنے واسطے درخواست کی۔ یہ دیکھ کر بیر برجی سے نہ ہایا۔ فوراً بول اُٹھے۔ کہ غلام کو اجازت ہو بادشاہ نے قرعہ ڈالا۔ موت کے فرشتے نے بیر برج کا نام سامنے کر دیا۔ اگرچہ بادشاہ کو ان کی ایک دم کی جدائی بھی سخت ناگوار تھی مگر نہ معلوم کیا خیال آگیا۔ کہ اجازت دیدی۔ اور نہایت شفقت سے فرمایا۔ کہ خاصہ توپ خانہ بھی ساتھ لئے جاؤ۔ رخصت کے وقت دریائے محبت جوش میں آیا۔ اور ان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ بیر برج جلدی آنا۔

راجہ بیر برج کے روانہ ہونے کے بعد بادشاہ نے حکیم ابو الفتح کو بھی فوج دیکر روانہ کیا۔ راجہ بیر برج اور حکیم ابو الفتح زین خان سے جا ملے۔ اگرچہ راجہ اور زین خان میں پہلے سے چشمک چلی آتی تھی۔ لیکن جب زین خان کو ان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ حوصلہ پہ سالاری کو کام میں لایا۔ ان کا استقبال کیا۔ اور صفائی اور گرجی سے باتیں کیں۔ چکرہ کے مقام پر زین خان نے جشن منایا۔ اور سب اپنا مہمان قرار دے کر۔ بہت سیریشی سے مہانداری کے سامان مہیا کیے۔ اور سب کو بلایا۔ اور یہ بھی مصلحت سوچی کہ اسی مقام پر سب کی رائے سے اتفاق کر کے آئندہ جنگ کی تجویزوں پر عملدرآمد کیا جائے۔ لیکن چونکہ اکبر کی ناز برداری نے راجہ کا مزاج عرشِ معلیٰ پر ہونچا رکھا تھا۔ وہ بہر گئے۔ اور بہت سے شکوے شکایتیں کر کے کہنے لگے۔ کہ بادشاہی توپ خانہ ہمارے ساتھ ہے۔ بندگان شاہی کو لازم تھا کہ اس کے گرد اکرم جمع ہوتے۔ اور ہمارے یہاں صلاح و مشورہ کی گفتگو ہوتی۔ اگرچہ راجہ جی کی یہ

تقریر زین خان کو ناگوار گزری۔ لیکن اس پر بھی وہ بے تکلف ان کے پاس چلا آیا۔ حکیم ابو الفتح اور راجہ جی من بھی صفائی نہ تھی۔ باتوں باتوں میں گالیوں تک نفیبت ہو چکی۔ اگرچہ زین خان نے اپنے آپ تدبیر سے اس بھڑکتی ہوئی آگ کو دبا یا۔ لیکن تینوں سرداروں میں اختلاف ہو گیا۔ اور وزیر و زعداوت اور نفاق بڑھتا گیا۔ اسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ لاڈلے راجہ نے اپنے گھمنڈ میں زین خان کی راہ کے خلاف ایک طرف کوچ کر دیا۔ مجبور ہو کر زین خان بھی پیچھے پیچھے ہو گیا۔ پہاڑی ملک۔ اُس پر طرہ یہ کہ راجہ محلون کے شیر تھے۔ مردِ شمشیر نہ تھے۔ اور اُنھیں اس قسم کے معرکوں سے اپنی زندگی بھر کبھی اتفاق نہ پڑا تھا۔ ایک دن جبکہ ایک ایسی پہاڑی پر سے لشکر گزر رہا تھا۔ کہ جس کے تنگ راستے کے نیچے بڑی بڑی گھاتیاں اور کھڈواں واقع تھے۔ افغان آپڑے۔ بادشاہی لشکر میں کھرام بچ گیا۔ راستا ایسا تنگ تھا کہ دو سوار بھی برابر نہ چل سکتے تھے۔ اندھیرا ہونے پر افغانوں نے او بھی موقع پایا۔ آگے پیچھے۔ اوپر نیچے۔ سے گولیاں۔ اور پتھر برسائے شروع کیے ہاتھی۔ گھوڑے۔ آدمی۔ اونٹ۔ گائے۔ بیل۔ ایک پر ایک گرتا تھا۔ ایک کے دوسرے کی خبر نہ تھی۔ زین خان نے غیرت کے مارے چاہا۔ کہ ایک جگہ اڑ کر راہِ اخلاص میں جان قربان کرے۔ ایک سردار دوڑا ہوا آیا۔ اور زبردستی اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اُس ابنوہ سے نکال لے گیا۔ گھاتیوں میں اتنے آدمی۔ گھوڑے۔ ہاتھی پڑے تھے۔ کہ راستہ بند ہو گیا تھا۔ ناچار گھوڑا چھوڑ کر پیادہ ہوا۔ اور بے راہ ایک پہاڑی پر چڑھ کر بھاگا۔ اور امیر بھی گھبراہٹ میں کہین کے کہین جا پڑے۔ بہت کم بھاگ کر نکل آئے بہت سے قید ہوئے۔ اور مارے گئے حکیم ابو الفتح بھی کسی حکمت سے بچ آئے۔ مگر بیرجی کا پتہ نہ لگا۔ یہ شکست ایسی ہوئی کہ تمام اکبری عہد میں کبھی اس خرابی کے ساتھ شکست نہیں ہوئی چالیس چالیس سال

فوج میں جس میں بڑے بڑے روشناس اور درباری منصبدار شامل تھے۔ کچھ بھی باقی نہ رہی۔ زین خان اور حکیم ابوالفتح نے کمال بد حالی کے ساتھ ایک میں آکر دم لیا۔ افغانوں کے اتنی لوٹ ہاتھ آئی۔ کہ سات پشت تک نصیب ہوئی ہوگی۔ جب اس شکست اور راجہ بیربر کے مارے جانے کا حال اکبر کو معلوم ہوا۔ خاطر قدسی پر اس قدر بارغم ہوا۔ کہ ابتدائے جلوس سے آج تک نہ ہوا تھا۔ دو رات دن کھانا نہیں کھایا جب مریم کمانی (والدہ اکبر) نے سمجھایا اور بندگان عقیدت میں نے نالہ و زاری کی تو مجبور ہو کر کچھ کھایا۔ زین خان اور حکیم ابوالفتح مورد عتاب ہو کر مدتوں سلام سے محروم رہے۔ لاش کی بڑی تلاش رہی۔ مگر دستیاب نہ ہوئی۔ اس موقع پر جو طولانی فرمان مرزا عبدالرحیم خانخانان کے نام بادشاہ نے لکھوایا تھا۔ وہ ابوالفضل کے پہلے دفتر میں موجود ہے۔ اُس سے بادشاہ کے رنج و الم کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کے چند فقرے یہ ہیں۔

افسوس ہزار افسوس کہ بادہ این خخانہ درو آلودست۔ و نبات این شکرستان
بلاہل اندوہ عالم سر لے ست تشنہ فریب۔ و منزلیست پر فراز و نشیب۔ مستی این
بزم را در پی خاری ست و عاقبت این سودا را در سر سنجایے۔ بواسطہ بعضی مواقع
کہ آمدن لپچی و مردم بیگانہ باشد گذاشت۔ کہ خود متوجہ شدہ لغزش اور بچشم صورت
ہم میدیدیم۔ و آن عطف و مہربانیہا کہ مارا باو و ظاہر میفرمودیم۔ تا ارباب طلب ہرا
حالت و عنایت و التفات ظاہر میشد کہ تا کہسے کہ در راہ ما باخلاص و عقیدت
رفتہ۔ ما اورا چہ قدر میخواستیم۔ اگرچہ بیدہ بصیرت این منظور شدہ خاطر نشان ارباب
معنی شدہ است۔ اما چون بعوام کارداریم۔ این گرہ در دل ماند۔

کدام دل کہ ازین واقع جگر خون نیست
کدام دیدہ کزین حادثہ دگرگون نیست

راجہ بیربر کے فراق میں جب لوگوں نے بادشاہ کی میتابی اور بے قراری کا یہ حال دیکھا۔ تو رنگارنگ کی خبریں لانے لگے۔ کوئی جاتری آکر کہتا۔ کہ میں لاگیا سے آیا ہوں۔ جو گیون کے غول میں بیربر چلا جاتا تھا۔ کوئی آکر یہ کہتا کہ شاہیون کے غول میں بیٹھا کھانا پختا تھا۔ بادشاہ کے دل کی بے قراری ہر بات کی تصدیق کرتی تھی۔ خود کہتے تھے۔ کہ وہ علائق دُنیا سے الگ تھا۔ اور غیرت والا تھا۔ تعجب کیا ہے۔ کہ شکست کی شرمندگی سے فقیر ہو کر نکل گیا ہو۔

مردوں تک اسی قسم کی نئی نئی خبریں اُڑتی رہیں۔ اور بادشاہ کا رنج و الم تازہ ہوتا رہا۔ بہت سے لوگوں نے جھوٹی خبریں اُڑانے کی پاداش میں سزا پائی۔ غرض کہ راجہ بیربر کی موت بھی ایک لطیفہ بن گئی۔

راجہ بیربر کا منصب کاغذی حساب تو دودھزاری ہی تھا۔ لیکن عنایتِ ہند تھی کہ ہزاروں لاکھوں روپیہ کے جواہر برس بلکہ مہینوں میں عطا ہو جاتے تھے۔ صاحب السیف، العلم، کو خطاب میں داخل تھا۔ مسلمانوں اور فرمانوں میں اٹھ اٹھ نو سو سترین خطاب سے بھر جاتی تھیں۔ اکبر انھیں ایسا محرم راز سمجھتے تھے۔ کہ ان سے کسی طرح کا پردہ نہ تھا۔ یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ آرام کے وقت حرم سرا کے اندر بھی بلا لئے جاتے تھے۔

بیربر حبی دین الہی اکبر شاہی کے میدانِ باخلاص سے تھے۔ اور مرتب چارگانہ یعنی ترک مال۔ ترک جان۔ ترک ناموس۔ ترک دین سب میں بڑے ہوئے تھے۔ جب اکبر کے دربار میں بے دینی نے زور پکڑا اور اسلام اول اہل اسلام پر طرح طرح کے اعتراض ہونے لگے تو اس بیہودہ گوئی میں انکا نمبر سب سے بڑا ہوا تھا۔ اور کیون نہ ہوتا۔ آخر کو کم علم بھاٹ تھے۔ بادشاہ کی ناز و داری نے حیثیت سے بہت بڑھا رکھا تھا۔ جو کچھ مُنہ میں آتا تھا۔ کہتے تھے۔

تمام مسلمان امیران کی بیوہ کوئی سے تنگ تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہی بادشاہ کو ہنود کے عقائد کی طرف کھینچتا ہو۔ مگر بادشاہ کے خوف کے مارے کوئی کچھ نہ بول سکتا تھا۔ ایک دن دربار میں یہ اسی قسم کی گفتگو کر رہے تھے۔ نواب شہباز خان کنبوہ (چار ہزاری منصب دار تھا) سے نہ رہا گیا۔ اور سرور باران کو صاف صاف مغلفا گایا کہ اے ملعون کا فراب تو ایسی باتیں کرتا ہے۔ ہم تیرا کام تمام کر سکتے ہیں۔ یہ گفتگو سن کر بادشاہ کی طبیعت ٹکڑ ہو گئی۔ شہباز خان سے بولے کہ کیا کہتے ہو تمہارے منہ پر گوین جو تیاں بھر کر لگواؤنگا

اکبر نے دارالخلافہ اکبر آباد سے تمام رنڈیوں کو باہر نکال کر ایک علیحدہ جگہ میں آباد کرایا۔ اور اُس کا نام شیطان پورہ رکھا۔ اُس کے واسطے آئین مقرر کیا گیا۔ کہ جو کوئی شخص کسی رنڈی کے پاس آکر رہے۔ یا گھر لے جائے۔ تو اُنکا نام داروغہ کے رجسٹر میں لکھا جائے۔ بے اطلاع داروغہ کے کوئی کارروائی نہ کرنے پائے۔ رنڈیاں نئی نوچی کو نہ بٹھانے پائیں۔ اگر کوئی امیر کسی رنڈی کو لیجانا چاہے تو اول حضور میں اطلاع ہو۔ پھر لیجائے۔ داروغہ پیشی۔ چوکیدار غرضکہ کل عملہ مقرر کیا گیا۔ باوجود اس انتظام کے بھی اندر ہی اندر کام ہو جاتے تھے۔ اگر تپہ لگاتا تو رنڈی دربار میں طلب ہوتی۔ بادشاہ خود اُس سے دریافت کرتے تھے۔ اکثر امیر اس چوری میں پکڑے جاتے۔ بادشاہ خلوت میں بلا کر خوب لغت و ملامت کرتے۔ بلکہ بعضوں کو قید بھی کر دیتے تھے۔ ایک دن بیرجی کا دامن بھی وہاں سے ناپاک ہوا۔ خبر دینے والے نے بھی بادشاہ کو فوراً خبر دی۔ انھیں بھی معلوم ہو گیا جانتے تھے کہ بادشاہ اس جرم سے بہت ناراض ہوتے ہیں ڈر کے مارے اُسی وقت کوڑہ گھاٹم پورا پانی جاگیر میں چلے گئے۔ اور مشہور کیا کہ اب جوگی ہو کر نکل جاؤنگا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو دلجوئی اور خاطر داری کے فرمان لکھے اور مٹا لیا۔

بیربر اور ملّا دو پیازہ کے لطیفے اور باہمی نوک جھونکے حالات ہندوستان
میں بہت مشہور اور آج تک عوام کی زبان پر چلے آتے ہیں۔ اگرچہ ان لطیفوں
ملّا دو پیازہ بھی بیربر کے مد مقابل ہوتے ہیں۔ لیکن بیربر نے مرکرایا میدان مارا۔
کہ ملّا کا دل ہی جانتا ہوگا یعنی وہ سواد باجوڑ کے پہاڑوں کے کڈ میں گر کر تارخو
دینا میں ایسے چکے کہ تمام نورتن اکبری کوچکا دیا جس تاریخ کو دیکھے۔ اُن کا حال
آب و تابے نظر آئے گا۔ لیکن چارے ملّا ہنڈیہ میں ایسے جا چھپے۔ کہ آج مُستند
تاریخ نویس اُن کا نام بھی نظر نہیں آتا۔

بیربر شش و سخاوت میں شہرہ آفاق اور فن موسیقی میں بے نظیر تھے۔ بیربر
تخلص کرتے تھے مگر تعجب ہے۔ کہ سوائے لطیفوں کے انھوں نے اپنی کوئی علمی یا دگار
نہیں چھوڑی۔ (ان کی یہ پہلی مشہور چلی آتی ہے۔

مال پوا

لکھی میں غرق سواد میں بٹھان سلین دہیلے
کین بیربر سنین اکثر۔ یہ بھی ایک پہلے

راجہ بیربر کی عالیشان حویلیوں کے نشانات آگرہ اور فتحپور سیکری میں کچھ عرصہ
پہلے تک موجود تھے۔ اُنکے ایک بیٹے کا نام ہرم لاسے تھا۔ دربار داری اور
راجاؤن کی ملاقات وغیرہ میں خدمات بادشاہی بجا لاتا تھا۔ بڑے بیٹے کا نام
لالہ تھا۔ وہ بھی حاضر دربار رہتا تھا۔ سنہ ۱۷۷۷ء میں استعفا دیا اور بادشاہ سے عرض
کیا کہ اب بھگوان کی یاد کروں گا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر عرضی منظور کی۔ وہ حقیقت
میں ترقی نہ ہونے سے ناراض تھا۔ اور بادشاہ اُسکی عیاشی کی وجہ سے ترقی نہ دیتے
تھے۔ غرض میان سے خصمت ہو کر گیا۔ اور الہ آباد میں شاہزادہ سلیم کی سرکار میں

ہرم لاسے دلالہ
پسران راجہ
بیربر

نوکری کر لی۔ لاکھ کا منصب ستمہ جلوس تک دو صدی تھا۔

رسلے بھوج ہاڈا

رسلے سحر ہاڈا کا بیٹا تھا۔ باپ کے ساتھ ملازمت اکبری میں داخل ہوا۔ ستمہ جلوس میں قلعہ بوندی کی حکومت پر بجائے اپنے بھائی دودا کے سرفراز ہوا۔ مدون کنور مان سنگھ کے ساتھ متعین ہوا۔ اور معرکہ اڈیہ میں خاص نام پیدا کیا۔ اس کے بعد شیخ ابوالفضل کے ساتھ ہم دکن میں مامور ہوا۔ ستمہ جلوس تک منصب ہزاری سے سر بلند تھا۔

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر جگت سنگھ پسر راہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو رسلے بھوج کی نو اسی شادی کرنا چاہا۔ رسلے بھوج نے اس قرابت کی مخالفت کی۔ بادشاہ کو اسکی جانب سے ملال پیدا ہوا۔ ارادہ کیا کہ کابل سے واپس ہونے پر تدارک کیا جائیگا۔ لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اس نے ستمہ میں انتقال کیا۔ اس کے بیٹے راو رتن کا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔

راجہ سو

پنجاب کے شمالی پہاڑوں میں دو آبہ باری سے ملی ہوئی منوا اور پتھان کے نام سے ایک راست واقع تھی۔ ہمایون کے عہد میں اُس پہاڑی ٹکپے اچہ نخت مل حکمران تھا۔ جب ہمایون کا انتقال ہوا۔ اور سکند رسور نے جو پنجاب کے پہاڑوں میں موقع وقت کا متلاشی تھا فتنہ و فساد برپا کیا۔ یہ راجہ نخت مل بھی اُس سے مل گیا۔ ستمہ جلوس میں جب اکبری اقبال نے سلطان سکندر کو کوہستان جالندھر میں محصور کیا۔ اور اکبری لشکر قلعہ مان کوٹ کو گھیرے پڑا تھا۔ نخت مل سلطان سکندر

تخت مل

لی تباہی دیکھ کر اس کے ساتھ سے علیحدہ ہوا۔ اور بادشاہی لشکر سے آملہ خان خانان
 بیرم خان نے اُسکی شور و ہنستی کے خیال سے اُسکا کام تمام کر دیا۔ اور بجائے اُسکے
 تخت مل اُس کے بھائی کو جانشین مقرر کیا۔ اُس کے بعد راجہ باسو گدی پر بیٹھا۔
 یہ اول تو مدت تک اکبر کی اطاعت اور فرمان برداری کرتا رہا لیکن جس زمانے
 میں کہ بادشاہ پنجاب میں مقیم تھے۔ نہ معلوم کیا سمجھ کر بگڑ بیٹھا۔ بادشاہ نے اسے
 جلوس میں حسن بیگ کو اُسکی تنبیہ پر مامور کیا۔ راجہ ٹوڑل نے بھی خط لکھ کر سمجھایا۔
 اسپرچون بیک کے ساتھ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اطاعت فرمانبرداری
 کا وعدہ لے کر پھر وطن کو رخصت کیا۔ لیکن چونکہ وحشی مزاج تھا۔ اور تہذیب نشائشی
 سے بالکل بے بہرہ تھا۔ خود بخود کبھی اطاعت کرنے لگتا۔ اور کبھی بغاوت پر آمادہ ہوتا
 تھا۔ آخر کار جہانگیر کے عہد میں حاضر دربار ہوا۔ اور منصب ہزار و پانصدی پر سر بلند ہو کر
 ہم دکن میں متعین ہوا۔ اور وہیں پر شہ جیوس میں وفات پائی۔ سو راج مل اور
 جگت سنگھ دو بیٹے تھے۔ دونوں کا حال علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ باسو نے کانگڑہ کے قریب موضع دھمری میں ایک عالیشان قلعہ۔
 اور دیگر عمارتیں تعمیر کرا کر جہانگیر کے نام نور الدین پر اُس کو نور پورہ کے نام سے
 موسوم کیا تھا۔ سلمہ جلوس میں جب بادشاہ قلعہ کانگڑہ کی سیر کو تشریف لائے تھے
 واپسی کے وقت اس موضع میں بھی مقام ہوا۔ اور ان عمارتوں کا ملاحظہ کیا۔
 لیکن پسند نہ آئیں۔ چونکہ منظر بہت بھلا معلوم ہوا۔ حکم دیا کہ ایک لاکھ روپیہ کے صرف
 سے اس جگہ پر عالیشان عمارت تعمیر کجیائے۔

نور پورہ

میرزا۔ راجہ بھاؤ سنگھ کچھواہا

راجہ بان سنگھ کے چھوٹے بیٹے۔ اور اُمراء عہد اکبری میں منصب ہزاری پر

سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی اور تیسرے سال منصب ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سر بلند کیا۔

سنہ ۳۰۰ھ میں راجہ مان سنگھ کے انتقال کے بعد بادشاہ نے ان کو راجہ کا جانشین مقرر فرمایا۔ اور منصب چار ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سر بلند کر کے خطاب میرزا۔ راجہ سے موصوف کیا۔ اس موقع پر جہانگیر نے اپنی توزک میں لکھا ہے۔ "مرزا بھائو سنگھ اُس کا (مان سنگھ کا) خلف ریشہ تھا شاہزادگی کے ایام میں میری خدمت زیادہ سے بھی زیادہ کرتا تھا۔ ہندوؤں کے رسم و رواج کے بموجب ہُمان سنگھ پسر جلوت سنگھ (راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا) کو ریاست پہنچتی تھی۔ کہ سب بھائیوں میں بڑا تھا (یعنی جلوت سنگھ) اور وہ راجہ کی زندگی ہی میں مر گیا۔ میں نے اس بات کی رعایت نہ کی۔ بھائو سنگھ کو میرزا۔ راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری ذات تین ہزار کے منصب پر ممتاز کیا۔ اور آنبیر کا علاقہ کہ اُس کے باپ دادا کا وطن تھا۔ مرحمت کیا اور اس خیال سے کہ ہُمان سنگھ بھی راضی رہے۔ اُس کے منصب میں پانصدی کا اضافہ کر کے گڈہ کا ملک اُسے انعام میں عطا کیا۔"

۳۲۔ محرم سنہ ۳۰۱ھ کو راجہ بھائو سنگھ خدمت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہونے چلے وقت بادشاہ نے بھوشپتھیری کا خلعت، مرحمت فرمایا۔

سنہ جلوس میں منصب پنجہزاری سے سرفراز ہوئے۔ اور جہانگیر سے اجازت لے کر ملک گیری کے میدان میں کارنامے دکھانے کے واسطے وکن پہنچے۔ لیکن موت نے زیادہ موقع نہ دیا۔ اور اُسی جگہ سنہ ۳۰۱ھ میں نوجوانی کے عالم میں شراب خانہ خراب کیے شکار ہوئے۔

جہانگیر نے صفر سنہ ۳۰۱ھ کو اپنی توزک میں لکھا ہے "اس وقت معلوم ہوا کہ راجہ بھائو سنگھ نے صوبہ وکن میں سفر آخرت اختیار کیا۔ کثرت شراب نوشی سے نہایت ضعیف

اور ناتوان ہو گیا تھا۔ اسی حالت میں عیش آگیا۔ ہر چند طبیعوں نے کوشش کی مگر ہوش نہ آیا۔ ایک رات دن بیہوش ہو کر دوسرے دن گزر گیا۔ دو راتیں اور آٹھ لوندیان اُس کی آتش و خامین سستی ہوئیں۔ اُس کے بڑے بھائی جگت سنگھ اور بھتیجہ جہان سنگھ نے بھی کثرت شراب نوشی ہی میں اپنی عزیز جانیں ضائع کی تھیں۔ افسوس کہ اُس نے اُن سے بھی عبرت حاصل نہ کی۔ اور اپنی جان شیریں کو آبِ تلخ (شراب) پر نثار کیا۔ نہایت خوبصورت عقلمند۔ اور نیک ذات تھا۔ ایامِ شانِ بزدگی سے میری خدمت میں تھا۔ اور میری تربیت سے منصبِ عالی پنجزاری پہنچ گیا تھا۔ چونکہ اُس نے کوئی بیٹا نہیں چھوڑا۔ اس واسطے میں نے اُس کے بڑے بھائی کے پوتے (بجے سنگھ) کو باوجود صغیر سن ہونے کے خطابِ ابلی سے سرفراز کیا۔ اور منصبِ دو ہزاری۔ ہزار سوار پر سر بلند کر کے پرگنہ آجیر جو ان کا وطن ہے بدستور سابق جاگیر میں مقرر کیا۔ تاکہ جمعیت اُسکی متفرق نہ ہو جائے۔

سونت راؤ (کار طلب خان)

مرہٹوں میں سے تھا۔ عہدِ جاگیر میں اُس کے تیسویں کے سلاک میں منسلک ہو کر منصبِ دو ہزاری۔ ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے شرفِ اسلام سے مشرف اور خطابِ کار طلب خان سے موصوف ہوا۔

شاہجہان کے عہد میں سب سے جلوس میں منصبِ دو ہزاری۔ دو ہزار سے ممتاز ہوا اور تمام عمر دکن میں فوجی خدمات انجام دیتا رہا۔ سب سے عہد میں اورنگ زیب ورجسونت سنگھ کی لڑائی اُچین میں اورنگ زیب کے ساتھ تھا۔ اور اس لڑائی کے تھوڑے عرصے کو بعد انتقال کیا۔

رے بہاری داس بخشی

قوم کے برہمن تھے۔ جہانگیر کے عہد میں بزم اہل قلم ملازم ہوئے۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے اعدیوں کے بخشی ہو گئے۔ اس کے بعد صوبہ برہان پور کے واقع نویس مقرر ہوئے۔ اور اس عہدے کا کام اس عہدگی سے انجام دیا۔ کہ بادشاہ نے خوش ہو کر خطاب رے سے موصوف کیا۔ اور کل صوبہ دکن کا دیوان مقرر کر دیا۔ سترہ جلوس میں رانا کرٹن کے پاس بادشاہی سفیر مقرر ہو کر روانہ کئے گئے۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

رے نبولی داس

جہانگیر کے عہد میں فیل خانہ شاہی کے داروغہ تھے۔ سترہ جلوس میں منصب شش صدی ذات یکصد و بست تلوار پر ممتاز ہو کر خطاب رے سے موصوف ہوئے۔ اور اپنی لیاقت و کاروائی سے ترقی پاتے ہوئے شاہجہان کے عہد میں منصب ہزار تلخی پر سر بلند ہوئے۔ سترہ جلوس میں وفات پائی۔

راجہ بھارت بندیلہ

رام چند پسر راجہ مدھکر بندیلہ کا پوتا تھا۔ رام چند اپنے وطن اوندچھ (اُرچھا) میں بادشاہ کی نافرمانی اور طرح طرح کی فتنہ انگیزیوں میں اوقات بسر کرتا تھا۔ سترہ جلوس جہانگیری میں جبکہ اوندچھ کے دربار میں دسہرہ کا جشن اور کوچ بازار میں تیوہار کی خوشیاں اور رسوم منائے جا رہے تھے۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ اپنی جاگیر کا پسے سے چل کر اوندچھ پر باز کی طرح بھٹا۔ اور رام چند کو اپنے ننگل میں

لے کر دربار شاہی میں لاکھڑا کیا۔ بادشاہ نے بند حراست سے رہا کر اگر خلعت مرحمت فرمایا اور راجہ بآسو کے سپرد کیا۔ کہ ضامن لے کر چھوڑے۔ اس کے بعد اند وچھ کی حکومت راجہ نرسنگھ پو کو مرحمت ہوئی۔ رام چند مذکور اکبر کے عہد میں منصب پانصدی پر سرساز تھا۔

سٹہ جلوس میں رام چند نے اپنی بیٹی کو پرستاران خاص میں داخل کیا اور مورد نوازش ہوا۔ سٹہ جلوس میں اس کے انتقال کے بعد اس کا پوتا راوتھارت منصب عمدہ اور خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ سٹہ میں منصب شش صدی ذات چار ہزار سواری پر سرفراز ہو کر فیل مرحمت ہوا اور صوبہ دکن میں متعین کیا گیا۔ سٹہ میں دربار میں طلب ہو کر منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سواری پر ممتاز ہوا۔ انیس ہزار چالیس سال تک منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار سواری تک ترقی پائی پہلے سال جلوس شاہجہانی میں خلعت و جہر مرصع۔ اور اسپ و علم مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سواری پر سر بلند ہوا۔ اور خدمت فوجداری اٹاواہ پر مامور ہوا۔ یہ سال

نقارہ کا اعزاز حاصل ہوا۔ سٹہ جلوس میں خواجہ ابوالحسن کے ساتھ خانبھان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ سٹہ جلوس میں راوتھارت کے ساتھ تملنگا نہ میں کارہائے نمایان انجام دیئے جس کے صلے میں منصب سہ ہزاری ذات۔ سہ ہزار سواری پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد نصیر خان کے ساتھ قلعہ قندھار (دکن) کے محاصرے میں متعین ہوا۔ سٹہ جلوس میں وہاں سے دربار میں آ کر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار سواری سے ممتاز ہوا۔ اور تملنگا نہ کی سرحد پر متعین ہوا۔ سٹہ جلوس میں قصبہ وکلو کو فتح کیا۔ اور اس حسن خدمت کے صلے میں منصب چار ہزاری ذات۔ سہ ہزار و پانصد سواری پر مفتخر ہوا۔ سٹہ جلوس میں اسی جگہ فوت ہوا۔

راجہ دیوی سنگھ اس کا بیٹا تھا۔ جس کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔

بھرجی

دکن اور گجرات کے درمیان بجلانہ کی زمینداری چودہ سو برس سے بھرجی کے خاندان میں چلی آتی تھی یہ لوگ اپنے آپ کو راجہ بے چند راتھور (والی فوج) کی نسل سے شمار کرتے تھے۔ ان لوگوں میں جو گندی نشین ہوتا وہ بھرجی کے خطاب سے موصوف ہوتا تھا کسی وقت میں یہ سردار صاحب سکتے تھے۔ شاہان اسلام کے عہد میں یہ سردار کبھی شاہان گجرات اور کبھی شاہان دکن کی خدمت میں پیشکش پیش کیا کرتے تھے۔

سنہ ۷۷۰ھ میں جب صوبہ گجرات اکبر کے قبضے میں آیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو فرمان روا یاں تیوریہ کا باجگذار سمجھنے لگے۔ جس زمانے میں کہ اکبر نیر سورت میں رونق منست تھا۔ بھرجی زمیندار نے مرزا شرف الدین حسین کو جو اُس کی حدود زمینداری سے گزرنا چاہتا تھا۔ گرفتار کر کے حضور شاہی میں پیش کیا۔ اور انعام سے سرفراز ہوا۔ اُس وقت سے سرداران بجلانہ ہمیشہ پیشکش پیش کرتے رہے۔ اور ضرورت کے وقت حسب الطلب صوبہ داران دکن کی خدمت میں حاضر ہو کر فوجی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں شاہزادہ اورنگ زیب جبکہ وہ دکن کا صوبدار تھا کسی بات پر بھرجی سے خواہو کر محمد طاہر (وزیر خان) اور ماتوجی۔ اور زاہد خان کو کہ۔ اور سید عبدالوہاب خاندیسی کو بجلانہ کی تسخیر پر مامور کیا۔ جب ان لوگوں نے جا کر قلعہ بمبیس فتح کر لیا۔ بھرجی شاہزادے کی ملازمت میں فرمایا۔ اور سبیلوں میں دربار شاہجہانی سے منصب سہ ہزار تہی ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اور پرگنہ سلطان پور بہ طریق وطن جاگیر میں مرحمت کیا گیا۔ بقیہ زمینداری بجلانہ

صوبہ خاندیس میں شامل کر لی گئی۔ اسی سال بھرجی نے انتقال کیا۔
 بھرجی کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا پریم تھی شرف اسلام سے مشرف ہو کر دولت مند
 کے خطاب سے موصوف ہوا۔ اور منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر مفتخر ہو کر
 بجائے پرگٹہ سلطان پور کے پرگٹہ پونا خاندیس جاگیر میں مرحمت ہوا۔ پونا
 میں اُس کی عالیشان عمارتوں کے آثار صاحب آثار الامرا کے عہدِ سلطنت
 تک موجود تھے۔

جنی دلت مندھان

جگ راج۔ بکرماجیت بُندیلیہ

راجہ جہا سنگھ بُندیلیہ کا بیٹا تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی میں منصب ہزاری
 ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہو کر شاہجہان لودھی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور اس فہم
 میں نہایت شجاعت و بہادری دکھائی جس کے انعام میں منصب دو ہزاری ذات۔
 دو ہزار سوار پر سرفراز ہو کر خلعت اور مرتع تلوار اور علم و نقارہ مرحمت ہوا اور خطاب
 جگ راج سے موصوف ہوا۔ اس کے بعد ہمت دکن خصوصاً محاصرہ قلعہ دولت آباد
 میں جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا۔

پہلے جلوس شاہجہانی میں جب اس کا باپ آگرہ سے بھاگا۔ یہ بھی باپ کے
 ساتھ ہوا۔ راستے میں شاہی لشکر کے سپاہیوں کے ہاتھ سے جوان کے تعاقب
 میں تھے مارا گیا۔ اور درجن سال اُس کا بیٹا قید ہوا۔

راجہ بدن سنگھ بھدوریہ

راجہ کشن سنگھ بھدوریہ کا بھتیجہ تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد سندھ میں اُس کا
 جانشین مقرر کیا گیا۔ اور خطاب راجہ اور خلعت۔ اور اس پادشاہی قمار مرحمت ہو کر

منصب ہزاری ذات۔ ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اسی سال جشن شمسی کے موقع پر فیل خانہ خاص سے ہاتھی مرحمت ہوا۔

۱۱۔ جلسہ جلوس شاہجہانی مین ایک دن مع چند ساتھیوں کے کورنش شاہی کے واسطے جھروکہ درشن کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اُس کے ساتھیوں میں سے ایک کو ایک مست ہاتھی نے آپچاڑا۔ راجہ بدن سنگھ جھروکھینچ کر اُس پر جھپٹا۔ اور متواتر ایسے جھدھراتھی پر مارے کہ اُس کا منہ پھر گیا۔ اور وہ بھاگ گیا۔ بادشاہ جھروکہ درشن میں بیٹھے ہوئے یہ حال دیکھ رہے تھے۔ راجہ کی اس تہور بہمت جرات کو دیکھ کر ایسے خوش ہوئے کہ فوراً دربار میں بلایا اور خلعت عطا فرما کر ملک بھد اور کی پیشکش سالانہ مبلغ دو لاکھ روپیہ میں سے پچاس ہزار روپیہ سال ہمیشہ کے واسطے معاف کر دیا۔

۱۲۔ جلسہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز فرما کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قدم قندھار پر مامور کیا۔ ۱۳۔ مین دوسری مرتبہ اور ۱۴۔ مین تیسری مرتبہ قندھار میں متعین ہوا۔ اور اُسی جگہ انتقال کیا۔ بادشاہ نے ہما سنگھ اُس کے بیٹے کو جس کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔ اُس کا جانشین مقرر کیا۔

۱۵۔ ہندوستان کے لوگ صبح کو بادشاہ کے دیدار کو بہت مبارک سمجھتے تھے۔ شاہان مغلیہ نے ہندو کے تالپوں کو دل سے جہان بہشت اور رسوم اختیار کر رکھے تھے۔ یہ بھی رسم جاری کر رکھی تھی۔ کہ بادشاہ ہر در صبح کو قطعاً اگر ہین جہا کے کنارے شرق ردیہ کھڑے ہوں مین جنھیں جھروکہ درشن کے نام سے موسوم کر رکھا تھا اگر بیٹھے تھے۔ جو لوگ دریا پر ہشتان کو آتے۔ مرد عورتیں۔ بچے امیر غریب سب ڈنڈت کرتے۔ ماہی باپشاہ سلامت کہتے اور خوش ہوتے تھے۔ بادشاہ بھی اپنے بچوں سے زیادہ انھیں دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ بہت سے لوگ جو درشنی کے نام سے موسوم ہوتے تھے۔ وہ جب تک و شاہ کا درشن نہ کر لیتے کماتا تک نہ کھاتے تھے۔

موضع بٹ ایشر جو تحصیل باہ ضلع آگرہ میں دریا نے جہنا کے کنارے پر واقع ہے اور جو اپنے مشہور سیلے کی وجہ سے دور دور تک مشہور ہے۔ ہندوؤں کے متبرک مقامات میں شمار ہوتا ہے اس جگہ جہنا کے کنارے کنارے برابر ایک میل تک خوشنما بسرا تین بنی ہوئی ہیں اور ان کے اوپر راجگان بھدا اور کے بنائے ہوئے عظیم الشان مندر۔ دھرم شالے، محلات واقع ہیں جو زبان حال سے راجگان موصوف کی گذشتہ عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ اس موقع پر ایک عجیب اور دلچسپ منظر یہ بھی ہے کہ راجگان موصوف کی عظمت کے سامنے دریا نے جہنا بھی اپنا غر تسلیم کر کے سر تسلیم کو خم کیا ہے۔ اور ان بسرا تون اور مندروں کی پابوسی کرتی ہوئی تین چار میل تک اٹلی پورب سے پچھم کی طرف بہ کر پھر اپنے اصلی بھاؤ یعنی پچھم سے پورب کی طرف مڑی ہے جس سے یہ مقام ایک عجیب خوشنما منظر بن گیا ہے۔ اس کے نسبت اس جگہ طرح طرح کی افواہیں مشہور ہیں جن میں سے لکھنے کے قابل صرف یہ ہے کہ بادشاہی عہد میں کسی بادشاہ نے اس عہد کے راجہ بھدا اور سے دریافت کیا۔ کہ بھدا اور سے بٹ ایشر دریا نے جن کے کس جانب ہے۔ اس کے منہ سے نکل گیا۔ کہ موضع بٹ ایشر بھدا اور میں داخل ہے حالانکہ اس وقت دریا جو بھدا اور ملحقہ علاقہ میں داخل تھا۔ یہاں رہتا تھا۔ اور بھدا اور سے بٹ ایشر کو دریا عبور کر کے جانا پڑتا تھا۔ غرض کہ راجہ جی کہتے تو کہ گئے۔ مگر فوراً خیال آیا۔ کہ اگر بادشاہ نے تحقیقات کی۔ یہ کسی چغلیار نے جعلی کھائی۔ اور جھوٹے پڑے تو خیر نہیں ہے۔ اسی وقت آدمیوں کو دوایا۔ اور ہزاروں لاکھوں آدمی کام پر لگا کر تین چار میل دریا کو اٹا ہا کر بٹ ایشر کو بھدا اور میں داخل کرایا۔ اور جس جگہ سے دریا کو موڑا تھا اس جگہ بہت مضبوط پتھری بنائی کہ یہ بسرا تین بنادی ہیں۔ یہ روایت صحیح ہو یا غلط مگر یہ ضرور ہے کہ برسات کے دنوں میں دریا ان بسرا تون سے خوب ٹکڑا کھاتا ہے۔ اور جس

سال پانی کا بہت زور ہوتا ہے تو میٹر ہیون اور بلنڈ چو ترے پر ہوتا ہوا۔ اپنے سیدھے بھاؤ پر چلنے لگتا ہے۔

راجہ بیتھلداس گوڑ

سرزمین میواڑ اور ماڑواڑ راجگان راٹھور اور سیو دیہ سے پہلے گوڑ گوت کے راجپوتوں کے قبضے میں تھی۔ جب راٹھورون اور سیو دیون کا زور ہوا۔ ان کے قبضے سے نکل کر اُن کے پاس پہنچ گئی۔ لیکن چھوٹے چھوٹے مقامات پر اکثر گوڑ گوت کے راجہ بدستور قابض رہے۔ راجہ گوپال داس گوڑ شاہجہان کے ایام شاہزادگی کا وفادار اور جان نثار غلام۔ اور اُن کی طرف سے آسیر کا قلعہ دار تھا جس زمانہ میں کہ شاہ مزاج بیگم نورجہان نے کہ جو شہنشاہ جہانگیر کے دل و جان پر حکمران تھیں۔ بادشاہ کو اپنے پیارے بیٹے سے برا فروختہ کر رکھا تھا۔ اور شاہجہان باپ کی فوج کے تعاقب سے اُدھر اُدھر مارا پھرتا تھا۔ راجہ گوپال داس مع اپنے بڑے بیٹے بلرام کے اُس کی رفاقت میں سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھا۔ اور ٹھٹھہ کے محاصرے میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر مع اپنے بیٹے بلرام کے اپنی عزیز جان کو حق نمک پر خدا کر گیا۔

اُس کے مارنے جانے کے بعد اُس کا بیٹا بیتھلداس اپنے وطن جہیر سے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہزادے نے بہت تسلی و تسفی کر کے انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔ اور تخت نشین ہونے کے بعد تین ہزار روپیہ نقد۔ اور خلعت۔ علم لاسپ فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے موصوف کیا اور منصب ستہنزاری ذات ہزارہ پانصد سوار پر سرفراز سرمایا۔

پہلے سال جلوس میں چھپارنگہ بندیلہ کی تہلیہ۔ اور دوسرے سال خاجمان لوی

کے تعاقب پر مامور کیا راجہ موصوف نے دوسرے ساتھیوں کا انتظار نہ کیا۔ اور گھوڑا سرپٹ اڑائے ہوئے دہلی پور کے قریب خاجن کو جا پکڑا۔ اور بہادر رجپوتوں کی طرح پیادہ ہو کر اس سے برسریکا رہا۔ اور گلگوندہ زم سے سرخروی چل کر کے عنایت نقارہ اور اضافہ پانصد سوار سے ممتاز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں آجہ گجے سنگھ کے ساتھ دوبارہ خاجن لودی کی سرکوبی کے واسطے متعین ہوا۔ اور خدمات شایستہ بجالایا۔

چونکہ خطاب راجگی بغیر خدمت کسی قلعہ داری کے معزز نہ سمجھا جاتا تھا لہذا سلسلہ جلوس میں حسب خواہش اپنے عظیم الشان شاہی قلعہ رن تہنور کی حکومت پر سر بلند ہوا۔ سلسلہ میں مرزا مظفر کرمانی کی جگہ اجیر کا فوجدار بھی مقرر ہوا۔ اس کے بعد شاہزادہ شجاع کے ساتھ محاصرہ قلعہ پر نیدہ (وکن امین اپنی دلاوری کے جوہر دکھانے کے لیے جلوس میں صوبہ داری اجیر پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ میں ولایت دھندیرہ فتح کی۔ اور اس کے صلے میں منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار پر سر بلند ہو کر ولایت مذکور کی حکومت پر بطریق وطن یعنی بطور استحقاق حکومت موروثی پر منتقل ہوا۔

سلسلہ جلوس میں جبکہ بادشاہ دار الخلافہ اکبر آباد سے لاہور کو روانہ ہوئے۔ راجہ موصوف کو قلعہ داری اکبر آباد کی خدمت پر متعین کیا۔ سلسلہ جلوس میں بادشاہی حکم کے بموجب اکبر آباد سے کل خزانہ دہلی پہنچایا۔ سلسلہ جلوس میں وزیر خان صوبہ دار اکبر آباد کے انتقال کے بعد منصب پنجہزاری ذات سہ ہزار سوار پر منتقل ہو کر قلعہ داری کے ساتھ دار الخلافہ کی صوبہ داری کی معزز خدمت بھی سپرد ہوئی۔ سلسلہ میں منصب پنجہزاری۔ چار ہزار سوار پر ممتاز ہو کر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ ہم بلج دیہ نشان میں مامور ہوا۔ سلسلہ میں وہاں سے طلب ہو کر حاضر دربار ہوا۔ سلسلہ جلوس میں دہلی کے جشن میں منصب پنجہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ بہ اسپہ پر ترقی ہوئی۔ اور صوبہ کابل

میں متعین ہوا۔ مسئلہ میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوا۔ اور ایک ہزار سوا
منصب کے دو اسپہ سالار اور قرار پائے اور شاہزادہ اور تنگ زیب کے ساتھ
مہم قندہار پر روانہ ہوا۔ مسئلہ میں وہاں سے واپس آکر رخصت حاصل کی۔ اور
وطن روانہ ہوا۔ پہلے جلوس میں اس دارنا پائدار سے کوچ کیا۔

عربی آہو خانہ
راجہ بھٹلا اس

راجہ بھٹلا اس نے اپنی ایام صوبہ داری اکبر آباد میں ایک عالیشان حویلی
تعمیر کرائی تھی۔ اس کے قریب چالیس بیگہ آراضی میں ایک پُر فضا باغ لگایا تھا۔
جس میں نہریں۔ اور چشمے جاری تھے۔ کنارے پر تالاب تھا اس میں سے نہروں اور
چشموں اور فورون میں پانی جاتا تھا۔ باغ کے ایک گوشہ میں آہو خانہ بنا تھا۔
جس میں بہت سے خوش رنگ ہرن پلے ہوئے تھے اور اسی لحاظ سے یہ باغ
آہو خانہ راجہ بھٹلا اس کے نام سے موسوم تھا۔ اُنیسویں صدی عیسوی کے مابین
منشی سیل چند نے اپنی تاریخ آگرہ میں اس کا ذکر بیان کیا ہے۔

راجہ بھٹلا اس کے چار بیٹے تھے۔ انزوہ۔ ارجن۔ بھیم۔ ہرجن۔ مرنے کے
بعد دس لاکھ اس کے خزانہ سے نقد برآمد ہوا۔ بادشاہ نے چھ لاکھ روپیہ نقد اور کل
جنس انزوہ کو۔ اور تین لاکھ روپیہ ارجن کو۔ اور ساٹھ ہزار روپیہ بھیم کو۔
اور چالیس ہزار روپیہ ہرجن کو عنایت کیے۔ انزوہ بڑے بیٹے کا حال علیحدہ
لکھا جا چکا ہے۔

ارجن پسر
بھٹلا اس

دوسرا بیٹا ارجن باپ کی زندگی میں شاہی منصب دار تھا۔ جب راؤ امر سنگھ
راٹھور نے صلابت خان میر بجٹی کو سردار قتل کر ڈالا۔ یہ نہایت بہادری سے
اپنی تلوار کھینچ کر اس پر دوڑا اور کئی وار کیے۔ مسئلہ جلوس شاہجہانی میں شاہزادہ
مراو بجٹی کے ساتھ مہم پنج و بدخشان میں مامور ہوا۔ مسئلہ میں منصب ہزار می خوا
ہفتضہ سوار۔ اور مسئلہ میں منصب ہزار می ذات۔ ہشتضہ سوار۔ اور مسئلہ میں

باپ کے مرنے کے بعد ہزار و پانصد سی ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔
اس کے بعد ہم قند ہار پرتعین ہو اور ستر سالہ کی جنگ اُجین میں ہمارا جہ جہونٹ سنگھ
کے ساتھ تھا۔ حالت لڑائی میں رام رام کا نعرہ مارتا ہوا۔ اور رنگ زیب کے
لشکر میں جا گھسا۔ اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

تیسرا بیٹا تھیم باپ کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی میں شامل ہوا۔
میں سمر گدہ کی لڑائی میں دارا شکوہ کے ساتھ تھا۔ یہ بھی حالت جنگ میں نہایت
دلاوری سے اور رنگ زیب کے لشکر میں جا گھسا۔ اور مارا گیا۔

چوتھا بیٹا ہرجس باپ کی وفات کے بعد شاہی منصبداروں میں شامل ہوا
اور عہد عالمگیری میں بھی ملازمت شاہی میں داخل۔ اور شاہی خدمتیں بجالاتا تھا۔

بلہدر شیخاوت

پچھواہہ راجپوتوں کی گوت شیخاوت سے تھا۔ شاہجہان کے عہد میں منصب
ہزاری ذات شیش صد سوار پر سرفراز ہوا۔ پہلے سال جلوس میں چھار سنگھ
بندلیہ کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ ستر سالہ جلوس میں نظام شاہ کی ہمہ میں اپنی شمشیر آبدار
کے جوہر دکھائے اس کے بعد شاہجہان لودھی کی ہمہ میں مامور ہوا۔ اور اسی ہمہ
میں اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر کے سرخرو دینا سے سدھارا۔

کھنٹی۔ اس کا بیٹا پانصد سی ذات دو صد سوار کا منصبدار مقرر ہوا۔

بہاری داس کچھواہا

اُمراء عہد شاہجہانی سے تھا۔ پہلے سال جلوس میں خلعت مرحمت ہو کر اول
منصب ہزار و پانصد سی ذات۔ ہفت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد منصب

بھیم پسر
بیٹل داس

ہرجس پسر
بیٹل داس

کھنٹی پسر
بلہدر

ہزار و پانصد بیس ذات - ہزار تئواری پر ترقی پائی - اور صوبہ کابل میں متعین ہوا۔ اس کے
جلوس میں منصب دو ہزاری ذات ہزار دو و صد سوار سے سر بلند ہوا - اور
اسی سال وفات پائی -

راجہ بیس راہو

امر نے عمدہ شاہجہانی سے تھا۔ سولہ جلوس میں منصب ہزار و پانصد بیس ذات
ہشت صد سوار پر سر بلند ہو کر ہم ساہوچی تھوٹا پر متعین ہوا - اور برہان پور سے
زمینداران گوندوانہ سے پیشکش وصول کرنے پر مامور ہوا - دو لاکھ روپیہ نقد
ساتھ ہاتھی - زمیندار چاندہ سے اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور تین ہاتھی زمیندار
جانباس سے وصول کر کے داخل خزانہ شاہی کئے - اس کے بعد منصب ہزار
و پانصدی ذات - ہزار سوار پر ممتاز ہوا - اور متفرق معرکوں میں خدمات انجام
دے کر سولہ جلوس میں انتقال کیا -

رائے بلوی چوہان

ابتدا میں رانا راج کنور پسر رانا جگت سنگھ کی ملازمت میں تھا - ۵۰۰
سولہ کورانا موصوف کے ساتھ دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا - رخصت کے
وقت بادشاہ نے خلعت - اور اسپ مرحمت فرمایا - اس کے بعد رانا مذکور
کی ملازمت ترک کر کے بہ امید ملازمت دربار شاہی میں حاضر ہوا - بادشاہ
نے منصب عمدہ پر سرفراز فرمایا - سولہ جلوس میں راجہ بیٹل داس گورکی پتھی
میں ہم ملخ و بدیشان میں مامور ہوا - اور اس ہم کے معرکوں میں دلاورانہ
کے حمل سے بڑھ کر اپنی شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھائے - اس کے بعد

بادشاہ نے منصب میں ترقی کر کے خلعت واسپ سے ممتاز کیا۔ مسئلہ میں ہمارے
جسوت سنگھ کے ساتھ جنگ اُجین میں شریک تھا۔ اس کے بعد اُسی کے ساتھ بارگاہ
عالمگیری میں حاضر ہوا اور کچھہ کی لڑائی سے اُس کے ساتھ بھاگ گیا۔ پھر کچھ حال
نظر سے نہیں گذرا۔

رے بہاری مل دیوان

شاہجان کے عہد میں اول معمولی متصدیوں کے زمرے میں بھرتی ہوئے اور
اپنی یاقت و کاروائی سے ترقی کرتے ہوئے دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہو
سے۔ جلوس میں صوبہ ملتان کی دیوانی پر تبدیل ہوئے۔ اس کے بعد خالص شاہی
کے دیوان نائب دوم وزیر عظم) مقرر ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں کل صوبہ پنجاب کی
دیوانی پر تبادلہ ہوا۔ اس کے بعد ان کی ملازمت شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار
میں منتقل ہو گئی۔ اور شاہزادہ کی سرکار کے دیوان کل مقرر ہوئے۔ سلسلہ
جلوس میں پھر شاہی ملازمت پر واپس ہو کر منصب ہزارئی ذات۔ رصدہ
پنجاب سوار سے ممتاز ہوئے۔

راؤ بھاؤ سنگھ ہاڈا

راؤ شرسال ہاڈا کا بیٹا تھا۔ جو جنگ سموگڈہ میں مارا گیا۔ یہ پہلے سال جلوس
عالمگیری میں وطن سے دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے علم و تقارہ۔ اور خطاب
راؤ مرحمت فرما کر منصب سہ ہزاری ذات و دھنار سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور
اُس کا وطن ہوندی وغیرہ جاگیر میں عطا کیا۔

شاہزادہ شجاع کی لڑائی میں توپ خانہ شاہی کا اہتمام اس کے سپرد کیا گیا۔

اور اُس کی شکست کے بعد شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور ہوا۔ اور اس ہم سے قایغ ہو کر صوبہ دکن میں متعین ہوا۔ سب سے جلوس میں امیر الامراتیہ خان کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد و عرف چاکنہ میں جانفشانی کا حق ادا کیا۔ اس کے بعد ہمارا جہسوت سنگھ کے ساتھ سیوا جی کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ اور جب ہمارا جہسوت سنگھ کی جگہ مرزا راجہ جے سنگھ اس ہم پر مامور ہوئے اُن کی ماتحتی میں نہایت عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالایا۔

سب سے جلوس میں دلیر خان کے ساتھ زمیندار چاند کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ اس کے بعد اورنگ آباد میں متعین ہوا۔ اور اُسی جگہ شہنشاہ میں وفات پائی۔ راؤ بہاؤ سنگھ کی بہن کی شادی ہمارا جہسوت سنگھ سے ہوئی تھی جب ہمارا جہسوت سنگھ نے اورنگ زیب سے بغاوت کرنا چاہی۔ اپنی اس رانی کو بلایا کہ اُس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوا یا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے میں اُس کا ساتھ دے۔ لیکن راؤ بہاؤ سنگھ نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کر کے کہ دیا۔ کہ میں بادشاہ کا نمک حلال جان نثار ہوں۔ نمک حرامی کا داغ لے کر دنیا سے نہیں جانا چاہتا۔

انرو د سنگھ

راؤ بہاؤ سنگھ نے لا ولد انتقال کیا۔ بادشاہ نے اُس کے بھائی بھگونت سنگھ کے پوتے انرو د سنگھ پر کشتن سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کر کے وطن کی حکومت پر سرفراز فرمایا۔ سب سے جلوس میں درجن سنگھ ہاؤ نے بوندی کا محاصرہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اُس وقت انرو د سنگھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر سن کر خلعت رخصت۔ اور اسپ و فیل اور نقارہ اُس کو مرحمت فرمایا۔ اور مغل خان کو۔ و فوج کے اُس کی امداد کے واسطے ساتھ کیا۔ درجن سنگھ نے اس فوج کا مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر پھاڑوں میں جا گھسا۔ اور بوندی پر

انزودہ سنگھ کا قبضہ ہو گیا۔

انزودہ سنگھ کی وفات کے بعد بدہ سنگھ اُس کے بیٹے کو بادشاہ نے وطن کی حکومت پر سرفراز فرمایا۔ اور بہادر شاہ کے ساتھ صوبہ کابل میں متعین کیا۔ شاہ عالمگیر کی وفات کے بعد بہادر شاہ نے اُس کو منصب سہ ہزار روپا نقدی ذات۔ و سوار پر ممتاز کر کے خطاب رام راجہ سے موصوف کیا۔ اور کوٹہ اور موہیدہ کی زمینداری جو رام سنگھ۔ مادھو سنگھ کے پوتے کے متعلق تھی اور جو شاہزادہ اعظم شاہ کی رفاقت میں داد شجاعت دے کر مارا گیا تھا انعام میں مرحمت کی۔

بدہ سنگھ کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا امید سنگھ ہاڈہ جانشین مقرر ہوا۔ اور اُس کے بعد کن سنگھ اُس کا پوتا مسند نشین ہوا۔

راجہ بیر بہادر

بھرجی سرکر کا بیٹا تھا۔ بھرجی کے بزرگ قدیم سے نواح اناکوٹھی میں جو دریائے بنگ بھدر کے کنارے پر واقع ہے سکونت پذیر تھے۔ بھرجی نے وہاں کی سکونت ترک کر کے بیجا پور کے قریب سکونت اختیار کی۔ اور نیپا سیدھیا کی سفارش سے نواب نظام الملک آصف جاہ کے عہد میں ملازمت شاہی اختیار کی۔ اُس کے مرنے کے بعد اکاجی اُسکا بیٹا بادشاہی ملازمت میں داخل ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے منصب ہفت ہزاری سے ممتاز۔ اور خطاب راجہ بیر بہادر سے موصوف ہوا۔

اکاجی جو عام طور سے اپنے خطاب راجہ بیر بہادر کے نام سے مشہور تھا۔ صوبہ دکن میں خدمات شاہی بجا لاکر سنہ ۱۱۹۰ھ میں مر گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد

بدہ سنگھ
انزودہ سنگھ
بادشاہ

امید سنگھ

بھرجی سرکر

سدہ رام اُس کے بیٹے نے ملازمت شاہی ترک کر کے اپنی موروٹی جاگیر پر قناعت اختیار کی۔

راجہ بیربہادر زبان فارسی میں بہت اچھی یاقوت رکھتا تھا۔ بھاشا زبان میں بھی اُس نے بہت سے کبت اور دوہرے موزون کئے تھے۔

رسلے رایان۔ راجہ بکرماجیت پترداس (پتتیمبر داس)

اصلی نام ریتیمبر پترداس تھا۔ قوم کے کھتری۔ اور داروغہ فیل خانہ کے عہد پر سر فراز تھے۔ اکبر کو ہاتھیوں کا بڑا شوق تھا۔ یہ شوق معمولی شوق نہ تھا بلکہ شوق کے درجے تک پہنچا ہوا تھا۔ اسی شوق کے بدولت اکثر مہین قائم ہو گئیں جنہیں نہ صرف لاکھوں کروڑوں روپیہ ہی صرف ہوا بلکہ ہزاروں عزیز جانیں بھی ضائع ہو گئیں۔ بادشاہ اور راجہ تو ہمیشہ سے ہاتھیوں کو لڑاتے آئے ہیں۔ اکبری میں ہاتھیوں نے بادشاہوں اور امیروں کو لڑا دیا۔

اکبر کے اس شوق کی وجہ سے پترداس بہت جلد روشناس ہو کر باہنی کا رر گئی کے صلے میں معزز خطاب رسلے رایان سے موصوف ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں قلعہ چوڑے کے محاصرے میں حسین خان مکر یہ کے ساتھ خاص بادشاہی مورچے کے اہتمام پر مامور تھے۔ سلسلہ جلوس میں کل صوبہ بنگالہ کے دیوان مقرر ہوئے۔ سلسلہ جلوس کی بغاوت بنگالہ میں باغیوں نے قلعہ میں گھس کر مظفر خان کو قتل کر ڈالا۔ یہ بھیس بدل کر غریب رعایا میں مل گئے۔ اور فیصل کو دکر باہر نکل آئے۔ اور بھاگ کر دربار میں آ موجود ہوئے۔ اس کے بعد پھر ہم بنگالہ میں متعین ہوئے۔ سلسلہ میں صوبہ بہار کے دیوان مقرر ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں قلعہ باندھو کی تسخیر کے واسطے مامور ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں دیوان کل کے معزز عہدے پر سر فرما رہے ہوئے۔ سلسلہ جلوس

میں قلعہ باندھو کے انتظام کے واسطے روانہ کیے گئے۔ سترہم جلسہ میں منصف
سہ ہزار تہی پر ترقی پا کر نواح گویا رے کے فوجدار مقرر ہوئے۔ سترہم جلسہ میں بادشاہ نے
شیخ ابو الفضل کے بیٹے عبدالرحمن کے ساتھ نرسنگدیو قاتل شیخ ابو الفضل کی سرکوبی کے
واسطے روانہ کیا۔ دونوں مدت تک جنگوں اور پہاڑوں میں اُس کے پیچھے
مارے مارے پھرنے لگے مگر وہ کمین نہ ٹھہرا۔ لڑتار ہا بھاگتا رہا۔ آخر کار بادشاہ نے
مجبور ہو کر سترہم جلسہ میں واپس بلایا۔

سترہم جلسہ میں منصف اعلیٰ پنجزاری پر جس سے بڑھ کر اُس عہد میں کوئی
منصب نہ تھا سرفراز ہوئے شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر اپنے توپ خانہ کا متمم
مقرر کر کے راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت فرمایا اور حکم دیا۔ کہ تو چٹانہ رکاب
میں پچاس ہزار توپچی (گولہ انداز) اور تین ہزار گاڈیان ہمیشہ رہا کریں۔ اور پندرہ
زرخیز پر گئے جاگیر میں مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد گجرات کی محم پر مامور ہوئے۔
ان کی وفات کا حال کسی تاریخ میں نظر سے نہیں گذرا۔

شہنشاہ جہانگیر نے توڑک جاگیر میں ان کے نسبت ایک مقام پر حسب
ذیل رائے ظاہر فرمائی ہے۔

بکرماجیت مذکور از طائفہ کہتریان ست۔ در خدمت۔ رمن از مشرقی فیل خانہ
بندیلوانی و مرتبہ امرائے رسید۔ خالی از توشہ سپاہگری و مدبری نیست۔

موہن داس راجہ بکرماجیت کا بیٹا منصب ہشت تصدی پانصد سوار
پر سرفراز تھا۔

رضی

وہن داس
اسرہ داس

راجہ پہاڑ سنگھ مہندیلہ

راجہ درنگدیو مہندیلہ کا بیٹا تھا۔ شاہجہان نے تخت نشین ہو کر منصب ہزار تہی ذات۔

ہزارہ ڈاکوئیت سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور پہلے ہی سال جلوس میں منصب سہ ہزاری
ذات۔ دو ہزار سوار پر ترقی پا کر عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھ چار سنگھ
بندیلیہ کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ اسلئے جلوس میں خطاب راجگی سے موصوف ہو کر تم دکن
میں متعین ہوا۔ اور ہنگام محاصرہ قلعہ دولت آباد اور قلعہ پر نیدہ کے داد مردانگی
دے کر خاص نام پیدا کیا۔ اور اس حُسن خدمت کے انعام میں برہان پور کا
ناظم مقرر ہوا۔ اسلئے جلوس میں ساہوچی بھوئسلا کی تادیب پر مامور ہوا۔ اسلئے جلوس
میں منصب سہ ہزار سوار دو اسپہ سپہ قرار پائے۔ اور چنیت بندیلیہ کی سرکوبی
کے واسطے روانہ ہوا۔ اسلئے جلوس میں امیر الامرا علی مردان خان کے ساتھ۔
اور اسلئے جلوس میں بہ اصفانہ ہزار سوار دو اسپہ سپہ شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ
اور اس کے بعد شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم نغ و بدخشان میں شریک ہو کر
جانبشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا۔

اسلئے جلوس میں منصب چار ہزاری ذات سہ ہزار سوار دو اسپہ سپہ ہزار
ہو کر سردار خان کی جگہ چور اگڈہ کی حکومت پر تعینات ہوا۔
اسلئے جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ۔ اور اسلئے جلوس میں شاہزادہ
داراشکوہ کے ساتھ ہم قندہار متعین ہوا۔ اسلئے جلوس میں رخصت حاصل کر کے
وطن روانہ ہوا۔ اور اسی جگہ سپہ جلوس میں انتقال کیا۔ سجان سنگھ اور
اندر من دو بیٹے تھے سجان سنگھ کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔

راجہ اندر من کو بادشاہ نے منصب پانصدی ذات۔ چار صد سوار پر سرفراز کیا۔
عالمگیر کے عہد میں خطاب راجگی سے موصوف ہو کر امارت کے درجے پر پہنچا۔
سپہ جلوس میں مر گیا۔

صاحب آثار الامرا تحریر فرماتے ہیں کہ اورنگ آباد کے احاطہ کے باہر

پچھم اور اتر کے کونے پر راجہ ہپاڑ سنگھ کا آباد کیا ہوا پورہ اب تک آباد ہے۔

پرتھی راج راٹھور

شاہجہان کے ایام شاہزادگی کے ملازمن میں سے تھا۔ سلمہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا۔ سلمہ جلوس میں شاہجہان ہودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھوڑے اڑائے ہوئے دھولپور کے قریب اُس کو جا پکڑا۔ اور بہادر راجپوتوں کے طریق پر گھوڑے سے کود کر خانہاں پر برجھے کا وار کیا۔ دونوں میں ترکی بہ ترکی خوب مقابلہ ہوا۔ اور رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آ گئے۔ آخر کار دونوں سخت زخمی ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ قدردان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ طویلۂ خاص سڑ گھوڑا۔ اور فیل خانے سے ہاتھی محنت فرما کر عزت افزائی کی اور منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ممتاز کیا۔

سلمہ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سربند ہو کر خواجہ ابوالحسن کے ساتھ قلعہ تاسک کی تسخیر کے واسطے مامور ہوا۔ اسکے بعد خانخانان صاحب خان کے ہمراہ منصب ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سربند ہو کر دکن میں متعین ہوا۔ ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد میں کارہائے نمایان انجام دیئے جنکے انجام میں منصب سو سواروں کا اضافہ ہوا۔

سلمہ میں منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ سلمہ میں اکبر آباد کا قلعہ مقرر ہوا۔ سلمہ میں جب بادشاہ لاہور میں مقیم تھے ایک کروڑ روپیہ اکبر آباد کے خزانہ سے حضور شاہی میں پہنچایا۔ اور اُس میں سے پچاس لاکھ روپیہ مہم بلخ و بدخشان کے خرچ کے واسطے لے کر خرچ و بدخشان روانہ ہوا۔ خدمت یوں

بادشاہ نے خلعت اور گھوڑا معہ پہلی زین کے مرحمت فرمایا۔ اسلئے جلوس میں راجہ بیٹلہ اس کے ساتھ علی مردان خان کی امداد کے واسطے کابل روانہ ہوا۔ اور اسی طرح دیگر خدمات بجالا کر سترہ مہینے انتقال کیا۔ بادشاہ نے اس کے بھائی رام سنگھ اور اس کے لڑکے کیسری سنگھ کو منصب مناسب پر سرفراز کیا۔

پرسوجی بھونسل

قوم کامرہٹہ اور کھیلوچی بھونسل کا چھوٹا بھائی تھا۔ کھیلوچی۔ مالوچی۔ پرسوجی تینوں بھائی شجاعت و بہادری میں شہرہ آفاق اور ارکان سلطنت نظام شاہیہ سے تھے۔ کھیلوچی پہلے سال جلوس شاہجہانی میں مہابت خان کے وسیلے سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ اور منصب پنہزارمی ذات پنہزار سوار سے ممتاز ہو کر خلعت جہد مرصع۔ علم و نقارہ۔ اسپ معہ زین طلا۔ اور فیل خاصہ سے سرفراز ہوا۔ ۲۰ رجب ۱۰۲۹ھ سترہ جلوس میں بادشاہ نے اس کے حسن خدمات کے صلے میں پچاس ہزار روپیہ انعام مرحمت فرمایا۔ سترہ جلوس میں جبکہ قلعہ دولت آباد کے محاصرے میں مصروف تھا۔ پورانے نمک نے پھر زور مارا۔ خیال آیا کہ اگر قلعہ فتح ہو گیا تو دولت نظام شاہیہ برباد ہو جائیگی۔ یہ خیال کر کے لشکر شاہی سے بھاگ گیا اور پھر نظام شاہی ملازمت اختیار کر لی۔

کھیلوچی کے بھاگنے کے بعد اس کے دونوں بھائی مالوچی اور پرسوجی خانان مہابت خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جان نثاری اور وفاداری کا عہد و پیمان کر کے ملازمت شاہی میں داخل ہونے کے امیدوار ہوئے۔ غرض کہ مہابت خان کی سفارش سے پرسوجی منصب ستہ ہزارمی ذات۔ دو ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ اور ہمیشہ صوبہ داران اور سپہ سالاران متعینہ دکن کے ساتھ عقیدت و

کھیلوچی بھو

پرسوجی

اخلاص سے خدمتیں بجالاتا رہا۔ سنہ ۱۷۷۷ء میں شاہجہان کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے اورنگ زیب کی قوت کم کرنے کے واسطے حملہ اُمڑے متعینہ دکن کو جو شاہزادہ موصوف کی ماتحتی میں متعین تھے دربار میں طلب کیا۔ اُن میں پرسوجی بھی شامل تھا۔ یہ بھی بلا اجازت شاہزادہ اورنگ زیب کے دکن سے اکبر آباد روانہ ہو گیا جب اکبر آباد پہنچا۔ شاہزادہ دارا شکوہ نے ہماراجہ حیونت سنگھ کے ساتھ اورنگ زیب کے روکنے کے واسطے صوبہ مالوہ کو روانہ کیا۔

پرسوجی جنگ اجین میں ہماراجہ حیونت سنگھ کے ہمراہ تھا۔ اُس کی شکست کے بعد بھاگ کر دارا شکوہ کے پاس اکبر آباد پہنچا۔ اس کے بعد سموگر کی لڑائی میں سپہر شکوہ کے ساتھ دارا شکوہ کی میسرہ فوج میں شامل ہوا۔ اور دارا شکوہ کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا۔ اور سترہ جلوس تک اپنے منصب موجودہ پر قائم رہ کر خدمات شاہی میں سرگرم رہا۔

شہنشاہ عالمگیر کو پہلے ہی سے کسی بات پر دونوں بھائیوں سے ملال تھا۔ لہذا سترہ جلوس میں دونوں کو ملازمین کے برخاست کیا لیکن خدمات سابقہ کا لحاظ فرما کر بڑے بھائی مالوجی کی تیس ہزار روپیہ سالانہ اور چھوٹے بھائی پرسوجی کی بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی۔

لگیر کا دو ہندو
ہیون کو برہما
مالوجی پیش قرار
ن مقرر کرتا۔

بادشاہ عالمگیر نے سترھویں صدی میں جو فیاضانہ برتاؤ اپنے اہل ہندو ملازموں سے کیا اُس کی نظیر اُس زمانہ میں تو کیا آج بیسویں صدی میں بھی ملنا مشکل ہے مگر اس پر بھی بہت سے متعصب مورخوں نے اُس کی سلطنت پر جاوید الزام لگانا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ پرسوجی نے بالکل مغلیہ طرز معاشرت اختیار کر لی تھی۔ جب وہ پیش قرار پنشن پر ملازمت سے علیحدہ ہوا۔ اتنی ہزار روپیہ میں جل کاؤن مضاف صوبہ برار کی زمینداری خرید لی۔ اور اُس کے منافع اور پنشن سے بقیہ عمر نہایت آرام

اور آسائش سے بسر کی۔

پرسوجی نے اورنگ آباد میں ایک پورہ آباد کیا تھا جو حصار شہر کے اندر پورہ
پرسوجی کے نام سے مشہور ہے۔

راجہ پرتاب چند اجینہ

بھوجپور صوبہ بہار کا رہنے والا تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی میں منصب
ہزار و پانصد می ذات ہزار سوار پر سر بلند ہو کر خطاب راجگی۔ اور عنایت فیل
سے مفتخر ہوا۔ کئی مرتبہ بادشاہ سے وطن کی حکومت کی آرزو کر کے وہاں کی
حکومت پر سرفراز ہوا۔ جب کئی برس تک اہل وطن پر حکومت کی خود مختاری کا
شوق چڑایا۔ یہاں تک کہ سلسلہ جلوس میں قلعہ کو مستحکم کر کے خود مختاری کا ڈھکا
بجایا۔ بادشاہ نے اس نیکرامی کا حال شکر عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو جو
اُس زمانے میں صوبہ بہار کے صوبہ دار تھے سرکوبی کے واسطے حکم بھیجا۔ سنگیر
سے مختار خان۔ اور گورکھپور سے فدائی خان یہ حال سن کر عبداللہ خان
سے آئے۔ اور تینوں نے ملکر قلعہ بھوجپور کا محاصرہ کیا۔ چونکہ قلعہ بہت مضبوط
اور خشک میں واقع تھا۔ چھ مہینے تک محاصرہ رہا۔ روزانہ توپ و تفنگ سے
لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار قلعہ فتح ہو گیا۔ قلعہ کے فتح ہونے کے بعد بھی
پرتاب سنگھ خوب جم کر لڑا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور خود کشی کرنا چاہا جب
یہ نہ ہو سکا تو تمام ہتھیار اور کپڑے اتار کر صرف لنگی پہنے ہوئے رومال سے
ہاتھ باندھ کر عبداللہ خان کے پاس چلا آیا۔ اُس نے اول قید میں رکھا۔ اور
بادشاہ کے حکم پہنچنے پر عدم آباد کو رخصت کیا۔

راجہ پرتھی چند

چنبہ کے راجہ کا بیٹا تھا۔ جب سہمہ جلوس شاہجہانی میں جلست سنگھ راجہ جہون نے باغی ہو کر چنبہ کے راجہ کو قتل کر ڈالا۔ اور خود اُس کے ماک پر قابض ہو گیا۔ تو شاہجہان نے اُس کی سرکوبی کے واسطے فوج روانہ کی۔ پرتھی چند امرائے متعینہ ہم مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنھوں نے بادشاہ کے پاس بھیج دیا بادشاہ نے خلعت اور جہدھر مرصع اور گھوڑا مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات۔ چار صد سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ اس کے بعد ہم مذکور پر مامور کیا اس ہم سے فارغ ہو کر بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ۲۰ صفر ۱۰۷۷ھ کو ایک ہاتھی مرحمت فرما کر عزت افزائی کی۔ اس کے بعد بدتون تک دربار میں حاضر ہوا۔ ۲۷ محرم ۱۰۷۸ھ کو بادشاہ نے خلعت واسپ مرحمت فرما کر وطن کو رخصت کیا۔ اس کے بعد اُس کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

پریم ویو سیو دیہ

سورج مل سیو دیہ کا بیٹا۔ اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ ابتدا میں رانا کی سرکاری ملازم تھا۔ سہمہ جلوس شاہجہانی میں رانا کی ملازمت چھوڑ کر دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب ہشت صدی ذات۔ چار صد سوار پر سرفراز فرمایا۔ سہمہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر مفتخر ہو کر ہم قند ہار متعین ہوا۔ سہمہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات پانصد سوار اور سہلہ میں منصب ہزار و پانصدی ہفت صد سوار سے ممتاز ہوا۔ اسی سال دوبارہ ہم قند ہار پر مامور ہوا۔ سہمہ میں منصب دو ہزاری۔ ہشت صد سوار۔

اور سلسلہ میں منصب دہزاری۔ ہزار سوار۔ اور سلسلہ میں منصب ہزار پانصدی
ذات۔ ہزار سوار سے سر بلند ہوا۔ اسی سال و شاہ نے کسی بات پر خوش ہو کر دس ہزار روپیہ
کے جواہرات انعام میں مرحمت فرمائے۔

سلسلہ جلوس میں اُس کی لڑکی کی شادی ہمارا جہ جو بنت سنگھ راٹھور سے
قرار پائی۔ اور وہ سر انجام شادی کے واسطے رخصت لے کر متھرا روانہ ہوا۔

سلسلہ جلوس میں منصب تہہ ہزاری۔ ہزار سوار سے ممتاز ہو کر شاہزادہ
اورنگ زیب کے ساتھ صوبہ دکن میں متعین ہوا۔ اور جب سلسلہ عہد میں شاہجہان
کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے امر لے متعینہ دکن کو دربار میں طلب
کرا لیا۔ یہ بھی دربار میں حاضر ہوا۔

سلسلہ کی جنگ تھوگڈہ میں دارا شکوہ کی فوج ہراول کا سردار تھا اور
اُسکی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا۔ جنگ شاہزادہ شجاع اور حجاز
دوم دارا شکوہ میں عالمگیری کے لشکر کے ساتھ خدمات شاہی میں سرگرم تھا۔
اس کے بعد دکن میں متعین ہوا۔

سلسلہ جلوس میں خلعت مرحمت ہو کر راجہ رام سنگھ کچواہہ کے ساتھ ہم
آسام میں مامور ہوا۔ اور وہاں سے واپس ہو کر سلسلہ جلوس میں صف شاہجہان
فوجدار متھرا کے ساتھ متھرا میں تعینات ہوا۔ اور اسی سال انتقال کیا۔

رائے تلوک چند شجاعت

رائے تنوہر کا پوتا۔ اور شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ سلسلہ جلوس میں
ہم دولت آباد میں متعین ہو کر اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔ سلسلہ میں ہم ساہو جی
بھونسلہ پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس تک منصب ہشت صدی ذات۔ پانصد سوار

سرفراز تھا۔ سلسلہ جلوس میں ہمہ بلخ و بدخشان پر مامور ہوا اور میدان جنگ میں
شجاعت و بہادری کے خوب خوب کارنامے دکھائے۔ اور فتح بلخ کے بعد نواب
سعد اللہ خان کی سفارش سے منصب ہزارتی ذات۔ و پانصدہ سوار پر سرفراز ہوا۔
اسکے بعد دیگر ہمتا میں شریک ہو کر شاہی خدمتیں بجالاتا رہا۔

مؤمن الدولہ - عمدۃ الملک - اجہ ٹوڈرل

شہنشاہ اکبر کے مشہور و معروف وزیر راجہ ٹوڈرل ذات کے ٹٹن گوت کے
اکثری۔ اور لاہور کے رہنے والے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ چوہانیاں ضلع لاہور کے
رہنے والے تھے۔ اور وہاں اُن کے بڑے بڑے عایشان مکانات موجود ہیں
کلکتہ کی مشہور علمی مجلس ایشیاٹک سوسائٹی نے اُن کے وطن کی تحقیقات کر کے
موضع لاہور پر علاقہ آودہ کا رہنے والا قرار دیا ہے۔

اُن کے خاندان اور عہد طفلی کا حال صرف اس قدر معلوم ہوا ہے۔ کہ حالت
صغیر ہی میں ان کے باپ نے انتقال کیا۔ اور بیوہ مان نے ان کو جرسی تنگی
اور افلاس کی حالت میں پالا تھا۔ خواجہ مظفر خان کی دیوانی کے عہد میں (سلسلہ
میں مظفر خان کی دیوان اور وکیل مطلق مقرر ہوئے) اول عام تصدیق کے زمرے
میں ملازمت شاہی میں بھرتی ہوئے۔ اور مدتوں اُن کی ماتحتی میں کام کرتے رہے
طبیعت میں ابتدا ہی سے غور و خوض کا مادہ موجود تھا۔ قواعد کی پابندی اور کام
کی صفائی کی عادت تھی شب و روز محنت کر کے اپنے اور دوسرے تصدیقوں کا
کام انجام دیتے تھے۔ کام کا قاعدہ ہے کہ جو اُسے سنبھالتا ہے۔ چار دن طرف سے
سمٹ کر اُسی کی طرف ڈھلکتا ہے۔ چنانچہ اسی طریقے سے رفتہ رفتہ بہت سے کام
اور خدمتیں ان کے متعلق ہوتی گئیں۔ اور یہ اکثر بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر خود

کاغذات پیش کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہر کام میں انھیں کا نام زبان پر آنے لگا۔ یہاں تک کہ خواجہ مظفر خان ہی کے عہد میں یہ بادشاہ کے ایسے منظور نظر ہو گئے کہ دونوں میں رقابت پیدا ہو گئی۔ اور دونوں بالیافت اہلکار ایک دوسرے پر وار کرنے لگے ایک دوسرے سے نہ دبتا تھا۔ اکثر کی نظر و دونوں پر برابر تھی۔ دونوں کا گزار دن کو دونوں ہاتھوں پر برابر لئے چلتا تھا۔ آخر کو تو تو میں میں ہونے لگی۔ راجہ نے ایک دن سردر بار خواجہ سے کہا کہ تم مسلمان بہت نوکر رکھتے ہو انھوں نے جواب دیا۔ کہ تم کون ہوتے ہو۔ تم ہندو نوکر رکھو اور اپنا کام چلاؤ۔

جب راجہ ٹوڈرل پر بادشاہ کی اس قدر نظر عنایت ہوئی۔ انھیں اپنی لیاقت دکھانے کا بڑا موقع ملا علاوہ دفتر کے انتظام کے انھوں نے پیادہ۔ سوار۔ توپخانہ۔ بہیر۔ رسد وغیرہ کے پورانے طریقوں میں اصلاحیں کرنا شروع کیں۔ بادشاہ ان کے انتظامات کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ ٹوڈرل قلم ہی کا وہی نہیں بلکہ سپاہی و سرکاری بھی چکر رکھتا ہو۔ اُس وقت سے ہما تملکی میں بھی مامور ہونے لگے۔ چنانچہ چوڑ۔ رن تہنور۔ سورت کی فتحوں میں جو جو خدمتیں انھوں نے عقیدت و اخلاص سے کیں۔ اُن کے نقش اکبر کے دل میں بیٹھ گئے۔ اور اُن کی شجاعت و لاوری اور قلعہ گیری کی تدبیروں کا عالم میں ڈنکا بج گیا۔

سلسلہ میں اکبر نے میر معز الملک کو بہادر خان کے مقابلے پر فوج روانہ کیا۔ اس کے بعد راجہ ٹوڈرل کو حکم دیا کہ تم جا کر سرشور نمک خوارون کو سمجھاؤ۔ اگر راہ پر آجائیں تو بہتر ہے۔ ورنہ سزا کو پہنچاؤ۔ بہادر خان لڑنا نہ چاہتا تھا۔ جب بادشاہی لشکر پاس پہنچا۔ جہان تھا۔ وہیں تھم گیا۔ معز الملک کے پاس وکیل بھیجا۔ اور پیغام دیا کہ خاں زمان کی منعم خان کے ذریعے سے عرض معروض ہو رہی ہو ہمارے لئے تم بارگاہ شاہی میں سفارش کرو۔ کہ خطائیں معاف ہو جائیں معز الملک

اپنی بہادری کے سامنے کسی کو نہ بھٹاتا تھا۔ وہ کہتا تھا جو میں ہوں سو کون۔ ایک نہ سنی۔ یہ پیغام سلام ہو ہی رہے تھے کہ راجہ جا پہنچے۔ ان کا بھی نیا جوش تھا۔ اور ملک گیری اور شیرازی کے جوہر دکھانا چاہتے تھے۔ انھوں نے بھی صلح پر اڑنے کو ترجیح دی۔ اور لڑ پڑے۔ بہادر خان نام ہی کا بہادر نہ تھا۔ بلکہ شجاعت و بہادری میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا جب مجبور ہو گیا۔ بقول شخصی مرتا کیا نہ کرتا۔ مارنے مرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور بادشاہی فوج پر باز کی طرح آکر گرا۔ معزا الملک نے بان کے بہادر تھے نہ کہ میدان جنگ کے۔ ٹوڈرل بہادر تھے مگر اپنی سخت گیری کی وجہ سے لیڈرن اور سپاہیوں کو خوش نہ رکھ سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر خان نے معزا الملک کو تو پہلے ہی حملہ میں الٹ کر پھینک دیا۔ ٹوڈرل شام تک تو الگ الگ لڑتے رہے۔ رات کو کھسک گئے۔ امراء ہمراہی جان بوجھ کر ہلو دے گئے۔ اُدھر دربار میں خانزمان کے ساتھ بہادر خان کا بھی قصور معاف ہو چکا تھا۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا فرمایا خیر۔ اب ہم تو خانزمان کے ساتھ سب کا قصور معاف کر چکے۔ تھوڑے دنوں میں ٹوڈرل چُپ چُپاتے دربار میں آ موجود ہوئے۔

سلسلہ میں صوبہ گجرات کے متمم بند و بست مقرر ہو کر بھیجے گئے۔ اور چند دنوں میں جملہ کاغذات مرتب کر کے حاضر دربار ہوئے۔

سلسلہ میں خانخانان منعم خان کی امداد کے واسطے صوبہ بہار روانہ کیے گئے اور اُن کے لشکر میں شامل ہو کر خوب مقابلہ کیا۔ اور پٹنہ کے فتح ہونے پر علم اور تقار کے اعزاز سے مفتخر ہوئے۔

اس مہم کے بعد جب بنگالے کی مہم کے واسطے امر منتخب ہوئے۔ اُن میں پھر ان کا نام لکھا گیا۔ چنانچہ انھوں نے اس مہم کے ہر معرکہ خصوصاً معرکہ ٹاٹہ میں شجاعت و بہادری اور حسن تدبیر کا پورا حق ادا کیا۔ اور نازک نازک موقعوں پر اپنی

بہار

بنگالہ

جان کو جان نہیں سمجھا۔

ستمہ دین جب داؤد خان کا حال بہت تنگ ہوا۔ صلح کی التجا کی خانخانان
منعم خان کا آئین سپہداری ہمیشہ صلح پر تھا۔ اُمراء شاہی بھی روز روز کی
لڑائیوں اور ملک کی آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے تنگ ہو رہے تھے۔ جلسہ
مشورت میں سب صلح پر راضی ہو گئے۔ لیکن ٹوڈرل راضی نہ ہوئے۔ اور یہی
کہتے رہے کہ دشمن کی جڑ اکھڑ چکی ہے۔ اور تھوڑی سی ہمت میں سب فغان نیست
نا ہو دھو جائیں گے۔ اُن کی التجاؤں اور اپنے آرمون پر نظر نہ کرو۔ اور برابر
دعا دے کیے جاؤ۔ اور ان کا بیچنا نہ چھوڑو۔ خانخانان اور اُمراء لشکر نے
انہیں بہت سمجھایا مگر یہ کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ اگرچہ صلح ہو گئی۔ اور اُسکا
جشن بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ مگر ٹوڈرل اس جشن میں نہ شریک ہوئے
نہ صلح نامہ پر اپنی مہر کی۔

جب اس صلح ہو جانے پر بنگالہ کی طرف سے بادشاہ کا اطمینان ہو گیا۔ تو
انہیں دربار میں بلا بھیجا۔ جب یہ دربار میں حاضر ہوئے چونکہ اُنھی کی نہایت
عہدہ اور تمام بنگالہ میں نامی تھے۔ اور بہت سے نادر و نایاب تحفہ حضور میں
لا کر پیش کیے۔ اور جملہ معرکوں کی تفصیل بیان کی۔ اکبر بہت خوش ہوئے۔
اور عالی منصب دیوانی عطا فرمایا۔ اور چند ہی دن میں تمام ملکی اور مالی مخیرین
سپر دھوکرو وزارت کل اور وکالت مستقل کے معزز عہدے پر سرفراز ہوئے۔
جب منعم خان کا انتقال ہو گیا۔ داؤد خان پھر باغی ہو گیا۔ اور تمام بنگالہ میں بغاوت
پھیل گئی بادشاہ نے خاجہاں کو مالک مذکور کا انتظام سپرد کیا۔ اور ٹوڈرل کو
ساتھ کیا۔ انھوں نے اپنی لیاقت و کارروائی سے جگڑے ہوئے کام کو جلد بنالیا۔
اخیر معرکہ میں دونوں طرف کے بہادر اس ہمت سے لڑے کہ دلوں کے ارمان

کھل گئے۔ اس معرکہ میں خانجمن قلب میں اور ٹوڈل بائیں پر سے پر تھے۔
اکبر علی قبال کے ساتھ خانجمن اور ٹوڈل کی بہادر مکاری کر گئی اور وہاں گرفتار ہو کر
قتل ہوا۔ اور اُس کے خاتمے سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ ٹوڈل موچھون پر تاؤ
دیتے ہوئے ہنسی خوشی دربار میں حاضر ہوئے۔ ۳۰۴۰ ہجری نذر گزرنے کے یہی بنگالہ
کا بڑا تحفہ تھا۔

راجہ ٹوڈل کے بنگالہ سے واپسی کے تھوڑے دنوں بعد دربار میں خبر آئی۔
کہ وزیر خان کی بے تدبیری سے گجرات اور سرحد کن کا حال تباہ ہے۔ راجہ کو
حکم ملا کہ جلد وہاں پہنچ کر انتظام مناسب عمل میں لائیں۔ یہ حسب الحکم دربار سے
روانہ ہوئے۔ اور سلطان پور ملک ندر بار۔ بندر سورت۔ بہر قج۔ بڑودہ۔
جائیز۔ گجرات کا دورہ کرتے ہوئے۔ اور دفتر وغیرہ کا معائنہ کرتے ہوئے پٹن
میں پہنچے۔ اور وہاں کے دفتر کے ملاحظہ میں مصروف تھے کہ وزیر خان کا
قاصد دوڑا ہوا آیا۔ اور معلوم ہوا کہ کلرچ بیگم نے جو شاہزادہ کامران کی بیٹی اور
ابراہیم حسین مرزا کی بیوی ہے اپنے نوجوان بیٹے مظفر کو ساتھ لیکر گجرات پر حملہ کیا
ہے۔ اور اُمرائے شاہی اُس کے مقابلے کی تاب نہ لا کر قلعہ میں محصور ہیں۔ راجہ
جس ہاتھ میں قلم لیے ہوئے دفتر کا ملاحظہ کر رہے تھے۔ اُسی ہاتھ میں تلوار سے کر
فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور لیٹا کر کے گجرات جا پہنچے۔ وزیر خان کو مرد بن کر
قلعہ سے باہر نکالا۔ اور باغیوں کی طرف روانہ ہوئے۔ باغی بڑودہ میں پڑے
ہوئے تھے۔ راجہ کے آنے کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے۔ راجہ نے تعاقب کیا اور
جب پیچھا نہ چھوڑا تو دولہہ کے تنگ میدان میں جا کر رُکے۔ اور لاچار ہو کر مقابلہ کیا۔
اس لڑائی میں کلرچ بیگم نے عجیب مردانہ کام کیا تھا۔ عورتوں کو مردانہ کپڑے
پنا کر گھوڑوں پر سوار کیا تھا جو بجائے چشم و ابرو کے تیر و تلوار سے بڑے بڑے

بہادر مردوں کو گھائل کرتی تھیں۔ آخر کار بڑے گشت و خون کے بعد عظیم بہت سی غنیمت چھوڑ کر بھاگے۔ بہت سے باغی گرفتار ہوئے۔ ٹوڈرل نے لوٹ کے اسباب اور ہاتھیوں کے ساتھ ان قیدیوں کو بھی اصلی ہیئت میں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ کہ زمانی مردانگی کا نمونہ بھی بادشاہ دیکھ لیں۔ راجہ کے بیٹے دھار نے ان قیدیوں کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔

بہادر

۱۲۷۰ء میں صوبہ بنگالہ میں فساد اٹھا۔ اس مرتبہ امر لے شاہی میں بگاڑ تھا۔ اور امرا اور سپاہی سپہ سالار سے ناراض ہو کر بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ تھے۔ اکبر نے راجہ ٹوڈرل کو روانہ کیا۔ انھوں نے اس نازک موقع پر شمشیر سے زیادہ تدبیر سے کام لیا۔ بہتوں کو حکمت عملی سے کھینچ لیا۔ جنھوں نے نیکو کامی پر کمر باندھی۔ انھیں تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔ غرض کہ نہایت جانکا ہی اور جانفشانی سے خدمتیں بجالا کر اس فساد کو فرو کیا۔ اسی مہم میں بعض نیکو امون نے سازش کی تھی۔ کہ لشکر کی موجودات بے وقت راجہ کا کام تمام کر دیں۔ بڑے کا خون ہوگا۔ جس کا کسی خاص شخص پر ثبوت پہنچنا ناممکن ہوگا۔ لیکن راجہ کو بھی وقت پر خبر مل گئی۔ اور وہ نہایت ہوشیاری سے اس موقع سے صاف الگ ہو گئے۔ ۱۲۷۰ء میں بنگالہ کے انتظام سے فارغ ہو کر دربار میں واپس آئے۔ اور اپنے اصلی عہدے وزارت کے دربار میں مصروف ہوئے۔

۱۲۷۰ء میں راجہ ٹوڈرل نے بادشاہ کی دعوت کی۔ نہایت دھوم دھام سے جشن منعقد کیا۔ بادشاہ جشن میں راجہ کے گھر تشریف لگئے۔ اور ان کی عزت افزائی فرمائی۔

۱۲۷۳ء میں منصب عالی چار نزاری سے مفتخر ہوئے۔

اسی سال راجہ بیکر کو ہستان یوسف زئی و سواد وغیرہ کی مہم پر مامور ہوئے۔

جب بادشاہ کو خبر ہوئی بہت رنج ہوا۔ دوسرے دن انھیں روانہ کیا۔ مان سنگھ
جمرو کے مقام پر تھے۔ انھیں حکم پہنچا کہ راجہ ٹوڈرل سے جا کر ملو۔ اور ان کی صلح
سے کام کرو۔ راجہ ٹوڈرل نے وہاں پہونچ کر کوہ نگر کے پاس سواد کے قریب اپنی
چھاؤنی ڈالی۔ فوجوں کو ادھر ادھر پھیلایا۔ بہت سے افغان مارے گئے۔ کچھ
بھاگ گئے۔ کچھ پیارون میں جا چھپے۔ اس خدمت کو انجام دے کر یہ سرخرو
دربار میں واپس آئے۔

۹۹۶ء میں ایک کھتری نے رات کے وقت ان پر توار کا وار کیا۔ اور
بھاگ گیا۔ بادشاہ کو مسلمان امیروں کی طرف سے بدگمانی پیدا ہوئی کہ عداوت
مذہب سے کسی نے یہ حرکت کی ہے۔ جب تحقیقات ہوئی تو اصل حال کھلا کہ راجہ
نے ایک کھتری کو بد اعمالی کی سزا دی تھی وہ غصے کے مارے اندھا ہو رہا
تھا۔ اُس نے موقع پا کر وار کیا۔ آخر کار وہ اور اُس کے ساتھی سب پکڑے
گئے۔ اور سزایاب ہوئے۔

۹۹۷ء میں اکبر کشمیر جنت نظیر کی سیر کو تشریف لے چلے۔ راجہ ٹوڈرل
کو راجہ بھگوان داس کے ساتھ لاہور میں چھوڑا۔ یہ بیان کچھ بیمار ہوئے۔ بادشاہ
کو عرضی لکھی جس کا خلاصہ یہ تھا۔ بیماری نے بڑھاپے سے سازش کر کے زندگی پر
حملہ کیا ہے۔ اور غالب آگئی ہے۔ موت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ اجازت ہو
تو سب سے ہاتھ اٹھا کر گنگا جی کے کنارے جا بیٹھوں۔ اور خدا کی یاد میں
آخری سانس نکالوں۔

بادشاہ نے اول تو ان کی خوشی کے لئے فرمان اجازت بھیج دیا تھا۔ کہ
وہاں افسردہ طبیعت کنگلی پر آجائگی۔ مگر دوسرا فرمان پھر پہونچا کہ کوئی خدا پرستی
عاجز بندوں کی غنوار سی کو نہیں پہونچتی۔ بہت بہتر ہے کہ اس راہ سے رُک جاؤ۔

اور اخیر دم تک انھیں کے کام میں رہو۔ اور اسی کو آخرت کا سفر ختم سمجھو۔ پہلے فرمان کی اجازت پر تن بیمار اور جان تندرست کو لے کر ہر دو ارسلے تھے۔ لاہور کے پاس اپنے ہی نبوائے ہوئے تالاب پر ڈیرا تھا۔ جو دوسرا فرمان پہنچا۔ کہ چلے آؤ۔ راجہ ٹوڈرمل اس فرمان کے پہنچتے ہی جان تھے۔ وہیں رُک گئے۔ بیمار تو پہلے ہی سے تھے۔ گیارہویں دن اس دارناپائدار سے رخصت ہوئے۔

راجہ ٹوڈرمل اپنے مذہب کے پکتے۔ اور ہمیشہ گیان دھیان میں مصروف رہتے تھے۔ پوجا پاٹ اور دیگر فرائض مذہبی کو کمال سرگرمی سے انجام دیتے تھے۔ وہ جب تک پوجا سے نہ فارغ ہو لیتے کوئی دنیوی کام نہ کرتے۔ بیان تک کہ کھانا تک نہ کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ جبکہ بادشاہ کے ساتھ اجیر سے پنجاب جا رہے تھے ایک دن کوچ کی گھبراہٹ میں ٹھاکروں کا آسن کہیں رہ گیا یا وزیر سلطنت کا تھیلہ سمجھ کر کسی نے چڑایا۔ اُس کی تلاش میں کئی وقت کا فاقہ ہو گیا۔ تمام لشکر میں اسی کا چرچہ ہونے لگا۔ دربار میں تیر بر جیسے کئی مقدس پنڈت۔ اور دھیان موجود تھے خدا جانے بادشاہ کے سامنے کیا کیا مذاق اڑائے ہوں گے۔ بادشاہ نے راجہ کو بلایا۔ اور فرمایا کہ ٹھاکر چوری گئے تو جانے دو۔ آج واما تہا رایشور جو وہ تو چوری نہیں گیا۔ نشان کر کے اُسے یاد کرو۔ اور کھانا کھاؤ۔ خود کشی کسی مذہب میں ثواب نہیں ہے۔ راجہ نے بادشاہ کی اس تقریر کو سن کر نصیحت پر عمل کیا۔ اور نشان کر کے ٹھاکروں کا دھیان کیا۔ اور فارغ ہو کر کھانا کھایا۔ راجہ کے اخلاق و عادات کی نسبت شیخ ابوالفضل تحریر کرتے ہیں۔ کہ اگر تعصب کی پرستاری۔ تقلید کی محبت۔ اور کینہ کشی نہ ہوتی۔ اور اپنی بات پر مغرور ہو کر نہ اڑتا۔ تو بزرگانِ معنوی سے ہوتا۔ جب راجہ دیوان محل کے عہدے پر سرفراز ہوئے۔ اُس مقام پر لکھتے ہیں بادشاہ نے مقدماتِ ملکی اور مالی اسکے

نہم و فراست پر حوالہ کر کے دیوان کل ہندوستان کا مقرر فرمایا۔ وہ راستی اور کم طبعی میں عمدہ خدمت گذار تھا۔ بے لالچ کاروبار کرتا تھا۔ کاش کینٹ کش اور انتظامی ہوتا کہ طبیعت کے کھیت میں ذرا ملامت پھوٹ نکلتی۔ یہ بھی سہی۔ تعصب نہ ہی چہرہ پر رنگ نہ پھیرتا تو اتنا قابل ملامت نہ ہوتا۔ باوجود اسکے عام اہل زمانہ کو دیکھ کر کنا چاہیے۔ کہ سیر دلی اور بے طبعی کے ساتھ عرق ریز کاروان۔ قدردان خدمت گذار تھا۔ اور کم نظیر نہیں۔ بے نظیر تھا۔

راجہ ٹوڈرل کے دامن شہرت پر خواجہ شاہ منصور کے قتل کی سازش کا بد نما ذہبہ خیال کیا جاتا ہے۔ خواجہ موصوف حساب کتاب۔ معاملہ فہمی اور تحریر و تقریر میں کار گذار اہلکار تھے۔ ترقی کرتے کرتے عیسائیوں میں بادشاہ کی جو ہر شناسی سے دیوان کل ہو گئے۔ اور امور ملکی میں راجہ ٹوڈرل کے شریک غالب ہو کر کام کرنے لگے۔ دو کار گذار اہلکاروں کا ایک کام پر رہنا غضب ہے۔ دونوں میں شک پیدا ہو گئی۔ اور ایک دوسرے پر وار کرنے لگا۔ مرزا حکیم اکبر کا سوتیللا بھائی کابل کا حاکم تھا۔ وہ بغاوت کو لاہور تک بڑھ آیا۔ اکبر نے اگرہ سے فوج روانہ کی۔ اور پھر خود بھی روانہ ہوا۔ مرزا حکیم بھاگ گیا۔ اکبر سر ہند پر پہنچا۔ خواجہ اس وقت سر ہند کے صوبہ دار تھے۔ یا ر لوگوں نے مرزا حکیم کے فرمان اور اس کے امرا کی طرف سے جعلی خطوط خواجہ کے نام۔ کچھ خواجہ کے خط اس کے نام بنا کر پیش کئے۔ موقع ایسا تھا۔ کہ اکبر کو بھی یقین آ گیا۔ قید کر کے ضامن مانگا۔ برے وقت میں کون کس کا ساتھی ہوتا ہے۔ ان چپارے کی ضمانت پر کوئی نہ کھڑا ہوا۔ اور انبالہ کے قریب کچھ کوٹ کی منزل پر چپارے کو بے جرم و بے خطاب پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ثانی منصوبہ چلاچ تاریخ ہوئی۔ جب مرزا حکیم کی مم کا خاتمہ ہوا۔ تو کابل میں پہونچ کر اکبر نے بہت

حقیقات کی یلین سازش کی بو بھی کہیں سے نہ نکلی۔ یہ پتہ چلا کہ راجہ ٹوڈرل کی ہمت سے کرم اللہ شہباز خان کنہوہ کے بھائی اور بعض دیگر اُمرانے یہ قتلے بنائے تھے۔ اکبر نے اس کے خون ناحق سے اور اس نظر سے کہ ایسا کاروان اہلکار ہاتھ سے بہت فوسل کیا اور کہا کرتے تھے کہ جہن سے خواجہ مرا۔ تمام حساب درہم برہم ہو رہے ہیں اور محاسبہ کا شیشہ ٹوٹ گیا۔

ٹوڈرل پابندی آئین۔ تعمیل احکام اور محاسبات عمل درآمد میں کسی کی بال بھر بھی رعایت نہ کرتے تھے۔ اُمرائے عالیشان سے لیکر غریب سپاہی تک اور صاحبانِ ملک سے لیکر ادنیٰ مسافدار تک سب کا حساب و کتاب انھیں کے ذمہ تھا۔ حساب کتاب میں لوگ محبتیں کرتے۔ اور جب ان کے سامنے کسی کی کچھ پیش نہ جاتی۔ طرح طرح کے الزام لگاتے اور پھبتیاں اُڑا کر اپنے دل کے بُھار نکالتے تھے۔ کسی نے جمع لکھا ہے۔ ۵

تصنیف
امام علیؑ

آنکہ شد کار ہند از مختل راجہ راجہاست ٹوڈرل
راجہ ٹوڈرل نے حساب کتاب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اُس کے گریاد کر کے بنیہ اور مہاجن طلسمات کا عالم دکھاتے ہیں۔ اور اُن کے سامنے بڑے بڑے کالجوں کے بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے۔ منہ تکٹے رہ جاتے ہیں۔

کتاب خازن اسرار بھی انھیں کے نام سے مشہور ہے۔ جو درجہ صون پر شتمل ہے۔ ایک حصہ میں دھرم گیان۔ اشنان۔ پوجا پاٹ وغیرہ کا بیان ہے۔ دوسرے میں کاروبار دنیوی کا ذکر ہے۔ دونوں میں بہت سے چھوٹے چھوٹے باب ہیں۔ ہر چیز کا تھوڑا تھوڑا بیان ہے مگر سب کچھ ہے۔ دوسرے حصے میں علم الاخلاق کے علاوہ اختیار ساعات۔ موسیقی شگون آواز طیور۔ پرواز طیور وغیرہ تک کے حالات لکھے ہیں۔

اُن کی علمی لیاقت کا حال صرف اِس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے دفتر کی تحریروں کو بخوبی کچھ پڑھ لیتے تھے۔

دفتر کا انتظام اُس نے قواعد۔

راجہ ٹوڈرمل اول درجہ کے محاسب تھے۔ ہر معاملہ میں اصول و قواعد کی پابندی کو ضروری سمجھتے تھے اُنھوں نے کاغذات دفتر کو از سر نو مرتب کیا۔ نئی نئی اصلاحیں نکالیں۔ اگرچہ ان کے ساتھ فیضی۔ میر فتح اللہ شیرازی۔ حکیم ابوالفتح حکیم تہسام۔ نظام الدین احمد بخش و غیرہ نے بیچکر قواعد بنائے۔ اور سب دفاتر میں انھیں کے بموجب کام جاری ہوا۔ خواجہ شاہ منصور اور مظفر خان نے دفتر کے انتظام میں بڑے بڑے کام کیے۔ مگر ان کی شہرت نے سب کے کاموں پر پانی پھیر دیا۔ اور جملہ نئی اصلاحیں اور الفاظ۔ اور دفتر کے آئین و قوانین انھیں کے نام سے مشہور ہو گئے۔ جن میں سے بہت سی اصلاحیں اور الفاظ آج تک لگژاری اور حساب کے سرکاری کاغذات میں چلی آتی ہیں۔

صاحب دربار اکبری بوالہ خلاصۃ التواریخ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ رازدان سلطنت تھا۔ وقائع سیاق اور حقائق حساب میں بے نظیر تھا۔ محاسبوں کے کاروبار میں باریکیاں نکالتا تھا۔ ضوابط و قوانین وزارت۔ آئین سلطنت۔ ملک کی معموری۔ رعیت کی آبادی۔ دفتر دیوان کے دستور العمل۔ حقوق بادشاہی کے اصول۔ افزونی حسنہ۔ رستوں کی امنیت۔ مواجب سپاہ۔ شرح دامی پرگنائے تنخواہ جاگیر۔ مناصب اُمراء کے قواعد۔ سب کچھ اسکی یاد گاریں۔ اور سب جگہ انھیں قواعد اور ضوابط پر عمل درآمد ہے۔

(۱) جمع وہ بدھی پرگنہ دار اُس نے باندھی۔ (۲) طنبانی جریب خشکی اور تری میں گھٹ بڑھ جاتی ہے اور وہ گز تھی۔ اُس نے ۶۰ گز کی جریب بانس یا نزل کی قرار دی۔ اور لوہے کی کڑیاں بیچ میں ڈالیں۔ کہ کبھی فرق نہ پڑے۔

(۳) اُس کی تجویز سے سترہ عین کل مالک عروسہ بارہ صوبوں میں منقسم ہوا۔ اور وہ سالہ بند و بست ہو گیا۔ چند گانوں کا پرگنہ۔ چند پرگنوں کی سرکار۔ چند سرکاروں کا ایک صوبہ قرار پایا (۴) روپیہ کے چالیس ڈرم ٹھہرائے۔ پرگنہ کی شرح دایم دفتر میں مندرج ہوئی (۵) کروڑ دام کی تحصیل پر ایک عامل مقرر کر کے کروڑی (تحصیلدار) اُس کا نام رکھا (۶) اُمرائے اہمیت نوکر ہوتے تھے۔ اُن کے گھوڑوں کے لئے داغ کا آئین مقرر کیا۔ کہ ایک گلے کا گھوڑا دو دوتین تین گلے دکھا دیتے تھے۔ عین وقت پر کسی سے بڑا ہرج پڑتا تھا۔ اس میں کبھی تو سواروں کی دغا بازی ہوتی تھی۔ کبھی اُمراء خود بھی دغا دیتے تھے کہ جب جو دا بونی تو فوراً سوار سپاہی نوکر رکھ لے اور لفافہ چڑھا کر موجودات دلوادی۔ ادھر سے رخصت ہوئے۔ ادھر جا کر سپاہیوں کو موقوف کر دیا۔ (۷) بندہ بادشاہی کی سات ٹولیان باندہ بن۔ ہفتے کے سات دن کے بوجہ ہر ٹولی سے باری باری سے آدمی لئے جاتے تھے۔ اور چوکی میں حاضر ہوتے تھے۔ (۸) ہر روز کے واسطے ایک چوکی نویس مقرر ہوا۔ کہ ہر اہل خدمت کی حاضری ہی لے۔ اور جو عرض معروض حکم احکام ہوں۔ جاری کرے اور جا بجا پوچھے۔ (۹) ہفتے کے پے سات واقع نویس مقرر ہوئے۔ کہ تمام دن کا حال (روزنامہ) ڈیوڑھی پر بیٹھے لکھا کریں۔ (۱۰) اُمراء اور خوانین کے علاوہ چار ہزار یک سو اڑھائی رکاب شاہی کے لئے قرار دیئے۔ انھیں کو احدی کہتے تھے کہ یکہ کا ترجمہ ہے۔ ان کا داروغہ بھی الگ مقرر ہوا۔ (۱۱) کئی ہزار غلام۔ کئی لڑائیوں کے گرفتار غلامی سے آزاد ہوئے۔ اور چیلہ اُن کا خطاب ہوا۔ کیونکہ خدا کے بندہ آزاد ہیں۔

۱۲ دم وزن میں ایک تولہ کا ہوتا تھا۔ وئی کے پیسے طرح مرصع تھا۔ ایک طرف اکبر کا نام مولیٰ طور پر۔ اور دوسری طرف دم نہایت خوش خط نمٹ میں لکھا ہوتا تھا۔

ہندوستان کا فارسی پڑھنے والا
اور قاتر شاہی زبان کا عام
ہونا۔

سکندر مین سونے سے تانبے تک کل سکون مین راجہ کی تجویز سے اصلاح مین
ہوئیں۔ سکندر رودی کے زمانے تک عام طور سے ہندو فارسی یا عربی نہ پڑھتے
تھے۔ ان کا نام ملکش بدھیا رکھ چھوڑا تھا۔ جب سکندر رودی کو فارسی خوان
ہندؤن کی ضرورت ہوئی۔ تو اُس نے ایک دن دربار مین کہا کہ کد ام
ہندو بچہ است کہ فارسی می دا۔ اندھ جواب ملا۔ کہ کوئی نہیں۔ اس پر بادشاہ
نے اول برہمنوں کو طلب کر کے فارسی پڑھنے کے واسطے کہا۔ اُنھوں نے
جواب دیا۔ کہ ہمارا راجہ ہکوا اپنے دھرم کرم و دیا سے کہاں فرصت ہے۔ جو
فارسی پڑھیں۔ پھر چھتریوں کو بلا کر کہا سو بھلے۔ کہ ہم اہل سیف ہن اہل قلم
بتا نہیں چاہتے اسی طرح ویشوں نے عذر کیا۔ کہ ہم تجارت پیشہ ہن۔ ہمیں
اس قدر فرصت نہیں کہ فارسی پڑھیں۔ جب شودرون مین کایتون کی باری
آئی جو پہلے سنکرت کی کتابت سے اوقات بسر کرتے تھے۔ اُنھوں نے خوشی
سے قبول کر لیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں مین فارسی پڑھ کر ملکی عہدوں پر مامور
ہونے لگے۔ اُن کی دیکھا دکھی اور ہندو بھی فارسی پڑھنے لگے۔ اور سکندر رودی
ہی کے زمانے مین اکثر ہندو فارسی عربی مین کامل ہو کر ان علوم کا درس
دینے لگے۔ پنڈت ڈونگر مل شاعر بن گئے۔ جن کا یہ مطلع مشہور ہے۔
دل خون نشدے چشم تو خنجر نشدے گر رہ گم نشدے زلف تو ابتر نشدے گر
لیکن چونکہ ہندی ملکی زبان تھی۔ اور ہزاروں ایسے ہندو جو فارسی نہیں
جانتے تھے مختلف محکوم خصوصاً محکمہ مال مین ملازم چلے آتے تھے۔ اس کے
علاوہ سکندر رودی کے بعد سے اکبر کے عہد تک ملکی انقلاب بھی جلد جلد ہوتا
رہا۔ اور کسی بادشاہ کو اتنی فرصت نہ ملی کہ ادھر توجہ کرتا اندازا راجہ ٹوڈر مل
کے عہد تک دفتروں کا انتظام کچھ تیر کچھ شیر رہا۔ جان ایسے ہندو تھے جو

فارسی نہیں جانتے تھے۔ وہاں ہندی کاغذوں میں کام چلتا تھا۔ جسے
مسلمان اور فارسی خوان ہندو تھے۔ وہ فارسی میں کاغذ رکھتے تھے۔ جب
راجہ ٹوڈرمل نے دیکھا کہ اس دو عملی سے کام میں بہت مرج ہوتا ہے۔ اور ہندو
بادشاہ وقت کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کی ترقی پانے سے محروم
رہتے ہیں۔ تو اُس نے کل قلم و ہندوستان کے وفاترین ایک قلم فارسی زبان
کو رائج کر دیا۔ اگرچہ راجہ کے اس علم سے اس وقت ہندوؤں میں ایک عام اضطراب پیدا
ہو گیا۔ اور چند روز تک طرح طرح کی شکلیں بھی پیش آئیں لیکن عام طور سے ہندو فارسی
پڑھنے لگے اور چند ہی مدت کے عرصے میں بہت سے ہندو فارسی خوان ہو کر نہ صرف
دفتروں بلکہ امر اور باکے زمکے میں نظر آنے لگے۔ اور چونکہ نسبت مسلمان اہلکاروں
یہ انچرفشن کی اطاعت فرمانبرداری زیادہ کرتے تھے اس وجہ سے اُنسے ترقی بھی
زیادہ پاتے تھے۔ رفتہ رفتہ دفتروں میں انکی تعداد بڑھتی گئی۔ اور اکثر ہی کے عہد میں سب سے اونکی
سرکاروں میں بھی ہندو ہی منشی اور دیوان نظر آنے لگے۔ چنانچہ جب کسی
موقع پر مسلمان اُمراء اکبر سے راجہ ٹوڈرمل کے اختیارات اور ترقیات ستوا
کو دیکھ کر بعض امورات میں اُس کی شکایت کی۔ اور یہ بھی کہا کہ حضور نے
ایک ہندو کو مسلمان پر اس قدر اختیار اور اقتدار دیدیا ہے۔ ایسا مناسب
نہیں۔ تو بادشاہ نے بے ساختہ جواب دیا۔ ہر کدام شہادر سرکار خود ہندو سے
دارد۔ اگر ماہم ہندو سے داشتہ باشیم چرا از و پیدا بود یعنی تم سب کی سرکاروں
میں ہندو منشی ہیں۔ ہمنے ایک ہندو رکھا تو تم کیوں بُرا مانتے ہو۔
جائگیر شاہجان۔ بلکہ اورنگ زیب کے عہد تک ہندو اہل مسلم مسلمان
اہلکاروں کا پہلو دباتے ہوئے برابر ترقی کرتے گئے۔ اورنگ زیب کے عہد میں
دیوانی۔ پیشکاری۔ کروڑی (تھیلداری) وغیرہ عہدوں پر تمام ہندو ہی ہندو

سرفراز تھے۔ آب یا تو بادشاہ کے سامنے مسلمان امیروں نے شکایت کی ہو۔
 یا ست نرائی فتنے اور دیگر ہندو رعایا کی بغاوت۔ اور ان ہندو اہلکاروں
 اور عہدے داروں کے اُن کے ساتھ شامل ہو جانے یا دانتہ اپنے فرائض
 منصبی سے غفلت کرنے کی وجہ سے جس کا ثبوت پورے طور سے تاریخ سے
 چلتا ہے۔ بادشاہ کو خود خیال پیدا ہوا ہو۔ سشنہ مین پہلا فرمان جاری ہوا
 کہ محالات خالصہ کے کڑوڑی مسلمان مقرر کیے جایا کریں۔ اور دیوانی اور
 پیشکاری کے عہدوں پر بھی مسلمانوں کا تقرر کیا جائے۔ لیکن اسی سال پھر
 دوسرا فرمان صادر ہوا کہ تمام وفاتر دیوانی۔ اور بخشیاں سرکار کے حکومنین
 ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر کیا جایا کرے۔ اگرچہ بادشاہ نے اس
 فرمان کی تعمیل پر بھی زیادہ زور نہ دیا اور بقول صاحب منتخب اللباب اس
 حکم کی پوری کیا بالکل بھی تعمیل نہ ہوئی لیکن اس زمانہ میں متعصب مورخوں نے
 اتنی ہی سی بات پر پرکا کو تباہ کر اور رنگ زیب پر یہ الزام گڑھ لیا ہے کہ اُس نے
 ہندوؤں کو تعصب مذہبی کی وجہ سے ملازمت شاہی سے خارج کیا۔ حالانکہ
 تاریخ سے سوائے امر مندرجہ بالا کے اُن کے اس الزام وہی کی کوئی اصلیت
 نہیں معلوم ہوئی۔ بلکہ برعکس اس کے مسلمانوں کے آخری عہد تک ہندو برابر
 ترقی کرتے رہے۔ اور ٹوڈرل کا فیض نہ صرف مسلمانوں کے آخری عہد تک
 جاری رہا بلکہ پورائے مسلمان رئیسوں کی سرکار میں اب تک ہندو متصدی نظر
 آتے ہیں۔ اور اسی نظیر سے برٹش گورنمنٹ کے عہد میں ہندوؤں نے فائدہ اٹھا کر
 بادشاہ وقت کی زبان سیکھنے میں پیش قدمی کی اور ترقی کی گھوڑو وڑ میں اپنے
 مسلمان بھائیوں سے بہت آگے نکل گئے۔

وفاترین فارسی زبان رائج ہونے سے دوسرا فائدہ جو ہندوؤں اور مسلمانوں

و دونوں کو ہوا وہ یہ ہے۔ کہ فارسی اور عربی الفاظ عام طور سے ہندوؤں کی زبان پر آنے لگے۔ اور ہندو مسلمانوں کے اتفاق اور اتحاد کی مبارک یادگار زبان اردو کی بنیاد پڑی۔

یادگارین

راجہ ٹوڈرمل نے لاہور اور پنجاب کے اکثر مقامات پر عالیشان پختہ تالاب۔ اور دیگر عمارتیں تعمیر کرائی تھیں۔ اکبر آباد (آگرہ) اور فتحپور سیکری میں اُن کی عالیشان حویلیوں کے نشانات اب تک موجود ہیں۔ اکبر آباد کی حویلی دریائے جمنا کے کنارے روضۂ تاج باغ کے قریب واقع۔ اور حویلی دیوان جی کے نام سے موسوم تھی۔

اولاد (دھار)

راجہ ٹوڈرمل کے بیٹے راجہ کلیان کا حال علحدہ لکھا جائے گا۔ بڑا بیٹا دھار باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں داخل تھا۔ ہم ٹھٹھ میں خانخاناں میرزا عبدالحکیم خان کے ساتھ ہو کر خوب بڑھ بڑھ کر لڑا۔ اور پیشانی پر نیزے کا زخم کھا کر گھوڑے سے گرا۔ خوش نصیب کہ سُرخرودینا سے گیا۔ منصب ہفت قصبی پر سسرار تھا۔

راجہ۔ رے ٹوڈرمل فضل خانی

ابتدا میں علامی فضل خان وزیر عظم شاہجہان کی سرکار میں معمولی منشیوں کے زمرے میں ملازم ہوئے۔ اور اپنی لیاقت و کارروائی۔ اور رسالت و می سے بہت جلد منظور نظر ہو کر ترقی پاتے رہے۔ علامی موصوف کی وفات کے بعد جوہر کارروائی سے منتخب ہو کر بادشاہی ملازمت میں منسلک ہوئے۔ ۸۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۳۵ھ جلوس کو خدمت دیوانی اور امینی اور فوجی سرکار سہرند سے مفتخر ہو کر خطاب رے سے موصوف ہوئے۔ مسئلہ جلوس میں

فوجداری لکھی جنگل کی خدمت بھی انھیں کو مرحمت ہوئی۔

رے ٹوڈرمل راجہ ٹوڈرمل کے صرف ہمنام ہی نہ تھے بلکہ انتظامی قابلیت اور حسن تدبیر کے ساتھ رعایا پروری میں ان کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ بدولت جلوس میں ان کی رعایا پروری اور انتظامات سے بادشاہ نے خوش ہو کر منصب ہزارئی ذات ہزار سوار دوا سپہ سپہ پر سرفراز فرمایا۔

سلسلہ جلوس میں اول میں سو سوار دوا سپہ سپہ منصب میں اضافہ ہو کر اس کے بعد منصب ہزار و پانصد نئی ذات ہزار و پانصد سوار دوا سپہ سپہ پر سر بلند ہوئے۔ اور سرکار دیبا پتور۔ اور پرگنہ جاندھر۔ اور پرگنہ سلطان پور کی دیوانی بھی انھیں کو مرحمت ہوئی۔ اور جب ان کی خوش لیاقتی اور حسن کارگزاری سے ان پرگنات کی مالگذاری پچاس لاکھ روپیہ تک پہنچ گئی تو بادشاہ نے خوش ہو کر سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے ممتاز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔

سلسلہ جلوس میں علم مرحمت ہوا۔

سلسلہ میں جب شاہزادہ داراشکوہ سوگدہ کی شکست کے بعد اکبر آباد سے پنجاب کی طرف بھاگا اور راستے میں سہرنہ کی طرف سے ہو کر گذرا۔ تو لکھی جنگل کے نام سے راجہ ٹوڈرمل کا جمع کیا ہوا بین لاکھ روپیہ جو اس نواح میں مدفون تھا تلاش سے اُس کے ہاتھ لگا شہنشاہ عالمگیر نے تخت نشین ہو کر راجہ ٹوڈرمل کو اٹا وہ کا فوجدار مقرر کیا۔ اور اُسی جگہ انھوں نے سلسلہ میں انتقال کیا۔

راجہ جگناتھ کچھواہا

راجہ ٹوڈرمل کے چھوٹے بیٹے۔ اور راجہ مان سنگھ کے چچا تھے۔ اکبر نے

راجہ مہار

مرزا شرف آکدین حسین کو میوات کا حاکم کر کے روانہ کیا تھا۔ اُس نے قرب و جوار کے علاقوں پر بھی دست اندازی شروع کی اور آئبیر کو جو کچھ اہل ہند ان کا دار الحکومت تھا لینا چاہا۔ راجہ بہاؤ اہل کا ایک بھتیجہ شرکت ریاست کی وجہ سے مرزا سے آن ملا۔ اور ساتھ ہو کر شکرے گیا۔ شل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لٹکا دیا ہے۔ مرزا غالب آیا۔ اور راجہ بہاؤ اہل پر کچھ خراج مقرر کر کے اُن کے دو بھتیجوں اور ایک بیٹے یعنی انھیں جگن ناتھ کو بطور خمال اپنے ساتھ لے گیا۔

ستھہ میں راجہ بہاؤ اہل اُمر لے اکبری میں داخل ہوئے۔ اُن کے بیٹے پوتے عزیز و قریب سب کے علیحدہ علیحدہ منصب مقرر ہوئے۔ راجہ جگن ناتھ بھی مرزا کے پاس سے طلب ہو کر اُمر لے شاہی میں داخل ہوئے۔ اور شرافت اطوار اور جوہر اعتبار سے منتخب ہو کر حضوری رکاب میں عزت پائی۔

ستھہ جلوس میں رانا پر تاب کی لڑائی میں غنیم کی صفوں کو تہ و بالا کر دیا۔ رام داس حیمیل کا بیٹا کہ نامور ران لشکر رانا سے تھا۔ مقابلے پر آیا اور مارا گیا۔ اکبر اُن کی اس بہادری کا حال سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔

ستھہ جلوس میں پنجاب کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ اس کے بعد کابل وغیرہ کی ہمت میں کارہائے نمایاں انجام دے کر ستھہ جلوس میں شاہزادہ مراد کے ساتھ ہم دکن پر مامور ہوئے۔ اکبر کے آخر عہد میں راجہ جگن ناتھ منصب اعلیٰ خجندی سے سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر خلعت کے ساتھ ایک نہایت اعلیٰ درجے کی جڑاؤ تلوار مرحمت فرمائی۔

رام چند (کریم چند) راجہ جگن ناتھ کا بیٹا جہانگیر کے عہد میں منصب قہزار ذات ہزار و پانصد تلوار پر سرفراز خدمات شاہی میں سرگرم تھا۔

ہم چند پٹنہ

راجہ منروپ

دوسرا بیٹا منروپ شاہجہان کے وقت میں خطاب راجگی سے موصوف
ہو کر سلسلہ جلوس میں منصب تہ ہزاری ذات۔ ایک ہزار سوار پر سر بلند
ہوا۔ یہ شاہجہان کے ایام شاہزادگی کے وفادار ملازمین سے تھا شاہجہان
نے تخت نشین ہو کر خلعت۔ چوہر مرصع۔ علم۔ اسپ معہ زین نقرہ کے علاوہ
پچیس ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت فرمایا۔ سلسلہ جلوس میں مر گیا۔
تیسرا بیٹا بالاشاہجہان کے عہد میں منصب ہفت صدی ذات۔ دو ہزار
سوار پر سرسراز تھا۔ وہ بھی سلسلہ جلوس میں مر گیا۔
راجہ منروپ کا بیٹا گوپال سنگھ سلسلہ جلوس تک منصب ہفت صدی
ذات۔ ریش صد سوار پر سرسراز تھا۔

جگل کچھواہا

گوپال سنگھ

راجہ بہاڑا مل کچھواہا کا چھوٹا بھائی تھا۔ راجہ موصوف کے ساتھ ملازمت
اکبری میں داخل ہوا۔ سلسلہ جلوس میں میرٹھ (مارڈاڑ) کا قلعہ دار مقرر ہوا۔
سلسلہ جلوس میں جب اکبر یلغار کر کے گجرات روانہ ہوا۔ جگل کو اردوئے
شاہی کی حفاظت پر تعین کیا۔

کنہا کچھواہا

جگل منصب ہزاری ہی پر پہنچنے پایا تھا۔ کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔
جگل کا بیٹا کنکار اپنے چچا راجہ بہاڑا مل کے ساتھ اکبر آباد میں رہتا تھا
ابراہیم حسین مرزا کی بغاوت کے ایام میں راجہ نے اُس کو فوج دے کر
دہلی کی حفاظت کے واسطے روانہ کیا۔ سلسلہ جلوس میں کنورمان سنگھ کے
ساتھ رانا پر تاب کی ہم پر مامور ہوا۔ اس کے بعد شہباز خان کنہوہ کی ماتحتی
میں صوبہ بنگالہ میں تعین ہوا۔

راجے مل کچھوا

راجہ روپ سی لچھوا ہا کا بیٹا۔ اور راجہ باڑا مل کا بھتیجہ تھا۔ راجپوتوں میں سب سے پہلے امر لے تیوریہ کے زمرے میں شامل ہونے کا خراسی کو حاصل تھا۔ ابتدا میں مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات کی ملازمت میں منسلک ہو کر میرٹھ (ماڑواڑ) کا تھانہ دار مقرر ہوا۔ جب مرزا کا کاروبار برہم ہوا۔ دربار اکبری میں حاضر ہو کر مورد نوازش ہوا۔

سلطہ جوس میں خان اعظم کے ساتھ گجرات روانہ ہوا۔ اور اکبری مشہور یلغار گجرات میں جس میں کہ ۲۰ یا ۴۰ منزلوں کو جنھیں شاہان سلف نے مہینوں میں طے کیا تھا۔ اُس نے آٹھ دنوں میں طے کیا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ تھا۔

اس مہم میں جب اکبر لڑائی کے واسطے میدان جنگ میں صفوں کو دست کر رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ راجے مل بہت بھاری بکتر پہنے ہوئے ہے۔ اکبر نے سبب دریافت کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ اس وقت یہی ہے۔ زرہ جلدی کیوجہ سے وہیں رہ گئی۔ اکبر نے اُسی وقت وہ بھاری بکتر اُتر دیا۔ اور اپنے خاصہ کی زرہ پہنوا دی۔ راجے مل سلام کر کے ہنسی خوشی اپنے رفیقوں میں جا ملا۔ تھوڑی دیر میں بادشاہ نے راجہ کرن کو جو راجہ مال دیو والی جو دھپور کا پوتا تھا۔ دیکھا کہ اُس کے پاس زرہ یا بکتر کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے راجے مل کا بکتر اُسے پہنوا دیا۔ راجے مل کے باپ روپ سی کی جو دھپور والوں سے کچھ خاندانی عداوت چلی آتی تھی۔ جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا اُس نے اُسی وقت بادشاہ کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ حضور میرا بکتر میرے بزرگوں کی یادگار چلا آتا ہے اور بڑا مبارک اور فتح نصیب ہے۔ وہ مرحمت فرمایا جائے۔ جب بادشاہ نے یہ پیغام سنا خیال آیا

کہ ان دونوں کے درمیان خاندانی کھٹک چلی آتی ہے۔ فرمایا کہ خیر مہنہ ایسا واسطے خاصہ کی زرہ تھیں دیدی ہے۔ کہ فتح و نصرت کا تعویذ اور اقبال کا پیش خیمہ ہے۔ بجانے اپنے بکتر کے اسے اپنے پاس رکھو۔ روپ سی سے اور تو کچھ بن نہ پڑا اسلحہ جنگ اتار کر پھینک دیئے اور کہا۔ کہ خیر۔ میں میدان جنگ میں یونہی جاؤں گا۔ اس نازک موقع پر جس نقش سلیمانی سے اکبر نے راجپوت دیو و نگو مسخر کیا۔ وہ عجیب و غریب ہے۔ اُس نے یہ حال سُن کر فوراً اپنی زرہ بکتر اتارنی شروع کی۔ اور کہا۔ کہ جب ہمارے جان نثار ننگے میدان جنگ میں لڑینگے۔ تو ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ زرہ بکتر میں چھپ کر میدان جنگ میں جائیں۔ ہم بھی برہمنہ تیر و تلوار کے منہ پر جائیں گے۔ جب راجہ بھلوآن داس نے جو خاندان کے سردار تھے یہ حال دیکھا۔ فوراً گھوڑا بڑھا کر تے مل اور روپ سی کے پاس پہنچے۔ دونوں کو سمجھایا۔ لعنت ملامت کی اُن کے کہنے سے دونوں نے پھر ہتھیار باندھے۔ یہ وہاں سے بادشاہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ روپ سی نے آج جنگ زیادہ پی لی تھی۔ اُس کی لہرونگی ترنگ میں یہ گستاخی ہوئی۔ اب بہت شرمندہ ہے۔ اکبر سُن کر ہنسنے لگے۔ اور یہ نازک جھگڑا اس عمدگی سے طے ہو گیا۔ اس قسم کی محبت کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ جن کی وجہ سے راجپوت اکبر کے طلسم محبت میں کھنکھار جان تک دینے کو فراموش تھے۔ مسئلہ جلوس میں دو دواپس رائے سرحن کی تنبیہ کیواسطے ہم بوندی پر مامور ہوا۔

۹۹۱ء میں اکبر نے کسی ضروری کام کے واسطے ڈاک چوکی پر بنگالہ

روانہ کیا۔ یہ وفادار جان نثار بندہ گھوڑے کی ڈاک پر بیٹھ کر دوڑا۔ گرمی کا موسم تھا۔ زور شور سے لوہن چل رہی تھیں۔ تقدیر کی خوبی کہ چوسا کے گھاٹ تک

پہننے پایا تھا۔ کہ ٹھکنے بٹھا دیا اور تھوڑی دیر میں لٹا کر بستر مرگ پر ہمیشہ کیلئے
 سُلا دیا۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا۔ محل میں گئے۔ تو ٹٹا کہ
 اوتے سنگھ جے مل کا بیٹا اور چند اور جاہل راجپوت اپنی جہالت کی وجہ سے
 جے مل کی رانی کو جو موتہ راجہ کی بیٹی ہے زبردستی سستی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا
 ترس بادشاہ کو ترس آیا۔ دل میں خیال کیا کہ ممکن ہے کہ کسی امیر کو بھی چون
 مگر اس کے سینے میں اپنا دل اور پھر دل میں یہ درد کیونکر ڈالوں اس
 خیال کے آتے ہی ٹپ کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اڑا۔
 راجہ جگناتھ اور راجہ رتنے سال اور چند اور جان نثاروں کو ساتھ لیا اور
 موقع واردات پر جا کھڑا ہوا راجہ جگناتھ۔ اور راجہ رتنے سال نے آگے
 بڑھ کر اوتے سنگھ اور دیگر راجپوتوں کو سمجھایا۔ اور سمجھا بھجا کر حضور میں لا کر
 حاضر کر دیا۔ جب اکبر نے دیکھا کہ اپنے کئے پر پشیمان ہیں۔ جان بخشی کا حکم دیا۔
 لیکن چند روز تک ادب خانہ زندان میں رکھا۔

کنور جگت سنگھ کچھوہا

راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے ساتھ ملازمت شاہی میں داخل
 ہو کر منصب نہ صدی سے سرفراز ہوئے۔ اکبر کی ان پر خاص نظر عنایت تھی
 اس وجہ سے دربار میں زیادہ حاضر رہتے تھے یہ پہلی مجلس میں مرزا جعفر
 (آصف خان) کے ساتھ راجہ باسو کی تنبیہ پر سامور ہوئے۔
 یہ پہلی مجلس میں اکبر نے راجہ مان سنگھ کو شاہزادہ سلیم کے ساتھ ملا کر
 کی تنبیہ پر سامور کیا اور بنگالہ کی حکومت پر کنور جگت سنگھ کو سرفراز فرمایا۔ فوج ان
 کنور خوشی خوشی اگرہ میں تہیہ سفر میں مصروف تھا۔ کہ موت کے فرشتے نے

اُچکارا۔ اور عین نوجوانی کے عالم یعنی ۲۲ برس کی عمر میں شراب خانہ خراب کا شکار ہو گیا۔ تمام قوم کچھواہ کے گھر گھر ماتم پڑ گیا اکبر کو بھی بہت رنج ہوا۔ اُسکے صغیر سن میں جہان سنگھ کو باپ کی جگہ دی اور بنگالہ کی روانگی کا مسرمان صادر کیا۔

شہنشاہ جہانگیر نے سستہ جلوس میں کنور جگت سنگھ کی بیٹی کی خواستگاری کی۔ اور ۱۶۰۱ء حرم مسئلہ کو انہی ہزار روپیہ بطور رسم سا جو راجہ مان سنگھ کے گھر بھیجا۔ ۴۔ رجب الاول مسئلہ کو دہلی نہایت دھوم دھام سے حرم سرے شاہی میں داخل ہوئی۔ مریم زمانی (والدہ جہانگیر) کے دولت خانہ پر مجلس عقد منعقد ہوئی۔ راجہ مان سنگھ نے لاکھوں روپیہ کے زیورات اور مرصع آلات۔ اور طرح طرح کے ساز و سامان جنیزین دینے جس میں ساٹھ ہاتھی بھی تھے۔

جادون راؤ

سیوا جی مرہٹہ کا نانا اور اصلی نام لکھ جی تھا۔ مرہٹوں کا ستارہ اقبال ایسی حسن قابلیت اور شجاعت رستمہ سے عالم میں چمکا اس سے پہلے گوکنڈا بیجا پور اور احمد نگر کے مسلمان بادشاہوں کے وقت میں مرہٹوں کو قلعوں وغیرہ کے پیدل سپاہیوں میں نوکریان ملا کرتی تھیں۔ مگر جب معلوم ہوا کہ جنگی سواروں میں بھی اچھی خدمت دے سکتے ہیں۔ تو رسالوں میں بھی بھرتی ہونے لگے اور ان میں ایسے لوگ جو پٹیل (چودھری) اور دیس گھ (نہروار) ہوتے تھے مووثی عزت کے باعث سے رسالہ داریوں اور مجداریوں کے عہدوں تک مامور ہو جاتے تھے۔ سوٹھویں صدی عیسوی سے پہلے نہ تو مرہٹے بطور ایک قوم ہی کے مشہور تھے۔ اور نہ ان میں کوئی ایسا سردار تھا جو پولٹیکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار

گنا جاتا ہو۔ مگر اس صدی کے آغاز میں ملک عتبر نے جو احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا ایک مشہور اور نہایت زبردست امیر تھا اور جو امارت کے نام سے دراصل فرمان روائی کرتا تھا۔ مرہٹوں کو اپنی فوج میں سواروں کے زمرہ میں زیادہ بھرتی کیا۔ اور اُن کو سپاہگری کا فن سکھایا اور زرخیز جاگیریں عطا کر کے امارت اور سپہ سالاری کے درجے تک پہنچا دیا۔

اسی ملک عتبر کی فوج میں مرہٹوں میں سب سے پہلے لکھتھی نے جس کو بطور اعزاز میں لقب کے جادون راؤ کہتے تھے سب سے زیادہ ترقی پائی۔ اور اپنی شجاعت و کارگزاری کے جوہر دکھا کر درجہ امارت اور دس ہزار سواروں کی سرداری کے منصب پر سرفراز ہو گیا۔ اور یہاں تک آقا دراصل کیا۔ کہ جب مسئلہ جلوس جاگیر میں شاہزادہ خورم (شاہجان) ملک عتبر کی فوج سے برسرِ پیکار تھا۔ اور یہ اپنے آقا سے بیوفائی کر کے اُس سے آلا۔ تو ملک عتبر کی تقدیر اُلٹ گئی۔ اور لڑائی ہار گیا۔

غنیم کے ایسے نامور اور عالی ہمت سردار کے ٹوٹ آنے کو شاہزادہ نے بہت غنیمت سمجھا۔ نہایت دلداری اور خاطر داری سے اُس کا دل بڑھایا۔ اور دربار میں سفارش کر کے منصب پنجزاری ذات۔ پنجزار سوار اُس کا مقرر کر دیا۔ اُس کے بیٹوں۔ پوتوں۔ اور دیگر متعلق سب کا علیحدہ علیحدہ منصب مقرر ہوا۔ کل خاندان کا منصب چونتیس ہزاری ذات۔ پندرہ ہزار سوار شمار میں آیا۔ اُس کی سخاوت کے مطابق نہایت زرخیز پرگنے صوبہ دکن کے جاگیر میں مرحمت ہوئے۔ اور نہایت عزت و عظمت سے زندگی بسر کرنے لگا۔

مسئلہ جلوس میں جب بادشاہ برہان پور میں مقیم تھے نہ معلوم کیا خیال کر کے اپنے سب ہمراہیوں کے ساتھ لشکر شاہی سے بھاگ گیا۔ اور نظام شاہ

کے پاس جا پہنچا۔ وہ اُسکی پہلی ٹکرائی سے بہت جلا ہوا تھا۔ حکمت عملی سے اُس کو اپنے قابو میں لاکر سہ دو بیٹوں اُجلا (اُچالا)۔ اور رگھو اور ایک پوتے بسونت رلے کے قتل کرادیا۔

گر جانی اگر جابانی اُسکی عورت بڑی عقلمند۔ بہادر۔ دور اندیش۔ اور مدبر عورت تھی۔ وہ بجائے اُس کے کہ خاوند کے ساتھ سستی ہوتی یا خاوند اور بیٹوں کو سوگ میں مٹھتی۔ میدان ہمت میں قدم جاکر اُٹھ کھڑی ہوتی۔ اور اپنے بیٹے بہادر جی اور دیور جگدیو رلے کو ساتھ لے کر نقارے بجاتی ہوئی دولت آباد سے اپنے وطن سندھ گھر کو جان اُس کے شوہر کا بنایا ہوا قلعہ موجود تھا چلدی۔ بڑے بڑے سپہ سالار اور بہادر مرد منہ تکتے رہ گئے مگر اُس کے سامنے کسی کی اتنی ہمت نہ پڑی کہ اُسکی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھتا۔

گر جانی نے اپنے وطن میں پہونچ کر نہایت عجز و عاجزی سے درگاہ شاہجہانی میں عفو و قصیر کی عرضی لکھی خدا ترس بادشاہ کو اُس کی حالت زار پر رحم آگیا۔ قصور معاف فرما کر اعظم خان صوبہ دار دکن کے نام فرمان لکھایا۔ کہ مابودلت نے ازراہ مراحم خسروانہ ان لوگوں کا قصور معاف فرمایا۔ تم کو لازم ہے کہ ان لوگوں کو اپنی خدمت میں طلب کر کے حسب حیثیت اُن کے منصب کے واسطے رپورٹ کرو۔ اعظم خان نے اس فرمان کے پہونچنے پر ان لوگوں کو اپنے پاس بللایا۔ اور اُس کی سفارش سے حسب ذیل اشخاص اُمراءے شاہی کے سلک میں منسلک ہوئے۔

ونت جی کو جو رکن خاندان تھا۔ ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ نقد مدد خرچ کے واسطے مرحمت ہوا۔

جگدیو رلے۔ جادون رلے کا بھائی منصب چار ہزاری ذات ستہ ہزار

گر جانی زوجہ
جادون رلے

(لے رنگ)
(لے جادون)
(لے تانی)

بیتوجی

بہادر جی

(دیو جی پسر)
(لے جی)

سوار پر سفر سے آئے ہو اور دکن میں خدمات شاہی بجا لا کر شہ جلوس میں مر گیا۔
تنگ تھے۔ جادون راؤ کا پوتا اور بیسونت رائے کا بھائی منصب ہزاری
ذات۔ ہزار و پانچ سو سوار پر سفر سے آئے ہو کر خطاب جادون رائے سے موصوف ہوا
ہا۔ ربيع الثانی سن ۱۱۷۵ھ کو دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خلعت اور خنجر
مرصع عطا فرما کر پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ شہ جلوس میں ساہو جی
بھونسلہ کی تنبیہ پر مامور ہوا۔

بیتوجی اُجلا کا بیٹا اور جادون راؤ کا پوتا منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار
سوار پر سر بلند ہوا۔ ۳۔ جادی الہی سن ۱۱۷۵ھ کو دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ
نے خلعت اور خنجر مرصع اور اسپ و فیل مرحمت فرمایا۔ شہ جلوس میں ہمس
ساہو جی بھونسلہ پر مامور ہوا۔ اس کے بعد مدت تک صوبہ دکن میں خدمات
شاہی بجا لاتا رہا۔

جادون راؤ کا بیٹا بہادر جی ۵۔ ربيع الثانی سن ۱۱۷۵ھ کو بارگاہ شاہجانی میں
حاضر ہوا۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ بادشاہ نے خلعت اور
کچھہ مرصع کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ اور منصب پنہزاری
ذات۔ پنہزار سوار سے سفر سے آئے ہو کر علم و نقارہ سے سر بلند کیا۔ اور ایک گھوڑا
معہ سونے کی زین کے اور ایک ہاتھی عطا کیا۔ شہ جلوس میں مستلف
دولت آباد کے محاصرہ میں جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا۔ شہ جلوس
میں وفات پائی۔

بہادر جی کی وفات کے بعد بادشاہ نے اُس کے بیٹے دیو (دوتا) جی کو منصب
سہ ہزاری ذات۔ ہزار سوار پیشہ کیا۔ شہ جلوس میں ساہو جی کی عمر پر مامور ہوا
اس کے بعد عالمگیر کے عہد تک صوبہ دکن میں عقیدت و اخلاص سے خدمت

بجالاتا رہا۔ اور جب عالمگیر کے عہد میں مرہٹوں کی کسی لڑائی میں مارا گیا۔
تو بادشاہ نے اُس کے بیٹے کو خطاب جگدیو رائے سے موصوف کر کے عہدہ منصب
پر سرسرا دیا۔

راجہ جہا رسنگھ بوندیلہ

راجہ رسنگھ دیو بوندیلہ کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے
موصوف ہوا۔ جہا نگیر کے آخری عہد میں منصب چہار ہزاری ذات۔ چہار ہزار
سوار پر سرسرا دیا تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی میں خلعت و جودھر مرتع مرحمت
ہو کر علم و نقارہ کا اعزاز حاصل ہوا۔ اور ہفت پنجراری سے سرسرا ہوا جہا نگیر
ن۔ راجہ رسنگھ دیو اور جہا رسنگھ پر خاص نظر شفقت تھی۔ اور اُس کے عہد میں
دونوں باپ بیٹوں نے بہت سارے روپیہ جاوید طور سے پیدا کیا تھا۔ اور اپنے
وطن (وندھچھڑا رچھا) کے قرب و جوار کے اکثر علاقوں پر قابض ہو گئے تھے۔
بب شاہجہان کے عہد میں دیکھا۔ کہ پابندی آئین اور محاسبات عمل درآمد
بن کسی کی بال بھر بھی رعایت نہیں ہوتی تو خوف پیدا ہوا اور ایک دن
دھی رات کے وقت اکبر آباد سے بھاگ گیا۔ بادشاہ نے مہابت خان وغیرہ
و تعاقب پر مامور کیا۔ لیکن وہ بھاگا بھاگ وندھچھڑا پہنچا جب شاہی فوج
نے وندھچھڑا محاصرہ کیا۔ اور بہت تنگ ہوا تو بارگاہ شاہی میں عفو و نقصیر
اعضیٰ لکھی۔ فرمان روایان مغلیہ کی بارگاہ میں درتوبہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔
عاقبول ہو گئی۔ اور قصور معاف ہو گیا۔ سب سے جلوس میں حاضر دربار ہوا۔
رہ لاکھ روپیہ نقد۔ ایک ہزار اشرفیان۔ ۴۰ ہاتھی بطور تاوان جنگ پیش
کئے۔ اس کے بعد ہم دکن میں مامور ہوا۔ اور خدشتین بجالاتا رہا۔

سب سے پہلے میں پھر شامت اعمال نے گھیرا۔ صورت یہ ہوئی کہ رخصت
 لے کر وطن میں مقیم تھا وہاں سے کسی بات پر برا فروختہ ہو کر ہم نرائن زمیندار
 چور اگڈہ پر چڑھ دوڑا۔ اور اُس بیچارے کو قتل کر کے اُس کا تمام مال و اسباب
 ضبط کر لیا۔ اور اُسکی زمینداری پر قابض ہو گیا۔ اب جاگیر کا عہد تو تھانہ
 کہ بادشاہ کی نظر عنایت کی وجہ کوئی نہ بولتا۔ شاہجہان کے عہد کا باضابطہ انتظام تھا۔
 دربار سے باز پرس شروع ہوئی۔ اور محاسبہ کے پھندے پکتنے لگے۔ اُس نے
 اپنے بیٹے بکرماجیت کو جو ہم دکن پر مامور تھا بلایا اور پھر نیکرامی پر کمر باندھ کر
 باغی ہو گیا۔ بادشاہ نے سید خانجہان بارہ اور عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ
 اور خان واران خان وغیرہ بڑے بڑے امیرون کو سرکوبی پر متعین کیا۔ وہ
 اس عظیم الشان لشکر کی ٹکر نہ اٹھا سکا۔ اور نہچھ سے دھامونی۔ اور وہاں سے
 چور اگڈہ بھاگا۔ اور جب ملک الموت کی طرح شاہی لشکر نے وہاں بھی پھانچا تو
 تو جنگل میں گھس گیا۔ وہاں گونڈوں نے اُس کو پکڑ کر معہ بکرماجیت اُس کے
 بیٹے کے قتل کر ڈالا۔ خان واران خان نے دونوں کے سر کو اکبر بادشاہ
 کے پاس بھیج دیئے۔ ایک کڑوڑ روپیہ اُس کے دینیوں سے برآمد ہو کر خزانہ
 شاہی میں داخل ہوا۔

راجہ جگت سنگھ

راجہ باسو کا چھوٹا بیٹا تھا۔ راجہ باسو کی وفات کے بعد جاگیر نے اُس کے
 بڑے بیٹے سوچ مل کو باپ کا جانشین مقرر کیا۔ دونوں بھائیوں میں مخالفت
 تھی۔ بادشاہ نے اس کو بھی کسی ادنیٰ منصب پر مامور کر کے صوبہ بنگالے میں
 متعین کر دیا۔

سلسلہ جلوس میں سوئج مل نے لکھراہی کی۔ اور باغی ہو گیا۔ بادشاہ نے
 اسے صوبہ بنگالہ سے طلب کر کے منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز
 کر کے خطاب راجگی۔ خنجر صمغ۔ اسپ و فیل۔ اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت
 فرمایا۔ اور راجہ بکر تاجیت (سندرداس) کے پاس جو سوئج مل کی تنبیہ پر مامور
 ہوا تھا روانہ کیا۔ اور سوئج مل کے مارے جانے کے بعد وطن کی حکومت پر سرفراز
 ہوا۔ اس خاندان میں نہ معلوم بغاوت کا کیا اثر تھا کہ سلسلہ جلوس میں اسے
 بھی یوفانی پر کمر باندھی۔ اور خود مختار بن بیٹھا۔ جب صادق خان تنبیہ پر مامور ہوا
 اور اس نے پہاڑوں میں گھس کر اس کو پے درپے شکست دی تو اس نے
 تنگ ہو کر نور جہان بیگم کا دروازہ کھٹکٹایا۔ اور بیگم کی سفارش سے قصور معاف
 ہو گیا۔ جتاگیر کے اخیر عہد تک جگت سنگھ نے منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار
 سوار تک ترقی پائی۔ شاہجہان نے تخت نشین ہو کر یہی منصب قائم رکھا۔ اس
 جلوس میں شگش کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں صوبہ کابل میں
 متعین ہوا۔ اور کریم داد پسر جلالہ کے گرفتار کرنے میں مور و تحسین ہوا۔ سلسلہ
 جلوس میں جب علی مردان خان نے قندھار کا قلعہ شاہجہان کے حوالے کر دیا
 اور ایرانی فوج مقابلے کے واسطے آئی۔ یہ شاہی فوج کا ہرا دل مقرر ہوا۔ اور
 اس ہم میں نہایت شجاعت و دلاوری سے اول قلعہ ساربان اور اس کے
 بعد قلعہ بیست کو فتح کیا۔ اس کے بعد لاہور میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔
 بادشاہ نے ازراہ قدردانی ایک نہایت قیمتی موتیوں کی مالا مرحمت فرمائی۔
 اور فوجداری شگش پر متعین ہوا۔

سلسلہ جلوس میں اپنی خواہش سے دامن کوہ گانگڑہ کی فوجداری اور
 تحصیلداری پر بہتین چار لاکھ روپیہ جمع سالانہ کے سرفراز ہوا۔ رخصت کے وقت

بادشاہ نے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا۔ سلسلہ جلوس میں کسی شکایت پر تعلقہ
مذکور سے تبدیل ہو کر دربار میں طلب ہوا۔ لیکن موروثی مرض بغاوت
نے پھر زور کیا۔ اور بگڑ بیٹھا۔ بادشاہ نے سید خاں جہان بارہ۔ سید خان ظفر جنگ
اصالت خان۔ اور شاہزادہ مراد بخش کو سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔
اس نے اول اس فوج کا خوب مقابلہ کیا۔ لیکن جب مٹوا اور نور پور بادشاہی
فوج نے فتح کر لیا اور کچھ کرتے دھرتے نہ بنا تو سید خاں جہان کی وساطت سے پھر
عفو نقصیر کی خواستگاری کی۔ خاندان مغلیہ کے فرمان روا۔ بابر۔ ہمایون۔ اکبر
جہانگیر۔ شاہ جہان۔ عالمگیر۔ بہادر شاہ کا برتاؤ خطا بخشی کے معاملے میں نہ صرف
قابل تعریف بلکہ سلسلہ تاریخ میں بے نظیر ہے۔ ان کے سامنے دشمن بھی آتا تھا
تو آنکھ جھپک جاتی تھی۔ بلکہ اُس کی جگہ خود شرمندہ ہو جاتے تھے۔ خطا پر خطا
معاف کرتے تھے مگر مومنہ میلا نہ کرتے تھے اور اس معاملے میں اپنے امرا اور رعایا
کے ساتھ اولاد کا معاملہ رکھتے تھے۔

غرض کہ پھر قصور معاف ہو گیا۔ اور ۵ ذی الحجہ ۱۰۱۷ کو ہاتھ باندھ ہوئے
معہ بیٹوں کے حاضر دربار ہوا۔ بادشاہ نے منصب سہ ہزار آرمی ذات۔
دو ہزار سوار پر بحال کر کے خلعت مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد اسی سال
شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ ہم قندھار پر مامور ہوا۔

سلسلہ جلوس میں خلعت اور شمشیر مرصع اور اسپ معہ زین نقرہ کے مرحمت
ہو کر ہمہ ملخ و بدبختان میں متعین ہوا۔ اور میدان جنگ میں کارنامے دکھا کر
بوجہ بیماری واپس آیا۔ پشا ورتاک آنے پایا تھا کہ ماہی کچھ مچھلیں مہ میں اس
دُنیا سے سدھارا۔ بادشاہ نے اُس کے بیٹے راجروپ کو جس کا حال علیحدہ لکھا جائیگا
جانشین مقرر کر کے خلعت تعزیت ارسال فرمایا۔

راجہ رام بڑگوجر

راجہ انوپ سنگھ کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں شامل
اور اکثر جماعت میں شریک تھا۔ سلسلہ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد خلعت حرمت
ہو کر خطاب راجگی۔ اور منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر مفتخر ہوا۔ سلسلہ جلوس
میں منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ سلسلہ جلوس میں صوبہ کابل
میں متعین رہا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزار و پانصد ذات۔ ہزار سوار پر ممتاز
ہو کر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ ہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوا۔ اور بعد فتح بلخ بہاولپور
کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے نقاب پر متعین ہوا۔ اور اس فہم کی حسن خدمت
کے صلے میں منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی۔ بیرون
وہاں سے واپس نہ آیا تھا کہ پیغام اجل آگیا۔ اور اسی جگہ شہید ہوئے۔
انتقال کیا۔

بادشاہ نے اُس کے بیٹے امر سنگھ کو جو پہلے سے ملازمان شاہی میں منسلک
تھا خطاب راجگی مرحمت فرمایا اور منصب میں ترقی کرو دی۔

جگر رام کچھواہا

ہر دے رام کچھواہا کا بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں
داخل تھا۔ سلسلہ میں بادشاہ نے ہاتھی مرحمت فرما کر سر بلند کیا۔ سلسلہ میں صوبہ
کابل سے ہم قندھار پر مامور ہوا۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت حرمت فرما کر
منصب میں اضافہ فرمایا۔ سلسلہ میں ہم بلخ و بدخشان میں مامور ہوا۔ اور اس
فہم میں شان شامی کے جوہر دکھائے۔ اور تیغ آبدار سے دشمنوں کی صفوں کو دوہم بہم کرنا

اس شخص خدمت کے انعام میں بادشاہ نے منصب ہفتصدی ذات پست شد
سوار پر سرفراز کیا۔ اُس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

ہمارا جہسونت سنگھ راٹھور

راجہ جگ سنگھ راٹھور کا چھوٹا بیٹا تھا۔ اُس زمانہ میں راٹھور دن میں عام
راجپوتوں کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا۔ کہ راجہ کو اپنی جس
رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اُسی کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کر کے جانشینی
کے واسطے وصیت کرتا تھا۔ اسی رسم کے مطابق راجہ جگ سنگھ نے جسونت سنگھ
کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے وصیت کی تھی
چنانچہ جب ۲۰ محرم ۱۱۸۵ھ کو راجہ جگ سنگھ نے انتقال کیا۔ شاہجہان نے جسونت سنگھ
کو اُس کا جانشین مقرر کر کے خلعت۔ اور ہر صرع۔ علم و نقارہ۔ اسپ معہ
زمین طلا۔ اور فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے مفتخر کیا۔ اور منصب
چار ہزار سوار سے ممتاز کر کے راج سنگھ راٹھور کو جو راجہ جگ سنگھ کا وکیل مطلق تھا
منصب ہزاری ذات۔ چار صد ہزار کر کے اُس کا اتالیق مقرر کیا۔ جسونت سنگھ
نے ہزار اشرفیاں بارہ ماہ تھی اور چند مرصع آلات مشکیش کئے۔ ۱۸۔ رمضان ۱۱۸۵ھ
کو منصب پنجہزانتی ذات۔ پنجہزار سوار پر ترقی پائی۔ ۹۔ ذیقعدہ ۱۱۸۵ھ کو رخصت
جیل کر کے اپنے وطن جو دھپور کو روانہ ہوا۔ ۶۔ ایشیہ ۱۱۸۵ھ کو دربار میں اُس
آیا۔ ۱۱۔ محرم ۱۱۸۵ھ کو منصب کے ہزار سوار دو اسپہ۔ اسپہ قرار پائے۔

۱۱۸۵ھ میں خلعت۔ ہر صرع معہ پھول کٹارہ۔ علم و نقارہ۔ اسپ فیل
عطا ہو کر شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ مم قند ہار پر متعین ہوا۔ اور وہاں سے
واپس آکر ۱۲۔ ربیع الثانی ۱۱۸۵ھ کو پھر رخصت سے کر جو دھپور روانہ ہوا۔

سلسلہ کو بمقام اجیر ملازمت شاہی میں حاضر ہوا۔ یہ کم ذی الحجہ سلسلہ کو عارضی طور سے صوبہ دار الخلافہ اکبر آباد کی حکومت عطا ہوئی۔ ۴۰۔ ربیع الثانی ۱۰۱۷ھ کو ہجرہ صبح معہ پھول کٹارہ۔ عربی گھوڑا معہ شہرے ساز کے۔ مرحمت ہو کر عزت افزائی ہوئی۔ ۴۱۔ ربیع الثانی ۱۰۱۷ھ کو منصب پنجہزاری۔ پنجہزار سوار۔ دو ہزار سوار دو اسپہ۔ اسپہ سے ممتاز ہوا۔ یہ ذی الحجہ سلسلہ کو پانصد سوار منصب کے اور دو اسپہ۔ اسپہ قرار پائے۔

سلسلہ جلوس میں منصب پنجہزاری۔ پنجہزار سوار۔ ۴۲۔ ہزار سوار دو اسپہ۔ اسپہ پر مفتخر ہوا۔ سلسلہ جلوس میں شانہ زادہ اور رنگ زیب کے ساتھ ہم قدم ہار پر روانہ ہوا۔

سلسلہ جلوس میں منصب شش ہزاری ذات۔ پنجہزار سوار دو اسپہ۔ اسپہ حاصل ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب شش ہزاری ذات۔ شش ہزار سوار۔ پنجہزار سوار دو اسپہ۔ اسپہ پر سر بلند ہو کر خطاب ہمارا جہ سے مفتخر ہوا۔ اور اسی سال رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا۔

سلسلہ جلوس میں شاہجہان ایسا بیمار ہوا۔ کہ عام طور سے مرنے کی خبر آگئی۔ شجاع بنگالے سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش دکن و گجرات سے اپنی اپنی فوجیں لے کر دار الخلافہ کو روانہ ہوئے۔ ولی عہد سلطنت دار الشکوہ ان کے مقابلے اور رد کرنے کے واسطے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ فوج اولیٰ الملک اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے روانہ کی گئی۔ اُس کی سپہ سالاری ہمارا جہ جو منت سنگھ کے سپرد ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ یا دار الشکوہ نے ایک لاکھ روپیہ نقد سونگھوڑے۔ ایک ہاتھی۔ اور حکومت صوبہ مالوہ ہمارا جہ کو عطا فرما کر منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار۔ پنجہزار

سوار دو اسپہ سالہ اسب سے سرفراز شہزاد۔

اُجین سے سات کوس کے فاصلے پر موضع دھرات پور کے قریب دونوں
شکر ایک دوسرے سے ایک کوس کے فاصلے پر آپرے۔ اب اول تو دنگ
نے اپنے معمولی پولیکل جوڑ توڑ شروع کر کے کاغذی گھوڑے دوڑانا شروع کئے
مقصود یہ تھا کہ اگر ہو سکے تو راجہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیجے۔ ورنہ پیغام سلام کو
حیلے سے اپنے ہارے۔ تھکے لشکر کو ذرا آرام ہی مل جائے۔ اس لیے اپنی عمدہ
ملازم کُت رنے۔ (سندر) کو جو ایک ہوشیار اور نیم برہمن تھا راجہ کے پاس
بھیج کر پیغام سلام شروع کئے۔ اور کہلا بھیجا کہ ہم بادشاہ کی خدمت میں حصول
ملازمت کے واسطے جاتے ہیں اول تو مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس
حاضر ہو جاؤ۔ اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو راستہ چھوڑ کر اپنے وطن جو دھپور کو
چلے جاؤ۔ مگر جب راجہ نے کوئی بات نہ مانی اور لشکر نے بھی ذرا دم لیا
تو ۲۲۔ رجب سنہ ۱۱۷۱ کو لڑائی شروع کر دی۔ سخت جوش اور سرگرمی سے
مقابلہ ہوا۔ جیہونت سنگھ اور اُس کے ساتھی راجپوتوں نے نہایت شجاعت
دلاوری سے تملہ ورون کو ہر قدم پر رد کیا اور جان بازی کو حد سے گذار
دیا۔ اگرچہ اورنگ زیب کی تیغ اقبال سے کھیرے اور لگڑی کی طرح
راجپوت کٹ کٹ کر گرتے تھے مگر رام رام کا نعرہ مارتے ہوئے اُس کے
لشکر میں گھسے چلے آتے تھے۔ لیکن باوجود اس بہادری کے قسمت نے یاوری
نہ کی۔ اور آٹھ ہزار راجپوتوں میں صرف پانستونے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں۔
بقیہ اپنی جانوں کو حق نمک پر فدا کر گئے۔ جیہونت سنگھ خود بھی زخمی ہوا۔ اور
پیشل میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا۔

فارسی مورخوں نے باوجود راجپوتوں کی بہادری کی تعریف تو وصیف کر نیکی

اس شکست کو زیادہ تر راجہ کی سو سے تدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا ہے اور لکھا ہو کہ اُس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور تہی سے کچھ پانی کاٹ کر لشکر کے ارد گرد کھیر کر دی تھی جس سے اُسکی سوار فوج لڑائی کے وقت ابھی طرح کام نہ دے سکی۔ قاسم خان جو دوسرا امیر راجہ کے ساتھ تھا۔ اگرچہ وہ بھی لڑائی میں خفیف زخمی ہوا۔ مگر اُس پر اور نکتہ زیر سے سازش کر جانے کا شبہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اُس نے میدان جنگ میں کچھ بہادری ظاہر نہیں کی۔

جب جھوٹے سنگھ اس لڑائی سے بھاگ کر اپنے وطن جو دھپور پہنچا۔ اور اُس کی رانی نے جو رانا اُدے پور کے خاندان سے تھی۔ سنا۔ کہ راجہ پاشو سپاہیوں کے ساتھ معرکہ سے جان بچا کر نکل آیا ہے تو اُس نے بجائے اس کے کہ اس آفت سے بچنے کی سبار کبا دیتی۔ اور تسلی کرتی۔ فوراً حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے بند کر دو۔ ایسے بے غیرت نامردوں کو میں قلعہ میں ہرگز نہ آنے دوں گی۔ ایسا شخص۔ اور میرا شوہر۔ میرے بہادر باپ کا داماد۔ اور ایسا بغیرت میں ہرگز اُس کا منہ نہیں دیکھنا چاہتی۔ جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو۔ چاہے کہ اُسکی شجاعت اور نیکی نامی کی تقلید اور پیروی کرے۔ اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دیدے۔

اس کے بعد اُس کے دل میں کچھ اور خیالات گزرے۔ اور کہا۔ کہ میرے لئے ابھی چتا تیار کر دو۔ مجھے دھوکا ہوا۔ میرا شوہر حقیقت میں مارا گیا۔ اور یہی سچ ہے پس اب میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔ اور تھوڑے عرصے بعد پھر غصہ میں آکر بتوایا۔ لعن طعن کرنے لگی۔ اسی حالت میں اُس کو آٹھ دن گزر گئے۔ اور شوہر کا منہ نہ دیکھا۔ آخر کجا جب اُس کی ماں اُس کے پاس آئی۔ اور بہت سی اور شہنشاہی کے

جھوٹے سنگھ کی
رانی کے بھلہ
خیالات کی عجیب
غریب روایت

کے بموجب جیونت سنگھ جو اس وقت لشکر کے دامن پرے پر مضمین تھا بڑے
 بڑے راجپوت امیرون کو ساتھ لے کر میدان جنگ سے قہقہے کو نکل بھاگا۔ او
 اول شاہزادہ محمد سلطان کے کیمپ کو جو سر راہ واقع تھا اور بعد ازان اور
 امیرون اور خود بادشاہ کے لشکر گاہ اور کارخانجات کو خوب بے ڈھرک لوٹتا
 ہوا چلا گیا۔ اس حادثہ سے اورنگ زیب کے لشکر میں عجیب پریشانی اور اتیری
 پیدا ہوئی۔ اور بہت سے لوگ رات ہی کو شجاع سے جا ملے۔ مگر ابھی کچھ رات
 باقی تھی کہ اورنگ زیب اس حال کی خبر پا کر تخت روان پر سوار ہوا۔ او
 کمال استقلال سے ہنس ہنس کر اپنے رفیقوں امیرون کو اور نشئی دینے لگا
 کہ خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقوں کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا۔ اگرچہ اس
 ناگہانی فساد کی وجہ سے نصف فوج رہ گئی تھی۔ مگر وہاں سے اورنگ زیب تیرا
 اقبال اور استقلال۔ آنا قاتنا میں باقی ماندہ فوج کو از سر نو ترتیب دے کر
 مناسب مقامات پر جمادیا۔ اور صبح ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر
 میدان جنگ کو گرما دیا۔ اور ایسا دل توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۱۴ توپیں بہت سے
 ہاتھی۔ اور دیگر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بادشاہ نے میر حیدر اور شاہزادہ
 محمد سلطان کو تو اس کے تعاقب پر روانہ کیا۔ اور خود نہایت جیتی سے دار شکوہ
 اور جیونت سنگھ کی طرف پھرا اور اگر ہوتا ہوا امیر جاہو بچا۔

ہمارا جیونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سن کر جب دیکھا کہ معاملہ
 برعکس ہو گیا۔ تو لوٹ کا مال و اسباب لے کر حیدر کوچ کرتا ہوا۔ اگرچہ پوچھ گیا تو
 یونہی کا بیان ہو کہ اگرچہ میں یہ افواہ اڑ گئی تھی کہ اورنگ زیب شکست کھا کر
 قید ہو گیا ہے۔ اور شجاع فوج لیکر اگرہ آ رہا ہے۔ اگر جیونت سنگھ ایسی حالت میں
 ذرا جرات کر کے لوگوں کو کچھ دھمکاتا۔ اور کچھ بڑے بڑے وعدے کر کے آئندہ

کی بہتری کا متوجہ کرتا۔ تو بیشک شاہجہان کو قید سے چھوڑا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ اسکو اصل واقع کی اطلاع تھی۔ اُسنے ایسے بھیڑوں میں پڑنا مناسب نہ جانا اور صرف شہر میں سے ہوتا ہوا اپنے ملک کو چلا گیا۔

جبونت سنگھ نے جو دھپور پہونچ کر اُس مال و دولت سے جو کچھ سے لوٹ کر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنا شروع کی۔ اور دارا شکوہ کو جو اُس وقت گجرات میں تھا اکھ بھیا کہ آپ بلا توقف آگرہ چلے آئیے۔ میں راستے میں معہ اپنی تمام فوج کے آملوں گا۔ چونکہ گجرات میں دارا شکوہ کے پاس بھی بائیس ہزار سوار۔ اور ایک اچھا توپ خانہ فراہم ہو گیا تھا۔ لہذا وہ اس متلون مزاج راہہ کی عرضی پہونچنے پر احمد آباد سے چل کھڑا ہوا جبونت سنگھ بھی جو دھپور سے ۲۰ کوس آگے بڑھ آیا تھا۔ کہ مرزا راہہ جسے سنگھ کا خطا اور اورنگ زیب کا فرمان ملا۔ اور اُس سے متنبہ ہو کر واپس لوٹ گیا۔ اجمیر کے قریب دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی۔ اور دارا شکوہ شکست کھا کر پھر بھاگا۔

اس لڑائی کے تھوڑے دنوں بعد جبونت سنگھ کو چار و ناچار دربار عالمگیری میں حاضر ہونا پڑا۔ بادشاہ نے بھی اپنے وعدے کو پورا کیا۔ اور اُسکی تقصیرات سے چشم پوشی کر کے خطاب و منصب بدستور قائم رکھا۔ اور صوبہ گجرات کی صدارت پر سرسرا فرمایا۔

سیپہ جلوس میں سیوا جی مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن میں مامور ہوا۔ لیکن چونکہ اورنگ زیب کی طرف سے دل میں کدورت تھی۔ کوئی کارنایان انجام نہ دیا۔ بلکہ اٹا اُس سے سازش کر گیا۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھ کر مرزا راہہ جسے سنگھ کو اس مہم پر مامور کیا۔ اور اسے واپس بلا لیا۔

سیپہ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبہ کابل میں تعینات ہوا۔

اس خطا و فرمان کا ممنون مرزا راہہ جسے سنگھ کے حال میں دیکھو۔

سیلیہ جلوس میں وہاں سے طلب ہو کر شاہزادہ موصوف کے ساتھ پھر مہم دکن پر مامور ہوا۔

سیلیہ جلوس میں جبرود مضاف صوبہ کابل کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ اسی جگہ بذیقہ ۱۱۵۷ھ کو انتقال کیا۔ کنور تپھی سنگھ اُس کا بیٹا اُس کی زندگی ہی میں مر چکا تھا۔ اُس کی وفات کے وقت دو رانیاں حاملہ تھیں۔ اُن کے بطن سے بمقام لاہور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام اجیت سنگھ اور دوسرے کا نام دل تمین رکھا گیا۔ دونوں کا حال اجیت سنگھ کے حال میں لکھا چکا ہے۔ ہمارا جسونت سنگھ کو شاہجہان کے عہد میں بادشاہ کے تنہا میں ہونے کی وجہ سے بڑا اقتدار اور اعزاز حاصل تھا۔ علاوہ جلد جلد منصب میں ترقی ہونے کے خلعت واسپ۔ انعام و اکرام سے مالا مال ہوتے رہتے تھے۔ جب عالمگیری اقبال کا نشان آفتاب کی طرح چمکا۔ اُن کا ستارہ اقبال غروب ہو گیا۔ شروع ہی سے دونوں میں مخالفت شروع ہو گئی۔ نہ یہ عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتے تھے۔ نہ بادشاہ و لداری اور خاطر داری سے اُن کے دل بڑھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اکثر مراضین کی رائے ہے کہ چونکہ شروع ہی سے انھوں نے ناز و نعمت سے پرورش اور ترقی پائی تھی۔ لہذا دینا داری کے سلیقہ سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ہمارا جسونت سنگھ کی امیرانہ یادگار سے آگرہ میں جمنائے کنارے موضع لٹوا سن کے سوانہ میں اُن کی پکری کا مکان اس وقت تک موجود ہے۔ جو پھتری راجہ جسونت سنگھ کے نام سے موسوم اور آگرہ کی قابل دید عمارتوں میں سمجھا جاتا ہے۔

یادگارین

صاحبِ آثار الامراء تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اورنگ آباد (دکن) میں چار دیواری کے باہر شرق رویہ اُن کا آباد کیا ہوا پورہ اس وقت تک موجود ہے۔ اُس میں

ایک عالی شان تالاب اور اُس کے قریب سنگ بست کی ایک عمدہ عمارت تعمیر کرائی تھی۔ تالاب اب تک موجود ہے اور عمارت صرف نشانِ بانیِ گنجین

مرزا۔ راجہ۔ جے سنگھ کچھواہا

راجہ جہان سنگھ کے بیٹے۔ اور مرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ کے پرپوتے تھے۔ امار خاندانی کے ساتھ شجاعت و بہادری لیاقت و تدبیر کے جوہر سے موصوف تھے۔ نہایت سلیم الطبع۔ دور اندیش۔ صلح جو۔ محل مزاج۔ اور ہر شخص بلکہ زمانہ کا مزاج پہچانے ہوئے تھے۔ اور اپنے انھین اوصاف کی وجہ سے باوجود زمانے کی رنگارنگی کے ابتدائے عمر سے انتہائے زندگی تک نہایت عزت و عظمت شان شوکت سے زندگی بسر کی۔ اور برابر ترقی کے زینہ پر چڑھتے گئے جس طرح نیک نیتی اور وفاداری کے ساتھ ہر بادشاہ کی خدمت کر کے انھوں نے جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا۔ اُسی طرح ہر بادشاہ نے کمالِ مرحمت سے تحسینِ آفرین کے طرے ان کے سر پر لٹکا کر عظمت بڑھائی۔

راجہ جے سنگھ نو دس برس ہی کے تھے۔ کہ باپ کا مبارک سایہ سر سے اٹھ گیا۔ جہانگیر کا عہد تھا۔ اُس نے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بلا بھیجا۔ پہلے جلوس جہانگیری میں بارہ برس کی عمر میں یہ دربار میں آئے۔ اور ایک زنجیرِ فیل مشکس کی۔ قدردان بادشاہ نے اسی عمر میں منصبِ ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز کر دیا۔ اور ازراہِ مراحم خسروانہ ایک زنجیرِ فیل مرحمت فرمائی۔ پہلے جلوس میں مرزا راجہ بہاؤ سنگھ کی وفات کے بعد منصبِ ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر مفتخر اور خطابِ راجگی سے سربلند ہوئے۔ اور آجیر کی موروثی گدی کے جانشین مقرر ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں منصب تہ ہزاری ذات، ہزار و پانچ سو ارجمند تہ ہزار ہوں۔
اس کے بعد ہمت و کن میں مامور ہوئے۔

شاہجہان کی تخت نشینی کے بعد جب شاہجہان لودی ناظم صوبہ دکن نے علم
بغاوت بلند کیا۔ اُس وقت راجہ اسکی ماتحتی میں متعین تھے۔ اول انھوں نے
بہمپوری اُس کا ساتھ دیا۔ اور موقع ملے ہی وہاں سے بھاگ کر دربار شاہجہانی
میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت۔ جہر مرصع۔ علم و نقارہ مرحمت فرما کر
منصب چار ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سر فرار فرمایا۔ اور قاسم خان
جوینی کے ساتھ سرکشان ہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا۔ اور اس
مہم کے بعد خانخانان ہماہت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے
کے واسطے جس نے کابل پر حملہ کیا تھا۔ روانہ ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں خواجہ ابوالحسن تربتی کے شاہجہان لودی کے تعاقب پر
مامور ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں منصب چار ہزاری ذات۔ چار ہزار سوار پر سر بلند ہو کر
امیر الامرات شایستہ خان کے ساتھ شاہجہان لودی اور نظام الملک والی احمد نگر کی
سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے

سلسلہ جلوس میں یمن الدولہ آصف خان کے ساتھ ہم بیجا پور میں شریک
ہو کر ہمت مردانہ کے جوہر دکھانے۔ اور اس مہم سے فارغ ہو کر خستہ صلی
کر کے وطن کو روانہ ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوئے۔ اسی سال ایک
مست ہاتھی نے ہاتھیوں کی لڑائی سے بھاگ کر شانہ رادہ اور نگنیب پر حملہ کیا۔
راجہ نے نہایت دلاوری سے آگے بڑھ کر ہاتھی پر بچھا مارا۔ اور اُس کو بھگا دیا۔

اسی سال خلعت اور اسب معہ سونے کی ترین کے مرحمت ہو کر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ ہم دکن پر متعین ہوئے۔ اور جنگ کے مختلف معرکوں میں ایسی یاقوت اور بہت دکھائی کہ انکی کاروانی بادشاہ کے متعین خاطر ہو گئی۔

سبہ جلوس میں ہم کے خاتمے پر خازمان کے ساتھ دولت آباد میں تعینات ہوئے۔ اور منصب پنہزارمی ذات۔ چار ہزار سوار پر ترقی پائی۔ اور ۱۴۔ ربیع الثانی ۱۱۸۷ھ کو دربار میں حاضر ہوئے۔

۹۔ جلوس میں خاندوران خان کے ساتھ ساہو جی بھونسل کی تادیب پر مامور ہوئے۔ اور نہایت دلاوری سے مختلف مقامات پر غنیمت کو شکست پر شکست دے کر اپنی جگہ پر شیرازہ اور شمشیر ویرانہ سے کئی قلعوں کو فتح کر لیا۔ سبہ جلوس میں ۱۰۔ رجب ۱۱۸۷ھ کو جب بادشاہ اجمیر سے اکبر آباد جاتے ہوئے قصبہ معر آباد سے جو راجہ بھج سنگھ کی جاگیر میں تھا گذرے۔ راجہ کی طرف سے چند عمدہ گھوڑے۔ ایک ہاتھی مین ہزار روپیہ نقد ربطور مشکیش کے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی قبول فرمائے۔ اور زر نقد واپس مرحمت فرمایا۔ اسی سال ۱۱۔ شوال ۱۱۸۷ھ کو راجہ دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے خدمت و کن کے صلے میں خلعت خاصہ۔ کپڑوہ مرصع معہ پھول کنارہ۔ اسب معہ زین طلا کے عنایت فرما کر منصب پنہزارمی ذات۔ پنہزار سوار سے مفتخر فرمایا۔ اور پرندہ جانسوار (چالتو) جو صوبہ اجمیر میں راجہ کے وطن کے قریب واقع اور محلات خالصہ میں شامل تھا جاگیر میں مرحمت کیا۔ اور چونکہ راجہ ہمت دکن میں لگا تا رخصتیں انجام دے چکے تھے۔ لہذا نہ ہی مجھ ۱۱۸۷ھ کو شاہ بندہ نوا نے خلعت۔ ایک ہاتھی۔ مین گھوڑیاں عنایت کر کے راجہ کو وطن رخصت کیا۔ کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کریں۔

سولہ جلسہ جلوس میں ۲۴۔ شوال ۱۰۸۸ھ کو وطن سے واپس آئے اور خلعت
اور اسپ مع زین مطلقا اور فیل عطا ہو کر شاہزادہ شجاع کے ساتھ صوبہ
کابل کو روانہ کیے گئے۔

سولہ جلسہ جلوس میں وہاں سے طلب ہوئے اور راولپنڈی کے مقام پر
۲۳۔ ذیقعد ۱۰۸۸ھ کو بادشاہ کی ملازمت میں پہنچے۔ بادشاہ نے ایک بھی
اور موتیوں کی مالا مرحمت فرمائی۔

۱۸۔ جمادی الثانی ۱۰۸۸ھ کو قدردان بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ
فرما کر موروثی خطاب میرزا راجہ سے مفتخر فرمایا۔

سولہ جلسہ جلوس میں ۲۴۔ رجب ۱۰۸۹ھ کو خصرت لے کر پھر وطن کو روانہ ہو
جہاں سے سولہ جلسہ جلوس میں ۱۲۔ ذیقعد ۱۰۸۹ھ کو واپس آئے۔ اور ۱۵۔ جمادی الثانی
کو خلعت۔ چہرہ مینا کارمہ پھول کٹارہ۔ اسپ مع زین مطلقا۔ مرحمت ہو کر
شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل میں تعینات ہوئے۔ وہاں سے راجہ
جگت سنگھ کی تادیب پر مامور ہوئے۔

سولہ جلسہ جلوس میں ہم مذکور الصدر میں نہایت شجاعت و بہادری اور
عزیزی سے قلعہ موکو فتح کیا۔ اس کے انعام میں منصب کے ایک ہزار سوار
دواپہ۔ سپہ مقرر ہو کر منصب پنہزارہی ذات۔ پنہزارہ سوار دواپہ سپہ
سے سرفراز ہوئے۔ اور قلعہ مذکور کی مخالفت ان کے سپرد ہوئی۔ اور جب
راجہ جگت سنگھ کا قصور معاف ہو گیا۔ یہ اس کو اپنے ساتھ لیکر ۲۵۔ جمادی الثانی
کو دربار میں حاضر ہوئے۔ اور ۲۰۔ محرم ۱۰۸۹ھ کو خلعت۔ چہرہ مینا کارمہ
پھول کٹارہ۔ اور اسپ و فیل سے سرفراز ہو کر شاہزادہ مراد بخش کے
مہم قندھار پر روانہ کیے گئے۔

سید جلوس میں ۲۱۔ رجب ۱۰۵۷ھ کو قندھار سے واپس آئے۔ اور ۲۲۔ شعبان ۱۰۵۷ھ کو رخصت لے کر آجیر روانہ ہوئے۔

سید جلوس میں بادشاہ اجمیر شریف لیگئے۔ جوائی پرگنہ چاتو میں یکم رمضان ۱۰۵۷ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے۔ اور تیسرے دن ۹ گھنٹے ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ ۸۔ رمضان کو اجمیر شریف کے مقام پر راجہ نے اپنے سواروں کو بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیا۔ پانچزار سوار شمار میں آئے۔ ۱۵۔ رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت مرحمت فرما کر آجیر کو رخصت کیا۔ یکم ربیع الثانی ۱۰۵۷ھ کو دربار میں حاضر ہوئے۔ اور ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ ۴۔ ۵۔ جولایہ جلوس میں دکن کی حکومت پر سرفراز ہوئے۔

سید جلوس میں وہاں سے طلب ہوئے۔ اور ۴۔ ربیع الثانی ۱۰۵۷ھ کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے۔ ۱۱۔ جمادی الاول ۱۰۵۷ھ کو خلعت و جہر اسب و فیل عنایت ہو کر منصب پنجزاری ذات۔ پنجزار سوار دو ہزار دو اسپہ اسپہ سے ممتاز ہوئے۔ اور بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ نقد عطا فرما کر شانہ زادہ اور نگ زیب کے پاس ہم بلخ پر رخصت کیا۔

سید جلوس میں منصب کے ایک ہزار سوار اور دو اسپہ اسپہ مقرر ہوئے۔ اور شانہ زادہ اور نگ زیب کے ساتھ ہم قندھار پر مامور ہوئے۔ اور وہاں سے واپس آکر منصب پنجزاری ذات۔ پنجزار سوار چار ہزار سوار دو اسپہ اسپہ سے سرفراز ہوئے۔ اور پرگنہ کلیانہ جس کی مالگذاری ستر لاکھ دام زم دام = ایک روپیہ تھی جاگیر میں مرحمت ہوا۔

سید جلوس میں شانہ زادہ اور نگ زیب کے ساتھ دوبارہ ہم قندھار پر روانہ ہوئے۔

۲۶۲ء جلوس میں شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ صوبہ کابل میں متعین ہوئے اور وہیں سے دارا شکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ قندھار میں شریک ہوئے۔

۲۶۳ء جلوس میں رخصت لے کر اپنے وطن آتیر کو روانہ ہوئے۔ اور ۲۶۴ء جلوس میں وہاں سے واپس آ کر نواب سعد اللہ خان وزیر عظم کے ساتھ قلعہ چتر کی مہمدی کے واسطے روانہ ہوئے۔

۲۶۵ء جلوس میں شاہجہان ایسے بیمار ہوئے۔ کہ زیست کی امید نہ رہی تاہم بیماری میں شاہزادہ دارا شکوہ کا جو ولی عہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا۔ ایسا اقتدار بڑھا۔ کہ تمام ملکی انتظامات اُسی کی رسلے سے انجام پانے لگے۔ دوسرے شاہزادوں۔ محمد شجاع۔ اور رنگ زیب۔ مراد بخش نے اس اختیار و اقتدار کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھا۔ اور اپنی اپنی حصول سلطنت کے منصوبوں کے خلاف تصور کر کے درپردہ جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا۔ راستے بند کر دیئے۔ مسافروں کو چلنے سے روکا۔ مگر اس طرز عمل نے اُٹانے نتیجہ پیدا کیا۔ اور شاہزادوں نے باپ مژدہ یا قریب بزرگ سمجھ کر خود مختاری کا ڈھکا بجا دیا۔ اور اپنی اپنی فوجیں لے کر دارا خلافت کی طرف کوچ کیا جب لنگے کوچ کی خبریں دارا خلافت میں پہنچیں۔ ایک ہتھکڑی لگا۔ اگرچہ شاہجہان نے جسے اس عرصے میں بہت کچھ صحت ہو چکی تھی۔ اور اُسکی لائق بیٹی جان آرا سکیم نے اپنی آب تدبیر سے اس آگ کو بجھانا چاہا۔ شاہزادوں کے پاس قاصد پر قاصد دوڑائے کہ مابعد دولت کو اب آرام ہے۔ اگر تم اپنے صوبوں کو لوٹ جاؤ گے تو تمہاری اس حرکت سے چشم پوشی کی جائے گی۔ لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جن خطوط بار سے شاہی مہرین لگ کر آتے ہیں۔ وہ جیل اور رابکل دارا شکوہ کی بناوٹ اور ایجاد ہیں۔ حضرت یا تو مر چکے یا قریب مر گئے ہیں۔ اور

اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہیں تو ہم اُن کی قدمبوسی کے مشتاق ہیں۔

غرض کہ شجاع بنگا کہ سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش متفق ہو کر دکن سے چل کھڑے ہوئے۔ اور جب باوجود فمائش کے یہ اپنے اپنے صوبوں کو واپس نہ ہوئے۔ تو بادشاہ یاد ار آشکوہ نے ان کے روکنے اور تنبیہ کے واسطے بجائے کاغذی گھوڑوں کے فوجی طاقت سے کام لینا چاہا جسوقت سنگھ کو تو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوہ کو رخصت کیا۔

راجہ جے سنگھ منصب شہزادی ذات شش ہزار سوار و داسپہ سدا سپہ پر مفتخر ہو کر شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ شجاع کے مقابلے کے واسطے روانہ کئے گئے۔ ڈاکٹر بریر لکھتے ہیں کہ شاہجہان نے راجہ جے سنگھ کو جو اُس وقت کے راجاؤں میں سب سے زیادہ قابل شخص تھا۔ بطور مشیر خاص پوتے کے ساتھ کیا۔ اور اُس کو پوشیدہ یہ ہدایت کی۔ کہ حتی الامکان جنگ نہ ہونے دینا۔ اور شجاع کو اس امر کی فمائش میں کہ وہ اپنے متعلقہ صوبہ کو واپس چلا جائے۔ کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھنا۔ لیکن سلیمان شکوہ کی بندجہ صلی اور رنجوانی سے راجہ کی کوششیں انداد جنگ کے باب میں سب سے سو رہیں۔ اور دونوں فوجیں ایک دوسرے سے ملتے ہی دینار کے قریب (برسر پیکار ہو گئیں۔ دونوں طرف سے بڑی سختی اور سرگرمی ہو چلی ہوئے اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادہ شجاع کو ایسا مغلوب ہونا پڑا کہ آخر کار سراپمہ ہو کر بھاگ نکلا اور اگر قصد راجہ جے سنگھ اور دلیر خان نیچے نہ رہتے تو صرف شجاع کی فوج ہی نہ تباہ ہو جاتی بلکہ خود وہ بھی گرفتار ہو جاتا۔ لیکن دور اندیش راجہ نے ازراہ دانائی مناسب نہ جانا کہ شاہی خاندان کے شاہزادے

سلطان اورنگ زیب ورجہوت سنگھ کی لڑائی اچھین کا حال ہمارا راجہ جہوت سنگھ کے حال میں ملاحظہ ہو۔

اور اپنے آقا کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے۔ اور مجمع کو بھاگ جانے کی ہمت دینے میں بادشاہ کی ہدایتوں پر عمل کیا۔

اس لڑائی کے بعد راجہ جے سنگھ منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار۔ پنچہزار سوار دو اسپہ۔ اسپہ سے سر بلند ہوئے۔ اور حسب الطلب شاہزادہ داراشکوہ اکبر آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

آب اور کی سنو۔ اسی عرصے میں اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج اُجین میں جنوبی سنگھ اور سموگڈہ میں داراشکوہ سے میدان مار چکی تھی اور خاص دار الخلافہ میں عالمگیری اقبال کا پریرہ اُڑنے لگا تھا۔ جب راجہ جے سنگھ اور دیر خان۔ سلیمان شکوہ کے ساتھ اہ آباد سے تین منزل اور آگے بڑھ آئے۔ یہ حال سنا۔ اور عالمگیری اقبال کے طلسم کاری کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ عالمگیری نے سموگڈہ کی فتح پا کر راجہ جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے

توڑنا چاہا۔ کاغذی گھوڑوں کے ذریعے سے منتر چلنے لگے۔ جے سنگھ اور دیر خان اول تو مرد اور متاثر رہے۔ لیکن آخر کار عالمگیری کی خُتب کے عمل سے تسخیر ہو گئے۔ باوجود اس کے اس دوران دیش راجہ نے شاہزادہ سلیمان شکوہ پر ہاتھ ڈالنے سے پرہیز کیا۔ اور اُس کو کل واقعات سے مطلع کر کے یہ نیک صلاح دی۔ کہ اول تو جس طرح ممکن ہو دہلی پہنچ کر اپنے باپ کے ساتھ شامل ہو جائیے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو آپ سری نگر کے پہاڑوں میں چلے جائیے۔ وہاں کا راجہ آپ کو بہت خاطر دار رکھے گا۔ اور اُس محفوظ جگہ میں کچھ دن ٹھہر کر آپ حالات اور واقعات پر نظر رکھیے۔ اور حسب مقتضائے وقت کاربند ہو جائیے۔

اس کے بعد فارسی تاریخوں کے بیان کے مطابق راجہ جے سنگھ سلیمان شکوہ

سے اس وادی کا حال راتوں رات سال ہاڈا کے حال میں دیکھو۔

کی رفاقت چھوڑ کر ستر کے مقام پر بارگاہ عالمگیر میمن حاضر ہو گئے۔ اور ایک
 کروڑ و دھام سالانہ کی آمدنی کے محال سے مفتخر ہو کر دریا سے تلج کے پار سے
 غلیل اشدرخان کے ساتھ داراشکوہ کے تعاقب پر مامور ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر
 برنیر نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ جب اورنگ زیب داراشکوہ کے تعاقب
 سے ملتان سے لوٹ کر اپنی معمولی سرعت کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا۔ جب
 جے سنگھ کو چارلینج ہزار جزائر راجپوتوں کے ساتھ اپنی طرف آتا دیکھ کر حیرت میں آ گیا
 یہ اُس وقت حسب معمول تھوٹے سے آدمیوں کے ساتھ اپنی فوج سے آگے تھا۔
 اور اُس کو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ راجہ دہلی میں ہے۔ مگر اُس نے ایسی عجیب
 سرعت سے ایسی بعید مسافت طے کی۔ کہ لاہور اور ملتان کے راستے میں
 آٹا۔ لیکن اورنگ زیب کی ہوشیاری۔ متانت۔ اور اُس کی اُس عام
 لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی شکل کے پیش آ جانے پر نہایت چستی سے اُس کا
 فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت رکھتا تھا اُسے بڑی مصیبت سے بچا یا چنانچہ
 اُس نے مطلق کچھ خوف و اضطراب طے نہ کیا۔ بلکہ یہ دکھانے کو کہ اسکا
 آنا اس کی بڑی خوشی کا باعث ہے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کر کے ساتھ سے
 جلد آئیے جلد آئیے۔ کا اشارہ کرتا ہوا۔ آگے بڑھا۔ اور پکار کر کہا۔ سلامت باشید
 راجہ جی۔ سلامت باشید باجی۔ اور جب دونوں انزمیک کے چوتھے پہرے پر خوش آمدید
 خوش آمدید۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے آپ کے آنے کا کس قدر انتظار تھا۔ بہت
 ہی خوب ہوا کہ آپ آ گئے۔ مگر لڑائی ختم ہو گئی۔ اور داراشکوہ تباہ و برباد خاک
 چھانتا پھرتا ہو۔ میں نے میرا باکو اس کے پیچھے بھیج دیا ہے۔ امید کہ جلد گرفتار ہو جائیگا
 اس کے بعد نہایت مہربانی اور التفات کے اظہار کی عرض سے موتیوں کی مالا
 جو خود پہنے ہوئے تھا اُتار کر راجہ کے گلے میں ڈال دی اور کہا کہ ہماری فوج

ہست سکی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ کو بہت جلد لاہور پہنچ جانا چاہیے۔ بادشاہان
کچھ باانتظامی اور رشورش ہو جائے۔ اور میں آپ کو لاہور کا صوبہ دار مقرر کر کے
کل نظم و نسق کا اختیار دیتا ہوں۔ اور میں بھی آپ کے پاس پہنچتا ہوں۔ لیکن
رضت کرنے سے پہلے مجھ کو واجب ہے کہ سلیمان شکوہ کے معاملے میں جو آپ نے
کارگزاری کی ہے۔ اس کا شکریہ ادا کروں۔ مگر آپ نے دلیر خان کو
کمان چھوڑا۔ میں اس کو خوب سزا دوں گا۔ آپ جلدی لاہور تشریف لیجائیے۔
اچھا خدا حافظ۔

جب داراشکوہ لاہور سے ملتان کی طرف بھاگا۔ راجہ جے سنگھ کے نام
محکم پہنچا۔ کہ ہمارے آنے تک لاہور میں مقیم رہو۔ جب بادشاہ لاہور پہنچے۔
نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت
مرحمت فرمائی۔ اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالے کی طرف روانہ ہوئے۔
جب جیونت سنگھ نے کچھہ کی لڑائی میں اورنگ زیب سے بیوفائی کی۔
اور لشکر سے مال و اسباب لوٹ کر بھاگا۔ تو فوج بھرتی کر کے داراشکوہ کا ساتھ
دینا چاہا۔ راجہ جے سنگھ نے اس موقع پر اس کو ایک خط لکھا۔ اور اسی مضمون
کے شاہی فرمان کے ساتھ ایک خاص آدمی کے ہاتھ اس کے پاس روانہ
کیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ وہ جو دھپور سے ۲۰ کوس کے فاصلے پر آکر لوٹ گیا۔ اس
خط کا یہ مضمون تھا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم داراشکوہ کا ساتھ دینا چاہتے ہو۔ نہ معلوم تمہیں اس میں
کیا فائدہ ہو چاہے۔ کہ ڈوبتے کے ساتھی بنتے ہو۔ اگر تم اسی بات پر قائم رہو گے۔

لے شجاع اور اورنگ زیب کی لڑائی کا حال جو کچھہ کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے۔ ہمارا راجہ
جیونت سنگھ کے حال میں دیکھو۔

تو اُس کا کچھ فائدہ ہو نا تو معلوم۔ مگر ان۔ تھارا خاندان اور تم بیشک برابر ہو گا اور چونکہ میں بھی راجہ ہوں۔ اس لیے تم سے بہشت التماس کرتا ہوں۔ کہ بچا ہے راجپوتوں کا خون کرانے سے باز آؤ۔ اور اس گھنڈہ میں نہ رہو۔ کہ اور راجہ بھی تمہارے شریک ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ میں کبھی نہ ہونے دوں گا۔ اور چونکہ یہ ایک ایسا امر ہے جو ہر ایک ہندو شخص سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے آپ کو ایسی آگے بھڑکانے کی کس طرح اجازت دی جاسکتی ہے جو تمام ملک میں پھیل جائے۔ اور پھر کوئی بھی اُس کو نہ بچا سکے۔ اور اگر آپ داراشکوہ کو بحال خود چھوڑ دینگے۔ تو اور رنگ زیب آپ کی پچھلی خطائیں سب معاف کر دیگا۔ اور اُس شاہی خزانہ کا بھی مطالبہ نہ کرے گا۔ جو آپ نے کچھ کی لڑائی میں لوٹ لیا تھا۔ بلکہ آپ فوراً گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز کیے جائیں گے۔ اور ایسے صوبہ کی حکومت میں جو آپ کے علاقہ سے متصل ہے جو فرائد میں وہ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اور وہ ان آپ بغیر کسی قسم کے خوف و خطر کے نہایت آرام سے رہیں گے۔ اور ان وعدوں کا کامل طور سے پورا کرانا میرے ذمے ہے۔

۲۹۔ جادی الثانیہ ۱۵۸۷ھ کو اجمیر کے قریب موضع دیوڑائی۔ میں داراشکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں راجہ جے سنگھ اور رنگ زیب کے ساتھ تھے۔ بیچارے داراشکوہ کی قسم نے مطلق یاوری نہ کی۔ اگرچہ اُس نے میدان ہمت میں بہت قدم جمایا۔ لیکن قسمتی نے ایسا دھکا دیا۔ کہ پھر بھاگنا پڑا۔ عین حالت جنگ میں راجہ جے سنگھ ایسے مقام پر پہنچ گئے تھے کہ داراشکوہ بالکل اُن کے قابو میں تھا۔ لیکن اس نامور اور عالی ہمت راجہ نے اُس کا بہت ادب کیا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور ہے۔ تو فوراً میدان سے اس لڑائی کا حال راجہ راجروپ کے حال میں دیکھو۔

جنگ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ شاہزادہ نے راجہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور اہل و عیال کو لے کر فوراً چلتا ہوا۔ داراشکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھ اور بہادر خان کو اس کے تعاقب پر مامور کیا۔

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہ گئی۔ سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑوں میں پہنچ گیا تھا۔ راجہ جے سنگھ کی معرفت راجہ سری نگر کو خط لکھا گیا کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیج دینے تو بڑے بڑے انعام ملین گے۔ ورنہ آپ کے حق میں بہت بُرا ہوگا۔ اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام ملک چھن جائے مگر میں کبھی ایسی بے عزتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب نہ ہوں گا۔ لیکن جب بادشاہ نے تربیت خان۔ اور رعنا داز خان وغیرہ کئی امیروں کو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا۔ اور راجہ جے سنگھ نے پھر خط لکھا تو وہ راجہ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کر دینے کا وعدہ کر کے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور راجہ کے بیٹے کنویر رام سنگھ سری نگر جا کر سلیمان شکوہ کو لے آئے۔

جب سب جھگڑے طے ہو گئے۔ بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھ نقد۔ اور سیپہ جلوس میں ایک کڑوڑ دام کی مالگنداری کا محال راجہ جے سنگھ کو انعام میں مرحمت فرمایا۔ اور ان کا اعزاز و اکرام کرنے لگا۔

سیپہ جلوس میں بادشاہ نے راجہ کو سیوا جی مرہٹہ کی تنبیہ پر مامور کیا۔ اور جیونٹ سنگھ کو اس مہم سے واپس بلالیا۔ راجہ اپنے دوست دیکر خان۔ اور راجہ رائے سنگھ سیواویہ اور دس بارہ ہندو اور مسلمان سرداروں کے ساتھ چوہدری سواروں کی فوج لے کر اورنگ آباد پہنچے۔ اول شاہزادہ محمد معظم سے ملاقات کی بعد از ان پونا میں جا کر راجہ جیونٹ سنگھ سے مہم کچا سچ کیا۔ اس کے بعد کام شروع کر دیا اور قلعہ رودر مال وغیرہ خصوصاً سیوا جی کے کلان تر قلعہ پورن دھر کو

جس میں اُس کا بہت سا ساز و سامان - اور چار ہزار سپاہی - تین ہزار عورت
 مرد اور بعض عزیز و اقارب تھے۔ دلیر خان اور راجہ کے بیٹے کیرت سنگھ دیگیا
 سیوا جی معہ اہل و عیال کے قلعہ راج گڑھ میں جو اس موقع سے قریب تھا موجود
 تھا لیکن حملہ آور وئی یاقوت اور شجاعت کی وجہ سے قلعہ پورن دھر کے بجائے
 سے مایوس ہو گیا اور مجبور ہو کر غزو نیاز کا اظہار شروع کیا۔ راجہ اُس کی چالاکیوں
 سے خوب واقف تھے۔ صاف کہلا بھیجا کہ اگر مجرموں کی طرح ہتھیار کھو لکر حاضر
 ہو گے۔ تو اطاعت قبول کیجا دیگی۔ آخر کار سیوا جی مجبور ہو کر ششہ جلوس ماہ جب
 ششہ کو اسی طرح حاضر ہو گیا۔ راجہ نے اُسکی بہت خاطر اور دلہاری کی اور
 اول قلعہ پورن دھر کو قریب لفتح ہو گیا تھا معہ کل سامان جنگ وغیرہ اُس سے
 لے کر ان شرائط پر صلح کر لی۔ کہ ملک کو کن کے پتیش قلعوں میں سے جو اُس کے
 قبضے میں تھے تینیس قلعے معہ بند چول و علاقہات جمعی دس لاکھ ہن (ایک سو نیکا
 سکے تھا جو کن میں مروج تھا) کے سرکار شاہی میں آگئے۔ اور باقی ماندہ بارہ قلعے
 معہ علاقہ جمعی ایک لاکھ ہن کے سیوا جی کے پاس چھوڑے گئے۔ اور اُس کے
 ہشت سالہ بیٹے سنبھاجی کے نام پنہزار می - پنہزار سوار کا منصب عطا ہو گیا۔ اور
 سیوا جی نے یہ بھی قبول کر لیا کہ اُس نواح میں اگر کوئی ہم پیش آویگی تو بذات خود
 شاہی فوج میں شامل ہو کر خدمت کرونگا۔ غرض کہ جب شرطیں طے ہو چکیں۔ اور
 سنبھاجی بھی راجہ کے لشکر میں پہنچ گیا تو سیوا جی کو جو بغیر ہتھیار باندھے دربار میں
 آیا کرتا تھا۔ راجہ جسے سنگھ نے اپنے سامنے ہتھیار بندھوا دیئے اور خلعت دے کر
 عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔ بادشاہ نے راجہ کے اس حسن خدمت کے انعام
 میں منصب میں دو ہزار سوار دواپہ - سپاہ کی ترقی دیکر منصب ہفت ہزاری
 ذات - ہفت ہزار سوار دواپہ - سپاہ پر منتظر فرمایا۔

ہمیشہ جلوس میں مادل شاہ والی بیجا پور سے خراج سالانہ کے پہنچنے میں شامل کیا۔ بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کو بیجا پور پر فوج کشی کرنے کا حکم بھیجا۔ یہی جلوس میں راجہ نے بیجا پور پر فوج کشی کی۔ سیوا جی پندرہ تلو سواروں اور سات ہزار پیادوں کے ساتھ اس حم میں شریک ہوا۔ ۱۰۲۴ء۔ رجب ۹۷۷ھ کو عادل شاہ کی طرف سے دیانت رسلے معہ تحفہ تحائف کے راجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خط لکھا ہوا۔ راجہ نے بادشاہ کو لکھا۔ چونکہ موسم برسات کا آگیا تھا۔ بادشاہ نے لڑائی کے ملتوی کر دینے کا حکم بھیجا۔ اور راجہ وہاں سے روانہ ہو کر اورنگ آباد میں آکر مقیم ہوئے۔

یہی جلوس میں راجہ جے سنگھ اورنگ آباد سے دربار کو روانہ ہوئے۔ راستے میں بیمار پڑے۔ اور برہان پور پہنچ کر ۲۸۔ محرم ۹۷۷ھ کو اس دار ناپائدار سے رخصت ہوئے۔ بادشاہ کو بہت رنج ہوا۔ کنور رام سنگھ کو جو مور و عتاب تھا خلعت تعزیت مرحمت فرما کر خطاب راجی اور دیگر نوازش ہائے شاہانہ سے مستفیز کیا۔

راجہ جے سنگھ کے دو بیٹے تھے۔ کنور رام سنگھ۔ اور کیرت سنگھ۔ دونوں کاحال علیحدہ علیحدہ لکھا جائے گا۔

راجہ جے سنگھ کی یادگار سے اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر غرب و قریب اُن کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھ پورہ کے نام سے مشہور ہے۔

اکبر آباد (آگرہ) میں بھی اُنھوں نے اکثر نفیس عمارتیں تعمیر کرائی تھیں۔ اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کر کے اُس کو جے سنگھ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔ ایک سو دس بیگہ اراضی میں یہ عمارتیں اور ایک عمدہ باغ واقع تھا۔ شروع اسیوں صدی کا ایک مورخ اس باغ اور عمارت کی تعریف میں لکھا ہے۔

ہر طرف چہنہ کوثر سرخست گلین و گل اشک یاسن بست
طرفہ عمارات ملائک مقام زبدہ چمن سیرگہ خاص و عام
آمدہ قوارہ بعرش جواہر نغمہ گل روکش مشک ختن
لیکن افسوس ہے کہ اب ان عمارتوں میں ایک کا بھی نشان باقی نہیں البتہ
وہ مقام اب تک جو سنگ پورہ کے نام سے موسوم ہے۔

اکبر آباد میں جس قطعہ زمین پر روضہ ممتاز محل (روضہ تاج گنج) واقع ہو۔ یہ بھی
راجہ جے سنگ کی تھی جب شاہجہان نے اپنی پیاری بیگم کے مقبرہ کے واسطے یہ مقام
پسند فرمایا تو راجہ جے سنگ کو اس کا معاوضہ دینا چاہا۔ راجہ نے معاوضہ کے لینے
سے انکار کر کے بطور پیشکش (نذرانہ) اس اراضی کو دینا چاہا۔ بادشاہ نے ازراہ
احتیاط اس بات کو قبول نہ کیا۔ اور اس کے معاوضہ میں خالصہ شریفہ سے ایک
وسیع مقام راجہ کو مرحمت کیا۔

راجہ جے سنگ علم سنسکرت میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ ترکی۔ فارسی۔ عربی
زبانوں کو سمجھتے تھے۔

دھیراج۔ راجہ جے سنگ سوانی

اصلی نام جے سنگ تھا۔ سلطنت مغلیہ کے دور آخری کے مشہور ارکان سلطنت
سے تھے۔ معزز خاندان کچواہ کے سردار۔ راجہ جے سنگ کے بیٹے۔ اور مرزا دھیراج
جے سنگ کے پرپوتے تھے۔

جے سنگ جلوس عالمگیری میں باپ کی وفات کے وقت منصب ہزاری ذات
ہشت صد سوار پر سرفراز تھے۔ اب بادشاہ نے منصب ہزار و پانصدی ذات۔

ہزار سوار پر مشتمل فرما کر خطاب راجہ جے سنگھ سے موصوف کیا۔ اور یہ عالمگیر کی خطاب
ایسا چمکا کہ اصل نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ہے۔

۱۱۱۱ھ جلوس میں حمزہ الملک اسد خان کے ساتھ قلعہ کھیلنا (سحرنا) کی تسخیر
پر مامور ہوئے اور باوجود نوجوانی اور ناتجربہ کاری کے کہ اُس وقت تک حد بلوچ
پر بھی نہ پہنچے تھے۔ اپنے حملہ ہائے شیرانہ اور شمشیر دیرانہ سے قلعہ کو فتح کر لیا۔
بادشاہ نے اس شجاعت اور کارگزاری کے صلے میں منصب دو ہزار سوار
دو ہزار سوار پر سرسراز کر دیا۔

شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد یہ اول شاہزادہ محمد غلام شاہ کی رفاقت
میں دکن سے ہندوستان روانہ ہوئے۔ لیکن لڑائی کے دن اپنی دانائی اور
عقل کی رسانی سے انجام کو پہچان کر بہادر شاہ سے جا ملے اور فتح کے بعد نواز شاہ
شاہی سے مالا مال ہوئے۔

جے سنگھ
جے سنگھ

راجہ جے سنگھ کا چھوٹا بھائی جو اپنے باپ کی وفات کے بعد دربار عالمگیری میں
خطاب جے سنگھ سے موصوف ہو کر شاہزادہ محمد غلام شاہ (بہادر شاہ) کے ساتھ صوبہ کابل
میں متعین تھا۔ اب شاہزادہ موصوف کی رفاقت میں منصب سہ ہزاری پر سرسرا
تھا۔ اس فتح کے بعد دونوں بھائیوں میں آئینہ کی حکومت پر تنازع پیدا ہوا۔ بہادر
کو دونوں کی خاطر عزت تھی۔ اور کسی کی دل شکنی گوارا نہ تھی لہذا تا تصفیہ
وہاں کے انتظام کو سرکار شاہی کے اہتمام میں لے کر سید حسین خان بارہ کو
وہاں کا فوجدار مقرر کر دیا۔

۱۱۱۱ھ میں جب بہادر شاہ شاہزادہ کام بخش کے مقابلے کے واسطے دکن
روانہ ہوئے۔ اُجمین کے پڑاؤ سے راجہ جے سنگھ معہ اجیت سنگھ راٹھور اور دوسرے
راجپوت سرداروں کے شکار کا بہانہ کر کے رفوچکن ہو گئے۔ اور سید حسین خان سے

میرزا آئین میر قبضہ کر لیا۔ جب اللہ عین بہادر شاہ اس حمل سے واپس ہوئے۔ انکی تنبیہ کے واسطے فوجین مامور کین۔ اسی عرصے میں پنجاب سے سکھوں کے تاخت و تاراج کی خبر آئی۔ اور بادشاہ کو وہاں جانا ضروری معلوم ہوا۔ اوھر راجپوتوں نے بھی خانہ خانان معظم خان اور مہابت خان کے ذریعے سے اپنے عفو تقصیر کی خواستگاری کی۔ اور بادشاہ نے مصلحت وقت کا خیال کر کے محض زبانی وعدہ اطاعت پر سب کا قصور معاف کر دیا۔

فتح سیر کی عہد سلطنت میں راجہ جے سنگھ خطاب دھیراج سے مفتخر ہوئے۔
 ۳۱۰ عہد میں چورامن جاٹ کی تنبیہ پر مامور ہوئے۔ اور اُس سرکش کو ایسا تنگ کیا۔ کہ اُس نے پیشکش پیش کر کے قطب الملک سید عبداللہ خان کے وسیلے سے اپنے تقصیرات کی معافی حاصل کی۔ چونکہ یہ معافی بلا متزاج راجہ کے عمل میں آئی تھی۔ لہذا وہ بادل ناخواستہ ہم مذکور سے واپس آکر اپنے وطن کو روانہ ہو گیا۔
 فتح سیر کے عہد سے لے کر محمد شاہ کے شروع عہد تک امیر الامرا سید حسین علیجا اور قطب الملک سید عبداللہ خان دونوں بھائیوں کا دور دورہ رہا۔ اور انھوں نے امارت و وزارت کے نام سے بادشاہی کی اور تانچہ میں بادشاہ گرو کے لقب سے موسوم ہوئے۔ ان کی راجہ جے سنگھ سے ہمیشہ کھٹ پٹ رہی۔ لیکن باوجود اس عظمت اور اقتدار کے راجہ کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکے۔ جب محمد شاہ کے عہد میں دونوں بھائیوں کی ٹرکی تمام ہوئی۔ راجہ جے سنگھ حسب الطلب دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے بہت اعزاز و احترام کیا۔ اور ۳۱۱ عہد میں اکبر آباد کی صوبہ داری پر سرفراز کر کے چورامن جاٹ کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ انھوں نے غنیمت کو تدبیر اور شمشیر کے زور سے سیدھا کیا۔ اور ۹ صفر ۳۱۲ کو تھون کا قلعہ فتح کر لیا۔
 ۳۱۳ عہد میں اس مافی کا مال ہمارا راجہ جیت سنگھ کے حال میں دیکھو۔

مسئلہ میں صوبہ مالوہ کی حکومت پر ممتاز ہوئی۔ جب مرہٹوں نے مالوہ میں
لوٹ کھسٹ چائی تو راجہ جے سنگھ نے اپنے دوست محمد خان ٹکیش سے مدد چاہی
اُس کا حال شکستہ حال ہو رہا تھا اُس نے جواب میں لکھا کہ آپ کے پاس علاوہ
اپنی موروثی وطن کی ریاست جس کی آمدنی ایک صوبہ کی آمدنی کے برابر ہو
ایک تہ صوبہ مالوہ۔ ایک چارم صوبہ دہلی۔ اور تمام نظامت اکبر آباد کی ہے
مرہٹہ اس وقت راجپوتوں کے ساتھ موافقت ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف اُنکی
فیلسوفی ہے۔ خدا جانے وہ کہاں تک کی خبر لیں گے۔ ایک ہندوستان میں
کیا۔ وہ تمام بنگالہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس امر کا غالباً آپ کو یقین واثق ہوگا
کہ جب کبھی اُنھوں نے کہیں محفوظ مقام پایا۔ تو وہ آپ کو بھی گدھی سے اُتار دینگے
اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار کرتے ہیں۔ اُنھیں قبضہ کرنے کا
قصد کریں گے۔

اس کے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خان کو بلایا۔ زیرِ نقد بطور امداد
کے بھیجا۔ جاگیر کا وعدہ کیا۔ ۷۔ رمضان ۱۱۷۷ھ کو محمد خان نے معہ اپنی فوج کے
کوچ کیا۔ لیکن اس عرصے میں مرہٹوں کا مالوہ میں ایسا قدم جم چکا تھا کہ اُن کا
نکلنا مشکل ہو گیا۔ آخر کار بہت سے پیغام و سلام اور خط و کتابت کے بعد اسے
تصفیہ ہوا۔ کہ باجی راؤ بادشاہ کی اطاعت قبول کرے۔ اور بادشاہ کی طرف
سے صوبہ مالوہ کی حکومت اُس کو عطا کی جائے۔ چنانچہ اس قرار واد کے بموجب
۸۔ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو راجہ نے صوبہ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راؤ کو نبیہ
اور وہاں سے رخصت ہو کر اپنے وطن جا پہنچے۔ اور مدت تک حکومت کر کے
دوسرے دن ۱۱۔ شعبان ۱۱۷۷ھ کو وفات پائی۔ اُن کی وفات کے بعد اُنکے
بیٹے راجہ ایشر سنگھ۔ اور اُن کے بعد راجہ پرتھوی سنگھ پسر راجہ۔ ایشر سنگھ۔ اور اُن کے بعد

راجہ پرتاب سنگھ برادر راجہ پرتی سنگھ جانشین ہوئے۔

راجہ جے سنگھ کی مہنگی کی نہایت دلاویز تصویر جس سے اُن کا نام آئندہ نسلوں میں ہمیشہ عزت و ادب سے لیا جائیگا۔ اُن کے علوم و فنون کا شوق۔ اور علمی قدر دانی کا جوش تھا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں جبکہ ہندوستان کی طوائف الملوکی۔ روزمرہ کے گشت و خون۔ اور لوٹ مار سے ہندوستان کی علمی دنیا پر جہالت کا اندھیرا چھا رہا تھا۔ اُس اندھیرے میں اُن کا نام لعل بخشان کی طرح سے چمکتا نظر آتا ہے۔ زبان برج بھاشا کی حُسن خوبی اُنھیں کی قدر دانی اور کمال پروری سے ظاہر ہوئی۔ تمام ہندوستان کے عالم۔ فاضل گنوان پندت اُن کے علمی دربار میں حاضر رہتے۔ اور دریا مثال ہاتھ سے سرسبز و شاداب ہو کر معمولی دوہرون۔ بکتوں کے صلے میں ایک ایک اشرفی سے لے کر ایک ایک لاکھ روپیہ تک کے انعام لوٹتے تھے۔ جے پور کے کتب خانے میں ایک ایسی کتاب کا موجود ہونا بیان کیا جاتا ہے جس میں صرف وہ دوہرے جمع کیے گئے ہیں جن کے انعام میں اُنکی کمال پرور سرکار سے ایک ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ اس بیان میں کچھ مبالغہ ہو۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اُنھوں نے لاکھوں روپیہ لٹا کر نہ صرف اپنی ریاست بلکہ دہلی اور نواح دہلی میں برج بھاشا کے شوق کو پھیلا کر مقبول خاص و عام کیا۔

راجہ موصوف علوم ریاضی سے ماہر اور اُس میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ اُنھیں کے حکم سے علمائے ہند نے شرح چینی وغیرہ کتب ہندسہ کا عربی سے بھاشا میں ترجمہ کیا۔

راجہ موصوف نے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی میں منظرِ عالم تھے۔ اُنھیں جے پور۔ شاہجہان آباد (دہلی) میں بیس بیس لاکھ روپیہ کے

صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہیں بنوا کر ان کو
زینج محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا۔ لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے
تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورہ زحل کی ہے ضرورت تھی اور راجہ
موصوف قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گئے لہذا یہ عظیم الشان علمی کام
ناہتمام رہا۔ اور آئندہ پھر کسی نے اس طرف توجہ نہ کی۔ اُجیتن وغیرہ میں ان
رصدگاہوں کی عمارت کے نشانات اب تک موجود ہیں۔

شہر
آباد

راجہ جے سنگھ نے آبپیر سے چار کوس کے فاصلے پر ایک عظیم الشان شہر آباد
کیا۔ اُس میں قصر ہائے عالی۔ سنگین اور چوڑے چوڑے بازار۔ اوپر ہوا دار
بالا خانے اُنہیں جابجا کھڑکیاں۔ نیچے مدرسے۔ کارخانے۔ جابجا مندر۔ شرفا غریبا
سب کے واسطے ایک سے مکان ایک رنگ ایک طرز کے بنوائے آبادی کے
چاروں طرف پتھر اور چوڑے کی دوہری فصیلیں تعمیر کر اگر باہر خوشنما باغ لگائے۔
اور اُس کو اپنے خطاب گرامی کی مناسبت سے بج پور کے نام سے موسوم کر کے
دارالحکومت مقرر کیا۔ یہ شہر اس وقت تک ہندوستان کے عظیم الشان اور
قابل دید شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ اور بلحاظ خوشنما بی خصوصاً سڑکوں کی چوڑائی۔
اور اپنے مشہور و معروف عجائب خانہ کے ہندوستان میں بی نظیر ہے۔

ہمارا اوجا نوجی جسونت بنا لکر

راؤ رتھاجی کہ عہد عالمگیر کے اُمراء متینہ دکن سے تھاپیٹا تھا۔ چونکہ وہ
اکثر لڑائیوں میں بادشاہ کی طرف سے مرہٹوں سے لڑ چکا تھا۔ لہذا فرخ سیر
کے عہد میں امیر الامرا حسین علی خان نے مرہٹوں سے صلح ہونے کے بعد اُنکی
حکایت پر اُسے قید کر لیا۔ لیکن نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے

محمد نور خان کی سفارش پر اُسے قید سے رہا کر کے مالوہ سے اپنے ساتھ لیا اور دکن میں پہنچ کر اُسکی قدیمی جاگیر عطا کر کے منصب سابقہ پر سرفراز کر دیا۔ چونکہ علیا پروری اور سلیقہ جاگیر داری کے جوہر سے موصوف تھا۔ لہذا بہت جلد اپنی حالت درست کر کے دکن کے محاربات میں شریک ہوتا رہا۔ نواب صاحب جنگ شہید کے عہد میں خطاب ہماراؤ۔ اور حسبِ سنت سے موصوف ہوا۔ اور اللہ میں مر گیا۔ چونکہ اُس کا بیٹا اندراؤ اُس کے سامنے مرجھا تھا لہذا دوسرا بیٹا ہماراؤ اور پونا راؤ رنجھا پیرا اندراؤ اُس کے جانشین مقرر ہو کر یوٹی جاگیر پر قابض ہوئے۔ اور خدمات شاہی بجالاتے رہے۔

چتر بھوج چوہان

لکھی سین چوہان کا پوتا۔ اور عہد شاہجانی کا منصبدار تھا۔ شہنشاہ میں خدمات نمایان کے صلے میں بادشاہ نے خلعت واسپ سے سرفراز کیا۔ شہنشاہ میں ہمہ بلخ و بدخشان پر مامور ہوا۔ اور اس ہمہ میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر شہنشاہ میں منصب ہفت صدی ذات پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ مدتوں خدمات شایستہ بجالا کر انتقال کیا۔

چندر بہان نروکا

شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ سببیلوس میں ہایام محاصرہ قلعہ دولت آباد فدویت کے جوہر دکھائے اور غیر کوٹ کی محافظت پر مامور ہوا۔ سببیلوس تک منصب پانصدی ذات چار صد سوار پر سرفراز تھا۔ سببیلوس میں ہمہ بلخ و بدخشان میں متعین ہوا۔ اور اصالت خان کے ساتھ میدان ہمت میں قدم جما کر عظیم کو

شکست فاش دی۔ اور فتح کے بعد خلعت و اسب عطا ہو کر منصب ہفت صدی
پانصد شوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

منشی رائے چند رہبان

قوم کے برہمن اور لاہور کے رہنے والے تھے۔ حساب کتاب۔ معاملہ
فہمی۔ تحریر و تقریر میں کارگزار اہلکار اور انتشار پر داری۔ اور مطلب نویسی
میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ موزون طبع اور برہمن تخلص کرتے تھے۔ اول
میر عبد الکریم میر عمارت لاہور کو کیا تھے۔ اس کے بعد یادوری بخت سے علامی
فضل خان وزیر عظم شاہجہان کی سرکار میں جا ہوئے۔ اور اپنی لیاقت کاروانی
سے بہت جلد صاحب اعتبار ہو کر اس سرکار کے دیوان ہو گئے۔

علامی موصوف کی وفات کے بعد علیہ جلوس شاہجہانی میں لاہور کے
مقام پر بادشاہ نے حکم دیا کہ فضل خان کے متعلقین اور ملازمین حضور میں پیش کیے
جائیں۔ اس تقریب سے یہ بھی حضور میں پیش ہوئے انھوں نے ایک رُباعی
موزون کر کے اور خط شکستہ میں لکھ کر پیشی کے وقت پیش کی۔ بادشاہ کو
ان کا خط بہت پسند آیا۔ اور نوازش ہائے شاہانہ سے سرور کر کے ملازمان
اہل قلم کے سلاک میں منسلک کیا وہ رُباعی یہ ہے۔ - رُباعی۔

شاہ ہے کہ مطیع او دود عالم گرد ہر جا کہ سرسیت پیش لہ زخم گرد
از بسکہ بدورش آدمی یافت شرف خواہد کہ شرف تیر آدم گرد

کچھ عرصے کے بعد شاہزادہ داراشکوہ نے انکی حُسن یافت۔ اور تحریر
و تقریر کا حال سُن کر بادشاہ سے ان کو مانگ لیا۔ اور اپنا میر منشی مقرر کیا۔
مدت تک یہ اسی عہدے پر مامور رہے۔ ۳۳۰ء میں علامی سعد اللہ خان

وزیر اعظم کے انتقال کے بعد بادشاہ نے پھر اپنے بہان بٹالیا۔ اور خطاب رائے سے مفتخر کر کے دفتر شاہی کا میر منشی مقرر کر دیا۔

بہان

رائے چندر بہان نے سترہ سالہ میں انتقال کیا۔ انھوں نے اپنے ایام ہمارے میں بمقام اکبر آباد ایک وسیع تالاب۔ اور ایک خوشنابلغ تیار کرایا تھا بلوغ کے اندر اپنی پہری کے واسطے بہت نفیس عمارت تعمیر کرائی تھی افسوس ہے کہ اگر وہ کی صد ہا دیگر عمارت کی طرح یہ تالاب اور عمارت بھی ہستی ناپا کر اس سے مفقود ہو گئی صرف بلوغ اور عمارت کا نفیس اور خوشنابلغ سرخ کا دروازہ اپنے بانی کی عظمت کی یادگار میں اس وقت تک موجود ہے۔ غدر سترہ سالہ کے زمانے میں یہ باغ ایک انگریز کے قبضے میں تھا۔ اُس نے اگرہ کے ایک ساہوکار لالہ سوچ بہان کو اس محلہ بیلن گنج کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا۔ کہ عمارت قدیم میں کوئی دست اندازی نہ کی جاوے۔ اور وہ بدستور اپنی حالت میں قائم رکھی جائے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ لالہ سوچ بہان کو اس باغ سے ایک بہت بڑا دینہ بھی دستیاب ہوا۔ بہر حال لالہ سوچ بہان بہت تعریف کے مستحق ہیں کہ انھوں نے نہ صرف اس آثار قدیمہ ہی کو محفوظ رکھا۔ بلکہ باغ کو بھی خوب رونق دی اور اب اُن کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے لالہ چندر بہان قابض اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں یہ باغ سکندرہ کی سڑک پر اگرہ اور سکندرہ کے درمیان میں واقع ہے۔ اور بانی کی نیک نیتی کیلئے خواہ اتفاق وقت سمجھے کہ بانی یا جاتین مشتری کے نام سے باغ چندر بہان کے نام سے موسوم چلا آتا ہے۔

علامی فضل خان کے عہد وزارت میں دربار میں ایک دن مشاعرہ تھا۔

رائے چندر بہان نے جب اپنا یہ شعر پڑھا۔

مرادے است بہ کفر آشنا کہ چندین بار بہ مکہ بردم و باز شش برہمن آدم

نہ معلوم بادشاہ اُس وقت کس خیال میں تھے کہ بہت ناگوار گزارا۔ علامی
موصوف بادشاہ کا چہرہ دیکھ کر تاڑ گئے۔ اور اُسی وقت اُس کے جواب میں شیخ سعد
علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھا۔

خیر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود نہ چون بیاید ہنوز خبر باشد
بادشاہ یہ جواب سن کر ہنس پڑے۔ اور بات گئی گزری ہوئی۔

انہ رائے چند رہبان نے اپنے رقعات اور تحریرات کو خود جمع کر کے ایک مجموعہ
رنگین مرتب کیا ہے۔ منشی سیل چند لکھتے ہیں کہ اُنھوں نے انتشار دازی میں علامی
ابوالفضل کا تتبع کیا ہے۔ اس مقام پر اُن کے مجموعہ رنگین سے چند مقام ناظرین
کے ملاحظے کے واسطے نقل کیے جاتے ہیں۔

افسانہ عشرت پیرائے۔ در وقتیکہ ریات فیروزی شعار لبخند گی
د فیروزی متوجہ سیر خطہ دلکشائے عشرت سرشت کا بل گردید۔ در اثنائے راغزلے
از زادہ ہائے طبع بوساطت بخشی الملک معتمد خان کہ از بند ہائے سخن سنج سخنگوئی
در گاہ والا بود بسمع مبارک رسیدہ درجہ قبول یافت۔

غزل

رویت بہ آفتاب دہ آب و تاب	اے از تو صد شرف شرف آفتاب را
دریادلی و دست تو چون موج در عطا است	دست تو دادہ شیوہ بخشش حباب را
بوئے بہار لطف تو آفاق را گرفت	دیگر چہ اعتبار بود مشکتاب را
از دست تو چو آب شود آتش ستم	خوش کردہ چشم قتنہ بد و تو خواب را
شاہان بخاک راہ تو سربا فکندہ اند	در پیش موج بحر چہ وقع حباب را
ہاں برہمن مدام دعا کن زلفے صدق	شاہ بلند اختر گردون حباب را
ہر روز از بخت چو نوروز وعید باد	در درو را و شرف شرف آفتاب را

افسانہ میمنت فرمین۔ چون رایات جهان پیمان فلک فرسا عالم نوردار
 مستقر خلافت اکبر آباد لغزم میر مالک پنجاب باضامن آمد۔ و قصیدہ لنتین سہر زمیضر
 خیام ظفر فرجام گشت نسیم عنبر نسیم بہار باعث طراوت حدیقہ دلہا۔ و موجب انشراح
 غنچہ خاطر باگردیدہ عیس نور و زجہان افروز بہ آئینہ کہ شایان این دولت خداداد
 ازل بنیاد است۔ در دولت خاندان بادشاہی کہ بقصنائے طراوت۔ و نظرت۔ و وسعت
 و وسعت۔ نظیر و عدیل ندارد۔ آرائش تازہ یافت۔ و سطح رونے زمین بہ انواع نقش و نگار
 رشک صحیفہ روزگار چرخ و دوار شد۔ بادشاہ جهان پناہ چون آفتاب جہان تاب
 بر تخت دولت جلوس فرمودہ صلائے جود و کرم و بخشش و انعام عام دادہ دامن
 آرزوئے جانیان لبریز گوانیدند۔ کمترین بندگان کہ از خاندان زادان این دومان
 دولت نشان است۔ بواسطت عمدۃ السلطنت اسلام خان رُباعی از نظر انور
 اقدس گذرانید۔ از غایت ذرہ پروری۔ و بندہ نوازی کہ سرشتہ ذات مملکی
 ملکات مقدس است۔ بدست مبارک گرفته بر زبان معجز بیان خواندہ تحسین
 فرمودند۔ رُباعی۔

روز نو و سال نو مبارک بادا ملک نو و مال نو مبارک بادا
 لے آنکہ خیال ملک گیری داری پیوستہ خیال تو مبارک بادا
 بہ عنایت الہی و اقبال بلند حضرت شامنتا ہی در اندک فرصت آثار آن
 بہ نلور آمد۔ و فتح مالک بدخشان نصیب اولیائے دولت ابد پیوند گشت۔
 مجلس خسروی بموجب انشراح و انبساط خاطر با و باعث اہتر از و شگفتگی دلہا
 گردیدہ۔ جمع بندگان دگاہ والا از امر لے نامدار و خوانین بلند اقتدار و ارباب
 اہل خدمت در خور حالت و منزلت بہ عنایت شامنتا ہی از مرحمت فیل
 واسپ دخلعت ہائے فاخرہ۔ و اضافہ منصب و انعام نقد سرفراز گردیدند۔

و اصحاب فضل و کمال و اہل احتیاج از درویشان و گوشه نشینان و دُعائو گویان
 و وظیفہ داران و امیدوران - میراث ذخیرہ عمر ہائے دراز اند و خندہ و ارباب
 فصاحت و بلاغت از شعرائے فصیح زبان مثل محمد خان قدسی - و طالب کلیم دیر الکی
 و ملا اُمی - و میر بخشی و غیرہ قصیدہ - و ثنوی - و رباعی در تعریف آن جشن گرامی گفتہ
 بہ انعام نقد و عنایت خلعت سر بلند گشتند - و مجلسیان شیرین زبان - و برہمنان
 ہندی بیان - و کبیشران - و منجان - و امثال آن بہ مرحمت خلعت سرفرازی
 حاصل کردند - و ارباب نغمہ و نشاط - و اہل سرود و انبساط از خوانندگان و سازندگان
 عراق و خراسان و نغمہ سازان و ترانہ پردازان کابل و کشمیر - و کلاوت و طوایف
 ہندی بہ عنایت خلعت ہائے گوناگون مغز گردیدند و بہ کرمست زرہا از اندازہ
 بیرون دامن اُمید را البریز گردانیدند و جمع کہ در معایجہ آن رابعہ ثانی جہان بیک
 از رُئے اخلاص کوشش نمودہ بودند بہ اضافه منصب و عنایت اسپ و فیل و نقد
 و خلعت و انواع مرحمت سرفراز گشتند - و چون این برہمن عقیدت کیش کہ در
 نشان این درگاہ آسمان جاہ منسلک است و در روز ہائے عظیم شال و جہان
 افروز میگذرانید - در جشن مبارک فرخندہ آئین نیز رباعی خواندہ بہ عنایت
 خلعت سرفرازی یافت - و رباعی -

در جشن مبارک شہنشاہ جہان شاہنشہ آفاق خدیو گہان
 در یاشدہ از آب گہر روست زمین ہر خانہ شد از لعل بیخشان کان
 امید کہ اللہ تعالی سائے عنایت و ظل کرمست این دولت ابد پیوند را بر
 مفارق جہان و جانیان مستطیل و مستدام دارد -

رُئے موصوف صاحب دیوان ہین - اُن کا یہ شعر بہت مشہور ہے -
 بہ بین کرامت بتخانہ مرا اے شیخ کہ چون خراب شود خانہ خدا اگرود

سچ ہے بد اچھا بد نام بُرا۔ لوگوں کے مشہور کر رکھا ہے کہ عالمگیر نے اپنے عہد میں ایک مندر توڑنے اور بجائے اُس کے مسجد تعمیر کرانے کا حکم دیا۔ اُس وقت وہاں کے پجاری برہمن نے مندر جہ بالا شعر موزون کر کے بادشاہ کے سامنے پڑھا۔ اور اُس کو شرمندہ کر دیا۔ عالمگیر پر اس قسم کے جھگڑا لازم گڑھے جا لیں وہ اُس پر بخوبی تھپ جاتے ہیں۔

چندر من بندیلہ

راجہ نرسنگ دیو کا چھوٹا بیٹا تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجانی میں منصب ہزاری ذاتیش شش ضد سوار پر سرفراز ہوا۔ سہ ماہی جلوس میں منصب ہزار و پانچویں ہفت ضد سوار پر ترقی پائی۔ جب سہ ماہی جلوس میں اُس کے بھائی جھار سنگھ بندیلہ نے بغاوت پر کمر باندھی۔ یہ خانی و ران خان کی ماتحتی میں صوبہ دکن میں متعین تھا۔ حسبِ احکم شاہی خان موصوف کے ساتھ اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوا۔ اور اس مہم کے اختتام کے بعد پھر مہم دکن پر متعین ہوا اور قلعہ اودگیر اور اڑیسہ کی تسخیر میں خاص نام پیدا کیا۔ سہ ماہی جلوس میں خلعت واسپ مرحمت ہو کر صوبہ کابل میں تعینات کیا گیا۔ سہ ماہی جلوس میں کابل سے جگت سنگھ کی مہم پر مامور ہوا۔ اور مہم کے خاتمے پر خلعت۔ اسپ و علم سے مفتخر ہوا۔ سہ ماہی جلوس میں مہم بخ و خشان میں شریک ہوا۔ سہ ماہی جلوس میں منصب ہزار و پانچویں ہشت ضد سوار پر سر بلند ہوا۔ اسکے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

راجہ چندر سین جادون

مرہٹوں کی گوت جادون سے تھا۔ اس کا باب و دھنا جی جادون مرہٹوں کا

مشہور سردار تھا۔ نواب نظام الملک آصف جاہ کی صوبہ داری دکن کے زمانہ میں فرخ سیر کے دربار سے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور بہا لکی وغیرہ محالات صوبہ بدرجاگیر میں مرحمت ہوئے۔ اس نے دریائے کرشنا کے پاس ایک پہاڑی پر ایک مختصر قلعہ بنا کر اُسکو چند رگڑہ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ نہایت شجاع اور بہادر تھا چار ہزار سوار ہمیشہ اُسکی رکاب میں حاضر رہتے تھے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ اُس کی بہت خاطر کرتے تھے۔ ۱۷۷۷ء میں مر گیا۔ چند اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔

راجہ چھیلارام ناگر

قوم کے ناگر بہمن تھے۔ ان کا بھائی دیارام ناگر شاہزادہ عظیم آستان کی سرکار میں کسی مالی خدمت پر مامور تھا۔ یہ بھی بھائی کے ساتھ احمد آباد گجرات میں کام کرتے تھے۔ اُسکی وفات کے بعد اُسکی جگہ پر مامور ہو گئے۔ اور ترقی پا کر کڑہ جہان آباد کی فوجداری پر سرفراز ہو گئے۔

۱۷۷۷ء میں جب فرخ سیر نے بہاندار شاہ پر چڑھائی کی۔ تو یہ اپنے بیان کے سرکاری خزانے کو لے کر اول جہاندار شاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ مگر جب اس لشکر کا ظہور بے طور دیکھا تو انجام کار پر خیال کر کے کسی بہانہ سے کھسک گئے اور معہ خزانہ کے فرخ سیر کے لشکر میں جا پہنچے۔ جب فرخ سیر نے فتح پائی۔ اور اُمر لے ہمراہی اولے خدمت اور رفاقت کے صلے میں خلعت و منصب اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوئے۔ یہ منصب پنہجری پر متنازع ہو کر خطاب اعلیٰ سے موصوف ہوئے۔ اور دیوانی تن اور خالصہ کی خدمت کا خلعت مرحمت ہوا۔ ۱۷۷۷ء میں اول اکبر آباد اور اُس کے بعد آلہ آباد کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے۔

امیر الامرائین علیخان اور ان سے دلون میں رنج تھا۔ امیر الامرائین الہ آباد کو ان سے چھینا چاہا۔ انھوں نے قلعہ کو خوب مستحکم کیا۔ ^{۱۷۷۷ء} ۱۷۷۷ء میں امیر الامرائین نے کران کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے والے تھے کہ اُسی عرصے میں الہ آباد سے ان کے وفات کی خبر آئی۔ ان کی وفات کے بعد راجہ گردھپا ان کے جانشین مقرر ہوئے جن کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔

رے خوشحال چند

محمد شاہ کی عہد سلطنت میں خطاب رے سے موصوف ہو کر نپٹیا کریم پور کے عہدے پر سرفراز ہوئے۔ ^{۱۷۷۷ء} ۱۷۷۷ء میں برہان الملک سعادت خان۔ اول امیر الامرا خاندور آن خان کے ساتھ نادر شاہ کے مقابلے کو روانہ ہوئے۔ اس لڑائی میں ان کا بیٹا رتن چند نہایت بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔ بادشاہی فوج کو شکست اور نادر شاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ نواب نظام الملک آصف جاہ نے دو کڑوڑ روپیہ نادر شاہ کو دینے کا وعدہ کر کے اُسی جگہ سے واپس چلے جائے۔ رضامند کر لیا۔ محمد شاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں نواب موصوف کو امیر الامرائی کا منصب عطا فرمایا۔ ہندوستان کی پھوٹ مشہور ہے۔ برہان الملک نے جب سنا کہ امیر الامرائی کا خلعت نواب آصف جاہ کو محبت ہوا ہے۔ آتش حسد سے جل کر کباب ہو گیا۔ فوراً جا کر نادر شاہ کو ہبکایا۔ اور کہا کہ محمد شاہ کے لشکر میں سوائے آصف جاہ کے اور کسی سے خوف نہیں ہو۔ دو کڑوڑ روپیہ پر جو آپ نے صلح کر لی ہے۔ وہ ہندوستان کی دولت کے سامنے بالکل بے حقیقت ہیں۔ اتنا تو میں اکیلا ہی حضور کو دے سکتا ہوں۔ اگر آپ دلی تشریف لے چلیں تو بہت کچھ روپیہ مل سکتا ہے۔ نادر شاہ نے

یہ بات سن کر آصف جاہ کو ہلایا۔ اور نظر بند کر کے اول برہان الملک کے اپنے ایک امیر طہاسپ نامی کو دہلی روانہ کیا اور پیچھے سے خود روانہ ہو کر نہ بچھڑا۔ کو قلعہ دہلی میں داخل ہوا۔ اور ایک بڑے قتل عام کے بعد کروڑوں روپیہ کا مال و اسباب لے کر، صفر ۱۱۸۷ھ کو دہلی سے کوچ کیا۔ اور ہزاروں جانین اور کروڑوں روپیہ کا مال و اسباب آتشیں حدین جلکر تباہ ہو گیا۔

نادر شاہ کے کی فہرست کاغذات دارالانشاء شاہی ریاست بھوپال سے نادر شاہ کے فتوحات کی فہرست کی نقل ایک معتبر ذریعے سے حاصل ہوئی ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اسے دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ محمد شاہ کے عہد میں سلطنت کا صرف نام ہی نام رہ گیا تھا۔ اس پر بھی معمولی عہدہ داروں کو اس قدر قتل حاصل تھا۔ کہ دو۔ دو۔ تین۔ تین لاکھ روپیہ نادر شاہ اُن سے وصول کر لے گیا۔ رلے خوشحال چند پیشکار میرنجشی کے عہدے پر مامور تھے۔ ڈہائی لاکھ روپیہ ان سے بھی وصول کیا گیا۔

نقد از خزائن سلطنت۔ جواہرات از جواہر خانہ شاہی۔ آلات طلائی۔
۸ کروڑ۔ ۵۰ لاکھ روپیہ۔ ۵۰ کروڑ۔ ایک کروڑ۔ ۵۰ لاکھ۔
تخت طاؤس و اسباب متفرق از خوشبو خانہ۔ و باد و چھانہ۔ و قور خانہ۔ و فراس خانہ۔
۱۵۔ کروڑ۔

و آبدار خانہ۔ از آصف جاہ نظام الملک۔ پیشکش نواب الجے المنصور خان مفت
۴۔ کروڑ۔ ۲۔ کروڑ۔

راجہ ہما نرائن۔ برائے خلعت صوفیہ اودہ۔ ضبطی خانہ خاندوران خان مظفر خان میر
۲ کروڑ۔ ۲۔ کروڑ۔ ۵۰ لاکھ۔

از وزیر الممالک قمر الدین خان۔ از لطف اللہ خان صادق داروغہ جواہر خانہ۔

۹ لاکھ

یک کڑوڑ

از نواب محمد خان شنگش۔ از رائے خوشحال چندیشیکا رنجشگری۔ از متصدیان دفتر

۲۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار۔ ۲۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار۔ ۲۔ کڑوڑ

عمائد شہر۔ از شیخ سعد اللہ دیوان تن۔ از راجہ ناگرمل دیوان خالصہ۔ از

۳۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار ۳۔ لاکھ

سیتارام خزانچی۔ از سبحان رائے وکیل دکنیا۔ از نوندہ رائے۔ متفرق جواہر

۲۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار۔ ۲۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار۔ ۲۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار۔ ۲۰۔ لاکھ

ونقدی۔ میران کل۔

۵۲ کڑوڑ۔ ۳۸ لاکھ۔ ۶۰ ہزار۔

رائے درگاداس سیویہ

چند راوت کا رہنے والا تھا۔ جو کہ پرگنہ رام پور میں قلعہ چتوڑ کے قریب واقع

ہے۔ اول رانا اوتے سنگھ کی سرکار میں ملازم تھا۔ وہاں سے ملازمت ترک

کر کے دربار اکبری میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے امرائے خاص کے سلسلے میں منسلک

کیا۔ سلسلہ جلوس اکبری میں شاہزادہ مراد کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی ہم پر مامور ہوا

سلسلہ جلوس میں مرزا آمان کے ہمراہ باغیان گجرات کی تادیب کے واسطے۔

روانہ ہوا۔ سلسلہ جلوس میں خان عظم کے ساتھ ہم دکن پر متعین ہوا۔ سلسلہ جلوس

میں شاہزادہ مراد کے ساتھ صوبہ مالوہ میں تعینات ہوا۔ سلسلہ جلوس میں شیخ

ابوالفضل کے ساتھ ہم ناسک میں شریک کرکاکا کے نمایان انجام دیے۔ سلسلہ جلوس

میں دربار میں حاضر ہو کر پھر صوبہ دکن میں مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس جہانگیری میں

بیاسی برس کی عمر میں انتقال کیا جاگیر نے لکھا ہے کہ رائے درگل نے میرے
پر بزرگوار کی چالیس برس سے زیادہ خدمت کی تھی منصب چار ہزاری پرفراز
اور سپاہگری میں شہرہ آفاق تھا۔

رائے درگاداس کا بیٹا چاندہ اوائل جلوس جاگیر میں منصب ہشت صدی
پرفراز تھا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے منصب عمدہ اور خطاب رائے سے مفتخر ہوا۔
اور مدتوں خدمات شاہی انجام دے کر مر گیا۔

اُس کا بڑا بیٹا راؤ دودا جانشین مقرر ہوا۔ جس کا حال علیحدہ قلمبند کیا جائیگا۔
دوسرا بیٹا ہری سنگھ شاہجان کے عہد میں منصب پانصدی ذات چار صد
سوار سے سرفراز تھا۔ سولہ جلوس میں مر گیا۔

رائے ولیپ سنگھ

رائے رائے سنگھ بیکانیری کا بڑا بیٹا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب پانصدی
پرفراز تھا۔ سولہ جلوس میں خانخانان عبدالکیم خان کی کمک پر جم ٹھٹھ میں مامور
ہوا۔ لڑائی کے دن باوجود اس کے کہ جمعیت معقول رکھتا تھا کچھ ہمت نہ دکھائی
اور دوسرے تماشہ دیکھتا رہا۔ سولہ جلوس میں بلا رخصت بیکانیر چلا گیا۔ اور وہاں
جا کر شورش برپا کی۔ باپ دربار میں موجود تھا۔ یہ حال سنکر رخصت لے کر
بیکانیر گیا۔ اور بیٹے کو ساتھ لاکر بادشاہ کے قدموں پر گرا دیا۔ بادشاہ نے حضورِ محف
کر کے منصب پر بحال کر دیا۔

جہانگیر کے عہد میں باپ کے ساتھ پھر بیکانیر چلا گیا۔ جب شاہی فوجین باپ بیٹے
کی سرکوبی پر مامور ہوئیں۔ یہ بیکانیر سے بھاگا۔ زراہ خان اور شیخ عبدالرحمن نے
اسے ملے ملے سنگھ کا حال دیکھو۔

ہری سنگھ
رائے چاندہ

ناگور کے قریب جا گھیرا۔ یہ خوب جگر لڑا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور بہ ہزار دشواری ہاڑون میں گھس کر جانبر ہوا۔ سسہ جلوس میں خانبھان کی خوشامدی اور اُن کی سفارش سے قصور معاف ہو کر دربار میں طلب ہوا۔ اور منصب پر بحال ہو کر صوبہ دکن میں متعین ہوا۔

سسہ جلوس میں باپ کے مرثیہ کا حال سُکر دربار میں حاضر ہوا۔ چھوٹا بھائی سورج سنگھ بھی موجود تھا۔ باپ کو سورج سنگھ کی مان سے زیادہ محبت تھی اسوجہ سے وہ سورج سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا جب دربار میں جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا سورج سنگھ خور و سالی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے سرور بار بولٹھا کہ باپ نے مجھے اپنا جانشین مقرر کر کے ٹھیکہ دیا ہے۔ بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری خفا ہو کر فرمایا۔ کہ اگر باپ نے تجھے ٹھیکہ دیا ہو۔ تو میں دلیپ سنگھ کو سرفراز کر کے ٹھیکہ دیتا ہوں۔ اُسی وقت اپنے ہاتھ سے دلیپ سنگھ کی پیشانی پر ٹھیکہ کھینچ کر خطاب رائے سے موصوف کیا۔ اور بیگانہ کی موروثی حکومت پر سرفراز کیا۔

دلیپ سنگھ کم عقل اور سخت نالائق تھا۔ اگر رہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کر جاتا۔ مگر اُس پر تو نحوست کی گھٹا چھا رہی تھی۔ بادشاہ نے منصب میں پانصدی کا اضافہ کر کے مرزا رستم صفوی کی ملک پر بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اُس کے دماغ میں خودی کا کایہ زور مار رہا تھا راستے سے بیگانہ چل دیا۔ بادشاہ نے سورج سنگھ کو فوج دیکر اُسکی کمرہئی کے واسطے روانہ کیا اُس نے بیگانہ پر چکر لگوا کر شکست دیکر ہکا دیا۔ راستے میں شہم خان خوستی فوجدار شاہی نے گرفتار کر کے دربار میں بھیج دیا۔ چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کر چکا تھا۔ بادشاہ نے قتل کرا دیا۔

راجہ دیسی سنگھ بُندیلہ

راجہ بھارت بُندیلہ کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد سسہ جلوس شاہجانی میں

منصب دوہزار سی پر سرفراز ہو کر خطاب راجہ کی سے مفتخر ہوا۔ سہ جلوس میں نقار
مرحمت ہو کر خاندوران خان بہادر کے ساتھ چھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا
اوندچھ (اُرچا) کی گدی قدیم سے راجہ دیہی سنگھ کے مورثان کے قبضہ میں
چلی آتی تھی۔ جہانگیر نے اپنے عہد سلطنت میں وہاں کی حکومت راجہ نرسنگھ پوکو مرحمت
کی تھی۔ چھار سنگھ اُس کا بیٹا تھا چنانچہ جب اوندچھ بلو شاہی فوج نے فتح کر لیا
بادشاہ نے سردار قوم بندیلہ کا منصب راجہ دیہی سنگھ کو مرحمت کر کے اوندچھ
کی حکومت پر سرفراز کر دیا۔

سہ جلوس میں اوندچھ کے انتظام سے فارغ ہو کر راجہ بادشاہ کے پاس
حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے سید خانبھان بارہ کے پاس ہم بیجا پور میں متعین کیا۔
راجہ نے اس ہم میں اپنی شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سلسلہ
جلوس میں سید خانبھان کی سفارش سے علم و تقارہ مرحمت ہوا۔

سلسلہ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ ہم بلخ و بخشان پر مامور
ہوئے۔ اور اس ہم میں اپنے حملہ ہائے مردانہ اور شمشیر و پیرانہ سے کئی موقعوں
پر غنیمت کی فوج کو پسپا کیا۔ اور ایسی بہادری دکھائی کہ اُن کی کاروانی بادشاہ
کے منقوش خاطر ہو گئی۔ اور اس کے انعام میں سلسلہ جلوس میں منصب
دوہزار و پانصد سی ذات۔ دوہزار سوار سے مفتخر ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ اور اس کے بعد
داراشکوہ کے ساتھ ہم قندھار میں شریک ہوئے۔ سلسلہ میں ہلسہ (صوبہ بلوہ)
کی حکومت پر سربند ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں مظلم خان میر جملہ کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب کے
پاس صوبہ دکن میں متعین ہوئے۔ اور سلسلہ جلوس میں حسب طلب دربار میں

حاضر ہوئے۔

سلسلہ کی جنگ اُجین میں جیونت سنگھ کے ساتھ تھے۔ لیکن جیونت سنگھ نے کسی وجہ سے انہیں قید کر رکھا تھا۔ جب اُس کو شکست ہوئی۔ قید سے رہائی پا کر شاہزادہ مراد بخش کے توسل سے بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوئے۔ عالمگیری نے منصب دوہزار و پانصدی ذات۔ دوہزار و پانصد سوار سرسبز بکیر جنگ سموگڈہ اور محاربہ دوم دارا شکوہ میں شریک ہو کر شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھائے۔ اس کے بعد راجہ عالم سنگھ جگہ بھلسہ کی فوجداری پر مامور ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں چنیت بُندیہ کی تادیب پر متعین ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں شمشیر خان کے ساتھ یوسف زئی چٹھانوں کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں محمد امین خان صوبہ دار کابل کے ساتھ کابل میں تعینات ہوئے۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔ اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر پچم اور دکن کے گوشہ میں راجہ کا آباد کیا ہوا پورہ اُن کے نام سے مشہور ہے۔

راؤ دودا سیوہ

راؤ چاندہ کا بیٹا۔ اور رسلے درگاداس کا پوتا تھا۔ سلسلہ جلوس شاہجانی میں منصب دوہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہو کر اول ہمراہ ہمراہ خان ہم جا بھمان لودی پر مامور ہوا۔ اس کے بعد بین الدولہ آصف خان کے ہمراہ چار دیواری میں شریک ہوا۔ اور اس ہم سے غارت ہو کر خانقاہان مہابت خان کے ساتھ صوبہ دکن میں مامور ہوا۔

ستہ جلوس میں بہ ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا اور غنیم کی صفوں میں گھس گھس کر کشتوں کے پستے لگا دیئے۔ اسی عرصے میں اُسکے بھی چند ساتھی کام آئے وہ انکی لاشیں میدان جنگ سے اٹھانے گیا۔ اُس مقام پر غنیم کا زیادہ غلبہ تھا۔ جب گھر گیا تو بہادر راجپوتوں کے طریق پر گھوڑوں سے کود کر پیادہ ہوا۔ اور شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھا کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا۔

قدر دان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ اُس کے بیٹے ہتی سنگھ کو جو اپنے وطن میں تھا۔ خلعت ار سال کر کے منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر صوبہ دکن کی تعیناتی کا حکم صادر کیا۔

۱۲ ہجادی الثانیہ ۱۱۸۷ھ کو جب بادشاہ دکن سے واپس آ رہے تھے۔ موضع کجوری پر گنہ رام پور (میواڑ) میں مقام ہوا۔ یہ راؤ ہتی سنگھ کا وطن تھا۔ راؤ مذکور نے ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ اور خلعت سے سرفراز ہوا۔ اسی سال خان زمان کے ساتھ قلعہ حنیسر کے محاصرہ اور تسخیر میں خدمات نمایان انجام دیں۔ اس کے بعد دکن میں خدمات شاہی بجا لا کر ستلہ جلوس میں لاؤ لہ انتقال کیا۔ بادشاہ نے اس کے چچا زاد بھائی روپ سنگھ پسر روپ مکند کو جانشین مقرر کیا۔ اُس کا حال علیحدہ قلمبند کیا جاویگا۔

راجہ دوآرکا داس کچھوا

راجہ گردھر کچھوا کا بیٹا تھا۔ پہلے سال شاہجانی میں منصب ہزاری ذات شہت سوار سے سرفراز ہوا۔ ستلہ جلوس میں ہم نظام الملک دکنی میں شریک ہو کر اسی دلاوری دکھائی کہ اُسکی بہادی بادشاہ کے متغیر خاطر ہو گئی اور

بادشاہ نے اس کا رگزاری کے صلے میں منصب ہزار و پانصدہ لمی ذات۔ ہزار سوار سے سر بلند کر دیا۔

سلسلہ جلوس میں خانبھان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور نہایت بہادری سے لڑ کر تیرا جل کا نشانہ ہوا۔ بادشاہ نے اُس کے بیٹے زرنگہ داس کو منصب پانصدہ لمی ذات۔ چار صد سوار سے ممتاز کیا۔ ہشت صد لمی منصب ہشت صد لمی ذات۔ ہشت صد سوار سے سرفراز ہو کر قلعہ کابل و صوبہ ہزار کا تعلق دار مقرر کیا۔

رائے۔ رایان۔ دیانت رائے گجراتی

قوم کے ناگر برہمن۔ اور گجرات کے رہنے والے تھے۔ تحریر و تقریر حساب کتاب۔ ہیئت و ہندسہ میں عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور زبان ہندی۔ اور تاریخ دانی میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ اول علامی فضل خان کے عہد وزارت میں معمولی منشیوں کے زمرے میں ملازم ہوئے۔ اس کے بعد اپنی حسن لیاقت دیانت و امانت سے جلد جلد ترقی پاتے ہوئے سب جلوس شاہجہانی میں عہد دیوانی خالصہ شریفہ (نائب دوم وزیر اعظم) پر سرفراز ہو گئے۔

سب جلوس میں منصب ہزاری سے ممتاز ہو کر خلعت دیوانی تن زائب اول وزیر اعظم کا حرمت ہوا۔

سب جلوس میں علامی فضل خان کی وفات کے بعد خطاب رائے۔ رایان سے موصوف ہو کر تاجر وزیر اعظم قائم مقام وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ سب جلوس میں دیوانی بیوتات کا خلعت عطا ہوا۔

سب جلوس میں بادشاہ کی خدمت میں درخواست پیش کی۔ کہ اگر کجاست

تو کارڈ نیوی سے ہاتھ اٹھا کر آخری وقت موجود حقیقی کی یاد میں گنگا جی کے کنارے بنارس میں جا کر صرف کروں۔ ۸ شعبان ۱۹۳۷ء کو بادشاہ نے فرمان اجازت صادر فرمایا۔ اور یہ بنارس روانہ ہوئے۔

۱۱۔ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء میں دنیا کی محبت نے پھر زور مارا۔ اور اُس کے دمِ ولقت میں پھنکر مقدس مقام بنارس کو چھوڑ کر پھر بارگاہ شاہجہانی کا سُرخ کیا۔ ان کی کاروانی بادشاہ کے منقوش خاطر تھی۔ منصب سابقہ سے سر بلند کر کے خدمت دیوانی کل صوبہ دکن اور فوجدار صوبہ بنگالہ پر مامور کر دیا۔ اور اسی خدمت پر یہ اپنی اخیر زندگی تک سرفراز رہے۔

علامی فضل خان کے عہد میں کل وزارت کا کام انھیں کے سپرد تھا۔ جسے چاہیں رکھیں جسے چاہیں برخاست کریں۔ اگر کوئی امیر علامی موصوف سے کیسی سفارش کرتا۔ یا کچھ حال دریافت کرتا چاہتا تو ہمیشہ یہی جواب ملتا تھا کہ دیانت رائے سے کہو۔ یا دیانت رائے سے پوچھو جب علامی موصوف کا انتقال ہوا ایک ظریف نے ازراہِ ظرافت اُن کا مرنیہ کہا۔ اور اُس میں یہ مضمون باندھا کہ جب منکر نکیر قبر میں سوال و جواب کے واسطے آئے۔ اور انھوں نے علامی سے سوال کرنے شروع کیے تو انھوں نے ہر سوال کے جواب میں یہی جواب دیا۔ کہ دیانت رائے سے جا کر دریافت کرو۔ وہی تمہارے سوال کا جواب دے گا۔

راوت دیال داس جھالا

شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ ۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء میں مم ساجی بھونسلار پرمو ہوا۔ ۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء میں منصب پانصد فی ذات۔ دو صدیہ چاہ سوا پر سرفراز ہوا۔

سلسلہ جلوس میں خلعت واسپ مرحمت ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ممیخ و بدیشان پر مامور ہوا۔ اور اس مہم کے حسن خدمات کے صلے میں منصب ہفت صدئی ذات۔ پانصد سوار پر ممتاز ہوا۔ اس کے بعد مہم قندھار وغیرہ میں شریک ہو کر ترقی پاتا رہا۔ سلسلہ کی جنگ اُچین میں ہمارا جہ جہنمت سنگھ کے ساتھ تھا۔ اس لڑائی میں دلاوران زمانہ کے جو صلے سے بڑھ کر قدم مارا۔ اور نہایت بے جگری سے رام رام کا نعرہ مارتا ہوا اور لڑنے کے توپ خانہ پر جا پڑا۔ اور نہایت دلاوری سے لڑ کر مارا گیا۔

راؤ دلپٹ سنگھ بندیلہ

راؤ سبکرن بندیلہ کا بیٹا تھا۔ سلسلہ جلوس عالمگیری میں منصب ہفت صدی ذات۔ ہشتاد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد منصب سہ صدی ذات و سہ صدی سوار پر ترقی پائی۔

سلسلہ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب پانصدی ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز ہو کر صوبہ دکن میں متعین ہوا۔

سلسلہ جلوس میں کسی بات پر خانبھان بہادر ناظم صوبہ دکن سے ناراض ہو کر دربار میں حاضر ہوا۔ اور ہمراہ شاہزادہ محمد اعظم کے پھر صوبہ دکن میں مامور ہوا۔ اور حسن علی خان عالمگیری کے ہمراہ ضلع کوکن کی مہم میں شریک ہو کر نہایت جانفشانی اور جان بازی سے خدمت بجالایا۔ اور اس خدمت کے صلے میں سلسلہ جلوس میں منصب شش صدی ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہفت صدی ذات۔ ہفت صد سوار پر ترقی پائی۔

اس شخص کی دیت سنگھ نام لکھا ہے۔

۳۹ء جلوس میں غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھ شاہزادہ محمد عظیم شاہ کے لشکر میں جو محاصرہ بیجا پور میں مامور تھا۔ نہایت دلاوری اور جانفشانی سے جبکہ غنیم چاروں طرف سے راستہ روکے ہوئے تھے رسد پہنچائی۔ اور اس جان بازی کے انعام میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا۔

۴۰ء جلوس میں اودنی (امیتا زگڈہ) کی قلعہ داری پر مامور ہو کر منصب دو ہزار و پانصدی ذات ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اور نقارہ محنت ہوا۔ ۴۱ء جلوس میں شاہزادہ کام بخش کے ساتھ متعین ہوا۔ اور ذوالفقار خان کے پاس قلعہ خچی میں رسد پہنچائی۔

۴۲ء جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار اور ۴۳ء میں منصب سہ ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد راؤ دلیپ سنگھ نے شاہزادہ محمد عظیم شاہ کی رفاقت اختیار کی۔ اور منصب پنجہزاری سے سر بلند ہو کر دکن سے روانہ ہوا۔ اور شاہزادہ عظیم الشان کے مقابلے میں فوج ہرادل کا سردار تھا اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

۴۴ء راؤ دلیپ سنگھ کے تین بیٹے تھے۔ رام چند۔ بہارٹی چند۔ پرتھی چند۔ تینوں میں وطن کی حکومت پر بھگڑا ہوا۔ رام چند بھائیوں سے لڑ کر غالب کیا۔ اور وطن کی حکومت حاصل کر کے بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد تک خدمات شاہی بجالاتا رہا۔ محمد شاہ کے عہد میں۔ بھگونت سنگھ زمیندار کٹرہ جہان آباد کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اور اسی لڑائی میں مارا گیا۔

راجہ رام چند چوہان

بدن سنگھ چوہان کا بیٹا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں امر لے اکبری کے سلسلے میں منسلک ہوا۔

سلسلہ جلوس میں یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھار سلسلہ جلوس میں شاہزادہ مراد کے ساتھ مرزا محمد حکیم کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوا۔

سلسلہ جلوس میں مرزا شاہ رخ کے ساتھ صوبہ مالوہ میں متعین ہوا۔ اس کے بعد وکن کی ہمت میں شریک ہو کر خدمات نمایان انجام دیتا رہا۔ اجمادی ۹۵۵ھ کو مرزا عبدالرحیم خان کے ساتھ سہیل خان عادل کے سپہ سالار کے مقابلے میں دائیں پرے پر متعین تھا۔ سہیل خان کو اس معرکے میں اپنے توپ خانہ پر بڑا گھنڈہ تھا جب لڑائی شروع ہوئی۔ یہ بہادر اور پرجوش افسر نہایت پھرتی سے اُس کے توپ خانہ پر جا بڑا۔ دکھنی پیچھے ہٹے۔ مگر حکمت علی کے ساتھ۔ آخر کار شام کے وقت پھر گولہ اندازی شروع ہوئی۔ مگر یہ بہادر جگہ سے نہ سرکا۔ اور بڑی بہادری اور ثابت قدمی سے ڈٹ کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا۔

راجہ روسی کچھوا

راجہ بہاؤ المل کچھواہ کا بھائی تھا۔ شہنشاہ حسین اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مبارک کی زیارت کے واسطے اجمیر جا رہے تھے۔ جب قصبہ دیوسہ میں مقام ہوا۔ تمام قصبہ خالی نظر آیا۔ بادشاہ نے سبب دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ لشکر شاہی کی آمد سنکر تمام قصبہ کے لوگ اپنے عیال و اطفال کو لیکر بہاؤ المل کچھواہ کے پاس جا چکے ہیں۔ دادگر بادشاہ کو یہ حال معلوم کر کے سخت تعجب اور

افسوس ہوا۔ اور فرمایا کہ ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا کو ہمے فیض پہنچے پھر اس خوف کی کیا وجہ ہے چغتئی خان نے کہا کہ مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات نے اس نواح کے زمینداروں خصوصاً راجہ بہاڑا مل وغیرہ پر بڑی زیادتی کی ہے۔ اُس کے خوف سے بچا رہے بہاڑوں میں گھسکر گزارہ کر رہے ہیں۔ اب بادشاہ کی آمد سنکر رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑ کر بھاگ گئی ہے۔ اکبر نے اس قصبہ کے زمیندار کی ہائے جان کا حکم دیا۔ اور چغتئی خان کو راجہ بہاڑا مل کے لانے کے واسطے روانہ کیا۔ روپسی اس قصبہ کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جے مل کو دربار میں روانہ کیا بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ خود آئے آخر کار روپسی خود دربار میں حاضر ہوا۔ اکبر نے بہت خاطر کی اور نوازش ہائے شاہانہ سے سروسر کیا۔ اکبر کی اس عنایت کو دیکھ کر قرب و جوار کے زمینداروں کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار میں حاضر ہونے لگے۔ ساٹھ تیر کے مقام پر چغتئی خان نے راجہ بہاڑا مل وغیرہ کو بھی لا کر پیش کیا۔ اکبر نے نہایت دلدارمی اور خاطر دارمی سے سب کی تسلی اور تشفی کی۔ ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ منصب مقرر کر کے اُمرے خاص میں داخل کیا۔ اور سوائے راجہ بہاڑا مل کے سب کو ساتھ لے کر آگے روانہ ہوئے۔

روپسی مستمے جلوس تک منصب ہنر از می سے سرفراز تھا۔ اکثر ہمت میں عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالاتا رہا۔ بیسٹھ جلوس کی مشورینغا گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔ جے مل اس کے بیٹے کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

راجہ رام چند اور سیہ

ملک اور سیہ کا ایک فرمان روا تھا۔ جب ۱۷۹۵ء میں راجہ مان سنگھ بہار کی صوبہ داری پر مامور ہوئے اور قتل خان وغیرہ سے معرکے ہوئے تو اس نے ان معرکوں میں راجہ کو مدد دی۔ لیکن کسی خوف سے ان کے دربار میں خود نہ آیا اپنے بیٹے کو بھیج دیا۔ مان سنگھ نے کہا کہ بیٹے کا آنا ٹھیک نہیں۔ راجہ کو خود آنا چاہیے۔ اس پر بھی یہ راجہ کے دربار میں نہ آیا۔ مان سنگھ نے سب متون کو بالائے طاق رکھ کر بیٹے کو فوج دیکر اس کے ملک پر روانہ کیا۔ اس نے جاتے ہی کئی قلعے فتح کر لئے۔ راجہ قلعہ بند اور محاصرہ کا دائرہ تنگ ہوا۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا۔ مان سنگھ کے نام فرمان بھیجا۔ کہ اگر راجہ رام چند اس وقت نہیں آیا۔ تو پھر آجائے گا۔ ایسا ہرگز نہ چاہیے۔ ملک و دولت کی ترقی ان باتوں سے نہیں ہوتی۔ جلد محاصرہ اٹھا لو۔ کہ یہ امرائین حق شناسی کے خلاف ہے۔ مان سنگھ نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اور بیٹے کو واپس بلا لیا۔ بادشاہ کی اس عنایت سے رام چند کے دل میں محبت و وفا کا جوش پیدا ہوا۔ اور وہ دربار میں حاضر ہوا۔ اکبر نے منصب پانضدشی سے سرفراز کیا۔ سترہ برس تک اسی منصب پر مامور تھا۔

راجہ راج سنگھ کچھواہا

راجہ آسکرن کا بیٹا۔ اور راجہ بہاڑا مل کا بھتیجہ تھا۔ اپنے باپ کے مرتبے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ دو تون صوبہ دکن کی نعمات میں شریک ہو کر عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجا لاتا رہا۔ سترہ برس جلوس میں قلعہ گوالیار کا قلعہ

مقرر ہوا۔ اس جلسہ جلوس میں رسلے رایان بکر ماجیت کے ساتھ زرسنگھ دیو قاتل شیخ ابوالفضل کی سرکوبی پر متعین ہوا۔

سہ جلسہ جلوس میں نقارہ مرحمت ہو کر منصب چار ہزاری میں ذات۔ ستہ ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ شہنشاہ جہانگیر نے سہ جلسہ جلوس میں صوبہ دکن میں تعینات کر دیا۔ اور اسی جگہ سہ جلسہ میں انتقال کر گیا۔ اُس کا بیٹا راجہ پنجاہ و ۴۴ ریج راجہ پنجاہ سہ جلسہ کو شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے خلعت کے ساتھ دو ہزار روپیہ نقد عنایت فرمایا۔

دوسرا بیٹا رام داس اپنے باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزاری میں ذات۔ چار صد سوار پر سرفراز ہوا۔ سہ جلسہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ پانچ سو پر ترقی پائی۔ سہ جلسہ جلوس میں خطاب راجگی سے موصوف ہو کر منصب ہزار و پانچ صدی ذات۔ ہفت صد سوار سے مفتخر ہوا۔ سہ جلسہ جلوس میں منصب ہزاری ذات ہزار سوار سے سر بلند ہوا۔

راج سنگھ کا پوتا پرسوتم سنگھ سہ جلسہ جلوس شاہجہانی میں ۷۰۰ جمادی الاولیٰ سہ جلسہ کو شرف اسلام سے مشرف ہو کر سعادت مند کے خطاب سے موسوم ہوا۔ بادشاہ نے خلعت واسپ عطا کر کے زر نقد سے سرفراز کیا۔

راجہ رسلے سال وباری

راجہ مہرجا کے بیٹے اور رسلے مل کے پوتے تھے حسن خان سور شیر شاہ کے باپ ابتدا میں اسی رسلے مل کی سرکار میں ملازم تھے۔ راجہ رسلے سال کچھوا بہ راجہ توکنی گوت شیخاوت (سیکاوٹ) سے تھے۔ انھوں نے سہ شیخاوت گوت کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ کی اولاد میں ہوتی تھی ایک م

لازم تھا ہی میں داخل ہو کر اپنی حسن لیاقت اور کار دہانی سے اکبر کے مزاج میں ایسا دخل اور اعتبار پیدا کیا۔ کہ حرم سرے شاہی کے محافظت کی خدمت ان کے سپرد کی گئی۔ یہ چونکہ ہمیشہ بادشاہ کی حضوری میں دربار میں حاضر رہتے تھے لہذا درباری کے خطاب سے مشہور ہو گئے۔ سلسلہ جلوس اکبری تک منصب دو ہزار آٹھ سو ستر ہزار تھے۔ جہاں گیر نے تخت نشین ہو کر منصب میں اضافہ کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ اس کے بعد صوبہ دکن میں متعین ہوئے۔ اور مدت دراز تک وہیں تعینات رہ کر انتقال کیا۔

راجہ راجے سال بہت کثیر الاولاد تھے۔ اکیس بیٹے اور بہت سے پوتے ان کی وفات کے وقت زندہ تھے جن میں سب سے زیادہ راجہ گردھرنے ترقی کی۔ اس کا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔ ایک بیٹا بھوج راجے شاہجہان کے عہد میں اول منصب ہشت صدی ذات چار ضد سوار پر سرفراز تھا۔ بقیہ چھوٹے چھوٹے منصب پر مامور تھے۔

بھوج راجے سلسلہ جلوس میں منصب ہزاروی ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

راجہ رام چند گھیل

ملک بہتہ کا راجہ تھا۔ یہ ہندوستان کے راجگان عظیم الشان سے تھا۔ بابر نے توڑک بابری میں ہندوستان کے جن تین بڑے راجاؤں کا ذکر کیا تھا

محب کمال درویش جو شیخ کے لقب سے موصوف تھو۔ وار دھوئے۔ اور انکی ہنارت۔ اور دھاسو کے بڑا کا پیدا ہوا۔ باپ کے ان بزرگ کے نام پر اس کا نام شیخ رکھا۔ اور انکی نسل اسی نام سے مشہور ہوئی۔ یا سیکھاوٹ کے خطاب سے مشہور ہو گئی (ماغذاز نامہ تراجم)۔

ان میں تیسرا یہی راجہ رام چند تھا۔ میان تالین نام مشہور کلاؤت کربانظر
 گویا تھا۔ ابتدائے اسی کی سرکار میں نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ بسر
 کرتا تھا۔ جب اُس کے کمالات کا شہہ اکبر کے کان تک پہنچا۔ تو سب جلوس
 میں جلال خان قورچی کو راجہ کے پاس بھیجا۔ اُس کو طلب کیا۔ اگرچہ راجہ کو
 اس صاحبِ کمال کی جذباتی سخت ناگوار تھی۔ مگر اکبری اقبال سے خوف
 کھا کر نہایت اعزاز کے ساتھ دربار اکبری میں اُس کو روانہ کر دیا۔ بادشاہ نے
 بھی اُس کی بہت قدردانی کی۔ اور پہلے ہی دن دو کروڑ درم انعام میں حمت
 فرمائے۔

سب جلوس میں غازی خان تنور نے جو قلعہ گڑھ پر قابض تھا۔ اُسے
 اکبری سے شکست کھا کر راجہ رام چند کے پاس پناہ لی۔ اکبر نے راجہ کی تنبیہ
 کے واسطے فوج بھیجی۔ راجہ شکست کھا کر قلعہ باندھو میں محصور ہوا اور نہایت
 عاجزی سے عفو تقصیر کی التجا کر کے بہت سے راجاؤں سے سفارشیں بھی کرائیں۔
 آخر کار بادشاہ قسومعاف کر کے محاصرہ اٹھایا۔

۹۵۲ء میں کالنجر کے قلعہ پر شیر شاہ نے چڑھائی کی تھی۔ حالت محاصرہ
 میں ایک گولے کے پھٹنے سے میگزین میں آگ لگ گئی۔ بہت سے سپاہی
 سردار کباب ہو گئے۔ شیر شاہ کا حال بھی بُرا تھا۔ مگر اُسی حالت میں للکار
 للکار کر حملے کا حکم دیئے جاتا تھا۔ ادھر کسی نے قلعہ کی فتح کی خوشخبری سنائی
 ادھر اُس بیچارے کی جان بھل گئی۔ یہ قلعہ جو اس مشکل سے ایک بادشاہ اور
 بہت سے سرداروں۔ سپاہیوں کی جانیں تار ہو کر فتح ہوا تھا۔ عدلی عہد کی
 طوائف الملوکی میں راجہ رام چند نے ہاڑ خان کے متنبی بیٹے بجلی خان سے
 چھین لیا تھا۔

سلسلہ جلوس میں اکبر نے اس قلعہ پر چڑھائی کی۔ راجہ رام چند نے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی۔ اور قلعہ بادشاہی ملازموں کے حوالہ کر دیا۔

سلسلہ ۹۹ء میں بادشاہ نے زین خان کو کہہ کر اور راجہ بیربر کو راجہ کے پاس روانہ کیا۔ راجہ نے مع اپنے بیٹے بیربر کے دربار شاہی میں حاضر ہو کر۔ بھاری پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے اُمرائے خاص کے سلسلے میں منسلک کر کے رخصت کیا۔ اور ایک لٹو ایک عمدہ نسل کے گھوڑے رخصت کے وقت مرحمت کیے۔

راجہ رام چند نے سلسلہ جلوس میں وفات پائی۔ اُس کا بیٹا بیربر سلسلہ ۱۰۰ء سے ملازمت شاہی میں داخل۔ اور دربار شاہی میں حاضر تھا۔ اکبر نے اُس کو خطاب ہمارا راجہ سے مفتخر کیا تھا۔ جب راجہ رام چند کے وفات کی خبر معلوم ہوئی۔ اُس کو باپ کا جانشین مقرر کر کے نہایت اعزاز و احترام سے وطن گور رخصت کیا۔ بیچارہ خوشی خوشی جا رہا تھا۔ کہ راستے میں سنگھاسن سے گرا۔ اور خون اُگر اپنے باپ کے پاس جا پہنچا۔ راجہ رام چند کے نوکروں اور رشتہ داروں نے یہ حال سُن کر اُس کے خور و مال بیٹے بکرماجیت کو بلا اجازت بادشاہ کے گدی نشین کیا۔ اور خود مختاری کا دم بھرنے لگے۔ بادشاہ نے راجہ بکرماجیت (بیربر) کو انکی تیبہ پر مامور کیا۔ جب بکرماجیت نے بکرماجیت کا بہت سا ملک فتح کر کے قلعہ باندھو کا محاصرہ کیا۔ ان لوگوں نے تنگ ہو کر بادشاہ کو عرضی لکھی۔ کہ اگر کسی امیر کو بھیج دیا جاوے تو ہم بکرماجیت کو اُس کے ساتھ خصوصاً من روانہ کر کے قلعہ کو خالی کر دیں گے۔ بادشاہ نے اسماعیل قلی خان کو روانہ کیا۔ اُن لوگوں نے بکرماجیت کو تو بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ مگر قلعہ خالی نہ کیا۔ بادشاہ نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ اور اُس بچے کو اُن کے پاس واپس بھیج کر پھر محاصرہ کا حکم دیا۔ آخر کار

آٹھ مہینے کے محاصرہ کے بعد ۲۲ جلسوں میں قلعہ باندھ دیا گیا۔

۳۰ جلسوں تک کل ملک پر بادشاہی قبضہ رہا۔ اس سال بادشاہ نے راجہ کے پوتے رُجودھن کو جو اس وقت تک نابالغ تھا خطاب راجگی سے موصوف کر کے ملک مفتوحہ کی حکومت سے سرفراز کر دیا اور بہارتی چند کو اُس کا اتالیق مقرر کر کے ساتھ کیا۔

راجہ رُجودھن کے بعد امر سنگھ اُس کا پوتا جانشین ہوا۔ اور ۳۱ جلسوں جاگیر میں حاضر و بار ہو کر عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوا۔ اس کے بعد ۳۲ جلسوں شاہجہانی میں عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھ راجہ رتن پور کی تادیب پر مامور ہوا۔ اور اس مہم کے بعد چھار سنگھ بندیلہ کے تعاقب میں بھی خان موصوف کے ساتھ شریک تھا۔ راجہ امر سنگھ کے مرنے کے بعد انوپ سنگھ اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ ۳۳ جلسوں شاہجہانی میں راجہ پہاڑ سنگھ بندیلہ جاگیر دار چو راگڈھ کے ایک مفسد زمیندار کو اس نے پناہ دی۔ راجہ پہاڑ سنگھ اُسکے صدر مقام ریلوان پر چڑھ دوڑا۔ انوپ سنگھ اُس سے شکست کھا کر پہاڑوں میں جا گھسا۔ اور ۳۴ جلسوں میں صلابت خان صوبہ دار الہ آباد کے ساتھ بارگاہ شاہجہانی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خطاب راجگی سے موصوف کر کے منصب سہناری ذات۔ دوہزار سوار سے سرفراز کیا۔ اور باندھو وغیرہ اُس کے قدیمی حالات جاگیر میں عطا کیے۔

راجہ رام داس کچھواہا

راجہ رام داس کسی بانام و نشان خاندان سے نہ تھے۔ بلکہ اپنے حسن لیاقت اور وت بازو سے حالت افلاس سے امارت کے درجے پر پہنچے۔ ان کا باپ اُروٹ یا اُوت اپنے وطن توتی میں نہایت افلاس اور مصیبت کی حالت میں ایام گذاری کرتا تھا۔

رام داس اول رٹے سال درباری کے ملازم ہوئے۔ اور انہی کے توسل سے بندگان اکبری میں داخل ہوئے۔ اور اپنی حسن قابلیت سے بہت جلد معمولی ملازمن کے زمرے سے ترقی پا کر منصب پانصدی پر سرفراز ہوئے۔ اور جو کام بادشاہ نے سپرد کیا اُسکو خوش قسمتی سے انجام دیا کہ انکی کاروائی بادشاہ کے منقوش خاطر ہو گئی۔ جب مسئلہ جلوس میں اجہ لودر مل مہم پتہ پر مامور ہوئے۔ تو بادشاہ نے انھیں دیوانی کا خلعت عطا فرما کر دفتر شاہی کا تمام کام سپرد کیا۔ رفتہ رفتہ انھوں نے اپنی حاضر باشی اور مزاج شناسی سے بادشاہ کے دل میں ایسا گھر پیدا کیا۔ کہ جو کچھ حضور میں عرض کرتے۔ وہی منظور ہوتا تھا۔ بڑے بڑے راجہ ماراجہ۔ ٹھاکر۔ سردار انکی سفارش سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے۔ اور لاکھوں کڑوروں روپیہ نذر و نذرانہ میں پیش کرتے تھے۔ اکبر آباد میں ہتیا پول دروازے کے سامنے انھوں نے ایک عیثان جو ملی تعمیر کرائی تھی لیکن خود اُس میں نہ رہتے تھے بلکہ ہمیشہ نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے بادشاہ کی چوکی پر حاضر رہتے تھے۔ جب بادشاہ حرم سرا میں تشریف لیجاتے۔ یہ نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے دروازہ پر ٹھکا کرتے تھے۔

مسئلہ میں جب اکبر بیمار پڑے۔ خان اعظم اور راجہ مان سنگھ کے آدمی شاہزادہ خسرو کی ہوا خواہی میں ہتھیار باندھے ہوئے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ چاروں طرف سازشوں کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ خود جہانگیر بھی چپکے سے قلعہ سے نکل کر شیخ فرید بخاری کے گھر جا بیٹھا تھا۔ اس حالت میں راجہ داس نے جہانگیر کی ہوا خواہی میں تمام شاہی کارخانوں اور خزانوں میں اپنے سپاہی متعین کر دیئے۔ اور نہایت جانفشانی اور تندہی سے ایسا انتظام کیا۔ کہ کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائی۔

جہانگیر نے تخت نشین ہو کر دو ہزاری منصب سے سہ ہزاری منصب پر سرفراز کر دیا۔ مسئلہ میں راجہ کا آفتاب اقبال غروب ہونے لگا۔ صحت یہ ہوئی کہ عبداللہ شاہ

فیروز جنگ گجرات کے صوبہ دار ہم دکن پر متعین ہوئے۔ بادشاہ نے راجہ کو تجربہ کار اور سلیم الطبع خیال کر کے خطاب راجگی کے ساتھ خطاب راجہ کرن سے بھی موصوف کیا۔ اور خلعت فاخرہ۔ اور نقارہ اور اسپ و فیل۔ اور قلعہ دارمی رن تہنور سے مفتخر کر کے خان موصوف کے ساتھ کیا۔ اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خان موصوف کے حالات اور احکامات کی نگرانی رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ شجاعت و بہادری کے جوش میں اگر وہ کوئی کام خلاف مصلحت وقت کے کر بیٹھے۔

راجہ رام داس کو یہ خطاب اور اعزاز مبارک نہ ہوا۔ ملک عنبر کی تدبیر عاقلانہ اور شجاعت رستم نے اس فوج کو اٹے پاؤں بگا دیا۔ جہانگیر کو اس شکست سے بہت رنج ہوا۔ اور نہایت غصے سے اُن سب امیروں کی جو اس لڑائی میں شریک تھے تصویریں کھنچوا کر سرد بار ایک ایک تصویر کو ہاتھ میں لیا اور کچھ نہ کچھ غصے کے الفاظ کہے جب راجہ کی تصویر کا نمبر آیا تو اُس کو ہاتھ میں لے کر فرمایا "تو ایک تنگہ یومیہ کار لئے سال کے یہاں نوکر تھا۔ میرے باپ نے تیری تربیت کی۔ اور امارت کے درجے پر پہنچا دیا۔ راجپوتوں میں لڑائی سے بھاگنا سخت عیب ہے افسوس کہ تجھے راجہ کرن کے خطاب کی بھی شرم نہ آئی۔ امید ہے کہ دین دنیا میں نامراد رہے گا۔"

اس شکست کے بعد جہانگیر نے راجہ کو دربار میں آنے سے منع کرا بھیجا۔ اور بالابالامنہائش پر جانے کا حکم صادر کیا۔ راجہ شکستہ دل ہو کر ہم مذکور پر روانہ ہوا۔ اور اُسی جگہ ۳۲ سالہ میں اس دار تاپا ئندار سے سد ہارا۔ پندرہ راینان رنگتہ جلالاً باء میں راجہ کی دستار کے ساتھ سستی ہوئیں۔

راجہ رام داس پنجشش و سخاوت میں بے نظیر تھے۔ ایک ایک لطیفہ پر ہزاروں لاکھوں روپیہ بخش دیتے تھے۔ ہزاروں برہمن۔ بھاٹ۔ چارن۔ (شاعر) گوئے سازندہ انکی سرکار سے وظیفہ پاتے تھے جس کسی کو ایک مرتبہ اُن کی سرکار سے انعام مل گیا۔

وہ ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ ہر سال اُسی تاریخ پر وہ آتا۔ اور اُن کے خزاہی سے بلا کے لئے اپنا وظیفہ گنا لیا کرتا تھا۔ خزاہی کو حکم تھا۔ کہ ہر سال پوچھنے گھننے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ راجہ کو چوسر کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ دو دو رات دن گزر جاتے تھے۔ مگر بازی نہ ٹھہرتی تھی۔ اکبر نے کشمیر میں ایک پُر فضا موضع انچ راجہ کو عطا کیا تھا۔ راجہ نے اُس مقام پر عایشان اور نفیس عمارتیں۔ باغ اور حوض تعمیر کرائے تھے۔ جہاں گیسو کی نسبت لکھتا ہے "رام داس در دامن کوہ و فراز چشمہ عمارات۔ و حوضها ساخته۔ بے تکلف سرسبز است۔ در غایت لطافت و نفاست۔ آبش در کمال صفا و عذوبت ماہی بسیار دروشتناورد۔"

در تہ آبش ز صفاریگ خورد کور تواند بدل شب شمرود

راجہ رام داس کا بیٹا من داس بادشاہی منصب دارون میں تھا۔ ستلہ جلوس اکبری میں بادشاہ سے رخصت لے کر وطن گیا۔ وہاں اوبا شوخی صحبت میں بیٹھ کر عایاں ظلم و ستم کرنے لگا۔ باپ نے بیٹے کی شکایت بادشاہ سے کی۔ بادشاہ نے شاہ قلی خان کو حکم دیا کہ اپنے نوکروں کے ذریعے سے اُس کو گرفتار کر کر دربار میں پیش کرے۔ شاہ قلی خان نے اپنے آدمی بھیجے۔ اُس نے اُن کا مقابلہ کیا۔ اوپر مارا گیا۔ جب باپ کو معلوم ہوا۔ بہت صدمہ ہوا۔ کئی دن گھر سے نہیں نکلا۔ بادشاہ کو بھی رنج ہوا۔ تعزیت کے واسطے راجہ کے مکان پر گئے اور بہت تسلی اور تشفی کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔

دوسرا بیٹا دلبر رائے بھی شاہی ملازمت میں تھا۔ اور ترقی کر کے امارت و سرداری کے مرتبے پر پہنچا۔ لیکن عین نوجوانی کے عالم میں باپ کو داغ مفارقت دے گیا۔

قرن دہس
پچواہ

الہ نون
پچواہ

رے رے سنگھ بیکانیری

رے رے کیان مل راٹھور والی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ سلسلہ جلوس اکبری میں باپ کے ساتھ ملازمت اکبری میں منسلک ہوا۔ سلسلہ جلوس میں جبکہ بادشاہ گجرات تشریف لے گئے۔ رے رے سنگھ کو گجرات کی سرحد پر متعین کیا۔ کہ باغیوں کو گجرات سے اس طرف کے ملک میں نہ گھسنے دے۔ جب ابراہیم حسین مرزا سرنال کی لڑائی میں شکست کھا کر ناگور کی طرف آیا۔ رے رے سنگھ نے خبر پاتے ہی اُسے دم لینے کی فرصت نہ دی اور مع فرخ خان وغیرہ اُمرے ہمراہی کے اُس پر جاگرا۔ ابراہیم حسین مرزا شکست کھا کر بھاگ گیا۔

سلسلہ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر نے رے رے سنگھ کو پہلے سے روانہ کر دیا تھا اس مہم میں شریک ہو کر اُس نے اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے۔ اور مورخ حسین ہوا۔

سلسلہ جلوس میں شاہ قلی خان کے ساتھ چند ریسین پسر راجہ مال دیو کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اُس کو دباتا ہوا قلعہ سوانا میں محصور کر دیا۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا۔ فوج کو محاصرہ پر چھوڑ کر دربار میں حاضر ہوا۔ اور تازہ دم فوج ساتھ لیکر واپس گیا لیکن قلعہ بہت مضبوط تھا۔ فتح نہ ہو سکا۔ سلسلہ جلوس میں اکبر نے شہباز خان کنہوہ کو اس مہم پر مامور کر کے اسے واپس بلا لیا۔

اسی سال ترسون محمد خان کے ساتھ زمیندار جالور اور سروہی کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ اور دونوں کو تدبیر کے زور سے زیر کر کے دربار شاہی میں روانہ کیا۔ اس کے بعد سید ہاشم بارہ کے ساتھ قصبہ نادوت سرحد اُدے پور پر قیامات ہوا۔ جب زمیندار سروہی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن چل دیا۔ یہ پھر اسکی تادیب پر مامور ہوا۔

اور قلعہ بابو گڑھ کو فتح کر کے حسب حکم واپس آیا۔

۲۶۔ جلسہ جلوس میں محمد حکیم مرزا کے جو اکبر کا سوتیلہ بھائی اور کابل کا حاکم تھے۔ ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر گرم ہوئی۔ اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا۔ اول رائے سنگھ کو بہت سے منصبداروں ہاتھیوں۔ اور سامان جنگ کے ساتھ روانہ کیا پھر سے خود بھی روانہ ہوئے۔ محمد حکیم لاہور تک آ کر پھر گیا۔ اکبر نے راجہ مان سنگھ اور رائے سنگھ کو شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ اور ان کے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوئے۔ اس فوج نے کئی خونریز معرکے مار کر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست دی۔ جب کابل میں پہنچے۔ آخر بھائی ہی تھا۔ خطا معاف کی۔ اور دوبارہ ملک بخشی کر کے واپس چلے آئے۔ راستے میں رائے سنگھ کو صوبہ پنجاب میں تعینات کر دیا۔

۲۷۔ جلسہ جلوس میں اسماعیل قلی خان کے ساتھ بلوچوں کی تنبیہ پر مامور ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں اکبر نے اس خاندان سے بھی سلسلہ قرابت قائم کرنا مناسب سمجھا۔ رائے سنگھ کی دختر نیک اختر کی خواستگاری شاہزادہ تسلیم کے واسطے کی۔ رائے سنگھ نے بھی اکبر کی محبت میں کچھ عذر نہ کیا۔ اور نہایت خوشی اور دھوم دھام کے ساتھ اپنی لڑکی کا عقد شاہزادہ تسلیم کے ساتھ کر دیا۔ اور ساعت سعید میں یہ بیکانیری بیگم مجلس شاہی میں داخل ہوئی۔

۲۸۔ جلسہ جلوس میں رائے سنگھ رخصت لے کر بیکانیر گئے۔ اور ۳۰۔ جلسہ جلوس میں وہاں سے واپس آ کر خانخانان مرزا عبد الرحیم خان کی کمک پر ہم ٹھٹھ میں مامور ہوئے۔ ۳۱۔ جلسہ جلوس میں راجہ رام چند گھیلہ مر گیا۔ بادشاہ نے اس کے بیٹے بیر چند کو جو رائے سنگھ کا داماد تھا خلعت حکومت باندھو وغیرہ عطا کر کے دربار سے روانہ کیا۔ بیچارہ سنگھاسن پر سوار جا رہا تھا۔ کہ راستے میں اس پر سے گر پڑا۔ اور خون ڈال کر ہزاروں امیدیں لیتے ہوئے ملک عدم کو سدھارا۔ اکبر کو بہت رنج ہوا تعزیت کی واسطے

رہے سنگھ کے مکان پر تشریف لیکئے۔ بہت تسلی بخشی کی۔ اور نوازش ہائے شاہانہ سے سر بلند کیا۔

رہے سنگھ کے ایک نوکر نے کسی غریب کو ستایا۔ وہ روتا پٹیتا دربار شاہی میں آیا۔ رحم دل بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری۔ اُس نوکر کو رہے سنگھ سے طلب کیا۔ انھوں نے اُسے بہکا دیا۔ اس قصور میں چند روز تک مورد عتاب رہے۔ پھر قصور معاف ہو گیا۔ جب ہم دکن کی روانگی کا حکم ہوا۔ اکبر آباد سے چل کر راستے سے بیکانیر کو مڑ گئے۔ بادشاہ نے کئی فرمان بھیجے صلاح الدین سے زبانی کہلا بھیجا کہ اگر دکن جانا منظور نہیں ہے تو دربار میں حاضر ہو۔ لیکن یہ نہ دکن گئے۔ نہ دربار میں آئے۔ اکبر ناز برداری کے اوصاف میں بے نظیر تھے۔ کچھ نہ بولے۔ آخر کار جب کبر کی ناز برداری حد سے گذر گئی تو پشیمان ہو کر خود بخود دربار میں آ موجود ہوئے۔

سہ ماہہ جلوس میں شیخ ابو الفضل کے ساتھ ہم ناسک پر متعین ہوئے۔ اسی عرصے میں اُنکے بیٹے ولیپ سنگھ نے بیکانیر میں شورش برپا کی۔ یہ بادشاہ سے اجازت لے کر بیکانیر روانہ ہوئے۔ اور بیٹے کو ساتھ لے کر سہ ماہہ جلوس میں واپس آئے۔

سہ ماہہ جلوس میں شاہزادہ تسلیم کے ساتھ ہم رانا پر متعین ہوئے۔ رہے سنگھ اکبر کے آخری عہد تک منصب چھانڈاری پر سرفراز تھے۔ جاگیرتہ تخت سلطنت پر جلوس فرما کر منصب پنجہزاری پر سر بلند کیا۔ جب شاہزادہ خسرو باپ سے باغی ہو کر پنجاب کی طرف بھاگا۔ جاگیر اُس کے نقاب میں خود پنجاب روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت رہے سنگھ کو اکبر آباد میں چھوڑ کر حکم دیا۔ کہ جس وقت بیگمات طلب ہوں اُنکی سواری کے ہمراہ آنا۔ جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا۔ یہ سواری کے ہمراہ اکبر آباد سے روانہ ہوئے جب متھرا پہنچے۔ مختلف افواہیں سنیں اور بیکانیر کو سیدھے ہوئے۔ بادشاہ نے تنبیہ کے واسطے فوجیں روانہ کیں۔ سہ ماہہ جلوس میں

نہایت پشیمان اور غمزدہ ہو کر ہاتھ باندھے ہوئے دربار میں چلے آئے۔ امیر الامرا
شریف خان نے جہانگیر سے بہت سفارش کی۔ باہمت بادشاہ نے قصور سزا
کر کے پھر منصب پنجہزائی پر بحال کر دیا۔ سب سے جلوس میں وفات پائی۔ ولیپ سنگھ
اور سورج سنگھ دو بیٹے تھے دونوں کا حال علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ رائے سنگھ جھالا

علاقہ گجرات کے کسی مقام کا راجہ تھا۔ نوجوانی کے عالم میں برات لیکر اپنی
شادی کرنے گیا تھا جب دو لہن کا ڈولالے ہوئے نقارہ بجاتا ہوا ہنسی خوشی واپس
آ رہا تھا تو جتا راجہ کچھ کے چچا زاد بھائی کے ملک میں سے ہو کر گذر رہا تھا جب دھوم دھام
اور شان و شوکت سے اُس کے محلوں کے پاس سے برات گذری تو جتا کا پیام
آیا۔ کہ ہمارے محلوں کے قریب نقارہ نہ بجاؤ اور دو دروازے بند کرو۔ اور اگر مرد ہو۔
تو تلوار نکالو۔ اور لڑو۔ اگرچہ اس ہم عشرت میں ہم جنگ کا ساز و سامان موجود تھا
مگر بہادر دولہا لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور جہاں تھا وہیں تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ تو جتا
بھی اپنی فوج لیکر آ موجود ہوا۔ بڑا سخت رن پڑا۔ جب جتا نہایت بہادری سے لڑ کر اپنی
جہالت اور حماقت کی سزا کو پہنچا۔ یعنی مارا گیا۔ تو اُس کا چھوٹا بھائی راجا صاحب
آیا اور وہ بھی بہت جلد اپنے بھائی سے جا ملا۔ راجا تو عین قدیم سے رسم چلی آتی ہے
کہ لڑائی کے موقع پر جب جوش میں آتے ہیں تو تلواریں ہنوت کر اس خیال سے
گھوڑوں سے کود پڑتے ہیں کہ شاید گھوڑا بے قابو ہو کر لے بھاگے۔ یا سواری کی حالت
میں اپنی نیت بدل جائے۔ اس لڑائی میں فریقین کے بہادر اسی طرح اپنی جانوں
سے ہاتھ دھو کر میدان جنگ میں اتر پڑے تھے جب دولہا اور اُس کے رفیق
قتیاب ہو کر موچون پرتاؤ دیتے ہوئے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ سپاہ غلو کے

پیا دون کو جو کھوڑے لئے کھڑے تھے خوش آیا۔ اور کھوڑوں کو چھوڑ کر تلوار میں سوت لیں۔ اور ان سواروں پر جا پڑے۔ ایسا سخت مقابلہ ہوا۔ کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی۔ کسی نے کسی کو نہ پہچانا کہ کس کی لاش کہاں رہی۔ دو لہا زخموں سے چور ہو کر گر پڑا۔ برات کے جو آدمی بچ رہے وہ دُہن کا ڈولالے کرا اپنے ملک میں جا پہنچے۔ راجہ کی کئی رایان سستی ہو گئیں۔ مگر دُہن کو اپنے دو لہا کے مارے جانیکا پورا یقین نہ تھا۔ وہ سستی نہ ہوئی۔ اور پریشانی کی یاد میں اپنی زندگی بسر کرنے لگی۔

آب دو لہا کی سینے۔ وہ زخموں سے چور لاشوں میں پڑا سسک رہا تھا۔ رات کو ایک جوگی اُدھر سے گذرا۔ اور لاشوں میں اُسکو سسکتا پا کر اپنی جھوپڑی میں اُٹھالے گیا۔ زخموں کو دھویا مرہم پٹی کی حیات مستعار باقی تھی بچ گیا۔ اور چند روز میں تندرست ہو کر یہ احسان کا بندہ جوگی کا چیلہ بن گیا۔ ۱۹۔ برس تک اُسے شہ سے اتب چیلہ بنا ہوا اور جوگی جی کی خدمت کرتا ہوا جنگلوں اور پہاڑوں میں مارا مارا پھرا۔

مرزا عبد الرحیم خان خانان جن کی امارت و دریا دلی کے کارنامے اب تک بچچہ کی زبان پر ہیں امیروں سے زیادہ فقیروں اور غریبوں کے یار تھے۔ ان کی دیادلی سرکار میں امیرِ غریب۔ جوگی۔ سب برابر تھے۔ ۱۹۹۵ء میں جبکہ وہ گجرات کی مہم میں مصروف تھے۔ کسی مقام پر جوگی جی بھی دشمن نصیب ہوئے۔ جوگی جی اُن سے ملکر ایسے خوش ہوئے کہ اپنا اور چیلے کا سب حال کہ سنایا۔ خان خانان بہت خوش ہوئے۔ دونوں کو بہت اعزاز و احترام سے اپنے پاس رکھا۔ جب ۱۹۹۵ء میں دربار میں آئے تو گجرات اور دکن کے دوسرے تھانوں کے ساتھ گزوا اور چیلے کو بھی بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اکبر راجہ کی عجیب و غریب کہانی کو شکر بہت منظور ہوا۔

دونوں کو بہت خاطر داری سے رکھا۔ چیلے کو خلعت شاہی پہنوا کر پھر راجہ راتے سنگھ بنایا۔ اور ملازمان خاص کے سبک دین منسلک کر کے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ وطن کو رخصت کیا۔

جب راجہ راتے سنگھ اپنے گھر پہنچے۔ سب عزیز و قریب جمع ہوئے۔ دیکھ کر پچھا بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ سمجھ لو کہ رانی کے دل میں محبت کا کیا عالم ہو گا۔ مدتوں کے بچھڑے ملے۔ راجہ نے راج سنبھالا خیر خواہان دولت نے شکر اُسی کے ساتھ خانخانان اور اکبر کے شکرانے ادا کیے۔ اور ہمیشہ اطاعت و فرمان برداری کرتے رہے۔

راجہ روزافزون

اس کا باپ راجہ سنگرام صوبہ بہار کے مقام مہد کا فرمان روا تھا۔ اکبر کے عہد میں جب شہباز خان کنہوہ صوبہ بنگالہ اور بہار میں متعین تھا۔ کسی موقع پر اُس کا گذر قلعہ مذکور کے قریب ہوا۔ اُس نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ راجہ نے اپنے آپ کو کمزور پا کر قلعہ شہباز خان کے حوالے کر دیا۔ اگرچہ وہ ملازمت اکبری میں شامل نہیں ہوا۔ مگر وقت پر ہمیشہ صوبہ داران بنگالہ اور بہار کی کمک پر حاضر ہوتا تھا۔ پہلے سال جلوس جہانگیری میں جہانگیر قلی خان ناظم صوبہ بہار نے کسی بات پر خفا ہو کر اُس کے ملک پر فوج کشی کی۔ راجہ سنگرام اس فوج سے لڑ کر مارا گیا۔ اور اُس کا تمک صوبہ بہار میں شامل کر دیا گیا۔

راجہ سنگرام کا بیٹا روزافزون اُس وقت خور و سال تھا۔ جہانگیر قلی خان نے اُس کو دوبارہ میں بھیج دیا۔ بادشاہ نے اُس کو اپنے پاس رکھا۔ تعلیم تربیت کے واسطے اعلیٰ درجے کا انتظام کر دیا۔ وہ بالغ ہو کر مسلمان ہو گیا۔ مسلمہ جلوس میں جہانگیر

ایک ہاتھی اور خلعت مرحمت کر کے اُس کا موروثی ملک اُس کو مرحمت فرمایا۔
اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا۔

راجہ روزا فرزون جہانگیر کے اخیر عہد تک منصب ہزار و پانصدی ذات۔
ہفتصد سوار پر سرفراز تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی میں مہابت خان کے ساتھ
صوبہ کابل میں تھے۔ اس کے بعد چار سنگھ بندیہ کی تہنیت پر مامور ہوا۔
سہ جلوس میں شاہزادہ ہتھاج کے ساتھ ہم دکن پر تعینات ہوا۔ سہ جلوس
میں منصب دو تہزاری ذات ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اور اسی سال وفات پائی۔
راجہ روزا فرزون کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اُس کے بیٹے بہروز کو خطاب
راجگی سے مفتخر کر کے باپ کا جانشین مقرر کیا۔ سہ جلوس میں ہم ملخ و بدخشان میں
مامور ہوا۔ سہ جلوس میں منصب ہفتصدی ذات۔ پانصد و پچاس سوار پر سرفراز ہوا۔
اخیر عہد شاہجہانی میں ہفت صدی ذات۔ ہفت صد سوار پر سر بند ہوا۔ سہ
جلوس عالمگیری میں انتقال کیا۔

سر بند رائے۔ رام راج۔ راو رتن ہاڈا

راو بھوج ہاڈا کا بیٹا تھا جب راو بھوج پر جہانگیر کا عتاب نازل ہوا تو باپ کے
ساتھ یہ بھی چند روز تک مور و عتاب رہا۔ سہ جلوس میں حاضر دربار ہو کر تین
ہاتھی پیشکش کیے۔ جن میں سے بادشاہ کو ایک بہت پسند آیا۔ اور اُس کا نام
رتن رنج رکھا۔

جہانگیر نے راو رتن کا قصور معاف کر کے خطاب سر بند رائے سے مفتخر کیا۔
سہ جلوس میں شاہزادہ خورم کے ساتھ ہم رانا پرتھوی ہوا۔ سہ جلوس میں
ہم دکن پر مامور ہوا۔

سلسلہ جلوس میں شاہجہان سار شہید اور سعادت مند بیٹا نور جہان بیگم کے جوڑ توڑ سے مجبور ہو کر باپے باغی ہو گیا۔ جاہت خان اور امرا کو حکم ملا۔ کہ شاہجہان کو گرفتار کر لاؤ۔ راؤرتن بھی اس مهم میں تعینات ہوئے۔ شاہزادہ کے تعاقب میں انھوں نے ایسی کارگزاری دکھائی۔ کہ منصب پنہزاری ذات۔ پنہزار سوار سے ممتاز ہو کر معزز خدمت رام راج سے جو دکن میں بکراجیت کے خطاب کو برابر مرز سمجھا جاتا تھا موصوف ہوئے۔

جب زمانے نے کروٹ بدلی۔ اور شاہجہانی اقبال آفتاب عالم تاب کی طرح چمکا۔ راؤرتن خوف کے مارے اپنے وطن بوندی کو چل دیئے۔ لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر ۸۔ رجب سلسلہ کو دربار میں حاضر ہو گئے۔ شاہجہان نے نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتوں کو بالکل دل سے بھلا دیا۔ اور خلعت و حمد ہر صبح۔ علم و نقارہ۔ اسپہیل مرحمت کر کے منصب پنہزاری ذات پنہزار سوار پر سرفراز کر دیا۔ پہلے سال جلوس میں خانخانان جاہت خان کے ساتھ ہم کابل پرتعین ہوئے۔

سلسلہ جلوس میں بہت سے اُمرا اور منصبداروں کے ساتھ ہم تلنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوئے۔ ہم صرف سلسلہ حسب حکم حضور میں حاضر ہوئے۔ اور بین الدولہ آصف خان کے ساتھ پھر دکن میں مامور کیے گئے۔ بالا گھاٹ میں پہونچ کر بجادی و سلسلہ کو وفات پائی۔

گوئی ناتھ بڑا بیٹا ان کی زندگی ہی میں مر چکا تھا۔ بادشاہ نے اُس کے بیٹے سترال کو ان کا جانشین مقرر کر کے ولایت بوندی اور کنکر معہ پرگنات قرب وجوار کے حجت فرمائے۔ دوسرے بیٹے مادھو سنگھ کو کوٹہ وغیرہ جاگیر میں دیا۔ ان دونوں اور اندر سال ہاڑہ دوسرے پوتے کا چال علیحدہ علیحدہ کھا گیا ہے۔

سلسلہ بہ حال بکراجیت۔ سندھ داس کے حال میں دیکھو۔

روپ چند گوالیاری

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے منصب دار گوالیار کے رہنے والے تھے رہا جلوس
میں قلمہ کانگڑے کی تتخیر ہائے نمایان انجام دیئے۔ اور اس کے صلے میں وطن
کی حکومت پر سرفراز ہوئے۔ بادشاہ نے ازراہ عنایت خسروانہ یہ بھی حکم صادر
کیا۔ کہ گوالیار کی جاگیر کی نصف آمدنی تتخواہ منصب میں سمجھی جاوے۔ اور بقیہ
العام میں محبوب ہو۔ اور بجائے اُس کے تتخواہ میں دوسری جاگیر مرحمت
کی جاوے۔

شاہجہان کے عہد میں سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات شش صد
سوار پر سرفراز ہوئے سلسلہ جلوس میں نجابت خان فوجدار دامن کوہ کانگڑے
نے راجہ سری نگر کی تنبیہ کے واسطے دو ہزار سوار کی بادشاہ سے امداد مانگی۔
بادشاہ نے روپ چند کو اس مهم پر متعین کیا۔ نجابت خان کی نا تجربہ کاری۔
اور ضعف تدبیر نے کام بگاڑ دیا۔ رسد بند ہو گئی۔ اور لشکر بھوکون مرنے لگا۔ راجہ
سری نگر نے اول اپنے وکیل بھیج کر دس لاکھ روپیہ پیشکش شاہی اور ایک لاکھ
روپیہ نجابت خان کو دینے کا وعدہ کر کے عفو تقصیر کی التجا کی۔ اور اس جیلے اور
وعدے وعید اور پیغام و سلام میں جنگ کو دو تین مہینے تک ٹالے رکھا جب
برسات کا موسم آگیا۔ اور چاروں طرف کے راستے بند ہو گئے۔ تو لشکر میں رسد کی
اس قدر کمیابی ہوئی کہ روپیہ کے سیر بھر گہون بھی مشکل سے ملتے تھے۔ اسی عرصے
میں راجہ سری نگر دھوکا دیکر نجابت خان کی فوج پر یکایک آپڑا۔ نجابت خان
سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنا۔ فوراً بھاگ گیا۔ اُس کے بھاگتے ہی سب کے پاؤں
اکٹھ گئے۔ جدھر جس کا منہ اٹھا۔ اُدھر ہی بھاگ نکلا۔ روپ چند کی غیرت مرنے

لنگ فرار کو گوارہ کیا۔ اور نہایت تجاوت و بہادری سے میدان جنگ میں جم کر اپنی جان عزت پر قربان کر گیا۔

راجہ رام داس نروری

اُمراءِ عہد جاگیر سے تھا۔ سلسلہ جلوس میں راجہ جہان سنگھ کا تالیق مقرر ہو کر ہم نگیش پر تعین ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ شاہ جہان کے عہد میں سلسلہ جلوس میں خانخانان مہابت خان کے ساتھ چار سنگھ بیدیہ کے تعاقب پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں راورتن ہاڈھ کے ساتھ ہم تلنگانہ میں شریک ہوا۔ سلسلہ جلوس میں ہمراہ شاہزادہ شجاع قلعہ پر نیدہ (دکن) کو تسخیر کے واسطے روانہ ہوا۔ سلسلہ جلوس میں سید خانبھان بارہ کے ساتھ ہم بیجاپور میں تعینات ہوا۔ اور اس ہم سے فایز ہو کر اپنے اصلی عہدہ قلعہ داری نرور پر واپس ہوا۔ سلسلہ جلوس میں وفات پائی۔ راجہ امر سنگھ نروری جس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔ اس کا پوتا تھا۔

راجہ رائے سنگھ راٹھور

راوا امر سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ گج سنگھ راٹھور کا پوتا تھا۔ اپنے باپ کے ماتھے جانے کے پانچ مہینے بعد ۱۲ ذیقعد ۱۱۵۲ھ کو دربار شاہ جہانی میں حاضر ہوا۔ اور چار ہاتھی پیشکش کیے۔ بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات بہت صد سوار پر سرفراز کیا۔ دوسرے سال یعنی ۱۱۵۳ھ جلوس میں شاہزادہ مراؤ بخش کے ساتھ ہم تلخ و بدیشان پر مامور ہوا۔

۱۱۵۴ھ جلوس میں منصب ہزار و پانچ صدی ذات۔ بہت صد سوار سے متاثر ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ۔ اور ۱۱۵۶ھ جلوس میں شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ

مہم قنصل میں شریک ہوا۔ سولہ جلسوں میں نواب سعد اللہ خان وزیر عظم کے ساتھ
 منہدمی متعلقہ چٹوڑ کی خدمت پر روانہ کیا گیا۔ سولہ مہینہ سموگڈہ کی لڑائی کے بعد
 متحار کے مقام پر بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہو کر خلیل اللہ خان کے ساتھ داراشکوہ
 کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اس کے بعد کچھ کی لڑائی میں شریک ہو کر اپنی شمشیر کے
 جوہر دکھائے۔ اور جب جسونت سنگھ بادشاہی کارخانجات کو لوٹ کر کچھ سے
 بھاگ کر چورپور پہنچا۔ تو عالمگیری نے رائے سنگھ کو ایک لاکھ روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔
 خطاب راجگی سے موصوف اور منصب چار ہزاری ذات چار ہزار سوار سے سرفراز
 کیا۔ اور خلعت اور اسپ و فیل۔ اور شمشیر صرغ۔ اور نقارہ عطا کر کے۔ قبیلہ
 راٹھور کی سرداری اور چورپور کی حکومت کا امیدوار کیا۔ اور چٹوڑ کے مقام
 سے محمد امین خان میرنجوشی کے ساتھ جسونت سنگھ کی سرکونی کے واسطے روانہ کیا۔
 جب ہمارا جہ جسونت سنگھ کا قصور معاف ہو گیا۔ رائے سنگھ حسب الطلب دربار
 میں حاضر ہو کر جنگ دوم داراشکوہ میں شریک ہوا۔ سولہ جلسوں میں مرزا۔ راجہ
 جے سنگھ کے ساتھ سیوا جی بھونسلہ کی تہذیب پر مامور ہوا۔ اور اس مہم کے حسن خدمت
 کے صلے میں خلعت و اسپ اور نقد انعام سے سربلند ہوا۔ اس کے بعد سولہ
 جلسوں میں راجہ موصوف کے ساتھ مہم بجا پور پر متعین ہوا۔

سولہ جلسوں میں شاہنواز محمد عظم کے ساتھ صوبہ دکن میں مامور ہوا۔
 سولہ جلسوں میں جبکہ خانجہان بہادر کو کلکٹاش کی ماتحتی میں صوبہ دکن میں
 تعینات تھا۔ عبدالکریم میانہ کے مقابلہ میں اپنی فوج کی صفیں درست کرتا رہا۔
 کہ فرشتہ اجل نے آدیا اور نہ معلوم کیا مرض پیدا ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں
 کام تمام ہو گیا۔

سولہ دیکھو ہمارا جہ جسونت سنگھ کا حال۔

اورنگ آباد کے باہر راؤ لسا پورہ اُس کا آباد کیلہ ہوا۔ اُس کی یاد گاہ سے باقی ہے۔ راجہ اندر سنگھ راٹھور اُس کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

راجہ رائے سنگھ سید سودیہ

ہمارا جہیم کا بیٹا۔ اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ ۱۷۹۱ء میں شاہزادہ قوڑم رانا امر سنگھ کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ جب رانا سنگھ ہوا۔ شاہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر غوث فقیر کی التجا کی اور اپنے بیٹے جہیم کو شاہزادہ کی مصاحبت میں داخل کیا۔ جہیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے منتخب ہو کر شاہزادہ کے مزاج میں ایسا دخل پیدا کیا۔ کہ اُس کی سرکار کی بہت سی خدمتیں اُس کے سپرد ہو گئیں زمینداران گجرات کی تنبیہ اور مہات دکن اور گونڈوانہ وغیرہ میں اُس کی شجاعت رستمانہ اور شیردلی کا سکہ تمام ہندوستان میں بیچہ گیا۔ جب نور جان بیگم کی حسن تدبیر زمانہ نے شاہجان سے بیوفائی کی۔ تو راجہ جہیم وفاداری میں ثابت قدم رہے۔ اور جانبازی کو حد سے گذار دیا۔ ہر محرمہ میں اپنی جان کو جان نہیں سمجھا۔ جب شاہجان بنگالہ سے الہ آباد کی طرف آ رہا تھا۔ ادھر سے خانخانان مہابت خان اور شاہزادہ پردیز شاہی فوجیں لئے ہوئے جا پہنچے۔ دونوں فوجوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ اور اسی لڑائی میں یہ وفادار بندہ اپنے آقا سے نامدار کی خدمت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر اپنی جان کو حق نمک پر نثار کر گیا۔ خوش نصیب کہ دُنیائے سُرخ و سدا ہوا۔

جب شاہزادہ کا آفتاب اقبال چمکا۔ اور شاہزادگی سے شہریاری کا رتبہ حاصل ہوا۔ پہلے سال جلوس میں ہمارا جہیم کا بیٹا رائے سنگھ دربار میں حاضر ہوا۔ اگرچہ

راجہ بکر ماجیت سندھ اس کا حال دیکھو۔

اُس وقت وہ سچہ ہی تھا۔ مگر قدروانان بادشاہ نے باپ کی جان نشاری اور خدمات کو یاد کر کے بیس ہزار روپیہ نقد خلعت فاخرہ اور سرچھ- اور جہدِ مرمع اور گُل لوزات امارت مرحمت فرما کر منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے مفتخر کیا۔ اور اسی عمر میں خطاب راجگی سے بھی موصوف کیا۔

۱۰۰۰ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر ترقی ہوئی۔ ۱۰۰۰ جلوس میں چھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور ہوا۔

۱۰۰۰ جلوس میں شانزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قندہار پر تعینات ہوا۔ ۱۰۰۰ جلوس میں نقارہ مرحمت ہو کر سعید خان ظفر جنگ کے ساتھ راجہ جگت سنگھ کی تادیب پر مامور ہوا۔ ۱۰۰۰ جلوس میں منصب چار ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہو کر داراشکوہ

کے ساتھ ہم قندہار پر روانہ ہوا۔ ۱۰۰۰ جلوس میں محم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا۔ ۱۰۰۰ جلوس میں منصب پنج ہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد پر سر بلند ہوا۔ اور اورنگ زیب کے ساتھ ہم قندہار میں شریک ہوا۔ ۱۰۰۰ جلوس میں نواب سعد اللہ خان کو ساتھ

محم چٹوڑ پر روانہ ہوا۔ ۱۰۰۰ جلوس میں میر حلیہ معظم خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک پر محم بیجا پور میں متعین ہوا۔ اور اس محم میں شجاعت و کارگزاری کے ایسے جوہر دکھائے کہ ایک لاکھ روپیہ نقد مرحمت ہو کر منصب پنج ہزاری ذات چار ہزار

سوار پر سرفراز ہوا۔ اور خلعت۔ اور شمشیر مرمع۔ اور عربی کھوڑا معہ زین و زین۔ اور ہاتھی۔ اور تہنی عطا ہو کر وطن جانے کی خصمت مرحمت ہوئی۔

۱۰۰۰۰ میں وطن سے طلب ہو کر مارا جہیونت سنگھ کے ساتھ مالوے میں تعینات کیا گیا۔

جنگ اُجین میں مارا جہیونت کے ساتھ۔ لیکن عین حالت جنگ میں اورنگ زیب درماد بخش کی فوج کا غلبہ دیکھ کر کھسک گیا۔ اور بھاگ کر وطن جا پہنچا۔

سموکڈہ کی لڑائی کے بعد رائے سنگھ ملازمت عالمگیری میں حاضر ہو کر خدمات شاہی میں سرگرم ہوا جنگ دوم داراشکوہ کے وقت بادشاہ نے قصبہ تورہ میں جو اس کی جاگیر میں تھا فاضل اسباب اور سیکیات کو چھوڑ دیا۔ اور رائے سنگھ کو انکی حفاظت پر مامور کیا۔ اس کے بعد کچھ کی لڑائی میں شریک ہو کر دلاوری کے جوہر دکھائے۔

سلسلہ جلوس میں راجہ تپے سنگھ کے ساتھ اول سیوا جی بھونسلہ۔ اور شہ میں ہم بجا پور میں شریک ہو کر شجاعت و کارگزاری کا حق ادا کیا۔ اور حسن خدمات کے صلے میں منصب پنہزارشی ذات۔ پنہزار سوار پانصد سوار واسپہ سپہ سے مفتخر ہوا۔

سلسلہ جلوس میں شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ دکن میں تعینات ہوا۔ ۱۶۷۱ء میں جلوس میں وفات پائی۔ مان سنگھ۔ جان سنگھ۔ انوپ سنگھ تین بیٹے تھے جو باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے تینوں کو خلعت مرحمت فرما کر منصب مناسب پر مقرر کیا۔

رائے سنگھ جھالا

شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ سلسلہ جلوس شاہجہانی میں منصب شہنشاہی ذات چار صد سوار پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات چار صد سوار۔ اور سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اور اسی سال خلعت واسپہ مرحمت ہو کر راجہ جگت سنگھ کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں خلعت واسپہ عطا ہو کر شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قندہار پر متعین ہوا۔ ۱۶۷۹ء میں منصب ہزاری ذات۔ ہفت صد سوار پر مفتخر

ہو کر ہم بلخ و چرخان پر تعینات ہوا۔

راجہ روپ سنگھ راٹھور

راجہ کشن سنگھ راٹھور کا پوتا۔ اور ہمارا چھوٹا سنگھ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے اس کو خلعت و اسب عطا کر کے کشن گڈہ کی حکومت پر سرفراز کیا۔ منصب ہزاری ذات۔ ہفت ہفتہ سوار پر مفتخر کیا۔ سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی۔ ہزار و دویست سوار پر سر بلند ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قندھار پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب سہ ہزار تہی ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی۔ سلسلہ جلوس میں نقارہ عطا ہوا۔ اور منصب چار ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر دوسری مرتبہ ہم قندھار میں تعین ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب چار ہزاری ذات دو ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہو کر تیسری مرتبہ شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قندھار میں شریک ہوا۔

سلسلہ جلوس میں منصب چار ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سر بلند ہو کر علائی سعد اللہ خان کے ساتھ قلعہ چٹوڑ کے انہدام کے واسطے مامور ہوا۔ اسی سال پرگنہ مانڈلی گڈہ سرکار چٹوڑ تعین اسنی لاکھ درم جمع کے بادشاہ نے جاگیر میں مرحمت کیا۔

سلسلہ کی جنگ سمو گڈہ میں داراشکوہ نے روپ سنگھ کو اپنی فوج بہاول کا سوار مقرر کیا۔ اس لڑائی میں اس کی جرأت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر قدم بارتا تھا۔ آخر کار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے توپ خانے سے گذر کر صفوں کو چیرتا پھاڑتا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس

جاپوٹھا۔ اور کمال دلیری کے ساتھ اپنی تلوار سے اُس کے ہاتھی کی عماری کے
 رستوں کو کاٹنا شروع کیا۔ اور نگت زیب اس جوان مرد اور پرجوش افسر کی اس
 جسارت اور بہادری کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلا آیا۔ کہ خبردار اس بہادر
 کو نہ مارنا۔ اور زندہ گرفتار کر لینا۔ مگر لڑائی کے ہر لونگ میں جب تک یہ فقہ بادشاہ
 کے مُنہ سے نکلا۔ آنا فانا میں سیکڑوں تلواریں اُس پر پڑ گئیں جنھوں نے اس
 بے نظیر بہادر کا نقش صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

راجہ مان سنگھ راہوڑ اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔

راؤ روپ سنگھ چنداوت

چندراوت پرگنہ رام پور متصل (چتوڑ) کا رہنے والا۔ اور روپ کندپر
 راؤ چاندہ این رائے دُرگاداس سیسودیہ کا بیٹا تھا جب اُس کا چچا زاد بھائی
 راؤ تھی سنگھ لاؤلہ مر گیا۔ تو ہا۔ ریتج لاؤلہ سنگھ کو یہ دربار شاہجانی میں حاضر
 ہوا۔ بادشاہ نے خطاب راؤ سے موصوف کر کے منصب نئے صدی ذات۔ نئے صد سوار
 پر سر بلند کیا۔ اور پرگنہ رام پور جاگیر میں مرحمت فرمایا۔

سختہ میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ ہم بلخ پر مامور ہوا۔ اور نذر محمد خان
 والی بلخ کے مقابلہ میں اپنی بہادری کے کارنامے دکھا کر منصب ہزار و پانصدی
 ذات۔ ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ اس کے بعد قندہار وغیرہ کی مہمات میں شریک
 ہو کر منصب دو ہزار تی ذات۔ ہزار و دیست تلوار پر مفتخر ہوا۔

سختہ جلوس شاہجانی میں لاؤلہ انتقال کیا۔ بادشاہ نے راؤ چاندہ کے
 دوسرے پوتے امر سنگھ کو جس کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔ اُس کا جانشین
 مقرر کیا۔

رتن سنگھ راٹھور

ہمیشہ داس راٹھور جمہایت خانی کا بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی میں منصب چہار صدی دویست سو اور پسر فرارز تھا۔ ۱۷۷۱ء میں باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سواری سے مفتخر ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ فہم بلخ پر مامور ہوا۔ اس کے بعد دیگر خدمات پر مامور ہو کر سنہ ۱۷۸۵ء میں منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سواری سے سر ملند ہوا۔

سنہ ۱۷۸۵ء میں ہمارا جہیونت سنگھ کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے صوبہ مالوے میں متعین ہوا۔ جنگ اُجین میں ہمارا جہیونت سنگھ کے ساتھ تھا۔ اور نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے توپ خانے پر جا پڑا۔ اور وہاں سے گذر کر صفوں کو تہ و بالا کرتا ہوا اورنگ زیب کے ہاتھی کے قریب جا پہنچا۔ اور نہایت بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

راجہ راج روپ

راجہ باسو کا پوتا۔ اور راجہ جگت سنگھ کا بیٹا تھا۔ ۱۷۸۵ء میں ملازمت شاہی میں منسلک ہو کر فوجداری کوہ کانگرہ پر سر فرارز ہوا۔ جب باپ نے بادشاہ سے بغاوت اختیار کی۔ یہ بھی وفاداری میں ثابت قدم نہ رہا۔ اور باپ سے مل گیا۔ جب باپ کا قصور معاف ہو گیا۔ باپ کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا۔

۱۷۸۵ء میں باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سواری پر مفتخر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ اور پرگنہ جتوں کی خاندانی حکومت پر سر فرارز ہوا۔ اسی سال شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ فہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوا۔

اور اس مہم میں اپنی شجاعت و دلاوری کے کارنامے دکھا کر منصب دو ہزاری
ذات - ہزار و پانصد سوار پر ممتاز ہوا۔

۳۱۔ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات - دو ہزار سوار پر ترقی پائی۔
جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات - دو ہزار و پانصد سوار پر سر بلند ہو کر
خلیل بیگ کی جگہ کمرو کا قلعہ دار مقرر ہوا۔

۳۲۔ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات - سہ ہزار سوار پر مفتخر ہو کر شاہزادہ
اورنگ زیب کے ساتھ ہم قندہار متعین ہوا۔ اس کے بعد سلیمان شکوہ پسر دار شکوہ
کے ساتھ صوبہ کابل میں تعینات ہوا۔

۳۳۔ جلوس میں دارا شکوہ کے ساتھ ہم قندھار میں شریک ہوا۔
۳۴۔ جلوس میں کمرو سے دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ اور رخصت
حاصل کر کے جموں روانہ ہوا۔

۳۵۔ میں جب دارا شکوہ سموگڑہ کی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگا۔
راجہ راج روپ حسب اطلب اس کے دہلی اور سہرند کے درمیان میں اس سے
آ ملا۔ لیکن جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان روانہ ہوا۔ صورت حال سے انجام کار
کو سمجھ کر سپاہیوں کے بھرتی کر نیے بہانے سے اس سے جدا ہو کر دریائے بیاس کے کنارے
خلیل اللہ خان سے جو دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور تھا آ ملا۔ اور اس کی سفارش
سے منصب سہ ہزار و پانصدی ذات - سہ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہو کر چاندی
سرحد سری نگر پر اس غرض سے متعین ہوا۔ کہ شاہزادہ سلیمان شکوہ کو کوہستان
سری نگر سے اس طرف نہ آنے دے۔

دارا شکوہ ملتان اور گجرات ہوتا ہوا حسب تحریر ہمارا راجہ حبونت سنگھ امیر
آپو پنجا۔ دھرے اورنگ زیب بھی مقابلہ پر جا پہنچا۔ ۲۹۔ جمادی الثانیہ ۱۱۷۹ھ کو

موضع دیوڑی میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ راجہ راج روپ بھی حسب الطلب اس
 ہم میں آکر شریک ہوا۔ داراشکوہ نے اجمیر کے قرب وجوار کی پہاڑیوں اور گھاٹیوں
 کو اچھی طرح روک کر مورچہ بندی کی تھی۔ اُس کا توپ خانہ بھی اچھی جگہ قائم تھا
 اس وجہ سے دور اندیش اور تجربہ کار اورنگ زیب کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا کہ
 اُس پر حملہ کرے۔ اسی طرح دو تین دن گذر گئے۔ اور صرف توپ اور بندوق
 سے دور دور کی لڑائی ہوتی رہی۔ اسی عرصے میں راجہ راج روپ کے پہاڑی
 سپاہی کو کلا پہاڑی کے نیچے ایک ایسی جگہ دیکھ آئے کہ جہاں سے پیادے سپاہی
 چڑھ کر خالف کے مورچہ پر حملہ کر سکتے تھے۔ راجہ راج روپ نے اورنگ زیب
 کو اس حال کی اطلاع دیکر اول اپنے کچھ پہاڑی سپاہی اُدھر روانہ کیے۔ اور پیچھے
 سے اپنی باقیماندہ فوج لیکر اُن کی امداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اتفاقاً اُس وقت
 اورنگ زیب کے توپ خانے سے توپیں چلنا بند ہو گئی تھیں۔ اس وجہ سے داراشکوہ
 کی فوج کے ایک ہزار سوار راجہ راج روپ پر حملہ کرنے کو اپنے مورچوں سے
 باہر نکل آئے۔ یہ حال دیکھ کر اورنگ زیب کی طرف سے دلیر خان اور شیخ میر
 اپنی فوجیں لیکر ایسے زور سے چھپے کہ داراشکوہ کے مورچوں تک جا پہنچے۔
 خوب گھسان کی لڑائی ہونے لگی۔ شیخ میر جو ہاتھی پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔
 بندوق کی گولی سے تیراجل کا نشانہ ہوا۔ اُس کے ایک ہم قوم سید نے جواس کے
 پیچھے ہاتھی پر سوار تھا۔ بڑا کمال کیا۔ وہ نہایت ہوشیاری سے اُس کے تن بچان
 کو اس طور سے تھامے رہا۔ جس سے دشمنوں کو بلکہ خود اُس کے سپاہیوں تک
 لڑائی کے خاتمہ تک اُس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ ہوا۔ دلیر خان
 نے اُس کے داراشکوہ کے مورچوں میں جا گھسا۔ اسی عرصے میں راجہ راج روپ
 نے کوکلا پہاڑی پر اپنا نشان جا گاڑا۔ راجہ جے سنگھ بھی نہ اپنے فوج

کے مدد کو پہنچ گیا۔ دارا شکوہ کی سپاہ اور خود دارا شکوہ راج روپ اور دلیر خان کی جرات اور دلیری سے ہمت ہار کر بھاگ گئے۔ راجہ جے سنگھ دارا شکوہ کے اتنے قریب پہنچ گیا تھا۔ کہ اگر وہ چاہتا تو اُس کو گرفتار کر سکتا تھا۔ مگر یہ دراندیش راجہ اس موقع کو ٹال گیا۔ اس لڑائی میں اگرچہ بہت سے امیر شامل تھے۔ مگر صاحبِ عالمگیر نامہ اس فتح کو صرف راجہ راج روپ۔ شیخ میر۔ دیس خان بہادر خان۔ راجہ جے سنگھ ہی کی کارگزاری سے منسوب کرتے ہیں۔

ستھ جلوس میں راجہ راج روپ۔ راجہ پرتھی سنگھ والی سری نگر کی تنہیم پر مامور ہوا۔ کیونکہ اُس نے شاہزادہ سلیمان شکوہ کے حوالے کرنے یا اپنے ملک سے نکال دینے سے انکار کر دیا تھا۔ راجہ کے بعد تربیت خان اور رعنا دار خان بھی مدد کے واسطے پہنچ گئے۔ جب پرتھی سنگھ نے اپنے ملک کی تباہی دیکھی تو راجہ جے سنگھ اور راجہ راج روپ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کر دینے کا وعدہ کر کے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور راجہ رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ سلیمان شکوہ کو وہاں سے جا کر لے آیا۔

ستھ جلوس میں راجہ سید شہامت خان کی جگہ سرحد غزنین پر تعینات ہوا۔ اور اسی سال ستھ میں ملک عدم کو روانہ ہوا۔

راجہ راج روپ کا چھوٹا بھائی پہاڑ سنگھ جو باپ کے ساتھ ہم بختان میں شریک تھا۔ آخر سال ستھ جلوس میں مسلمان ہو گیا۔ بادشاہ نے اُس کو مرید خان کے خطاب سے موصوف کیا۔ مدت تک غور بند کی تھانہ داری پر مامور رہا۔ صاحبِ آثارِ الامرا تحریر کرتے ہیں کہ اس وقت تک اُس کی اولاد اُس کے وطن شاہ پور بھروئیں پر جو تارا گڈہ سے پچھم کی طرف واقع ہے۔ قابض چلی آتی ہے۔ اور انہیں سے جو گدھی نشین ہوتا ہو وہ مرید خان کے خطاب سے موسوم کیا جاتا ہے۔

نگر

ن

راجہ سنگھ راٹھور پُر دھان

کیوان راٹھور کا بیٹا تھا۔ ابتدا میں راجہ گج سنگھ راٹھور کی سرکار میں وکیل مطلق تھا۔ سالہ جلوس میں شاہجہان نے خلعت مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات چہار ضد سوار پر مفتخر کیا۔ اور راجہ گج سنگھ کے بیٹے جیسونت سنگھ کا اتالیق مقرر کیا۔ ۹۰ جمادی الثانیہ ۱۰۳۸ھ کو اُس نے ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ سالہ جلوس میں منصب ہزاری ذات شش ضد سوار پر سرفراز ہوا۔ اور سالہ جلوس میں انتقال کیا۔

رائے۔ رایان۔ راجہ رکھنا تھ داس سعد اللہ خانی

راجہ رکھنا تھ داس حساب کتاب۔ معاملہ فہمی۔ اور تحریر و تقریر۔ دیانت و امانت میں بے نظیر الہکار تھے۔ نواب سعد اللہ خان کے عہد وزارت میں اول عام متصدیوں کے زمرہ میں ملازم ہوئے۔ پھر اپنی حسنِ لیاقت کا ردائی۔ دیانت و امانت سے خان موصوف کے منظور نظر ہو کر ترقی کرتے ہوئے اُن کی نیابت پہنچ گئے جو کام اُن کے سپرد کیا گیا اُسے اُنھوں نے نہایت سلیقہ اور شوق سے انجام دیا۔

ستلہ میں کمال کے جوہری (شاہجہان) نے اُن کی کارگذاری سے خوش ہو کر خطاب رائے سے موصوف کیا۔ اور خدمت دیوانی تن کا خلعت مرحمت فرما کر سونے کا قلمدان عطا کیا۔

ستلہ میں خالصہ شاہی کی دیوانی کی خدمت بھی انھیں کو مرحمت ہوئی۔ ان عہدوں پر مامور ہو کر انھوں نے ایسی لیاقت دکھائی۔ کہ انکی کاروائی

بادشاہ کے مقبوض خاطر ہو گئی۔ چنانچہ جب مسئلہ میں نواب سعد اللہ رح
وزیر عظم نے انتقال کیا تو بادشاہ نے انھیں رلے رایان کے خطاب سے موصوفہ
کر کے منصب ہزارتی ذات چار خند سوار پر سرفراز کیا۔ اور کل وزارت کا کام
ان کے سپرد کر دیا۔

شاہجہان کے
عہد کا اصل
واقعہ

اسی سال وقائع بندر سورت سے معلوم ہوا۔ کہ محمد امین حاکم بندر سورت
تشخیص مال و ابواب میں بہت سختی کرتا ہے۔ دربار شاہجہانی سے فوراً اُس کو
جاگیر اور منصب کے ضبطی کا حکم صادر ہوا۔ اور گزربردار متعین ہوا۔ کہ اُس کو
گرفزار کر کے دربار میں پیش کرے۔ جب گزربردار نے اُس کو گرفتار کر کے دیا
میں پیش کیا۔ شاہجہان نے حکم دیا۔ کہ سر بازار اس ظالم کی استین میں سانپ
چھوڑا جاوے۔ چند اُمرانے رحم کی سفارش کی۔ مگر نہایت سختی سونا منظور کی گئی
اُس وقت میں بندر سورت شاہجہان کی بڑی بیٹی جان آرا بیگم کی جاگیر میں تھا
محمد امین کے متعلقین اور دربار کے اکثر متصدیوں نے جب دیکھا کہ کسی طرح
اُس کی جان بچتی نظر نہیں آتی تو بیگم صاحبہ کی خدمت میں نہایت عجز و کج
کر کے سفارشی رقعہ لکھوایا۔ جب یہ سفارشی رقعہ بادشاہ کے ملاحظہ سے گذر آؤا سکے
غیض و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ محمد امین کو توحوالات میں بھیجا اور خود مجلس امین
ہو چکڑی کو بہت بُرا بھلا کیا۔ کہ تم لوگ عدل سے سلطنت نہیں کرنے دیتے باوجود
اس کے کہ بندر سورت تمہاری جاگیر میں ہے مگر تم نے ایسے ظالم ناپاک کی سفارش
کی جس نے محض انہار خیر خواہی کے واسطے میری رعیت کو تباہ و برباد کیا ہے۔
کیا تم کو معلوم نہیں ہے۔ کہ ماگذا رعیت باعث آبادی ملک۔ موجب افزونی
خزانہ و شکرت شاہی ہے۔ کیا ایسے ظلم سے رب العالمین کا غضب نازل نہیں ہو سکتا
شاہزادی صاحبہ کو چونکہ ان حالات کی بالکل خبر نہ تھی۔ ہذا بادشاہ سے معافی چاہی

اور سفارش سے درگزر کی۔ دوسرے روز دربار میں بادشاہ نے محمد امین کو طلب کر کے پھر وہی حکم صادر کیا۔ تمام دربار میں کسی کی اتنی جرأت نہ ہوئی۔ کہ منہ سے ایک لفظ بھی نکالے۔ اسی ستائے کے عالم میں راجہ رگھناتھ داس نے زمین خدمت کی چومی اور نہایت عجز و انکسار سے دست بستہ ہو کر عرض کیا۔ کہ جہاں بادشاہ کے دولت و اقبال کا آفتاب ہمیشہ خط نصف النہار پر ہے۔ اگرچہ ظالم کی سفارش کرنا خود بھی اُس کے ظلم میں شریک ہونا ہے۔ اور جو ایسی شفاعت کرے وہ خود سزا و عقوبت ہے مگر نیکوکانِ عالی یہ تو خیال فرمائیں۔ کہ مظلوم رعایا کا بہت سا روپیہ اس ظالم کے ہتھ ہے جب تک اُس کی تحقیقات ہو کر مظلوموں کا روپیہ واپس نہ ہو جاوے۔ اُس وقت تک اس کے قتل میں تاہل فرمایا جاوے۔ شاہجہان نے اس تقریر کو سن کر محمد امین کو راجہ کے حوالے کیا۔ کہ اس کو محاسبہ کے شکنجے میں کسکر جس قدر روپیہ رعایا سے زیادہ لیا گیا ہے۔ واپس کرا جائے۔ راجہ نے سزا دل متعین کر کے جتنا جتنا روپیہ زیادہ وصول کیا گیا تھا۔ واپس کرا دیا۔ اور راجہ کی اس سفارش سے محمد امین کی جان بخشی بھی ہو گئی۔ اور مظلوم رعایا بھی اپنی داد کو پہونچ گئی۔

ستھ تک راجہ رگھناتھ داس کل دیوانی کا کام انجام دیتے رہے جب سموگڈھ کی فتح کے تیسرے دن اورنگ زیب آگرہ میں داخل ہوا۔ اور رفتہ رفتہ جملہ ارکانِ سلطنت اُس کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو راجہ رگھناتھ داس بھی معہ اپنے کل عملہ کے بارگاہِ عالمگیری میں حاضر ہوئے۔ اور خلعت سے سرفراز ہو کر اسی عہدے پر قائم رہے۔

پہلے سال جلوس میں اورنگ زیب نے منصبِ دوہزار روپا نقد می بخشا۔ دوہزار روپا نقد سوار سے سرفراز کر کے خطابِ راجگی سے مفتخر کیا۔

کجھہ کی لڑائی میں جو شاہزادہ شجاع سے ہوئی اور جنگ دوم داراشکوہ
میں راجہ رگناتھ داس نے قلم کے بجائے تلوار کو ہاتھ میں لیا۔ اور اپنی شجاعت
و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے۔ کہ بادشاہ کے منقوش خاطر ہو گیا۔ کہ وہ قلم ہی
کا دہنی نہیں بلکہ سپاہگری اور سرداری کا بھی جوہر رکھتا ہے۔

سنہ ۱۷۸۷ء تک راجہ وزیر عظم کے عہدے پر سرفراز رہے۔ بادشاہ ان کی
حسنِ لیاقت اور تحریروں و تقریروں کی دانت و امانت کے جوہر سے بہت عزیز
رکھتا تھا۔ اس سال جب کشمیر کی سیر کو چلا۔ تو راجہ کو بھی اپنے ساتھ لے چلا۔
اسی سفر میں کشمیر کے قریب پہونچکر ۱۱۔ ذیقعد سنہ ۱۷۸۷ء کو انھوں نے انتقال کیا۔
عالمگیر نے اس بالیاقت و زیر کے مرنے کے بعد فاضل خان اور اس کے
بعد دوسرے مسلمان امیروں کو اس عہدے پر سرفراز کیا۔ مگر اس نے اپنے
رقعات میں سوائے سعد اللہ خان اور رگناتھ داس کے کسی وزیر کی تعریف
نہیں کی۔ اور اپنے خطوط اور فرمانوں میں شاہزادوں اور امیروں کے نام
لکھے ہیں۔ ان دونوں کی رايوں اور کاموں کو اس طرح لکھا ہے کہ سب لوگ
ان کی پیروی کریں۔ اس پر بھی متعصب مورخ اس پر ہندون کو ملازمت شاہی
سے خارج کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔

اس موقع پر رقصات عالمگیری سے دو رقعوں کا وہ مضمون جو راجہ رگناتھ داس
کے متعلق ہے نقل کیا جاتا ہے۔

رگناتھ سعد اللہ خانی خدمات مالی بہ برادران خود نمیداد۔ و میگفت کہ خانہ
برانداز متصدیان ہمین بلاد اند۔ (رقعت ۱۷۸۷ء رقصات عالمگیری)۔

رگناتھ سعد اللہ خانی در احیانیکہ رقصات دیوانی بود۔ میگفت کہ کا
سرکار دالابہ کسے باید فرمود۔ کہ جوہر کاروانی و دماغ معاملہ آرائی و ہشتہ پاش

یہ خلیل غرض - (رقعتہ رفات مالگیری)۔

رام سنگھ راٹھور

کرمتی راٹھور کا بیٹا۔ اور رانا جگت سنگھ کا بھانجا تھا۔ سولہ جلوس میں اپنے ماموں کی ملازمت ترک کر کے ۱۱۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۰ھ کو دربار شاہجہانی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خلعت عطا فرما کر منصب ہزاری ذاتی ششصد سوار پر فراز کیا۔ سولہ جلوس میں منصب ہزاری ذاتی ہفت صد سوار پر مفتخر ہوا۔ سولہ جلوس میں خلعت واسپ مرحمت ہو کر شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قند ہار پر مامور ہوا۔ سولہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذاتی ششصد سوار پر سربلند ہوا۔ سولہ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ہمراہ ہم بلخ و بدخشان میں متعین ہوا۔ اور اس ہم میں شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر سولہ جلوس میں منصب دو ہزاری ذاتی ہزار سوار پر سرفراز ہو کر قلعہ بلخ کی محافظت پر تعینات ہوا۔ سولہ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذاتی ہزار و دویست سوار پر سربلند ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قند ہار پر روانہ ہوا۔ سولہ جلوس میں منصب سہ ہزار و پانصدی ذاتی ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ سولہ جلوس میں دوسری مرتبہ اور سولہ جلوس میں تیسری مرتبہ ہم قند ہار میں شریک ہوا۔ سولہ جلوس میں خلیل اللہ خان کے ساتھ راجہ سری نگر کی تنبیہ پر مامور ہوا۔

جنگ سموگندہ میں داراشکوہ کے ساتھ تھا۔ اور نہایت شجاعت و بہادری کے ساتھ دشمن کی فوج میں جا گھسدا۔ اور حملہ ہائے مردانہ اور شجاعت رستمانہ سے صفوں کو تہ و بالا کرتا ہوا مراد بخش کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا۔ قریب تھا کہ مراد بخش کو ہاتھی سے گرا لے۔ مگر مراد بخش کی پھرتی اور شجاعت کے سبب

ناکامیاب لڑا ہوا ورنہ اگر کچھ زخمی اور راجپوتوں کے نرغہ میں تھا۔ لیکن ڈھال اپنے ساتھ ہر س کے نیچے کو جو پہلو میں بیٹھا ہوا تھا بجائے ہوئے بڑے استقلال سے بدستور لڑتا رہا۔ اور تاک کر ایسا تیر مارا کہ تیر اجل کا ہو کر اس بہادر پر لگا۔ اور بے نظیر بہادر اپنی بہادری کا نقش چھوڑ کر اسی وقت ملک عدم کو سدھار گیا اور شکوہ کو اس کے مارے جانے کا حال معلوم ہو کر بہت رنج ہوا۔

راجہ رام سنگھ کچھوا ہا

بڑا بیٹا مرزا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کا تھا۔ ہڈی اچھے سنہلہ کو باپ کے ساتھ دربار شاہجانی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ ۵۔ رمضان ۱۰۷۵ھ کو خلعت واسپ مرحمت ہوا۔ ۲۲۔ صفر ۱۰۷۶ھ کو معہ پانسو سواروں کے آنہیر سے آکر لاہور اور کابل کے درمیان میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر فراز کیا اسکے بعد منصب میں متواتر اضافہ ہو کر ۲۰۰ جلوس تک منصب تہ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ اور باپ کے ساتھ خدمات شاہی بجالاتا رہا۔ جنگ سموگڈہ میں دارا شکوہ کے ساتھ تھا۔ جب باپ نے عالمگیری کی رفاقت اختیار کی۔ یہ بھی باپ کے ساتھ دربار عالمگیری میں حاضر ہو کر مورد نوازش ہوا۔ ۳۰۔ جلوس عالمگیری میں سلیمان شکوہ کے لانے کے واسطے سری نگر بھیجا گیا۔ اور وہاں سے سلیمان شکوہ کو لیکر دربار میں حاضر ہوا۔ اور خلعت و انعام سے مفتخر ہوا۔

۳۰۔ جلوس میں سیوا جی مرہٹہ نے صلح ہونے کے بعد اول اپنے بیٹے سنبھا جی کو دربار عالمگیری میں بھیج دیا۔ اس کے بعد مہاراجہ جتونت سنگھ کے ذریعے سے لے دیکھو مرزا۔ راجہ جے سنگھ کا حال۔

راجہ جے سنگھ کا حال

اپنی جان اور عزت کی حفاظت اور حسن سلوک کا وعدہ لیکر دربارِ جشن سالانہ کے موقع پر بادشاہ کو سلام کرنے کے لیے خود اکبر آباد چلا آیا بادشاہ نے رام سنگھ اور مخلص خان کو اُس کے استقبال کے واسطے روانہ کیا۔ اور دربارِ جشن میں اُس کے کھڑے ہونے کو جگہ بھی ایسی معقول دی کہ جو امراء کے خاص کے لئے تھی۔ اور اُسی دن کچھ اور اعزاز و اکرام بھی ہونیوالے تھے۔ اور یہ امر مقرر ہو چکا تھا۔ کہ چند روز حاضر دربار ہر عزت و توقیر کے ساتھ رخصت کر دیا جائیگا۔ مگر سیوا جی کو اپنے کھڑے ہونے کی جگہ اور رسوم درباری کچھ ایسے ناگوار اور اپنی عزت کے منافی معلوم ہوئے کہ اُس نے رام سنگھ کو علیحدہ بیجا کر سخت شکایت کی۔ اور نہایت رنجیدگی کا اظہار کیا۔ بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور بغیر اُن مراسم اعزاز و عنایت کے جو اُس کے واسطے تجویز ہوئے تھے حکم دیا کہ ڈیرہ کو چلا جائے اور رام سنگھ کو حکم ملا کہ اُس کو اپنے قیام گاہ کے پاس جو شہر سے باہر تھا اتار کر نگرانی کرتا رہے۔ اور اُس کے بیٹے سنبھاجی کو جو منصب پنہنڈارنی پر سرفراز ہو چکا تھا۔ کبھی کبھی اپنے ساتھ دربار میں لاتا رہے۔ اور اُس کے بھاگ جانیکے اندیشہ سے فلااد خان کو وال کو حکم دیا کہ اُس کے ڈیرہ کے ارد گرد پہرے مقرر کر دے۔ اور راجہ جے سنگھ کو فرمان لکھا گیا کہ اس معاملے میں جو مناسب جانے پر رپورٹ کرے۔ راجہ جے سنگھ نے جواب لکھا کہ چونکہ میں اُس کے ساتھ عہد کر چکا ہوں اور ہنوز ہم بیجا پور میں مشغول ہوں۔ اگر درگزر کیجاوے تو اس میں میری سُرخروی ہے۔ اور کاروبارِ ہم کے لیے بھی یہ امر مناسب اور قہرین مصلحت ہے۔ اس جواب کے آنے پر بادشاہ نے اُس کی خطا معاف کر کے پھر مٹھوا دیئے۔ اور سنبھاجی پر بھی کچھ اور زیادہ اظہار عنایت کرنے لگا۔ اور ارادہ تھا کہ چند روز بعد خود اُس کو بھی حاضر دربار ہونے کی اجازت دیکر باعزاز و اکرام رخصت کر دیا جائے گا۔ مگر سیوا جی کو اپنی سابقہ حرکتوں کے باعث

ایسی بھاری تھی کہ جب اُس نے دیکھا کہ پرے آٹھ گئے اور رام سنگھ کے بھی
 غفلت خواہ سازش سے نگرانی میں کوتاہی کی تو ۲۷ صفر ۱۱۷۶ء کو بھیس بدل کر
 اگر سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو میں نہ آیا۔ اور آٹھ نومینے کے بعد بڑی بڑی حکومتوں
 اور تدبیروں سے اپنے تعاقب کرنے والوں سے جان بچا کر ماہ ستمبر ۱۱۷۶ء
 میں راجگڑھ جا پہنچا۔

حاکمگیر کو سیوا جی کے اس طرح سے بھاگ جانے سے رام سنگھ پر سازش کا
 شبہ پیدا ہوا۔ اور اُس کو منصب سے محفل کر کے دربار میں آنے کی ممانعت کر دی۔
 ۲۸ محرم ۱۱۷۶ء کو راجہ بھج سنگھ نے برہان پور میں انتقال
 کیا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ رام سنگھ کا قصور معاف کر کے خلعت معہ جہر
 مرصع شمشیر معہ ساز مرصع۔ اسپ عربی معہ ساز طلا۔ فیل معہ جل زر رفت و ساز
 تقوہ مرحمت کیا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے منصب چہار ہزاری ذات۔
 چہار ہزار سوار سے مقہر کیا۔ اور باپ کی گُل جاگیر اُس کو عطا کی۔

اسی سال بنگالہ کی سرحد پر گواہٹی میں آسامیوں نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ
 نے راجہ کو منصب پنہزار تھی ذات۔ پنہزار سوار سے سر ملندہ کر کے اس ہم پر
 مامور کیا۔ اور رخصت کے وقت خلعت واسپ معہ ساز طلا۔ جہر مرصع معہ
 علاقہ مردارید کے مرحمت کیا۔

۳۱ محرم ۱۱۷۶ء میں منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سپہ مقرر ہوئے۔
 ۳۲ محرم ۱۱۷۶ء میں منصب پنہزار تھی ذات۔ پنہزار سوار دو اسپہ سپہ
 پر ترقی ہوئی۔

۳۳ محرم ۱۱۷۶ء میں خلعت واسپ کے ساتھ بیش قیمت جواہرات الغام میں
 مرحمت ہوئے۔ اور اسی سال وفات پائی۔

راجہ
بھولا

راجہ رام سنگھ کا بیٹا کشن سنگھ باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی
میں داخل اور صوبہ کابل میں تعینات تھا۔ ۱۳۱۵ء جلوس میں حاضر دربار
ہوا۔ بادشاہ نے خلعت اور سر پہنچ مرصع حرمت کیا۔ ۱۳۱۵ء جلوس میں خلعت و
اسپنیل اور نقد انعام سے سرفراز ہوا۔ ۱۳۱۵ء جلوس میں باپ کے مرثیے بدل
سے دربار میں حاضر ہوا۔ اور خلعت و جاگیر و خطاب راجگی سے مفتوح ہو کر چار مہینے
کی رخصت لیکر اپنے وطن انہیر کور داندہ ہوا۔ ۱۳۱۵ء جلوس میں کسی خانہ جنگی میں
زخمی ہو کر دو دن بعد ۱۰۔ ربیع الثانی ۱۳۱۵ء کو انتقال کیا۔

راجہ
بھولا

راجہ کشن سنگھ کا بیٹا بشن سنگھ باپ کے مرثیے بعد ۱۵۔ ربیع الثانی ۱۳۱۵ء
کو منصب ہزاری ذات چار زند سوار پر سر بلند ہوا اور خطاب اعلیٰ سے موصوف
ہو کر اول رائٹھوون کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ اسکے بعد اسلام آباد کی فوجداری
پر سرفراز ہو کر ۱۳۱۶ء جلوس میں وفات پائی۔ بادشاہ نے اسکے بیٹے بچے سنگھ
کو خطاب راجہ جے سنگھ کا حرمت فرمایا۔ جو راجہ جے سنگھ سوامی کے نام سے مشہور
ہوئے۔ اُن کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔

رام سنگھ ماڈا

افسر
ماڈا

ماڈو سنگھ ماڈا کا پوتا تھا۔ جب ۱۳۱۵ء جلوس عالمگیری میں جگت سنگھ
مکنڈ سنگھ ماڈا لالہ فوت ہو گیا تو بادشاہ نے کوٹھ کی حکومت پر مکنڈ سنگھ ماڈا کے
بھائی کشور سنگھ کو سرفراز کیا۔ اس کے بعد کشور سنگھ مذکور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے
ساتھ ہم بیجا پور میں متعین ہوا۔ اور اس ہم میں شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر
زخمی ہوا۔ ۱۳۱۵ء جلوس میں شاہزادہ محمد اعظم کے ساتھ ہم حیدر آباد میں مامور ہوا
۱۳۱۵ء میں نقارہ حرمت ہوا اور اسی سال مر گیا۔

بادشاہ نے ذوالفقار خان بہادر کی سفارش سے کوٹھکی حکومت پر اس کے بیٹے رام سنگھ کو سرفراز کیا۔ اور اس کا منصب جو اس وقت تک شش ہندی تھا ہزاری کر دیا۔

رام سنگھ

رام سنگھ نے مرہٹوں کی لڑائیوں میں ذوالفقار خان بہادر کے ساتھ نہایت جانفشانی اور اخلاص سے خدمتیں انجام دیں اور ان کے صلے میں سنگھ جلوس میں نقارہ مرحمت ہو کر سنگھ جلوس میں منصب دو ہزار پانصد فی ذات و سوار سے مفتخر ہوا۔ اور مومیدانہ کی زمیندار می جس کی اس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی۔

عالمگیری کی وفات کے بعد شاہزادہ محمد عظیم شاہ نے اس کو منصب چار ہزاری سے سرفراز کیا۔ وہ شاہزادہ عظیم الشان کی لڑائی میں نہایت مردانگی سے لڑ کر مارا گیا۔

رام سنگھ کے بعد بھی سنگھ اس کا بیٹا کوٹھکی حکومت پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد سید دلاور علی خان اور نواب نظام الملک آصف جاہ کی لڑائی میں یہ دلاور علی خان کے ساتھ تھا جب دلاور علی خان مارا گیا۔ اس کی فوج کے پاؤں اکٹھے گئے۔ مگر اس بہادر نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا۔ اور میدان جنگ میں قدم جا کر خوب لڑا۔ آخر کار مارا گیا۔

رام سنگھ

رگھوناتھ سنگھ سیو دیہ

اول رانا ٹپپہ پور کی سرکار میں ملازم تھا۔ اس کے بعد جلوس عالمگیری میں اس کی ملازمت ترک کر کے دوبار عالمگیری میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کو ہر مرتبہ قیمتی ایک ہزار روپیہ مرحمت فرما کر منصب ہزاری سے سرفراز کیا۔

۲۴۳
مسئلہ جلوس میں تھانہ داری سبب اور امان پر سر بلند ہوا۔

رتن سنگھ عرف راجہ اسلام خان

گوبال سنگھ کا بیٹا۔ اور راؤ امرنگ چنداوت کا پر پوتا تھا۔ ۳۲ سالہ جلوس علیگیری میں جب گوبال سنگھ اس کا باپ ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ اُس نے اپنی جاگیر پر گنہ رام پور کے انتظام کے واسطے بیٹے کو وطن روانہ کیا۔ بیٹا ناخلف نکلا۔ اور ٹھوڑے دنوں بعد باپ سے بغاوت اختیار کر کے خود مختار ہو بیٹھا۔ اور جاگیر کی آمدنی باپ کے پاس بھیجا بند کر دی۔

۳۳ سالہ جلوس میں مختار خان صوبہ دار مالوہ کے ذریعے سے مسلمان ہو کر راجہ اسلام خان کے خطاب سے موصوف ہوا اور خان موصوف کی سفارش سے رام پور کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ ۳۳ سالہ تک نہ صرف پر گنہ رام پور بلکہ قریب جوا کے علاقوں اور صوبہ مالوہ کے مشہور شہر اجین پر قابض رہا جب امانت خان صوبہ مالوہ کا ناظم مقرر ہوا۔ اور اجین وغیرہ پر اپنا دخل کرنا چاہا تو اسلام خان آئین چالیت نہر افوج کے ساتھ لڑائی کے واسطے مستعد ہوا۔ سارنگ پور کے قریب لڑائی ہوئی چونکہ اسلام خان کی پڑبائی سو اُس کے تمام افسر نالان تھے۔ عین حالت جنگ میں پہلوتی کر گئے۔ افوج برسر پیکارتھی وہ تنہا گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھا۔ راستے میں تیراجل کی طرح گولہ لگا۔ اور مر گیا۔ امانت خان فوجیاب ہو کر رام پور کی طرف بڑھا۔ رانیون نے خبر پا کر دو ہاتھی اور کسی قدر زر نقد اُس کے پاس بھیجا۔ کہ راجہ نے جیسا کیا تھا اُس کی سزا پائی۔ ہم بیواؤں پر حملہ کرنا بزرگوں کے طریقے کے خلاف ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے جب امانت خان نے پیغام ستا عالی ہمتی کو کام فرما کر اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اور رانیون کی

راجہ رتن چند

ہوم کا بنیا اور سید عبداللہ خان صوبہ دار الہ آباد کا دیوان تھا جب
 جہاندار شاہ کے عہد سلطنت میں سید عبداللہ خان اور اُن کے بھائی سید
 حسین علی خان نے عظیم آباد کا صوبہ دار تھا فرخ سیر کی رفاقت اختیار کی۔ او
 ۲۳۳ ۱۱ھ میں اپنی اپنی فوجیں لیکر فرخ سیر کے ساتھ جہاندار شاہ کے مقابلے کو
 روانہ ہوئے۔ تو جہاندار شاہ نے راجہ محمد خان نام ایک امیر سید عبداللہ خان
 کی جگہ الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور سید عبدالغفار کو جو شجاعت بہادری میں بے نظیر
 سمجھا جاتا تھا اُس کا نائب مقرر کر کے ساتھ کیا۔ کڑھ مانگ پور کے مقام پر لوگوں نے
 بخشی سید عبداللہ خان کے لشکر اور اس فوج سے مقابلہ ہوا۔ رتن چند بھی تین چار سو
 سواروں کے ساتھ ابوالحسن خان کی کمک پر آمو جو دہوا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔
 آخر میں ابوالحسن خان کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور سیاہیوں نے بھاگنا
 شروع کیا۔ اور میدان جنگ میں صرف ابوالحسن خان اور رتن چند اور تین چار سو
 سپاہی قدم جمائے باقی رہ گئے۔ اور وہ بھی سید عبدالغفار کے لشکر سے محصور
 ہو گئے۔ تو سید عبداللہ خان کے اقبال نے زور مارا۔ عبدالغفار کا قہقہا
 لشکر عظیم کی لوٹ میں مصروف تھا کہ یکایک عبدالغفار کے مارے جانے کی
 خبر مشہور ہو گئی۔ اس خبر کا اڑنا تھا کہ اُس کے لشکر نے اڑنا شروع کر دیا
 ہر چند بہادر عبدالغفار خود چلا یا کہ میں زندہ ہوں مگر لڑائی اور بھاگنے کی ہر ہنگام
 میں کسی نے نہ سنا۔ اس تا سید غیبی کو دیکھ کر رتن چند اور ابوالحسن خان نے
 فتح کے شادیاں بھجوانا شروع کر دیئے۔ بہادر مگر بد قسمت عبدالغفار کو بھی بھاگتے ہی

بن پڑا۔ رتن چند اور ابوالحسن خان موچھون پرتا کو دیتے ہوئے سید عبداللہ خان کے پاس واپس آئے

اس کے بعد جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی میں رتن چند نے خدمات نمایاں انجام دیں۔ فتح کے بعد ۱۲ محرم ۱۱۲۳ھ کو فرخ سیر نے سید عبداللہ خان کو قطب الملک کا خطاب دیکر منصب ہفت ہزاری ذات بہت ہزار سوار دوا سہ اسپہ پر سرفراز کر کے وزیر اعظم اور سید حسین علی خان کو امیر لالہ امر کا خطاب دیکر میر بخش کی عہدے پر سرمنبہ کیا۔ اور رتن چند کو خطاب راجگی عطا کر کے منصب دو ہزاری سے مفتخر کیا۔

رفتہ رفتہ دونوں بھائیوں اور ان کے ساتھ رتن چند کا ایسا اقتدار بڑھا کہ بادشاہ کا نام برائے نام رہ گیا۔ رتن چند کو ایسا غرور اور گھمنڈ پیدا ہوا کہ ہر کام میں دخل دینے لگا۔ دیوان خالصہ دیوان تن سب کا اختیار و مطلق محض ہو گئے۔ مجبور ہو کر عتصام خان دیوان خالصہ اور رائے ریان جہان شاہی دیوان تن نے اپنے عہدوں سے استعفیٰ دیدیئے۔

۲۵ھ میں احمد آباد و گجرات میں ہندو مسلمانوں میں سخت فساد اور کشت و خون ہوا صورت یہ ہوئی کہ ہولی کے ایام میں ایک ہندو نے جو ایسے محلہ میں رہتا تھا جس میں ہندو مسلمان دونوں آباد تھے اپنے مکان کے سامنے کل محلہ کے مشترکہ چوک میں ہولی جلانا چاہی مسلمانوں نے ممانعت کی۔ بڑھتے بڑھتے یہ مقدمہ داد و خان صوبہ دار گجرات تک پہنچا۔ اُس نے اس حجت پر کہ ہر شخص کو اپنے مکان کے سامنے اپنے رسوم مذہبی کے بجالانے کا اختیار حاصل ہے اجازت دیدی اور خوب دھوم دھام سے ہولی جلائی گئی۔ دوسرے دن اتفاق سے بارہ وفات کا دن تھا مسلمانوں نے اُسی حجت پر اپنے مکانوں کے

سامنے فاتحہ کے واسطے گائے کو لاکر بیچ کیا جب ہندوؤں کو یہ حال معلوم ہوا
 اکٹھے ہو کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمان تعداد میں کم تھے۔ بھاگ کر اپنے گھروں
 میں جا چکے۔ ہندوؤں نے قصائی کے لڑکے کو جس کی عمر چودہ پندرہ برس کی
 تھی پکڑ کر اسی مقام پر لاکر بیچ کر ڈالا جب یہ حال شہر کے مسلمانوں اور فوج
 معینہ احمد آباد کے پٹھان سپاہیوں کو معلوم ہوا۔ انہیں بہت جوش آیا۔ اور
 سب اکٹھا ہو کر انصاف کے واسطے قاضی شہر کے مکان پر پہنچے۔ چونکہ
 داؤد خان صوبہ دار کے مزاج میں کپور چند نامی جوہری کو جو اُس کا صاحب
 اور نہایت متعصب آدمی تھا۔ بہت دخل تھا لہذا قاضی نے اُس کے خوف
 سے اس معاملے میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور اپنا دروازہ بند کر کے
 بیٹھ رہا۔ مسلمانوں نے انصاف سے ناامید ہو کر اول قاضی جی ہی پر ہاتھ
 صاف کیا۔ اور اُس کے مکان سے آگ لگاتے ہوئے کپور چند کے مکان
 پر پہنچے۔ کپور چند کو پہلے حال معلوم ہو چکا تھا۔ اور اُس نے بہت سی جمعیت
 اکٹھا کر رکھی تھی غرض کہ فریقین میں بہت کشت و خون ہوا۔ دونوں طرف کے
 ہزاروں آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ تین چار روز تک شہر کے تمام بازاروں
 میں ہڑتال رہی۔ اور فتنہ و فساد کا بازار گرم رہا آخر کار داؤد خان نے بہت
 مشکل سے فساد کو رفع کیا۔ دونوں طرف کے لوگ انصاف کے واسطے
 دہلی روانہ ہوئے۔ داؤد خان نے کپور چند کی خاطر سے قاضی اور دیگر حکام
 شہر سے مسلمانوں کی زیادتی کا محضر مرتب کر کے اپنے دستخطوں کے ساتھ ہندوؤں
 کے ہاتھ دہلی روانہ کیا۔ وہاں اندھیر نگر میچرپٹ راج کا مضمون تھا۔ جنہوں نے
 بھائے انصاف کرنے یا فریقین میں مصالحت کرانے کے بلا فریقین
 کے بیان کئے ہوئے

عبدالعزیز اور شیخ عبدالوحید اور شیخ محمد علی واعظ

اور دوسرے ہمراہی مسلمانوں کو قید کر دیا۔

سنة ۳۱۵ھ میں عنایت اللہ خان اس شرط پر دیوان خالصہ اور دیوان تن مقرر کیا گیا کہ بغیر طلوع اور اجازت قطب الملک اور راجہ رتن چند کے کوئی کام بادشاہ کے سامنے پیش نہ کرے۔ اور رتن چند محالات خالصہ کے انتظام میں دخل نہ دے۔ لیکن یہ قول و قرار قائم نہ رہا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے لکھ جزیہ لئے جائزہ کا حکم حاصل کیا اور رتن چند کے خائن متوسلون کے منصب ضبط اور کم کرنیکی تجویز بادشاہ کی خدمت میں پیش کر کے منظوری حاصل کی قطب الملک نے رتن چند کی خاطر سے ان دونوں حکمون کے اجرا سے انکار کیا۔ اسی عرصہ میں محالات خالصہ کا ایک عامل جو رتن چند کا متوسل تھا زیر محاسبہ ہوا۔ اور صاب میں بہت سارے روپیہ اُس کے ذمے نکلا۔ عنایت اللہ خان نے اُسے قید کیا۔ رتن چند کو یہ امر ناگوار گذرا۔ وہ عامل بھی کسی طرح موقع پا کر قید سے بھاگ کر رتن چند کو پاس جا پہنچا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے یہ حال عرض کیا۔ بادشاہ نے اپنے خاص حکم کے ساتھ سپاہیوں کو اُس کی گرفتاری کے واسطے رتن چند کے مکان پر بھیجا۔ بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل بھی رتن چند نے نہ کی۔ بادشاہ کو اس پر بہت غصہ آیا۔ اور اُسی وقت قطب الملک کو اُس کی برخاستگی کے واسطے لکھا۔ قطب الملک نے بھی اس تحریک کی کچھ پروا نہ کی۔

واہ کیا خدا کی قدرت۔ اور اقبال وادبار کی طلسم کاری ہے۔ ابھی چند مدت پیش جس فتح سیر نے عبد اللہ خان کو قطب الملک بنا کر ہمت نہرا دی تھی منصب پر پہنچا لہو ہی فتح سیر آج ایک معمولی عمدہ دار کو بد خاست کرنے سے محاصرہ ہے۔ امیر خسروؒ نے سچ فرمایا ہے۔ ۵

اقبال را بقا بنود دل پر وہند
 عمریکہ بر غرور گزاری بہا بود
 گرنیسٹ باورث نمین این نکتہ نظر
 اقبال را چہ قلب کنی لا اقبال بود
 غرضکہ اس قسم کی باتوں سے بادشاہ اور بادشاہ گروٹون مین روز بروز کمزور
 بڑھتی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں بھائیوں نے راجہ جیت سنگھ کو اپنا ہمدم و ہمراز
 بنا کر بادشاہ کا کام تمام کر دیا۔ اور ۹۔ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ کو بہادر شاہ کو کوچہ
 ابوالبرکات رفیع الدرجات کو پیش برس کی عمر میں تخت نشین کیا۔ اور جلوس
 کے پہلے ہی دن رتن چند نے معافی جزیہ کا حکم جاری کر دیا۔ رفیع الدرجات
 مرض نسل مین گرفتار تھا۔ ۳۱۔ رجب ۱۱۳۱ھ تک برائے نام سلطنت
 کر کے بیچارہ ملک عدم کو سد بار۔ دونوں بھائیوں نے مشورہ کر کے اُس کے
 بھائی رفیع الدولہ کو اُس کا جانشین قرار دیا۔ اور جب ذیقعد ۱۱۳۱ھ مین وہ
 بھی مر گیا۔ تو ۱۵ ذیقعد ۱۱۳۱ھ کو شاہزادہ روشن اختر کو محمد شاہ کے نام
 سے بادشاہ بنایا۔

فتح تیر کے عہد سے محمد شاہ کے عہد تک اگرچہ نام کے واسطے علیحدہ
 علیحدہ عہدے دار مقرر کیے جاتے تھے۔ لیکن حقیقت مین کل عہدے داران
 مالی و ملکی حشی کہ حکام عدالت تک اپنے آپ کو رتن چند کا نائب سمجھ کر
 اُس کے اشاروں پر چلتے تھے۔ اور صوبہ دار سپہ سالار سے لے کر خوشگوار
 رکابدار و فراش وغیرہ تک کی خدمتوں پر سادات بارہ اور رتن چند کے
 بھائی بند مامور تھے۔ آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی کہ مذہبی محکمہ قضا مین
 بھی رتن چند کی دست اندازی ہونے لگی۔ ایک دن رتن چند نے ایک
 شخص کو سید عید اللہ خان کے سامنے پیش کیا۔ کہ شخص فلان شہر کا قاضی

۱۔ موضحین نے سید عید اللہ خان۔ اور سید حسین علی خان کو اس خطا پر موصوم کیا ہے۔

ہذا کا قند
 ہذا پر

مقرر کیا جاوے۔ اُس وقت اُن کے پاس ایک کشاخ مصاحب بیٹھا ہوا تھا۔ سید صاحب نے اُس کی طرف دیکھا۔ اور سُکرا کر کہا کہ ”میرا رتن چند قاضی بھی تجیز اور مقرر کرتا ہے۔“ اُس مصاحب نے رتن چند کی طرف دیکھ کر کہا کہ ”راجہ جی کیا مالی اور ملکی انتظام سے فارغ ہو گئے۔ جواب امور شرعی کے انتظام میں مشغول ہوئے۔“ ۲۲۔ رمضان ۱۰۸۷ھ کو جمعہ کے دن اکبر آباد میں ایک ہندو عورت کسی مسلمان مرد کے عشق و محبت میں سرشار ہو کر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئی۔ اُس کے رشتہ داروں نے رتن چند کے پاس پہونچ کر شکایت کی۔ رتن چند نے اُسی وقت کو تو ال اکبر آباد کے نام حکم بھیجا۔ کہ اُس عورت کو نہایت ذلت و خواری سے شہر میں تشہیر کر کر رشتہ داروں کے سپرد کر دو۔ اور اُس مرد کو بے ابر و کر کے جلا وطن کر دو جب اس حکم کی تعمیل ہوئی مسلمانوں کو بہت جوش آیا مگر زمانہ رنگ دیکھ کر چپ ہو رہے۔

اس قسم کے واقعات سے جملہ امیر و غریب۔ ہندو۔ مسلمان سخت نالاں اور پریشان تھے۔ اُمرائے تورانی مثل نظام الملک آصف جاہ۔ اور محمد امین خان وغیرہ دونوں بھائیوں اور رتن چند کے اقتدار کی وجہ سے مدتوں خاموش رہے لیکن جب اپنی بربادی دیکھی تو اُنکی بیخ کنی پر آمادہ ہوئے۔ اور سازش کا جال پھیل کر بادشاہ کو ہاتھ پاؤں بھانے پر آمادہ کیا۔ نواب نظام الملک آصف جاہ دکن کا صوبہ دار تھا۔ امیر الٰہمر کسی بات پر اُس سے خفا ہو کر اور بادشاہ کو ساتھ لے کر اُس کی سرکوبی کے واسطے دکن روانہ ہوا۔ ۶۔ ذوالحجہ ۱۰۸۲ھ کو فتح پور سیکری سے ۵۳ کوس آگے کسی جگہ پر مقام تھا۔ جب کوچ ہوا۔ راستے میں میر حیدر خان کاشغری جو ولیری اور مردانگی میں بے نظیر اور اس سازش میں شریک تھا۔ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر عرضی دینے کے بہانے سے امیر الٰہمر کی پالکی کے پاس

ہو بچا۔ جب امیر الامرا اُس کی عرضی کے پڑھنے میں مشغول ہوا۔ اُس نے کمر سے پیش قبض نکال کر اُس کے پیٹ میں دے مارا۔ بچا ریکا اُسی وقت دم نکل گیا۔ نور اللہ خان امیر الامرا کے چچا زاد بھائی نے یہ حال دیکھ کر حیدر خان پر تلووار کا ایسا وار کیا کہ اُسی وقت قاتل بھی مقتول کے پاس جا ہو بچا۔ قریب ہی ایک مغل سپاہی کھڑا تھا۔ اُس نے نور اللہ خان پر ہاتھ صاف کر کے اُس کا بھی کام تمام کر دیا۔ اور آنا فانا میں تین جانیں ضائع ہو گئیں۔ اور نظر عبرت سے دیکھنے والوں کے دل میں دنیا کے مکافات کا خاکہ کھینچ گیا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

ازدور نیفتہ قدح تلخ مکافات زہرے کہ حشیدن نتوانی نچشانے
رتن چند بھی اس شکر میں موجو د تھا۔ امیر الامرا کے مارے جانے کے بعد اُس نے عزت خان اُن کے بھانجے کے ساتھ باو شاہی لشکر اور تورانی امیر کا خوب مقابلہ کیا۔ جب عزت خان مارا گیا۔ محمد امین خان نے اُس سے کہا بھیجا کہ اب فضول لڑنے سے کیا فائدہ ہے بہتر ہے کہ واپس چلے جاؤ ورنہ اچھا نہوگا۔ رتن چند اس پیغام کو سن کر ہاتھی سے اُترا۔ اور پالکی میں سوار ہو کر اپنے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے بچوں اور شہدوں نے پالکی کو جا گھیرا۔ اور اُس کو پالکی سے نکال کر گھونسون اور لاتوں سے مارنا شروع کیا۔ اور ننگا مادر زاد کر کے محمد امین خان کے پاس لے آئے۔ محمد امین خان نے کپڑے پہن کر قید خانے میں بھیج دیا۔ اور تھوڑی ہی دیر میں کل سلطنت مغلیہ کا مالک فیل اقبال سے اتر کر ادیانہ کے گڑھے میں جا گرا۔

از فروغ صبح دولت لے جان غافل مباحش خندہ شیر است لطف آسمان غافل مباحش
رتن چند نے امیر الامرا کے مارے جانے کے وقت ایک سانڈنی سوار کو سید عبداللہ خان کے پاس دوڑا دیا تھا۔ انھوں نے بہت ہاتھ پاؤں پیٹے لیکن

اقبال اپنا چارج ادا کر کے چکا تھا باوجود شجاعت و بہادری کے کچھ نہ ہو سکا۔
۲۲۔ محرم ۱۲۳۱ھ کو بادشاہی فوج سے لڑ کر شکست کھائی۔ اور قید ہو گئے۔
اور حالت قید ہی میں انتقال کیا۔

رتن چند کا پھر کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔ کہ قید ہونے کے بعد اُسکا
کیا حشر ہوا۔

رائے سرجن ہاڈا

ہاڈا چوہان راجپوتوں کی ایک گوت کا نام ہے۔ اس گوت کے
راجپوت ہاڈوتی سرکار رتھنبور مضاف صوبہ اجمیر میں زیادہ رہتے ہیں۔
ہاڈا رانا اُدے سنگھ والی اُدے پور کی عزیز و زمین تھا۔ اور اُس کی طرف سے قلعہ
رتھنبور کا حاکم تھا۔ اس قلعہ کو شیر شاہ نے فتح کیا تھا۔ اور اُس کے بعد حاجی خا
اُس کا غلام وہاں کا حاکم تھا۔ اُس نے اکبری اقبال سے ڈر کر ۱۶۷۷ء میں
اس قلعہ کو رانا کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ رائے سرجن نے اُس میں بہت سے محل
اور مکانات بنوائے۔ باہر بھی دو دروازے تعمیر کرائے۔

پہلے یہ جلوس میں جب اکبر قلعہ چوڑ کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو رتھنبور کے
پرفوج کشی کی۔ یہ قلعہ راجگان سلف کی عالی ہمتی نے پہاڑوں کے پنج میں
جا کر کوہ رن کی چوٹی پر بنایا تھا۔ اس پہاڑ پر بڑے پتھر ہیں۔ اور درختوں میں
چھائے ہوئے ہیں۔ رن پہاڑ کو کہتے ہیں۔ رتھنبور جو شہنشاہ کی پوتی
پہاڑ۔ وہ رائے نام قلعہ تھا۔ مگر حقیقت میں ملک خدائی تھا جس کے گرد کھنچی
ہوئی تھی۔ کہیں فصیلین تھیں۔ کہیں پہاڑوں کی دھاروں پر تھرتھرتی فصیلین
تھیں۔ غرض کہ محاصرہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ بے مدد مون کو کامیابی

ممکن نہ تھی۔ بادشاہ نے اُس کا اہتمام راجہ ٹوڈرل اور قاسم خان میربحر کے سپرد کیا۔ انھوں نے کمال عرقریزی اور بڑے انتظام سے اُس کا بندوبست کیا۔ بہادروں نے دروغین گھس کر اور پاڑوں پر چڑھ کر اونچے اونچے مقام پیدا کیے۔ جن کی بلند سی قلعہ کی عمارتوں کو قمر کی نظر سے گھورتی تھی۔ اُن پر ساٹھ ساٹھ منی توپیں چڑھائیں۔ ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل اور سات سات آٹھ آٹھ سو کماروں نے کھینچا۔ اور اُن پہاڑوں کی چوٹیوں اور دھاروں پر مورچوں میں بجا دیا کہ جہاں جیوٹی کے پاؤں پھسلتے تھے۔ جب ان توپوں کے فیرونا شروع ہوئے۔ تمام قلعہ کے مکانات فرس زمین ہو گئے۔ راجہ چٹوڑ کا حال دیکھ چکا تھا۔ گھبرا گیا۔ اسی عرصے میں ایک دن جبکہ رمضان کی آخری تاریخ تھی۔ بادشاہ فریاد ارشاد فرمایا۔ کہ اگر آج رات تک راجہ یا اُس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہ ہوا۔ تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعہ کے اندر مناویں گے۔ یہ حال سُکر رائے سُرجن کے اور بھی پچھلے چھوٹ گئے۔ بعض ٹھاکروں اور سرداروں کو بیچ میں ڈالا۔ اور دودا۔ اور بھوج اپنے دونوں بیٹوں کو دربار میں بھیجا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر اگر مجھے بھی لے جائے تو میں بھی حاضر ہوا۔

جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے بہت خاطر داری کی۔ دونوں کو خلعت مرحمت ہوئے۔ جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے دربار سے باہر لائے۔ ان کے ایک ہمراہی نے اپنی جہالت سے یہ سمجھا کہ بادشاہ نے ان کے قید کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور لوگ انھیں قید خانے میں لے جاتے ہیں فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا۔ ہر چند راجہ بھگوان داس کے ایک نوکر نے جو وہاں کھڑا ہوا تھا سمجھا یا مگر اُس کو یقین نہ آیا۔ اور مجبوراً نہ حالت میں ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے بارگاہ شاہی کی

طرف دوڑا۔ راستے میں راجہ پورن مل اور دو تین اور آدمیوں کو زخمی اور
 شیخ بہاول الدین مجدد بے یونی کو قتل کر ڈالا۔ یہ حال دیکھ کر مظفر خان کے ایک
 نوکر نے اُس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھ میں کام تمام ہو گیا۔ اس ناگوار
 واقعہ کو دیکھ کر رائے سرجن کے بیٹوں کو بہت خجالت ہوئی۔ اور خوف بھی پیدا ہوا
 کہ اگرچہ نگہ ان کا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے ان کو خلعت پہنوا کر نہایت اعزاز
 اکرام سے رخصت کیا۔ اور حسین قلی خان کو رائے سرجن کے پاس بھیجا۔
 رائے سرجن قلعہ کے باہر تک استقبال کو آیا۔ بہت تعظیم و احترام کیا۔ اور تسلیم
 میں لے جا کر اتارا۔ خان موصوف نے بھی راجہ کی بہت شفقت کی۔ اور اپنے
 ساتھ دربار میں لا کر حضور میں پیش کیا۔ اُس نے سونے کی کنجیاں اور گران ہیا
 بیشکس نذر کی۔ اور تین دن کی ہملت لیکر تیسرے دن قلعہ سپرد کر دیا۔
 اکبر نے رائے سرجن کو منصب و وہزاری پر سرفراز کر کے اول گڈہ کی
 جاگیر عطا فرمائی۔ ستمہ جلوس میں گڈہ کے بجائے چناؤہ کی جاگیر مرحمت ہوئی۔
 اور اُس کے وطن بوندی کی حکومت پر بھی اُس کو سرفراز کیا۔

دور

ستمہ جلوس میں دو دوا بلا حصول رخصت دربار سے چلا گیا۔ اور بوندی
 پہونچکر لوٹ مار شروع کر دی۔ اکبر نے رائے سرجن کو معہ زین خان کو کلکٹاش
 کے اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ کیا۔ ستمہ جلوس میں شہباز خان کنیوہ کی
 سفارش سے اُس کا قصور معاف ہو گیا۔ اکبر نے صوبہ پنجاب میں اُس کو
 تعینات کر دیا۔ ستمہ جلوس میں مر گیا۔

رائے سرجن نے بھی ستمہ جلوس میں انتقال کیا۔ اُس کے دوسرے
 بیٹے رائے تھوچ کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔

راجہ سوچ سنگھ راٹھور

راجہ اوتے سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ مالدیو فرمان روا نے جو دھپور کا پوتا تھا ستمہ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور شاہزادہ مراد کے ساتھ صوبہ گجرات میں متعین ہوا۔

جب شاہزادہ موصوف گجرات سے مم دکن پر مامور ہوا۔ راجہ بھی اُسکے ساتھ روانہ ہوا۔ ستمہ جلوس میں بہادر سپہ مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا۔ راجہ فوج لے کر اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا۔ بہادر بغیر لڑے مارا گیا۔

ستمہ میں مراد نامراد دینا سے سدھارا۔ بجائے اُس کے شاہزادہ دانیال ہم دکن پر مامور ہوا۔ راجہ شاہزادہ موصوف کے ساتھ تعینات ہوا۔ ستمہ جلوس میں میان راجہ دکنی اور ستمہ جلوس میں خداوند خان شہی نظام شاہی کے مقابلے میں مصدر خدات پسندیدہ ہو کر ستمہ جلوس میں شاہزادہ دانیال کی سفارش سے نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا۔

ستمہ جلوس جہانگیری میں دکن سے دربار میں آیا۔ ستمہ جلوس میں منصب چار ہزاری ذات۔ دہزار سوار پر سرفراز ہو کر خان خانان مرزا عبدالرحیم کی کمک پر پھر ہم دکن میں متعین ہوا۔

ستمہ جلوس میں شاہزادہ خورم کے ساتھ ہم رانا پر مامور ہوا۔ اور ہم کے بعد شاہزادہ موصوف کے ساتھ دکن میں تعینات ہوا۔ ستمہ جلوس میں حسب الطلب دربار میں حاضر ہوا۔ جہانگیر نے منصب پنجہزاری پر سر بلند کیا۔ اسی سال رن رات۔ اور سنگار نام دو ہاتھی پیشکش کیے۔ جہانگیر کو رن رات بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اسکی قیمت تشخیص کی۔

اسی سال سوچ سنگھ اور اُس کے بھائی کشن سنگھ میں خانہ جنگی ہوئی۔
 کشن سنگھ مار گیا۔ اس کے بعد راجہ دو ماہ کی رخصت لے کر حیدر پور روانہ ہوا۔
 اور وہاں سے اپنے بیٹے گج سنگھ کے ساتھ دربار میں آکر پھر دکن میں متعین ہوا۔
 اور اُسی جگہ سلسلہ جلوس میں انتقال کیا۔

جہانگیر نے سلسلہ جلوس کے حالات میں اپنی تو زک میں لکھا ہے ”راجہ
 سوچ سنگھ ملازمت میں حاضر ہوا اور ہندی زبان کے ایک شاعر کو اپنے
 ساتھ لایا جس نے میری مح میں شعر موزون کر کے سنائے۔ چونکہ میں نے
 ہندی شاعروں کی زبان سے ایسے تازہ اور عالی مضامین کم سنے تھے لہذا
 اُس شاعر کو میں نے ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ ایک شاعر نے اُن اشعار کے
 مضمون کو اپنی زبان میں اس طرح نظم کیا ہے۔

گر سپر داشتے جہان افروز	شب نہ گشتی ہمیشہ بونے روز
زانکہ چون او نہفتہ افسر زر	بہ نمودی کلاہ گوشہ پسر
شکر کر بعد آچنجان پدے	جانشین گشت این چنین پسر
کہ ز شفقار گشتن آن شام	کس بہ ماتم نہ کر و جامہ سیاہ

گج سنگھ اور سبل سنگھ دو بیٹے راجہ سوچ سنگھ کے تھے۔ گج سنگھ کا حال
 علیحدہ لکھا جائیگا۔ سبل سنگھ شاہی ملازمت میں داخل۔ اور سلسلہ جلوس
 شاہجہانی تک منصب اُصدائی ذات۔ ہشت ہزار سوار سے سرفراز اور
 احمد آباد گجرات میں متعین تھا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ ہزار
 سوار۔ اور سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزاری۔ ہزار و پانچ سو سے سرفراز
 ہوا۔ اور اس سال انتقال کیا۔

اس کا حال کشن سنگھ رٹور کے حال میں دیکھو۔

راجہ سوچ مل

راجہ باسوکا بڑا بیٹا تھا۔ باپ اس کی حرکتوں سے ہمیشہ ناراض رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس کو قید کر رکھا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد جاگیر نے سلسلہ میں منصب دوہراڑی سے سرفراز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ اور باپ کی کُل جاگیر اور وطن کی حکومت پر اس کو مفتخر کیا۔ سلسلہ جلوس میں شاہزادہ خورم کے ساتھ ہم دکن بجا مور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں خلعت و فیل اور کچھوہ مصحح مرحمت ہو کر قلعہ کانگرہ کی تسخیر متعین ہوا۔ سلسلہ جلوس میں نمک حرامی پر کمر باندھ کر اپنی جاگیر کا ٹماک و باکر بیٹھ گیا۔ جاگیر نے راجہ بکر ماجیت کو قلعہ کانگرہ کی تسخیر پر مامور کیا۔ اُس نے اول اس کے پہاڑی ٹماک میں گھس کر شکست پر شکست دی۔ اور قلعہ منو وغیرہ کو فتح کر لیا۔ یہ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہیں مر گیا۔ جاگیر نے اس کے بھائی جگت سنگھ کو جس کا حال علیحدہ تحریر ہو چکا ہے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔

رائے سوچ سنگھ المعروف بہ رائے سوہو رتہ

رائے رائے سنگھ بیکانیری کا چھوٹا بیٹا تھا۔ باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جاگیر نے اس کے بھے بھائی دیپ سنگھ کو جانشین مقرر کیا۔ اور اس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا۔ جب سلسلہ جلوس میں دیپ سنگھ نے نمک حرامی پر کمر باندھ کر بغاوت اختیار کی۔ تو جاگیر نے اس کو اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اس نے بھائی کو شکست دیکر ہکا دیا۔ بادشاہ سلسلہ دیکور رائے دیپ سنگھ حال۔

اس حُسنِ خدمت کے صلے میں منصب میں پانصدی کا اضافہ کر دیا۔
 جہانگیر کے اخیر عہد تک سو راج سنگھ منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار
 سوار تک پہنچا۔ شاہجہان نے پہلے سال جلوس میں علم و نقارہ دیکر
 منصب چار ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار سے مفتخر کیا۔ اور خانچہ بانان
 مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ
 کیا تھا متعین کیا۔ سلسلہ جلوس میں خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔
 سلسلہ جلوس میں ہم دکن میں تعینات ہوا۔ اور خدمات نمایان انجام دیکر
 سلسلہ جلوس میں انتقال کیا۔

سہ سال پھر
 راجہ سنگھ

راجہ سنگھ اور ستر سال دو بیٹے تھے۔ راجہ کرن جس کا حال علیحدہ لکھا
 جائیگا۔ باپ کا جانشین ہوا۔ ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز
 کیا۔ سلسلہ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات شش صد سوار پر سرفراز تھا۔

عہدہ الملک رائے راجہ بکر جیت سندھ داس

ذات کے برہمن تھے۔ اول عام نشیون کے زمرے میں ولی عہد سلطنت
 شاہزادہ خورم کی سرکار میں ملازم ہوئے اور اپنی حُسنِ لیاقت اور تحریر و تقریر
 اور وفاداری کے جوہر سے معمولی محروم کے زمرے سے منتخب ہو کر امارت
 کے درجے پر پہنچے۔ اور میر سامانی کی خدمت پر سرفراز ہو گئے۔ اور جب اس
 عالی ہمت نے دیکھا کہ اس زمانے میں وہی شخص ترقی کر سکتا ہے جو ملک گیری
 کے میدان میں اپنی تلوار کے جوہر اور شجاعت اور بہادری کے کارنامہ دکھائے
 تو قلم کے بجائے تلوار ہاتھ میں لے کر کاغذی میدان سے دلاوری کے میدان
 میں قدم رکھا۔ اور شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ اُسکی کارنامی

اور کچھ دمی شاہزادہ کے مقوش خاطر ہو گئی۔

سلسلہ جلوس جہانگیر میمن جہانگیر نے شاہزادہ خورم کو بڑے ساز و سامان کے ساتھ رانا امر سنگھ کی تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اس مهم میں انھوں نے اپنی دلاوری کے خوب جوہر دکھائے۔ اور رانا کے ملک کو تاخت و تاراج اور اُسکی بنیاد و ملک کے ضعیف کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اور جب رانا بہت تنگ ہوا تو اُس نے عفو و تقصیر کی التجا کی۔ جہانگیر کی اجازت کے بعد یہ معافی کا فرمان لیکر رانا کے پاس گئے۔ اور اپنی حُسن تدبیر اور شیریں کلامی سے اُس وحشی کو رام کر کے معہ کنور کرن اُس کے بیٹے کے شاہزادہ کی ملازمت میں لائے۔ رانا امر سنگھ نے بادشاہ کی اطاعت کا وعدہ کیا۔ اور کنور کرن کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور ہم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے ہوا۔ جہانگیر نے اس خدمت کے صلے میں منصب میں اضافہ کر کے خطاب رائے رایان سے مفتخر کیا۔

سلسلہ جلوس میں جوہر اعتبار اور حُسن تدبیر سے منتخب ہو کر فضل خان کو ساتھ ابراہیم عادل شاہ والی بجاپور کی دربار میں سفارت پر بھیجے گئے۔ اور وہاں پہونچ کر اپنی دانائی اور عقل کی رسائی سے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ پندرہ لاکھ روپیہ نقد اور بہت سے تحفہ تحائف پیشکش میں لیکر واپس ہوئے ابراہیم عادل شاہ ان کے مقرون سے ایسا تحفیہ ہوا کہ علاوہ شاہی پیشکش کے دو لاکھ روپیہ نقد ان کو علیحدہ مرحمت کیا۔ اس روپیہ سے انھوں نے بندر گوہ سے ایک لعل وزنی، اُشقالہ، لُٹرخ جواب و تاب سنگ و رنگ میں بے نظیر تحفہ خرید کر کے شاہزادہ کی خدمت میں پیش کیا۔ شاہزادہ نے اپنی پیشکش کے ساتھ باغچے نذر کیا۔ جہانگیر نے اس حُسن خدمت کے انعام

مقتضیٰ

میں ان کے منصب میں فنی کر کے سب سے معزز خطاب راجہ بکراجیت سے سر بلند کیا۔

سلسلہ میں گجرات کا صوبہ شاہزادہ خورم کی جاگیر میں مرحمت ہوا۔ راجہ بکراجیت شاہزادہ کی نیابت میں وہاں کی حکومت پر سرفراز ہوئے۔ انھیں ملک گیری کا چٹخارا لگ چکا تھا۔ راجہ جام اور راجہ بہارا کے ملک پر جن کے راج صوبہ گجرات کی سرحد سے ملے ہوئے تھے فوج لیکر جا پونچے اور ایسا میدان مارا کہ دونوں تابعدار ہو گئے۔ اور جاگیر کی حکومت کی سرحد سمندر سے جا ملی۔ راؤ بہارا احمد آباد میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چالیں۔ اشرفیان۔ دھنڈار۔ روپیہ۔ ٹوگھوڑے پیش کیے۔

سلسلہ جلوس میں جاگیر نے قلعہ کانگڑے کی تسخیر اور راجہ سوچ مل پر راجہ ہمد کاٹھ باسو کی تادیب پر مامور کیا۔ شہباز خان لودی۔ ہرے ٹرائن ہاڈا۔ رے پرتی چند وغیرہ امر اکوان کی ماتحتی میں ساتھ کیا۔ رخصت کے وقت راجہ نے زمرہ کی تسبیح جس کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی پیش کش کی۔ بادشاہ نے خلعت و شمشیر عطا کر کے بڑہانہ کا پرگنہ جس کی مالگداری بائیس لاکھ دام تھی جاگیر میں مرحمت کیا۔ اس مهم میں راجہ بکراجیت نے بکراجیت کا نام روشن کیا۔ اور اس خطاب کی لاج رکھ لی۔ اول سوچ مل کے ملک پر دھاوا بول دیا۔ اور بہت جلد و غیرہ کو فتح کر لیا۔ سوچ مل اس فوج کی فکر نہ اٹھا سکا۔ بھاگ کر پارٹون میں جا گھسا۔ جاگیر نے اس فتح کا حال سن کر راجہ کے واسطے نقارہ ار سال کیا۔

سلسلہ جلوس میں راجہ کسی مشورے کے واسطے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مشورہ لیکر پھر ممبہ کو رپروا پس گئے۔ اور نہایت سختی سے قلعہ کانگڑے کا محاصرہ شروع کیا۔ اور بڑی ہوشیاری اور تدبیر کے ساتھ غلہ کا جانا قلعہ

میں بند کر دیا۔ اور غنیم کو تہبیر اور شمشیر کے زور سے ایسا تنگ کیا۔ کہ انھوں نے
 یکم محرم سنہ ۸۵۷ کو جان کی امان کا وعدہ لیکر قلعہ راجہ کے حوالے کر دیا۔
 قلعہ کا ٹاڑے کی تسخیر کے بعد راجہ بکر ماجیت کا دربار میں بہت اعزاز و
 احترام ہوا۔ عہدۃ الملک لقب میں داخل ہوا۔ منصب میں ترقی ہوئی۔ خلعت
 و شمشیر اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوئے۔

سالہ جلوس میں دکن میں ملک عثمان نے زیادہ ہاتھ پاؤں پھیلائے۔
 اور بادشاہی علاقہ پر دست درازی شروع کی جہانگیر نے شاہنشاہ خرم کو اس ہم
 پر مامور کیا۔ شاہنشاہ موصوف نے برہان پور پہونچ کر تین ہزار سوار پانچ ہزار
 داراب خان۔ عبداللہ خان۔ خواجہ ابوالحسن۔ راجہ بھیم۔ راجہ بکر ماجیت کی
 ماتحتی میں ملک عثمان کی سرکوبی کے واسطے روانہ کئے۔ اگرچہ اس کل فوج کی
 سپہ سالاری برائے نام داراب خان کے نام تھی لیکن دراصل کل اختیار اور
 انتظام راجہ بکر ماجیت کے ہاتھ میں تھا۔ غرض کہ یہ فوج کئی معرکوں کے بعد
 آٹھویں دن قصبہ کھرکی میں جو ملک عثمان اور نظام شاہی حکومت کا دار الحکومت
 تھا جا پہونچی۔ اور کھرکی کی شاہی عمارتوں کو جڑ سے اکھڑا کر پھکوا دیا۔ ملک عثمان
 تنگ ہو کر نہایت عجز و انکسار سے عفو و تقصیر کی التجا کی۔ اور کل شاہی علاقہ جو
 دیا تھا واپس کر کے چودہ کھروارم اسکی مالگداری کے بابتہ بھی ادا کیئے۔ اس کے
 بعد راجہ نے پچاس لاکھ روپیہ عادل شاہی اور قطب شاہی حکومتوں سے وصول
 کر کے دربار شاہی میں ارسال کیا۔ اور قصبہ مرنی کے پاس ایک نہایت
 مستحکم قلعہ تعمیر کرا کر ظفر نگر کے نام سے موسوم کیا۔ اور حسب اعلم معہ فوج کے
 اس قلعہ میں مقیم ہوا۔

جہانگیر کے عہد سلطنت خصوصاً آخری عہد میں نورجان یکم کل سلطنت کی

صہن

۶۵۰

مالک بنی بھٹی تھیں۔ لوازم سلطنت میں صرف خطبہ میں تو سلیم کا نام نہ تھا۔ باقی سب میں سلیم کا نام شامل تھا۔ سکتہ پر یہ ضرب ہوتی تھی۔

بحکم شاہ جہانگیر یافت صدریور نہام نور جہان بادشاہ سلیم زر اور فرمانوں پر یہ طفرہ ثبت ہوتا تھا۔ حکم علیہ العالیہ نور جہان سلیم بادشاہ پھر بیان تک نوبت پہنچی۔ کہ خود بادشاہ کہنے لگے۔ کہ میں نے سلطنت نور جہان سلیم کو بخش دی مجھے سیر ہجر شراب۔ اور آدھ سیر گوشت کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ جب شاہ جہانگیر کی مستی اور مدہوشی سے اُسے بیاریوں نے گھیرا تو یہ شاہ مزاج اور دور اندیش سلیم ایسی تدبیریں سوچنے لگی۔ کہ جس سے شاہ جہانگیر کے بعد بھی سلطنت اُسی کے قبضہ اور اقتدار میں رہے۔ اُس کی ایک بیٹی شیر گل خان پہلے شوہر سے تھی اُسکی شادی سنہ ۱۰۱۷ء میں شاہ جہانگیر کے سب سے چھوٹے بیٹے شہریار سے کر دی اور اس فکر میں ہوئی کہ شاہ جہان کی جگہ شہریار کی سلطنت کی بنیاد ڈالے۔ اب تک وہ معاملے میں اپنے بھائی آصف خان کے داماد ہونے کی وجہ سے شاہ جہان کی طرفدار تھی اب بقول شخصے۔

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بہ سوئے دیدہ شد شاہ جہان کی جڑ اُکھڑنے کی تدبیروں میں مصروف ہوئی۔ پہلی کوشش یہ ہوئی کہ سنہ ۱۰۱۷ء میں شاہ جہان دربار میں طلب ہوئے۔ کہ ہم قند ہار پر جا کر ملک موروثی کو زیر نگین کریں جب شاہ جہان نے دربار میں حاضر ہو کر اس خدمت کو قبول کر لیا۔ اور یہ دار خالی گیا تو جوڑ توڑ لگا کر دھولپور کے علاقہ پر شہر کو راور شاہ جہان کے امیروں میں تلوار چلوادی۔ اور اس واقعہ کو اس طرح بادشاہ کے گوش گزار کیا۔ کہ بادشاہ کا دل اپنے پیارے بیٹے سے پھر گیا۔ شاہ جہان نے افضل خان اپنے دیوان کو بھیجا۔ اور بہت عجز و انکسار سے عفو و قصیر کی عرضی لکھی۔ یہاں آتے ہی

افضل خان قید ہو گیا۔ بیگم نے بادشاہ کو بہت سالاگ چھا کر کہا کہ شاہجہان کا دل
بہت بلند ہو گیا ہے اسے قرار واقعی نصیحت دینی چاہیے۔ مست مست بادشاہ
نے اپنے عالم میں خدا جانے کچھ ہون ہاں کر دی ہوگی۔ فوراً فوج کو تیاری کا
پہنچا۔ اور امر کو حکم کیا۔ کہ شاہجہان کو گرفتار کر لاؤ۔ بیگم کو معلوم تھا کہ اُس کے
بھائی آصف خان اور مہابت خان میں لاگ ہے۔ اُس نے بادشاہ سے
کہا کہ جب تک مہابت خان سپہ سالار نہ ہوگا۔ ہم کابند و بست نہ ہوگا۔ مہابت خان
نے کابل سے لکھا کہ اگر شاہجہان سے لڑنا ہے۔ تو پہلے آصف خان کو نکال دے
جب تک وہ دربار میں ہے۔ فدوی کچھ نہ کر سکیگا۔ آصف خان فوراً بنگالے
بھیجے گئے۔ مہابت خان سپہ سالار ہو کر شاہجہان کی گرفتاری کے واسطے روانہ
ہوئے۔ پیچھے پیچھے بادشاہ بھی لاہور سے آگرہ چلے۔ غرض کہ یہاں تک نوبت پہنچی
کہ شاہجہان ساسعادت مند اور فرمان بردار بیٹا مجبور ہو کر باپ سے باغی ہو گیا۔
بیگم نے مہابت خان کے ساتھ شاہزادہ مراد کو بھی بھائی کے مقابلے پر
بھیجا۔ کیا ابھی چال تھی۔ کہ دونوں میں جو مارا جائے۔ شہر یار کیلئے ایک
پہلو صاف ہو جائے۔

غرض جب دونوں لشکر چڑا کر قریب پہنچے تو مقابلے کی تیاریاں ہونے
لگیں۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ بادشاہی لشکر میں تھا۔ راجہ بکراجیت
نے جوڑ توڑ لگا کر اُسے توڑ لیا۔ اور اُس نے موقع ملنے پر بادشاہی لشکر کے شاہزادہ
کے لشکر میں چلے آنے کا وعدہ کر لیا۔ اس راز سے سولے شاہزادہ اور راجہ
بکراجیت اور عبداللہ خان کے اور کوئی واقعہ نہ تھا جب دونوں فوجیں مقابل
ہوئیں۔ عبداللہ خان گھوڑا بڑھا کر راجہ بکراجیت کے پاس چلا آیا۔ راجہ بکراجیت
اُسے ساتھ لیکر درآب خان کے پاس گیا تاکہ اس واقعہ کی اُسکو بھی اطلاع ہو جائے۔

جب وہاں سے تین چار گھنٹوں کے ساتھ واپس آ رہا تھا راستے میں فرشتہ
 اجل نے آوایا۔ صورت یہ ہوئی کہ جب عبداللہ خان گھوڑا بڑھا کر راجہ بکراجیت
 سے جاملہ نواز شہ خان پسر سعید خان چٹا جو اُس کے ساتھ فوج ہرادل میں متعین
 تھا یہ سمجھا کہ عبداللہ خان دبا دکر کے فوج مخالف میں جا گھسا ہے۔ اُس کے
 جوش بہادری نے بھی زور مارا۔ اور اپنے سواروں کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔
 راستے میں راجہ بکراجیت سے ٹک بھڑ ہو گئی۔ اس موقع پر راجہ اگر بھاگنا چاہتا
 تو بخوبی بھاگ کر اپنی فوج سے جاملتا۔ مگر اُس نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا اور
 میدان ہمت میں قدم جما کر مقابلہ پر آمادہ ہو گیا۔ کچھ لوگ اور بھی مدد کو آپونے
 اگرچہ اُس نے نہایت شجاعت و بہادری دکھائی۔ مگر موت کا وقت آپونچا تھا۔
 ایسی حالت میں نہ تدبیر چلتی ہے نہ نمٹیر کام دیتی ہے۔ آخر کار فوج مخالف سے
 ایک تیرا کر اُس کی پشیاں پر لگا جس نے تیرا جل کا کام دیکر اس بے نظیر بہادر
 کا نقش صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اُس کے مارے جانے کے بعد دونوں لشکروں
 میں گشت و خون ہوا۔ بڑے بڑے امیر مارے گئے مگر شاہجہان کی فوج کو
 شکست نصیب ہوئی اور وہ راجہ بکراجیت کے مارے جانے اور فوج
 کے شکست کھانے سے نہایت شکستہ دل ہو کر دکن کی طرف روانہ ہوا۔
 راجہ بکراجیت اُس زمانے کے سب سے بڑے منصب پنہزاری سے سرفراز
 تھا۔ افسوس ہے کہ اُس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ اُس کا بھائی کنہو اُس
 انکی پیابت میں صوبہ گجرات کی حکومت پر سرفراز تھا۔

راجہ سارنگ دیو

اُمراءِ عمدہ جاگیر سے تھا سیکھ جلس میں منصب ہفت صدی پر

سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہشت صدی ذات۔ چار صد سوار پر ترقی پائی۔ سلسلہ جلوس میں خطاب راہگی مرحمت ہو کر منصب ہزار و پانصدی ذات شمش صد سوار پر مفتخر ہوا۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں سلسلہ جلوس میں قلعہ عنبر کوٹ کے معرکہ میں دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر قدم مارا۔ اور نہایت شجاعت و بہادری سے دشمنوں کو پسپا کرتا ہوا قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔ آخر کار قلعہ فتح ہو گیا۔ سلسلہ جلوس میں چھار سنگہ بندیدہ کی سرکوبی کے واسطے مامور ہوا۔ پھر کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

راجہ موصوف نہایت ہوشیار عقلمند۔ اور صاحب تدبیر امیر تھا۔ جاگیر کے عہد میں اکثر منصب سفارت پر مامور ہوا۔ اور کار مفوضہ کو نہایت عقلمندی سے انجام دیا۔ پر تھی راج اس کا بیٹا ملازمت شاہی میں داخل اور سلسلہ جلوس میں ہم ملخ و بدخشان میں شریک تھا۔

راجہ سنگرام

جموں کا راجہ تھا۔ سلسلہ جلوس جاگیر میں منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز ہو کر خطاب راہگی سے مفتخر ہوا۔ اور خلعت و فیل مرحمت ہوا۔ سلسلہ جلوس میں پرگنہ جموں جاگیر میں عطا ہوا۔ اور منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار سے سر بلند ہو کر قاسم خان کے ساتھ کانگڑے میں متعین ہوا۔ شاہجہان کے عہد میں سلسلہ جلوس میں قلعہ دولت آباد کے محاصرے میں راوا سلسلہ جلوس میں قلعہ پر نیدہ کی تسخیر میں کار ہائے نمایاں انجام دیئے۔

سنگرام گوٹ

قوم کا گوٹا اور کنور صوبہ مالوہ کا زمیندار تھا۔ سلسلہ جلوس شاہجانی میں خاندوران خان بہادر کے ہمراہ صوبہ مالوہ میں متعین ہوا جب خان موصوف نے قلعہ بھاتا کھیری کا جو بھاگیرتھ بھیل نے قبضہ میں تھا محاصرہ کیا تو سنگرام کے توسل سے بھاگیرتھ مذکور نے قلعہ خان موصوف کے حوالے کر دیا۔

سلسلہ جلوس میں چھار سنگھ بندیہ کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اس مهم کے ختم ہونے کے بعد کینیا زمیندار چاندہ سے پیشکش وصول کرنے پر تعینات ہوا۔ پانچ لاکھ روپہ نقد پیشکش شاہی اور ایک لاکھ روپہ نقد جنس فوج متعینہ کے واسطے وصول کر کے واپس آیا۔ اور دو ہاتھی روپ سنگار۔ اور بھوج نامی بھی پیشکش میں وصول کر کے لایا۔ اور آئندہ کے واسطے یہ قرار پایا۔ کہ کیا ہر سال پانچ ہاتھی۔ پندرہ ہتھنیاں دربار میں بطور پیشکش ارسال کیا کرے یا بالوصف ان کے اتنی ہزار روپہ نقد داخل خزانہ کیا کرے۔ بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب ہزارنتی ذات۔ شش صد سوار پر مرفراز کیا۔ اور خاندوران خان کے ساتھ ہم وکن میں متعین کیا۔ اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ شش صد سوار پر ترقی پائی۔ سلسلہ جلوس میں مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے غلام مارو گوٹ نے اس کے خور و مال بیٹے بھوپت کو قید کر لیا۔ بادشاہ نے سلسلہ جلوس میں خاندوران خان کو اس کی تنبیہ کے واسطے حکم بھیجا۔ اس نے کنور کا محاصرہ کر کے قلعہ فتح کر لیا۔ اور بھوپت کو قید سے چھوڑا یا۔

ستر سال کچھوا

مادھو سنگھ کچھواہ کا بیٹا۔ اور راجہ بھگوان داس کا پوتا تھا۔ اخیر عہد جاگیر
تک منصب ہزار و پانصدی سے سرفراز تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین
خانہ خانان لودی کے ساتھ جہار سنگھ بندلیہ کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ سلسلہ جلوس
مین راجہ گج سنگھ کے ساتھ ممکن مین مامور ہوا۔ اور نظام شاہی فوج کے
مقابلہ مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

بھیم سنگھ۔ انند سنگھ۔ اگرستین۔ عجب سنگھ۔ چار بیٹے تھے۔ بھیم سنگھ اور انند سنگھ
دو بیٹے باپ کے ساتھ سلسلہ جلوس کی ممکن مین شریک تھے۔ اور نہایت
بہادری سے لڑ کر مارے گئے۔ اگرستین کو بادشاہ نے منصب شش صدی ذات
سہ صد سوار سے سرفراز کیا۔ سلسلہ جلوس مین ممکن قند ہار پر مامور کیا۔ سلسلہ
جلوس مین ممکن پنج و پنجستان پر متعین ہوا۔ سلسلہ جلوس مین منصب شش صدی
ذات چار صد سوار سے مفتخر ہوا۔

عجب سنگھ منصب ہشت صدی ذات۔ سہ صد سوار سے سر بلند ہوا۔ اور
خدمات نمایان انجام دیکر سلسلہ جلوس مین انتقال کیا۔

راؤ ستر سال ہاڈا

راؤ رتن ہاڈا کا پوتا تھا۔ اس کا باپ گوپتی ناتھ بہت لاغر مگر اس قدر
شہرور تھا کہ جب درخت کے موٹے موٹے گتھوں کے درمیان مین بٹھکر
پیٹ اور پاؤں کو اڑا کر زور کرتا تو دونوں گتھے ایک دوسرے سے جدا
ہو کر گر پڑتے تھے۔ اسے اسی قسم کی زور آزمائی کا شوق تھا آخر کار انہی

بھیم سنگھ

سی کچھوا

بھیم سنگھ

گوپتی

شہزادیوں سے بیمار ہو کر اپنے باپ کی زندگی ہی میں مر گیا۔
 راؤ شرسال کے مرنے کے بعد بیہیمہ جلوس شاہجانی میں بادشاہ نے
 راؤ شرسال کو جو کوچی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا۔ اُس کا جانشین مقرر کر کے منصب ہزاری
 ذات۔ دو ہزار سوار سے سرفراز کیا۔ اور خطاب راؤ سے مفتخر کر کے بوندی
 اور کنکار و رقبہ دار کے پرگنات جاگیر میں مرحمت فرمائے۔

جب راؤ شرسال بالاگھاٹ سے دربار میں حاضر ہوا۔ چالیس ہاتھی
 پیشکش کیے۔ بادشاہ نے اٹھارہ ہاتھی قیمتی مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول
 کر کے بقیہ ہاتھی راؤ موصوف کو واپس کر دیئے اور خلعت فاخرہ اور علم و
 نقارہ۔ اور اس پر معززین نقرہ کے عطا کیا۔

سلسلہ جلوس میں محاصرہ قلعہ دولت آباد اور سلسلہ جلوس میں تسخیر
 قلعہ پر نیدہ میں شریک ہو کر شجاعت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔
 اور اس کے صلے میں سلسلہ جلوس میں خان زمان خان صوبہ دار بالاگھاٹ
 کا نائب مقرر ہو کر بالاگھاٹ میں متعین ہوا۔

سلسلہ جلوس میں ہم قندہار میں شریک ہوا سلسلہ جلوس میں ممبلی و بدخشان میں ملوث
 ہوا سلسلہ جلوس میں دہان سے واپس آ کر خصصت حاصل کر کے وطن روانہ ہوا۔

سلسلہ جلوس میں واپس آ کر منصب ہزار و پانصدی ذات سے ہزار و پانصد سوار پھر فرما
 ہوا۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قندہار پر تعینات ہوا۔ اور رستم خان اور قلیچ خان
 کے ساتھ محاصرہ قلعہ بست میں نہایت بہادری اور بے جگری سے خدمتیں انجام دیں۔
 سلسلہ جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ اور سلسلہ جلوس میں شاہزادہ داراشکوہ
 کے ساتھ ہم قندہار میں شریک ہوا۔

سلسلہ جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن میں متعین ہوا۔

اور قلعہ پیر اور قلعہ کلیانی کے سرکون میں خدمات نمایان انجام دیں۔
 سلسلہ جلوس میں جب شاہجہان بیمار ہوا۔ داراشکوہ نے کاروبار سلطنت
 میں خیل ہو کر جملہ امراء متعین و کن کو دربار میں طلب کر لیا۔ راؤ شرسال
 بھی بلا اجازت شاہزادہ اورنگ زیب کے دکن سے روانہ ہوا اور داراشکوہ
 کی خدمت میں حاضر ہو کر مشیران خاص میں شامل ہوا عاقل خان رازی
 نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ چونکہ داراشکوہ کو ناتجربہ کاری کی وجہ سے
 لڑائی بھڑائی کی بالکل لیاقت نہ تھی۔ اور اسکی اکثر تدبیریں نامناسب اور
 خلاف عقل ہوتی تھیں اس لئے خاندان کے خیر خواہوں نے ہر چند عرض
 کیا کہ یہ جو آگ بھڑک گئی ہے (یعنی شجاع اور اورنگ زیب اور مراد بخش
 بادشاہ کی پیاری کی خبر سنکر اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ دارالخلافہ کی طرف
 آرہے ہیں) اب تدبیر کے بغیر کچھ بھی مشکل ہے۔ اس میں بادشاہ کو ایک فرقہ
 بنانا مناسب نہیں ہے۔ اورنگ زیب۔ اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا
 چاہیئے جب بادشاہ کے حکم سے شاہی امراء ان سے علیحدہ ہو جائینگے۔ تو ان
 میں خود ہی ٹینگی طاقت نہ رہیگی۔ بادشاہ نے بھی اس رائے کو بہت پسند کیا۔
 مگر داراشکوہ نے راؤ شرسال اور رام سنگھ کے اغوا سے (اس بات کو منظور
 نہ کیا بلکہ اس رائے کو نفاق پر محمول کر کے علانیہ کہ اٹھا۔ "من غریب این کو تہ
 پانچہ ہار" (یعنی شرعی پانچوں والے مسلمان امیرون کو) درحلیب (اردلی)۔
 شرسال خواہم دو انید اس فقرے کے سنتے ہی سب امراء کیا تو رانی کیا
 ایرانی بیدل ہو کر درپردہ فرقہ ثانی کے طرفدار ہو گئے۔
 غرض کہ اورنگ زیب معرکہ اُچین میں جہنم سے میدان مار کر
 اس لڑائی کا حال مارا جہنم سے نکال کے حال میں دیکھو۔

ایک غیر معروف گھاٹ سے چیل اتر آیا اور اگرہ کے قریب موضع سموگٹہ میں
 پڑاؤ ڈال کر مورچے چمائے۔ دارا شکوہ بھی دھولپور سے اپنے مورچے چھوڑ کر
 ان پہونچا۔ اور اورنگ زیب کے لشکر اور اگرہ کے مابین جہنا کے کنارے
 دیرے آن لگائے۔ شاہجہان نے جو حتی الامکان لڑائی کو روکنا چاہتا تھا
 باوجود ضعف و نقاہت اور سخت گرمی کے موسم کے یہ چاہا کہ خود جا کر دونوں
 لشکروں کے درمیان میں اتر پڑے۔ بیان تک کہ پیش خیمہ بھی بھیج دیا۔ اور
 بیماری اور کمزوری کی وجہ سے بسواری کشتی موقع فساد پر پہونچنا چاہا مگر دارا شکوہ
 نے اس تجویز کو اپنے مدعا کے خلاف تصور کر کے عمل میں نہ آنے دیا۔ تین چار
 روز تک دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ اس عرصے میں شاہجہان
 نے دارا شکوہ کو خطا پر خط بھیجے کہ سلیمان شکوہ قریب پہونچ گیا ہے۔ بے موقع جلدی
 نہ کرنا اور سلیمان شکوہ کے آنے تک لشکر کو کسی مناسب جگہ پر ٹھہرا کر ارد گرد
 خندق کھدوا کر مورچے قائم کر لینا مگر دارا شکوہ نے جواب میں صرف یہ لکھ بھیجا کہ
 حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ تین دن نہ گزرنے پاویں گے
 کہ اورنگ زیب اور مراد بخش کو ہاتھ پاؤں باندھ کر حاضر کر دوں گا آخر کار
 ۷۔ رمضان شمس ۱۰۷۰ کو صفت آرائی ہو کر لڑائی شروع ہو گئی۔ اول گولہ چلنا
 شروع ہوا۔ اور پھر دارا شکوہ نے نہایت شجاعت و دلیری سے دھاوا بولنا
 راؤ ستر سال ہاتھ۔ رام سنگھ راٹھور۔ روپ سنگھ راٹھور اور بہت سے
 راجپوت اس تیزی سے بڑھے کہ اورنگ زیب کی توپوں تک جا پہونچے۔
 اور صفوں کو دہم دہم کرتے ہوئے اورنگ زیب اور مراد بخش تک
 پہونچ گئے۔ اور فریقین اس شدت سے لڑے کہ جس قدر سپاہی
 سلاہ دیکر ہا سنگھ جوردیہ کا حال۔

مارے جاتے تھے کسی قدر جوش بڑھتا جاتا تھا۔ آخر کار اورنگ زیب
 کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور سواروں نے بھاگنا شروع کیا۔ اورنگ زیب
 نے جو ہاتھی پر سوار تھا ہر چند سپاہ کے قائم رکھنے کی کوشش لیکن کچھ فائدہ
 نہ ہوا۔ مگر واہ رے اورنگ زیب تیری دلاوری اور استقلال جب
 دیکھا کہ تمام فوج بھاگ گئی اور جو لوگ اب تک میدان میں چھ ہوئے ہیں وہ
 بھی ایک ہزار سے زیادہ نہیں تو نہایت استقلال سے اپنے سرداروں کے
 نام لے لیکر پکارا کہ بہادرو خدا پر نظر رکھو۔ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ بھاگنے
 سے کیا ہوگا۔ خدا سب جگہ ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ملک کن کس قدر دور ہو
 اور حکم دیا کہ ہمارے ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی جائے۔ بادشاہ کی اس
 تقریر کو سن کر اُس کے رقتا اور جان نثاروں نے وفاداری کی قسم کھائی اور
 نہایت اصرار سے اُس کو اس ارادہ سے باز رکھا۔ اسی عرصے میں آرا شکوہ
 کو معلوم ہوا کہ رستم خان اور ستر سال نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر
 کام آئے۔ اور رام سنگھ بھی گھر گیا ہے۔ دارا شکوہ اُس کی مدد کے واسطے
 ادھر روانہ ہوا لیکن اُس کے پہنچنے سے پہلے اُس کا کام تمام ہو گیا۔ ان
 سرداروں کے مارے جانیکا اُس کے دل پر بہت بڑا اثر پڑا اُسی وقت
 خلیل اللہ خان نے جو اُس کے دامن پرے کا سردار تھا اور جو درپردہ
 اورنگ زیب سے ملا ہوا تھا اگر کما کہ حضور ایسے موقع پر جبکہ تیرا ورگولیوں کی
 بوجھار ہو رہی ہے۔ اتنے بڑے ہاتھی پر کیوں سوار ہیں خدا کے واسطے جلد
 اتر آئیے۔ اور گھوڑے پر سوار ہو لیجئے اب لڑائی ختم ہو چکی ہے صرف بھگڑوں
 کا تعاقب باقی ہے۔ نا تجربہ کار شاہزادہ اس فریب میں آ گیا۔ اور ہاتھی سے
 اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اُس کا ہاتھی سے اترنا گویا امج سلطنت گرنے کا تھا۔

تمام فوج میں مار جانے کی افواہ اُڑ گئی۔ اور تمام فوج حواس باختہ ہو کر تتر بتر ہو گئی اور پاؤں گھٹنے کے عرصے میں غالب مغلوب اور مغلوب غالب ہو گیا۔ اور لڑنے میں کے استقلال کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا۔ سچ ہے۔ ۵
 شکست فتح تو قسمت سے ہوئے اور میر مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا بیچارہ اور بد قسمت داتا شکوہ شکست کھا کر آگرہ آیا۔ مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا۔ اور آدھی رات کے وقت محلہ اپنی بیگم اور سپہر شکوہ اپنے بیٹے تین چار مورفیوں کے ساتھ دہلی کی طرف چل دیا۔

راؤ ستر سال کے علاوہ اور بھی بہت سے راجپوت سردار اس معرکہ میں اپنی بے نظیر شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھا کر کام آئے۔ راؤ بھاؤ سنگھ راؤ ستر سال کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔

راجہ سیو رام گوڑ

راجہ بلرام کا بیٹا تھا جو شاہجہان کے ایام شاہزادگی کے رفیقوں میں سے تھا۔ اور معرکہ ٹہٹہ میں شاہزادہ موصوف کی رفاقت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر محلہ اپنے باپ راجہ گوپال داس کو رکے مارا گیا۔
 شاہجہان نے تخت نشین ہو کر سیو رام کو منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر مقرر کیا۔

سب سے جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر مقرر ہو کر دھندیرا (صوبہ مالوہ) کی تیولداری پر سر بلند ہوا۔

سب سے جلوس میں اندر من زمیندار دھندیرہ نے جمعیت فراہم کر کرسیلوم پر ۱۵۰ بعض جو سیو رام گوڑ لکھا ہے۔ ۱۵۰ دیکھو راجہ سیو رام گوڑ کا حال۔

حملہ کیا۔ اور کل ولایت و ہندیرہ پر قابض ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ حال سن کر راجہ متی تلدا س
اور سید عبدالماجد اور دہوی۔ اور عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ وغیرہ کو اس کی
سرکوبی پر متعین کیا۔

۲۱۔ جلسہ جلوس میں آسیر کا قلعہ امر مقرر ہوا۔ ۲۲۔ جلسہ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش
کے ساتھ ہم تلخ و بدخشان میں تعینات ہوا۔ ۲۳۔ جلسہ جلوس میں کابل کا قلعہ امر
مقرر ہوا۔ ۲۴۔ جلسہ میں پھر تلخ کو روانہ کیا گیا۔ ۲۵۔ جلسہ میں اول مرتبہ قندھار میں
شریک ہوا۔

۲۶۔ جلسہ جلوس میں اپنے چچا راجہ متی تلدا س کے مرنے کے بعد خطاب راجگی
سے مفتخر ہو کر منصب دوہزار نئی ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔

۲۷۔ جلسہ جلوس میں شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قندھار۔ اور ۲۸۔
میں علامی سعد اللہ خان کے ساتھ ہم چتوڑ میں شریک ہو کر خدمات نمایاں بجالایا
۲۹۔ جلسہ جلوس میں منصب دوہزار و پانصدی ذات و سوار پر سر بلند ہو کر
مانڈوکا قلعہ امر مقرر ہوا۔ جب اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج مانڈوکا
کے قریب آگئی تو خوف زدہ ہو کر ہمارا راجہ حبونت سنگھ کے لشکر میں بھاگ گیا۔
اور معرکہ آجین میں شریک ہوا۔ اس کے بعد سموگندہ کی لڑائی میں داراشکوہ
لی رفاقت میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

مُجھان سنگھ سیسودیہ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا۔ اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ ۳۰۔ جلسہ جلوس شاہجہانی
سے منصب ہشتا صدی سہ صد سوار پر سرفراز تھا۔ ۳۱۔ جلسہ جلوس میں منصب
مراڑی ذات پانصد سوار پر ترقی پائی۔ ۳۲۔ جلسہ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے

ساتھ ہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا۔ ۲۸۔ جلسہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہفت صد سوار پر مختصر ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قندھار میں مامور ہوا۔ ۲۹۔ جلسہ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ترقی پا کر دوسری مرتبہ۔ اور ۳۰۔ جلسہ جلوس میں تیسری مرتبہ ہم قندھار میں شریک ہوا۔ ۳۱۔ جلسہ جلوس میں اپنی بھتیجی کی شادی میں شرکت کے واسطے جو بمقام متھرا ہمارا جہنوت سنگھ سے قرار پائی تھی رخصت لیکر متھرا روانہ ہوا۔ ۳۲۔ جلسہ جلوس میں مظہر خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن روانہ ہوا۔ جب شاہجہان کی بیماری کی حالت میں داراشکوہ نے جملہ اُمراء متعینہ دکن کو دربار میں طلب کیا یہ بھی حاضر دربار ہوا۔ داراشکوہ نے ہمارا جہنوت سنگھ کے ساتھ مالوہ میں تعینات کیا۔ جنگ اُجین میں ہمارا جہنوت سنگھ کے ساتھ تھا۔ اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ رام رام کرتا ہوا اورنگ زیب کے توپ خانے پر جا پڑا۔ اور ہمت مردانہ کے جوہر دکھا کر اپنی جان کو حق نہک پر فدا کر گیا۔

سُبحان سنگھ کا بیٹا فتح سنگھ ملازمت شاہی میں داخل اور منصب قلیل پر سرفراز تھا۔

راجہ سُبحان سنگھ بندیلہ

راجہ بہادر سنگھ بندیلہ کا بیٹا تھا۔ ۳۳۔ جلسہ جلوس شاہجہانی میں باپ کے مرگنے بعد اُس کا جانشین مقرر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ ۳۴۔ جلسہ میں ہمارا جہنوت سنگھ کے ساتھ صوبہ مالوہ میں متعین ہوا۔ معرکہ اُجین میں ہمارا جہنوت سنگھ کے لشکر میں تھا لیکن لڑائی شروع ہونے کے بعد فریق مخالف کا غلبہ دیکھ کر ہٹ گیا۔

اور بھاگ کر اپنے وطن جا پونچا۔ سوگندہ کی لڑائی کے بعد بارگاہِ عالمگیری میں حاضر ہو کر موردِ نوازش ہوا۔ اور کچھہ کی لڑائی میں جو شاہزادہ شجاع سے ہوئی شریک ہو کر جانفشانی اور جانبازی کا حق ادا کیا۔

سلسلہ جلوس میں خانخانان میر جلد کے ساتھ ہم آسام اور کوچ بہار میں متعین ہوا۔ اور اس ہم کے اکثر معرکوں میں نہایت شجاعت و بہادری سے غنیمت کو پسایا۔ خصوصاً متھرا پور کی لڑائی میں چار انگ کے راجہ کو جو آسام کا ایک بہت بڑا فیلدار تھا۔ اور جس نے متھرا پور کے نزدیک مورچے آن جائے تھے۔ ایک سخت لڑائی لڑ کر بھگا دیا۔

سلسلہ جلوس میں راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کے ساتھ سیوا جی کی کٹولی پر متعین ہوا۔ اس کے بعد راجہ موصوف کے ساتھ ہم سیوا پور میں شریک ہوا۔ سلسلہ جلوس میں قلعہ سیوانہ سیوا جی سے فتح کر لیا۔ اور اس کے صلے میں فرمانِ حسین اور اضافہ منصب کا دربار سے صادر ہوا۔

سلسلہ جلوس میں شاہزادہ شاہ عالم کے ساتھ شاہزادہ محمد اکبر کے مقابل پر مامور ہوا۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

سلسلہ سیسویہ

رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ اول شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار میں ملازم تھا۔ سلسلہ جلوس میں ملازمان شاہی میں منسلک ہو کر منصب دوہڑائی ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ سلسلہ جلوس میں پانصدہتی کا اضافہ ہو کر علمِ مرحمت ہوا۔ اور ہم قندھار میں تعینات ہوا۔ سلسلہ جلوس میں داراشکوہ کے ساتھ دوبارہ ہم قندھار پر روانہ ہوا۔

حاکمگیر کے عہد میں کجہ کی لڑائی میں شریک تھا۔ اس کے بعد غازی خان میرزا کے ساتھ مم آسام میں متعین ہوا۔

ستر سال بُندیہ

چنپت بُندیہ کا بیٹا تھا۔ چنپت مذکور چہار سنگھ بُندیہ کے مارے جانے کے بعد اوندچ کے قرب وجوار میں لوٹ مار میں ایام گزاری کرتا تھا۔ سالہ جلوس میں عبداللہ خان فیروز جنگ اور اُس کے بعد راجہ ہاڑ سنگھ بُندیہ اُس کی تنبیہ پر مامور ہوئے چنپت نے تنگ ہو کر اپنے عفو تقصیر کی التجا کی اور اول راجہ ہاڑ سنگھ اور اُس کے بعد شاہزادہ دارا شکوہ کی ملازمت اختیار کی۔

سنہ ۶۹۰ھ میں سبہکرن بُندیہ کی سفارش سے ملازمت عالمگیری میں داخل ہوا۔ لیکن تھوڑے دنوں بعد لاہور سے اپنے مکان کو بھاگ گیا۔ اور پھر لوٹ مار کا پیشہ اختیار کر لیا۔ بادشاہ نے سبہکرن بُندیہ اور اُس کے بعد راجہ دیسی سنگھ کو اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ چنپت موضع سہرہ میں جا چھا۔ وہاں کے لوگوں نے ڈر کے مارے اُس کا سر کاٹ کر راجہ دیسی سنگھ کے پاس بھیج دیا۔

ستر سال چنپت کا بیٹا شاہی منصب دار تھا جب باپ کے مارے جانیکا حال سنا۔ دربار سے بھاگ کر سیوا جی کے پاس پہنچا۔ جب اُس نے پناہ دینے سے انکار کیا وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن پہنچا۔ اور باپ کی قرآنی کا پیشہ اختیار کیا۔ عالمگیری نے سالہ جلوس میں راجہ جیونت سنگھ بُندیہ کو اُس کی گرفتاری کے واسطے روانہ کیا۔ ستر سال اُس کے پاس حاضر ہو گیا۔ اور اُس کے ساتھ دربار میں چلا آیا۔ اور نہایت عجز و انکسار سے عفو تقصیر کی التجا کی

بادشاہ نے قصور معاف کر کے ملازمت شاہی میں منسلک کیا۔
 ستمہ جلوس میں قلعہ ستارہ عوف عظم تاراکا قلعہ دار مقرر ہوا۔
 ستمہ جلوس میں ملازمت ترک کر کے اپنے وطن چلا گیا۔
 ستمہ جلوس میں پھر حاضر دربار ہوا۔ اور فیروز جنگ بہادر کی سفارش
 سے قصور معاف ہو کر منصب چنار نہاری پر سرفراز ہوا۔
 عالمگیر کی وفات کے بعد پھر نوکری چھوڑ کر چلا گیا۔ اور بہادر شاہ کے
 عہد میں بادجو دکنی مرتبہ طلب ہونے کے حاضر دربار نہیں ہوا۔ محمد شاہ
 کے عہد میں مرہٹوں کے ساتھ شامل ہو کر محمد خان بخش صوبہ دار مالوہ سے
 برسر پیکار ہوا۔ آخر صلح ہو گئی۔

ستر سال بہت کثیر الاولاد تھا اسکا ایک بیٹا کنور خان چند نواب نظام الملک
 آصف جاہ کے ساتھ دکن چلا گیا۔ نواب موصوف نے پرگنہ شیر پور رمضان
 صوبہ برار اُس کو جاگیر میں مرحمت کیا وہ اپنی اخیر زندگی تک خدمات شاہی
 میں سرگرم رہا۔

راجہ ساہو جی بھولسلا

سنبھاجی کا بیٹا۔ اور سیوا جی مرہٹہ کا پوتا تھا۔ سولہ عہد میں سات برس
 کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھ قید ہو کر دربار عالمگیری میں آیا۔ بادشاہ نے
 اس کی جان بخشی کر کے منصب ہفت نہاری ذات۔ ہفت نہار سوار سے
 سرفراز کیا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے خلعت و جہدہ مرصع اور
 اسب و قیل۔ اور علم و نقارہ کے اعزاز سے مفتخر کیا۔ اور اُس کی سرکار کے
 واسطے دیوان بخشی۔ خانسا مان غرضکہ حملہ عملہ علیحدہ مقرر کرکے دہلی و قلعہ خان بہادر

نصرت جنگ کو سکا اہلین مقرر کیا۔ اور منصب کی تنخواہ کے مطابق نہایت زرخیز رکے جاگیر میں محنت کئے اور ہمیشہ احاطہ کمال بار (جہان شاہی خیمے نصب ہوتے تھے) میں اُس کے ڈیرے نصب کیے جانے کا حکم صادر کیا۔ ستر گھوڑوں میں اُسی لکین اور سونے کی پہونچی جس میں الماس جڑے ہوئے تھے۔ اور پانچ سونے کی انگوٹھیاں جڑاؤ اور جدھر اور اسپ معہ زین طلا کے عطا کیا۔ ستر گھوڑوں میں بہادری کی لڑکی سے نہایت دھوم دھام سے شادی کر دی اور کمر بند مرصع اور ستر بیچ مینا کار اور جینہ مرصع قیمتی دس ہزار روپیہ محبت کیا۔

غرض کہ اللہ تک بادشاہ نے نہایت ناز و نعمت سے ساہو جی کی پرورش اور تعلیم و تربیت کرتے رہے اور کبھی اُس کو احاطہ کمال بار سے باہر نہیں کیا۔ کوچ و مقام سب جگہ اپنے ساتھ رکھا۔ جب اللہ میں فقر و غنا نصرت جنگ قلعہ خشنہ کی شہر پر متعین ہوا وہ بادشاہ سے عرض کر کے اُس کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اسی سال بادشاہ نے انتقال کیا۔ خان موصوف نے شاہزادہ محمد عظیم شاہ سے سفارش کر کے راجہ ساہو جی کو مطلق العنان کر دیا۔ اکثر مرہٹے سردار اُس سے آن ملے۔ ساہو جی نہایت شان و شوکت سے روانہ ہو کر اول اُس مقام پر پہونچا جہاں بادشاہ نے انتقال کیا تھا۔ اور بہت سا کھانا پکوا کر اور اُس پر بادشاہ مرحوم کی فاتحہ دلا کر نقد روپیہ کے ساتھ فقرا و مساکین میں تقسیم کرایا۔ اور بیس ہزار سواروں کے ساتھ وہاں سے چل کر خلد آباد میں بادشاہ مرحوم کے مزار پر حاضر ہوا۔ اور بہت سی خیرات کر کے وہاں سے کوچ کر دیا۔ اور اپنے صدر مقام پر پہونچ گیا۔

اُس دن سے مرہٹوں کا زور برابر بڑھتا گیا۔ اور عالمگیر کا یہ فیاضانہ برتاؤ آخر میں اُنہی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کا خردمندانہ نیست کا مصداق

ہو کر سلطنتِ مغلیہ کی بربادی کا باعث ہوا۔
 ساہو جی اور اُس کے بھائیوں اور اُس کی مان اور دادی کے ساتھ
 جو فیاضانہ برتاؤ عالمگیر نے کیا اُس کی نظیر ہندوستان کی تاریخ میں تو بے نظیر ہے۔
 بلکہ اُس عہد تک کی کسی دوسرے ملک کی تاریخ میں بھی ملنا مشکل ہے۔
 ساہو جی کے علاوہ بدن سنگھ اور آودھ سنگھ اُس کے چھوٹے بھائیوں اور
 اُس کی مان اور دادی وغیرہ کے ساتھ بھی جو قیدیوں میں شامل تھے نہایت
 فیاضانہ برتاؤ کیا گیا۔ عورتوں کو احاطہ کلال بار کے اندر علیحدہ خیموں میں اتارا اور
 سب کے واسطے علیحدہ علیحدہ پیش قرارِ منصب اور وظیفے مقرر کر کے قتلہ
 دولت آباد میں رہنے کا حکم صادر کیا۔ اور سب کے واسطے متصدی اور
 خدمتگار علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیئے۔

راؤ بہکرن بُندیہ

بھگوان داس پسر ہمارا جیسے سنگھ دیو کا بیٹا تھا۔ ایام شاہراؤ کی مین اورنگ زیب
 نے اس کو وطن سے بولا کر اپنی ملازمت میں منسلک کر کے منصب ہزارِ مری
 پسر فراز کیا۔ اس کے بعد سید عبدالوہاب جو ناگڈ ہی کے ساتھ بگلانہ کی تسخیر پر
 مامور کیا۔ اور اس کی دلاوری اور حُسن تدبیر سے وہ ملک فتح ہو کر مملکت شاہی
 میں شامل ہوا۔

جنگِ اُچین۔ اور معرکہ سموگڈہ۔ اور محاربہ کچھوہ میں راؤ بہکرن نواگ زیب
 کی خدمت میں نہایت جانفشانی اور گر مجوشی سے خدمت میں انجام دین۔ اسکے
 بعد حیثیتِ بُندیہ کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ سترہ جلوس میں مزارِ راجہ جے سنگھ کے
 ساتھ ہم سیداجی اور سیچاپور میں شریک ہوا۔ سترہ جلوس میں کسی بات پر راجہ

موصوف سے بدداشتہ خاطر ہو کر دربار میں چلا آیا۔ اور محمد امین خان ناظم صوبہ کابل کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا۔ سلسلہ جلوس میں وہاں سے طلب ہو کر پھر دکن پر مامور ہوا۔ اس کے بعد رائٹھ مہوبہ کی فوجداری پر سرفراز ہوا۔

سلسلہ جلوس میں دلیر خان کے ساتھ بہادر گڈہ میں خدمات شاہی بجالا رہا تھا۔ کہ بیمار ہو گیا۔ اور رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا۔ اور وہاں چنگر سلسلہ جلوس میں انتقال کیا۔ راؤ ولیپ سنگھ اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

سلطان جی

مرہٹوں کا مشہور سردار اور راجہ ساہو جی کا سپہ سالار تھا۔ نواب ظالم لہک اصف جاہ کی صوبہ داری دکن کے زمانے میں مبارز خان کی لڑائی کے بعد بادشاہی ملازمت میں داخل ہوا۔ اور منصب ہفت ہزاری پر سرسرا ہو کر تیول داری سرکار بیڑ۔ اور بعض محالات سرکار فتح آباد صوبہ اورنگ آباد اور پرگنہ حویلی پاتری صوبہ برار پر مفتخر ہوا۔ تین ہزار سوار ہمیشہ اُس کی ملازمت میں رہتے تھے۔ سلسلہ ۶۱ھ میں اُس نے انتقال کیا۔ اُس کے انتقال کے بعد ہونوٹ راؤ اُس کا بیٹا جانشین مقرر ہو کر نواب صلابت جنگ کے زمانے میں خطاب دھیراج سے مفتخر ہوا۔ سلسلہ ۶۱ھ میں وہ بھی مر گیا۔

دجلہ نہ

سکھ جیون

ذات کا کھتری۔ اور کابل کا رہنے والا تھا۔ ابتدا میں اشرف الوزرا ولی خان وزیر احمد شاہ بُزانی کی سرکار میں معمولی مقصدیوں کے ذمہ دین

ملازم تھا۔ ایک مرتبہ احمد شاہ درانی نے اس کو محاللات کابل کی مالگذاری وصول کرنے کو معین الملک کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ اس خدمت کو اپنے اس عہدگی سے انجام دیا کہ اُس کی کارگذاری بادشاہ کے منقوش خاطر ہو گئی۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے سپہ سالار عبداللہ خان آبشک آغاسی کو کابل سے کشمیر کے تسخیر کو روانہ کیا۔ تو سکھ جیون کو بھی اُس کے ساتھ متعین کیا۔ عبداللہ خان مذکور نے صوبہ کشمیر کو مغلیہ صوبہ دار سے فتح کر کے عبداللہ خان عرف خواجہ کچاک کو وہاں کا صوبہ دار اور سکھ جیون کو دیوان مقرر کیا۔ اور خود کابل واپس چلا گیا۔

جب کہ جیون نے دیوان ہو کر جمعیت امیرانہ بہم پہنچائی۔ تو دماغ میں خیالات شاہانہ سمائے۔ عبداللہ خان کو اپنی نمائشی اطاعت و فرمان برداری کا ایسا سبب دیکھایا کہ وہ اُس کا غلام بن گیا۔ اور کُل ملکی اور فوجی انتظام اُس کے ہاتھ میں دیدیا۔ اُس نے جوڑ توڑ لگا کر بہت جلد عبداللہ خان کو قید کر لیا پھر ہی اتنا احسان کیا کہ جان سے نہیں مارا اور تھوڑے دنوں بعد جب کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہا تو قید خانے سے نکال کر کشمیر سے ملک بدر کر دیا۔

سکھ جیون حسن قابلیت اور عقلندی کے جوہر سے موصوف تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ بلا کسی آڑ کے کشمیر پر حکومت کرنا مشکل ہے۔ تو اظہارِ خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری کی عرضی عالمگیر ثانی کی خدمت میں لکھی اور مع کسی قدر زرقند کے نواب عماد الملک کے توسل سے بادشاہ کے پاس بھیجی۔ جب وہاں سے منصب اور صوبہ داری کشمیر کی سند آگئی۔ تو رعایا اور امرا کی تالیفِ قلوب اور دلجوئی کے واسطے اُس کو تمام ملک میں بخوبی مشہر کر کر خطبہ اور سکے میں بھی عالمگیر ثانی کا نام داخل کیا۔ اور کل صوبہ کو مع خالصہ شاہی اور جاگیر

منصبداران کے ضبط کر کے خود مختارانہ حکومت کرنے لگا۔

شاہ جہانک اُس نے صوبہ داری کے نام سے کشمیر میں بادشاہت کی جب اس سال احمد شاہ ورنانی ساتویں مرتبہ سکھوں کی سرکوبی کے واسطے ہندوستان میں آیا۔ اور سکھوں کو شکست دیکر۔ شعبان ۱۱۷۷ھ کو لاہور میں داخل ہوا۔ وہاں سے نور الدین خان ابدالی کو جو اُس کے وزیر شاہ ولی خان کا چچا زاد بھائی تھا سکھ جیون کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ سکھ جیون نے میدان ہمت میں قدم ہمارا خوب مقابلہ کیا لیکن قسمت نے یاوری نہ کی۔ آخری لڑائی میں رفیقوں کی ہمت نے بھی دغا کی اور وہ ایسے بھاگے کہ گویا اسی ساعت کے منتظر تھے۔ لیکن یہ برابر ڈٹا رہا بیان تک کہ اپنے چند جانثاروں اور عزیزوں کے ساتھ قید ہو گیا۔

سکھ جیون جس صورت کے ساتھ حسن سیرت سے بھی موصوف تھا۔ نہایت بے تعصب اور ہر مذہب و ملت کی رعایا سے یکساں سلوک کرتا تھا۔ ہندوؤں میں ہندو اور مسلمانوں میں مسلمان سمجھا جاتا تھا روزانہ کچہری سے فارغ ہو کر دس مسلمانوں کو اپنے سامنے بٹھا کر نہایت نفیس نفیس کھانے کھلوا یا کرتا تھا۔ ہر قری مہینے کی گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو بہت سا کھانا پکوا کر اور اُس پر نیاز دلا کر غریب اور مساکین میں تقسیم کرایا کرتا تھا۔ تمام کشمیر کے بزرگان اسلام کے خزانوں اور شاہی عمارات اور باغات کی مرمت کرا کر ان کے اخراجات کے واسطے جاگیریں اور وظیفے مقرر کئے جس قدر مسافر اور ستاج امیر و غریب کشمیر میں وارد ہوتے ہر ایک کے ساتھ اُس کی حالت کے مطابق مسلک ہوتا تھا۔ علم و ادب کا قدر دان تھا۔ اسکے میں ہر ہفتہ مجلس مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی جس میں تمام کشمیر کے شاعر

حاضر ہو کر طبع آزمائی مان کرتے تھے۔ مجلس کے برخاست ہونے کے بعد مجددی نے
 کو اپنے سامنے کھانا کھلواتا۔ اور انعام و اکرام سے مالا مال کر کے رخصت
 کرتا تھا۔ ابتدائے آبادی سے اپنے عہد تک کی کشمیری تاریخ نظم میں لکھوایا
 ارادہ کر کے اُس کا دفتر قائم کیا تھا اور پانچ بڑے بڑے شاعر و ن کو اس کام
 پر متعین کر کے دس دس شاعر ہر ایک کی امداد کے واسطے مقرر کیے تھے۔
 محل دفتر کا مہتمم محمد توفیق کو جو کشمیری زبان میں لالہ جو کے نام سے مشہور
 اور بہت بڑا فاضل اور بے نظیر شاعر تھا مقرر کیا تھا۔ بقیہ شاعر و ن بہن
 محمد علی خان متین پسر حسام الدین خان محل کشمیری صاحب تذکرہ حیات الشعرا
 اور محمد علی پنبہ بہت مشہور بہن۔

رانا شکر

رانا اُڑے سنگھ کا بیٹا تھا۔ جب اُس کے بھائی رانا پرتاب نے اکبر سے
 مخالفت کی۔ یہ دربار میں حاضر ہو کر ملازمان شاہی میں منسلک ہوا۔ اور منصب
 دفتری پر سرفراز ہو کر خطاب رانا سے موصوف ہوا۔ چنانچہ نے تخت نشین ہو کر
 بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ اور خلعت و شمشیر مرصع عطا کر کے شاہزادہ
 پرویز کے ساتھ رانا پرتاب کی تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اس کے بعد
 دیوبند گیا کینیری کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اور نہایت شجاعت و بہادری سے
 ناگور کے قریب اُس سے لڑ کر اُس کو بھگا دیا۔ سلسلہ جلوس میں علم مرحمت ہو کر
 منصب دو ہزار و پانچصدی ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب
 سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر مختار ہو کر صوبہ بہار میں متعین ہوا۔ سلسلہ جلوس
 لاکھ اکبر نامہ اور آئین اکبری میں سکرا اور توذک چانگیری میں شکر نام لکھا ہے۔

میں وفات پائی۔

بادشاہ نے اس کے بیٹے مان سنگھ کو منصب ہزاری ذات شیش صد سوار پر سرزند کر کے صوبہ بہار میں متعین کیا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت صد سوار پر سرفراز ہوا۔

راجہ شیا م سنگھ

شہنشاہ اکبر کے عہد کا منصب دار تھا۔ سلسلہ جلوس جہانگیری میں منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار و تین سو اور دو تہا۔ ہزار و تین سو اور دو تہا ہر گز ہم ننگش پر متعین ہوا اور اس ہم میں نہایت عقیدت و اخلاص سے خدمتیں بجالایا۔ اس کے صلہ میں خطاب راجگی سے مفتخر ہو کر منصب دو ہزاری پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات ہزار و چار صد سوار پر سرزند ہوا۔ سلسلہ جلوس میں بمقام ننگش انتقال کیا۔ اس کا بیٹا اوسے سنگھ شاہجہان کے عہد میں منصب ہشت صدی چار صد سوار پر سرفراز تھا۔ سلسلہ جلوس میں مر گیا۔

شیو سنگھ

عالمگیر کے عہد میں اول منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز اور رامیری کی قلعہ داری پر سرفراز تھا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہوا۔ اور فوج داری راہیری کی خدمت بھی سپرد ہوئی۔ سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزاری ذات ہزار و ہفت صد سوار پر سرفراز ہو کر قلعہ داری اور فوج داری بنی شاہ گڑھ پر تبدیل ہوا۔ اور قلعہ داری

راہگیری

دوسرے حکام

چاگنہ کی خدمت بھی سپرد ہوئی۔

رائے کلیان مل بیکانیری

بیکانیر راجہ اور راٹھور خاندان سے تھا۔ اس کا سلسلہ نسب چوتھی پشت میں رائے مال دیو والی جو دھپور سے جا ملتا ہے جب شہنشاہ اکبر کی قدر دانی اور جوہر شناسی کا علم شہرہ ہوا۔ سلسلہ جلوس میں رائے کلیان مع اپنے بیٹے رائے سنگھ کے بقا چمیر بادشاہ موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار سے سر بلند ہوا اور اکبر کی ولداری اور خاطر داری سے ایسا خوش ہوا کہ اپنی بھتیجی کو پرستار ان محل میں داخل کیا۔ اور جوہر اعتبار سے منتخب ہو کر اُمراء کے جان نثار میں شامل ہوا۔ رائے سنگھ اُس کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ کشنداس

شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب سہ صدائی پر سرفراز اور فیل خانہ اور صہیل کی داروغگی پر مامور تھا۔

سہ جلوس جہانگیری میں منصب ہزاری پر سرفراز ہو کر خطابِ اعلیٰ سے موصوف ہوا۔ سلسلہ جلوس میں راجہ کلیان جیسلمیری کے پاس روانہ کیا گیا اور اُس کے ساتھ لیکر حاضر دربار ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب دہزاری پر مفتوح ہوا۔

جب رانا ام سنگھ کی وفات کی خبر دربار میں آئی تو اُن گیارہ اسکے ہاتھ فرمانِ عنایت آمیز اور خلعت واسپاد فیل کنور کرن کے واسطے روانہ کیا

اس نے خدمتِ سفارت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا۔
 سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزاری پر سرفراز ہو کر فوجداری دہلی پر
 متعین ہوا۔

راجہ راول کلیان جسیلیری

اسکا بڑا بھائی راول جیم جسیلیری کا راجہ اور شہنشاہ اکبر کے عہد میں منصب
 پانصدہمی پر سرفراز تھا۔ اُس کی لڑکی کی شادی شاہزادہ سلیم (جہانگیر) سے
 ہوئی تھی۔ شاہزادہ موصوف نے اس بیک کو ملکہ جهان کے خطاب سے موسوم
 کیا تھا۔ سب جہانگیر کے عہد میں راول جیم ایک خور و مال بچہ دو مہینے کی عمر کا
 چھوڑ کر مر گیا۔ اور وہ بھی تھوڑے دن بعد مر گیا۔ تو بادشاہ نے سلسلہ جلوس
 میں راجہ کشند اس کو جسیلیری بھیجا۔ اُس کے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار میں طلب
 کیا۔ اُس نے حاضر دربار ہو کر سوا شرفیاء اور ہزار روپیہ بہ طریقِ نذر پیش
 کیے۔ بادشاہ نے ایک راجلی اور خطاب راولی سے سرفراز کیا۔ اور ایک
 قبضہ مرصع اور ایک زنجیر فیمل مرحمت فرمائی۔

اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے نو ہزار شرفیاء۔ نور اس
 گھوڑے کچیل اونٹ۔ ایک ہاتھی شیش میں پیش کیا۔ بادشاہ نے منصب
 دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار سے سرفراز کر کے جسیلیری کو اُس کی جاگب میں
 مرحمت کیا۔ اور خلعت۔ اور اسپ و فیل۔ اور شمشیر مرصع۔ اور کچھوہ مرصع
 عنایت کر کے وطن کو رخصت کیا۔

بادشاہ ہمایوں نے لاہور میں سے معلوم ہوتا ہے کہ راول کلیان
 لٹا ہجان کے جلوس تک زندہ تھا اور تخت نشینی کے دن اسی منصب

دو ہزار سی ذات۔ ہزار سوار پر قائم رہا۔ اس کے بعد کچھ حال نظر نہیں آتا۔

کشن سنگھ راٹھور

راجہ اُدے سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ سوچ سنگھ کا بھائی تھا۔ سترہ جلوس
جہانگیری میں خانخانان مہابت خان کے ساتھ ہم راہ پر متعین ہوا۔ اور سرکرہ جنگ
میں نہایت شجاعت و بہادری سے دشمنوں پر جا پڑا۔ اور حملہ ہائے مردانہ سے
غنیمت کی صفوں کو تہ و بالا کر کے تین ہزار سپاہی اور سرداروں کو قید کر لیا۔
اور اپنی اس شجاعت و کارگذاری سے منصبداران کے درجہ سے ترقی
کر کے امارت کے درجے کو پہنچا۔ یعنی منصب دو ہزار سی ذات۔ ہزار سوار سے
سر بلند ہوا۔ سترہ جلوس میں منصب دو ہزار سی ذات۔ ہزار و پانچ سوار
سے مفتخر ہوا۔ سترہ جلوس میں منصب سہ ہزار سی ذات۔ ہزار و پانچ سوار
سے سرسراز ہوا۔

اسی سال بادشاہ اجمیر تشریف لگئے۔ کشن سنگھ اور سوچ سنگھ دونوں
بھائی ساتھ تھے۔ ایک دن بادشاہ پشکرتال کی سیر کو تشریف لے گئے۔ اور
رات کو وہیں رہ گئے۔ دونوں بھائیوں میں عرصے سے رنج چلا آتا تھا۔ وچ
یہ تھی کہ گوبند داس بھائی نے جو سوچ سنگھ کی سرکار میں وکیل مطلق تھا کسی
خانگی معاملے میں گوبال داس اُس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا۔ راجہ سوچ سنگھ
نے نہ معلوم کسی مصلحت یا محض گوبند داس کی حسنِ قابلیت کے لحاظ سے
اُس سے کچھ باز پرس نہ کی۔ کشن سنگھ نے بھتیجے کے خون کا بدلہ لینے پر زور دیا۔
بھائی نے نہ مانا آخر کار دونوں بھائیوں کے درمیان محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو گئی۔
اور بول چال کھانا پینا۔ آنا جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگھ موقع اور وقت

کا متلاشی تھا۔ اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور کچھ رات رہے اپنے سپاہیوں کو
 مسلح کر کے سو راج سنگھ کے پلوں پر چڑھ گیا۔ اور گوہند داس کے خیمے پر پہونچ کر سپاہیوں
 کو جو پہونے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا۔ گوہند داس شور و غل مین کر دیا
 بیدار ہوا۔ اور دریافت کے واسطے خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کشن سنگھ کے
 آویسوں نے جو اُس کی تلاش مین تھے پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا۔ اسی عرصہ
 مین راجہ سو راج سنگھ بھی شور و غل سے بیدار ہوا۔ اور شمشیر برہنہ لیکر خیمے
 سے باہر نکلا۔ کچھ سپاہی بھی مدد کو آ گئے۔ کشن سنگھ کو گوہند داس کے مارے
 جانے کا حال معلوم نہ ہوا تھا وہ اُس کی تلاش مین سرگردان پھرتے پھرتے
 اُس کے خیمے مین گھسا۔ اُسی وقت سو راج سنگھ بھی آ پہونچا۔ دونوں بھائیوں
 اور اُن کے سپاہیوں مین زور شور سے تلووار چلنے لگی۔ کشن سنگھ معہ اپنے بھتیجے
 کرن سنگھ کے مارا گیا۔ صبح ہوتے ہوتے چھتیس سپاہی راجہ کشن سنگھ کے او
 تمین سپاہی راجہ سو راج سنگھ کے مارے گئے۔ اور اڑسٹھ جانین ذرا سی
 ویر مین اس خانہ جنگی کی نذر ہو گئیں۔ صبح کو بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا بہت
 افسوس کر کے لاشوں کے جلانے اور امر واقعی کی تحقیقات کا حکم صادر کیا۔
 جب یہ حال معلوم ہوا سو راج سنگھ کو سرزنش کر کے چپ ہو رہا۔ راجہ کشن سنگھ
 کی یادگار سے اُس کا آباد کیا ہوا شہر کشن گڑھ اب تک موجود ہے۔ ہر سنی سنگھ
 جگمال۔ ہاتھل۔ نتھل چار بیٹے تھے۔ جتانگیر نے تینوں کو ملازمت شاہی
 مین منسلک کر کے منصب مناسب پر سرفراز کیا۔ ہر سنی سنگھ کا حال علیحدہ لکھا جائے گا
 جگمال۔ شاہجہان کے عہد مین سلسلہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی
 ذات۔ ہفت ہزار سوار پر سفر راز ہوا۔ سلسلہ جلوس مین انتقال کیا۔
 راجہ سنگھ راہور اس کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔

ہزارہ مل سلسلہ جلوس شاہجہانی ایک منصب ہزاری ذات - پانصدہ سوار
پر پہنچنے پایا تھا - کہ انتقال کیا -

نئے مل سلسلہ جلوس میں باپ کے مرثیہ بعد منصب پانصدی پر سر فرزند

راجہ کلیان

راجہ ٹوڈ مل کا بیٹا تھا - جہانگیر کے عہد میں نواب اسلام خان صوبہ دار
بنگالہ کی ماتحتی میں تعینات تھا -

سلسلہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات - بہشت صد سوار پر سر فرزند
ہوا - اس کے بعد منصب ہزار و ہفتصدی ذات - ہزار سوار پر مفتخر ہو کر اُریسہ
کی حکومت پر سر فرزند ہوا -

سلسلہ جلوس میں اس کے خلاف کچھ شکا شکایتیں دربار میں پیش ہوئیں
جہانگیر نے اُریسہ سے بلا بھیجا - اس نے حاضر ہو کر سولہ ہاتھی پیشکش کیے -
بادشاہ نے اُن شکایتوں کی تحقیقات آصف جاہ کے سپرد کی - جب تحقیقات
سے کوئی قصور ثابت نہیں ہوا تو سعادت ملازمت حاصل ہوئی - ملازمت
کے وقت ستواشر فیان - ایک ہزار روپیہ - ایک لڑی مروارید کی -
جس میں انٹی دانے اور دو قطعہ لعل تھے - ایک پہونچی جس میں ایک لعل
اور دو دانے مروارید کے تھے - ایک سونے کا بنا ہوا خوشنما گھوڑا جس میں
چوہا ہر جڑے تھے پیشکش میں گزارا -

اس کے بعد خانخانان مہابت خان کے ساتھ ہم نگیشت پر متعین ہوا
پھر کچھ حال نظر سے نہیں گذرا -

کیشوداس رور اٹھو

جیل میرٹھیہ کا بیٹا اور اکبر کے عہد میں منصب نہنندی پر سرفراز تھا۔
جہانگیر کے پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و یا نصدی پر سرفراز کیا۔ اور
بنگالہ میں تعینات کیا۔ سہمہ جلوس میں ایک گھوڑا طویلہ خاص سے محبت
ہوا۔ اور سرکاراٹھیہ میں جاگیر عطا ہوئی۔

سہمہ جلوس میں دربار میں طلب ہوا۔ حاضر ہو کر چار ہاتھی پیش کش کیے
بادشاہ نے منصب دوہزاری پر سرفراز کیا۔

سہمہ جلوس میں صوبہ دکن میں متعین ہوا۔

سہمہ جلوس میں حسب احکم دربار میں حاضر ہوا۔

جہانگیر جب گجرات اور مالوہ کی سیر کو تشریف لے گئے تھے موضع جلوت
میں بھی قیام کیا تھا اس کے نسبت لکھا ہے یہ پرگنہ میرے باپ کے وقت
سے کیشوداس مارو کی جاگیر میں ہے جو حقیقت میں بہ طور وطن اس کے ہے
یعنی اس کو استحقاق حکومت موروثی عطا کیا گیا ہے اس نے اس مقام پر
عمار میں اور باغات تعمیر کرائے ہیں۔ منجملہ ان کے راستے میں ایک باوی
نہایت خوش قطع واقع ہے اس کو دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ اسٹون
پر اسی نمونے کی باویاں تعمیر کرائی جا یا کریں۔

کیشوداس خدمات شاہی کو کمال عقیدت و اخلاص سے بھی لاتا تھا۔

یہ وہی جیل جو جگ چھوڑ میں اکبر سے نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔ اور جسکی بہادری

کے گیت پر رکت اب تک لوگوں کے زبان پر ہیں۔ اکبر نے اسکی اور اس کے بھائی فنا کی ہورتیں ترشہ آرد و ہتھیار

سدا کرانیں۔ اور قلعہ گرو یا دہلی کے دروازے پر نصب کرائی تھیں۔ (دیکھو راجہ بھگوان داس کچھو اہہ کا حال۔)

جہانگیر اُس سے بہت خوش تھا اور اُس پر خاص نظر عنایت رکھتا تھا۔
 کیشو داس کا بیٹا گروہر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ پہلے سال جلوس
 شاہجہانی میں منصب ہزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اسی سال
 چہار سنگھ بندید کے تعاقب پر مامور ہوا۔ ستمہ جلوس میں ہم خانجمنان لودی
 میں نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

راجگروہر
 کیشو داس

بادشاہ نے اُس کے بیٹے اُدے بہان کو منصب شش صدی۔ چہار صد
 سوار پر سرفراز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔
 ستمہ جلوس تک منصب ہفت صدی۔ چہار صد سوار پر مفتخر تھا۔

بادد بہان
 نوجہ گروہر

کر مسی راٹھور

رائے مال دیو کا بیٹا۔ اور رائے چند رسین والی جو دھپور کا پوتا تھا۔ ستمہ
 جلوس جہانگیری میں بہ اضافہ منصب منصب ہزاری سے سرفراز ہوا۔
 پہلے سال جلوس شاہجہانی میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہشت صد
 سوار پر سرفراز ہوا۔ ستمہ جلوس میں خانجمنان لودی کی لڑائی میں اپنی شجاعت
 و بہادری کے کارنامے دکھا کر اپنی جان کو حق شک پر فدا کر گیا۔
 اُس کے بڑے بیٹے رام سنگھ کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔ دوسرا
 بیٹا شیام سنگھ باپ کی وفات کے بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔
 ستمہ جلوس میں شانہرا دہ اورنگ زیب کی سفارش سے منصب ہزاری
 ذات۔ پانصد سوار پر سربند ہوا۔ ستمہ جلوس تک منصب ہزار و پانصدی
 ذات۔ شش صد سوار پر سرفراز تھا۔

رانا کرن

راجگان میواڑ (اُدے پور) اپنے خاندان کا سلسلہ نوشیروان عادل سے ملا دیتے ہیں۔ کل ممالک ہندوستان کے راجہ۔ ہمارا راجہ ہمیشہ سے اس خاندان کی عزت و عظمت کرتے آئے ہیں۔ اور راجگان میواڑ نے بھی اپنے اوصاف قومی کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے۔ عہد سلف میں جو راجہ کسی راج میں گدی پر بیٹھتا تھا۔ اول اُس عالی دربار میں حاضر ہوتا تھا۔ رانا اپنے پاؤں کے انگوٹھے میں سے ذرا سا خون نکال کر اُس سے اُس کے ماتھے پر تلک کھینچ دیتا تھا۔ اس کے بعد تخت نشینی کی باقی رسمیں ادا ہوتی تھیں۔ جہانگیر نے اپنے ترکے کے سبب جلوس میں رانا امر سنگھ کے حال میں لکھا ہے۔ ”رانا زمینداران اور راجائے مقبرہ ہندوستان میں سے ہے۔ اس کی اور اس کے آباؤ اجداد کی سروری اور سرداری کو تمام رائے اور راجہ اس ولایت کے تسلیم کرتے ہیں۔ مدت دراز سے دولت و ریاست ان کے خاندان میں چلی آتی ہے۔ پہلے مدت دراز تک سمت مشرق میں حکومت کرتے رہے۔ ان دنوں راجہ کے لقب سے موسوم تھے۔ پھر دکن کی طرف رخ کیا۔ اور اکثر ریاستیں فتح کیں۔ اور بجائے راجہ کے راول کا لقب اختیار کیا۔ پھر کوہستان میوات میں آئے۔ اور رفتہ رفتہ قلعہ چوڑ کو فتح کیا۔ اُس وقت سے آج تک کہ میرے جلوس کا آٹھواں برس ہے ۱۴۷۱ برس ہوتے ہیں۔ ۱۱۰ برس کے عرصے میں ۲۴ فرمان روا اس خاندان کے راول کے لقب سے نامور ہوئے۔ اور راول سے رانا امر سنگھ تک کہ جواب رانا ہے۔ ۱۴۷۱ برس میں ۲۴ فرمان روا ہوئے۔“

جب بابر نے آگرہ تک قبضہ کر لیا۔ اُس وقت میواڑ کا سرمان ردا سنگھ اُم عرف رانا ساٹھکا تھا۔ وہ نہایت جاہ و جلال سے ۸۰ ہزار سوار و پیادہ راجہ ہماراجہ۔ نور او۔ ۱۰۴۰ راول اور راولت۔ ۵۰۰ ہاتھی لے کر میدان جنگ میں آیا کرتا تھا۔ مارواڑ۔ آبنیر۔ جو دھپور وغیرہ کے راجہ اس کا ادب کرتے تھے۔ گوالیار۔ اجمیر۔ رسائن۔ سیکری۔ کالپی۔ چندیری۔ بوندہ۔ نیر۔ لکھنؤ۔ رام پور اور کے راجہ اس کے بلج گزار تھے۔ راج کی شمالی حد پر پلا کھل متصل بیانہ مشرق میں دریائے سندھ جنوب میں مالوہ مغرب میں میواڑ کے پہاڑ تھے۔ بابر نے واقعات بابر میں لکھا ہے۔ جب میں کابل میں بھاؤ رانا نے رفیقانہ مرسلے لکھے اور وکیل بھیجے کہ جب آپ دلی کی طرف کوچ کریں گے تو میں آگرہ پر حملہ کروں گا۔ مگر جب میں نے ابراہیم کو شکست دی اور دلی سے آگرہ تک فتح کر لیا تو اس نے میری بات تک نہ پوچھی۔ اور تھوڑے دنوں بعد کندھار کا محاصرہ کر لیا۔ کندھار حسن ابن لکن کے پاس تھا۔ وہ اگرچہ خود میرے پاس نہیں آیا مگر کئی دفعہ وکیل میرے پاس بھیجے۔ بیان اٹاواہ۔ دھولپور۔ گوالیار۔ اور بیانہ میرے پاس نہ تھے۔ افغانانوں نے پورب میں شور و فساد مچا رکھا تھا اس سبب میں اُسے کمک پر نہ بھیج سکا۔ اور اُس نے لاچار ہو کر قلعہ رانا ساٹھکا کے حوالے کر دیا۔ قلعہ مذکورن تھنبو سے چند میل مشرق کی جانب ہے۔ اور نہایت مستحکم ہے۔ ہمدانی خواجہ کے خط میرے پاس آگرہ میں آئے۔ کہ رانا بڑا چلا آتا ہے۔ تمام ہندو راجہ اس کے ساتھ ہیں۔ اور حسن خان میواتی بھی شریک ہو گیا ہے۔ غرض کہ ۱۲ جمادی الثانیہ ۹۳۳ھ کو نواح موضع خانوہ مضاف بیانہ (ریاست بھرتور میں ہے) پس بابر اور رانا ساٹھکا سے مقابلہ ہوا۔ یہ لڑائی

اس شان کی تھی کہ بار اور اس کی فوج کی جانوں پر بنی ہوئی تھی۔ رانا کے ساتھ بڑے بڑے راجہ ہمارا راجہ ٹھا کر سردار ہندوستان اپنی اپنی فوجیں لیکر شریک ہوئے تھے۔ کل فوج کی تعداد دوا لاکھ ایک ہزار تھی۔ بابر کی فوج میں کسی کو بچنے کی امید نہ تھی۔ اسی حالت نامیدی میں بابر نے اپنے شراب پیئے کے کل طلائی ظروف توڑ کر مفت مانی۔ کہ اگر رانا سا نکار فتح پاؤں گا تو آئندہ کبھی شراب نہ پیوں گا۔ اب اسے قدرت آئی کا تماشا سمجھیے۔ یا اتفاقت خیال کیجیے کہ ناکانی مبدل ہو گئی۔ بڑے سخت معرکے کے بعد جس میں بہت سے راجہ ٹھا کر اور مسلمان سردار مارے گئے رانا سا نہایت ذلت سے رن سے بھاگا۔ اور بابر اور اس کے ساتھی یہ شعر پڑھتے ہوئے ہنسی خوشی واپس ہوئے۔

اے گر بہک چراغِ شستی بجائے خورش
باشیرِ پنجہ کردی و دیدی سزلے خورش
رانا سا نکار ۳۲۹ء میں مر گیا۔ کوئی کتاب ہے کہ اجل طبعی سے مرا کسی کا بیان ہے کہ بی بی نے زہر دیا۔

رانا کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں میں چند روز تک لڑائی جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر میں سب چھوٹا بیٹا اولے سنا بدی ہو گیا۔ اس کے عہد میں اکبر نے ۹۵۹ء میں قلعہ چٹورا اور ۹۶۰ء میں قلعہ رن تھنور فتح کیا۔ دسے سنگھ ہاڑون میں گھس گیا۔ اسی کے عہد میں اکبر کے حکم سے اول مرہٹوں نے قلعہ میرٹھ پر فوج کشی کی۔ جبل رانا کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا۔ اس نے بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور ۹۶۹ء میں قلعہ مذکور فتح ہو گیا۔ اُسے سنگھ نہ دربار اکبری میں حاضر ہوا۔ ناطاعت

۹۷۰ء دیکھو راجہ جگوان داس کچواہہ کا حال۔ ۹۷۱ء دیکھو مرہٹوں کا حال میں دیکھو۔

راضی ہوا۔ اس نے بیچ بیچ گھاٹیوں کے حال میں اپنے نام پر اُدے پورا یاد کیا۔ ایک گھائی میں کئی طرف سے بند باندھ کر ایک جھیل بنائی وہ آب اُسے ساگر کے نام سے مشہور ہے۔ وہ عرصہ دراز تک بدنامی اور بے لیاقتی کے ساتھ حکومت کر کے ۴۲ برس کی عمر میں مر گیا۔

اُس کے بعد پرتاب اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ وہ بیشک خاندان کا نام روشن کرنیوالا تھا۔ اگر رانا ساٹھکا کے بعد وہی گدی پر بیٹھتا تو براہِ راسکی اولاد کو دم نہ لینے دیتا۔ اکبر نے بھی ہزار جتن کیے مگر اُس کی گردن نہ جھکی نہ دربار میں آیا۔ کئی معرکے ہوئے شکست کھا کر پھاڑ و نین جا گھسا مگر اطاعت پر راضی نہ ہوا۔ سلسلہ جلوس میں مر گیا۔

اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا امر سنگ گدی پر بیٹھا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر شاہزادہ پرویز کو بہت سے امیروں کے ساتھ اُس کی سرکوبی کی واسطے روانہ کیا۔ اسی عرصے میں شاہزادہ خسرو نے بغاوت کی اور شاہی فوج رانا کے چھوٹے بیٹے باگھ کو ساتھ لیکر واپس چلی آئی۔ اس کے بعد عبداللہ خان فیروز جنگ اور پھر خانخاناں مہابت خان اس مہم پر مامور ہوئے مگر کوئی قابلِ اطمینان نتیجہ نہ نکلا۔ سلسلہ جلوس میں جہانگیر نے شاہزادہ خورم (شاہجہان) کو اس مہم پر مامور کیا۔ اس مرتبہ رانا شاہی کی فکر نہ اٹھا سکا۔ اور مہم اپنے بیٹے رانا کرن کے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیشکش پیش کرنے پر مجبور ہوا اور بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری کا حلف اٹھا کر کرن کو ملازمت شاہی کے واسطے دہلی میں روانہ کیا۔ سلسلہ جلوس جہانگیری میں اُس نے انتقال کیا۔

شاہزادہ جہان سنگ کے حال میں دیکھو۔ شاہزادہ ملکراجہ کبرایت مستعد ہیں کا حال دیکھو۔

کران نے مبارجا گیری میں حاضر ہو کر معمولی ادب و آداب کے بعد بجا
 کو سجدہ کیا۔ اور حسب الحکم امرائے دست راست کے زمرے میں کھڑا ہو گیا۔
 بادشاہ نے اسی وقت خلعت پہنوا کر شمشیر مرصع کمر سے بندھوائی۔ اور ولداری
 اور خاطر داری میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ خود دکھا ہے چونکہ کران کو ہمیشہ
 پہاڑوں میں رہنے کی وجہ سے کبھی مجلس میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا
 لہذا وحشی مزاج ہو۔ ایسے وحشی کے رام کرنے کے واسطے میں نے روزانہ
 نئی نئی نوازشوں سے سرفراز کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ دوسرے دن خنجر مرصع
 اور تیسرے دن عراقی گھوڑا مرصع زین مرصع کے اپنی طرف سے۔ اور خلعت فاہ
 اور شمشیر مرصع اور اسب و فیل نور جان بیکم کی طرف سے مرحمت کیا۔ اس کے
 بعد نہایت قیمتی مروارید کی شیش تین باز تین جڑے۔ ایک قبضہ شمشیر ایک
 بکتر ایک جوشن۔ دو انگوٹھیاں جن میں سے ایک میں لعل کا اور دوسری
 میں زمرہ کا نگینہ تھا عطا کین۔ اور اخیر مہینے میں ہر قسم کے کپڑے۔ ہر قسم کی
 خوشبوئیں۔ طرح طرح کے طلائی برتن سو خانوں میں چن کر اور اراحدیوں کے
 کندھوں پر رکھا کر دربار میں منگائے اور مرصع دو پہل گجراتی کے کران کو مرحمت
 فرمائے۔ غرض کہ اسی قسم کی نوازشوں سے مفتخر کر کے بادشاہ نے منصب پنہرا
 قات و سوار پر سرفراز کیا۔ اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا۔ اسکے
 بعد اسی سال رستہ جلوس کران کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا اور نوازش
 ہائے شاہانہ سے مالا مال ہو کر اپنے اتالیق ہر و اس بھالا کے ساتھ وطن کو
 واپس گیا۔ رخصت کے وقت بھی بادشاہ نے خلعت کے ساتھ بیٹس ہزار روپیہ
 نقد ایک گھوڑا۔ ایک ہاتھی۔ ایک بیش قیمت شال جگت سنگھ کو اور پانچ ہزار
 روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت ہر و اس بھالا کو مرحمت کیا۔

۳۱ جلسہ جلوس میں رانا کرن پھر حاضر دربار ہوا۔ اور چند روز حاضر دربار رہ کر خلعت اور انعام و اکرام سے مفتوح ہو کر واپس گیا۔ ۳۲ جلسہ جلوس میں جب بادشاہ گجرات سے واپس آ رہے تھے رانا امر سنگھ اور رانا کرن دونوں ملازمت میں حاضر ہوئے۔

۳۳ جلسہ جلوس میں رانا امر سنگھ کی وفات کے بعد بادشاہ نے کرن کو خطاب رانا سے موصوف کر کے خلعت اور ہاتھی اور گھوڑا اس کے واسطے ارسال کیا۔ اور جگت سنگھ اور راجہ بھیم پسر رانا امر سنگھ کو جلازمت شاہی میں تھے خلعت تعزیت مرحمت ہوا۔

۳۴ ۳۵ میں جب شاہجہان باپ کی وفات کے بعد خیر سے اکبر آباد آ رہے تھے۔ راستے میں رانا کرن ملازمت میں حاضر ہو کر غنایت خسرو آباد سے سرفراز ہوا۔ اور اسی سال وفات پائی۔

جگت سنگھ ۳۶ میں باپ کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سوار کے ساتھ مہم دکن میں خدمت بجالائے باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اس کو خطاب رانا سے موصوف کر کے منصب پنجہزاری دتی ذات پنجہزار سے سرفراز کیا۔

۳۷ جلسہ جلوس میں کلیان جھالا کے ساتھ پیشکش ارسال کی۔ بادشاہ نے خلعت فاخرہ اور اسب و فیل مع ساز و سامان کے ارسال کیا۔

۳۸ جلسہ جلوس میں پھر پیشکش ارسال کی۔ اور خلعت و شمشیر اور برقع مرصع و بار سے روانہ کیا گیا۔

۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

انتقال کیا۔

جنگ سنگھ کے مرنے کے بعد شاہجہان نے راج کنور کو خطاب کیا اور راج سنگھ سے موصوف کر کے منصب پنہزار می ذات۔ پنہزار سوار سے سرفراز کیا۔ حالیکہ کمرہء میں سلسلہ جلوس میں خلعت و جہرہ صبح ارسال ہوا۔ سلسلہ جلوس میں راٹھورون کے ساتھ اس نے بھی بغاوت اختیار کی۔ شاہی فوجیں سرکوبی پر مامور ہوئیں۔ رانا ملک چھوڑ کر ہاڑون میں بھاگ گیا۔ شاہی فوج اُسے پورا ورکل ملک پر قابض ہو گئی۔ شاہزادہ محمد اعظم شاہ رانا کے تعاقب پر مامور ہوا۔ آخر کار سلسلہ جلوس میں جزیہ کے عوض میں دو پرگنہ ٹانڈل پورا اور بدین پور دیکر شاہزادہ مذکور کے توسل سے عفو و تقصیر کا خواستگار ہوا۔ اور شاہزادہ کی سفارش سے قصور معاف ہو کر منصب پنہزار می ذات۔ پنہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا۔ اسی سال اس نے وفات پائی۔ بادشاہ نے خلعت تعزیت اُس کے بڑے بیٹے جے سنگھ کے پاس بھیج کر خطاب رانا عطا کیا۔ اور منصب پنہزار می پر سرفراز کیا۔

۳۳ سلسلہ جلوس میں اندر سنگھ رانا راج سنگھ کا بیٹا حاضر دربار ہو کر منصب دو ہزار می۔ ہزار ستوار سے مفتخر ہوا۔ اُس کا دوسرا بھائی بہادر سنگھ بھی اسی سال منصب ہزار می۔ پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔

۳۴ جہانگیر نے سلسلہ جلوس میں رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے سنگ مرمر کے ثبت تیار کرا کے قلعہ آگرہ میں جھروکہ درشن کے نیچے پائین باغ میں نصب کرائے تھے۔ افسوس ہے کہ اب قلعہ میں ان بتوں کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا۔

راؤ کرن بیکانیری

راؤ سوچ سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد اسے جلوس شاہجہانی میں منصب دوہنڑاری ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہو کر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا۔ اور حسب قاعدہ سابق بیکانیر جاگیر میں مرحمت ہوا۔ شہ جلوس میں حاضر دربار ہو کر وزیر خان کے ساتھ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا۔

۲۱۔ جلوس میں منصب دوہنڑاری ذات دوہزار سوار پر سر بلند ہو کر بجائے سیادت خان کے دولت آباد کا قلعہ مقرر ہوا۔

۲۳۔ جلوس میں منصب دوہنڑا ویا لصدی ذات۔ دوہزار سوار اور ۲۶۔ جلوس میں منصب سہ ہنڑاری ذات دوہزار سوار پر مفتخر ہوا جب ملت آباد کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی۔ یہ شاہزادہ موصوف کی ماتحتی میں دکن میں بدستور تعینات رہ کر وہاں کی مہمات میں شریک ہوئے تاہم ۳۳۔ ملہ میں جب شاہجہان کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ نے

جلد امرائے متعینہ دکن کو دربار میں طلب کیا۔ راؤ کرن وہاں سے روانہ ہو کر بیکانیر چلا گیا شہنشاہ عالمگیر نے بھائیوں کے جھگڑے سے فارغ ہو کر سسہ جلوس میں امیر خان خوانی کو اسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اس سے سولنے اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ امیر خان کے ساتھ دربار میں چلا آیا۔ اور نہایت عجز سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا۔ بادشاہ نے قصور معاف فرما کر اسے منصب سہ ہنڑاری ذات۔ دوہزار سوار پر سر بلند کر کے دکن میں تعینات کیا ۳۷۔ جلوس میں دلیر خان داؤد زئی کے ساتھ زمیندار چاندہ کی سرکوبی

متعین ہوا۔ وہاں کچھ ایسا قصور سرزد ہوا۔ کہ جاگیر بیکانیر۔ اور سرداری قوم اور منصب برطرف کیا گیا۔ اسی حالت میں بیارپڑ گیا۔ اور سینگھ جوس میں بمقام اورنگ آباد انتقال کیا۔

اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر دکن اور پچھم کے گوشہ میں راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اُس کے نام سے آباد ہے۔ راؤ کرن کے چار بیٹے تھے۔ انوٹ سنگھ۔ پدم سنگھ۔ کیٹیری سنگھ۔ موہن سنگھ۔ سوائے انوٹ سنگھ کے جس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے سب نے لا ولد انتقال کیا۔ موہن سنگھ پر شاہزادہ محمد معظم کی خاص نظر عنایت تھی۔ اس وجہ سے شاہزادے کے سب نوکر اُس سے حسد رکھتے تھے۔ ایک دن شاہزادی کے میر توڑک محمد شاہ کا پالتو ہرن موہن سنگھ کے احاطہ میں چلا گیا۔ محمد شاہ نے سردار موہن سنگھ سے تقاضا کیا۔ دونوں میں باتون باتون میں ایسی بات بڑھی کہ تلواریں کھینچ گئیں۔ محمد شاہ کے کئی آدمی اُس وقت اور موجود تھے سب نے حملہ کر کے موہن سنگھ کو زخمی کیا۔ پدم سنگھ اور موہن سنگھ دونوں بھائیوں میں عرصے سے عداوت چلی آتی تھی۔ جب اُس نے یہ حال سنا۔ ہر اورانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھ میں لے کر موقع واردات پر جا پہنچا اور ایک ہی وار میں محمد شاہ کا کام تمام کر دیا۔ اور موہن سنگھ کو بالکل پر سدا کر اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا۔ راستے میں موہن سنگھ بھی مر گیا جب شاہزادہ کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا۔ اور پدم سنگھ سے کچھ باز پرس نہ کی۔

راجہ شیشنگھ بھدوریہ

بھداور اُس قطعہ ملک کو کہتے ہیں جس میں بھدوریہ گوت کرچھو تو تکی

آبادی ہے۔ یہ اگرہ سے چودہ پندرہ کوس پورب اور نوٹہ تدمی کے پاس سے
 دیپلے جینا کے حدود کے اندر اور دریائے چنبل کے دونوں طرف واقع ہو
 تحصیل باہ ضلع اگرہ کا کل علاقہ اور کچھ علاقہ چنبل پار ریاست گوالیا کا صدارت
 میں شامل ہو۔ بھدوریہ راجپوت زمانہ قدیم سے دلاوری اور شجاعت
 میں مشہور ہیں یہ اکثر شاہان سلف سے سرتابی کرتے رہتے تھے۔ خانخانان
 بیرم خان آدم خان سے ناراض تھا اُس نے یہ ملک اُس کی جاگیر میں
 دیدیا۔ آدم خان سلسلہ جلوس میں بہادر خان۔ خانبھان سید محمد محمود بارہ
 شاہ قلی خان محرم۔ صادق خان وغیرہ کے ساتھ تھکاننت درگنہ باہ میں ایک
 موضع ہو میں جو اُس وقت پرگنہ کا صدر مقام تھا پہنچا۔ اور نہایت بہادری
 سے اس قوم کے سرگروہ کو جو نہایت مفید تھا۔ گرفتار کر کے دربار میں بھیجا
 اور جب وہ اطاعت پر راضی نہ ہوا تو اکبر نے اُسے ہاتھی کے پاؤں کے نیچے
 گچھلوا دیا مکٹمن بھدوریہ کو اس قوم کا سرگروہ مقرر کر کے منصب پانصدی
 سے سرفراز اور خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ یہ سلسلہ جلوس کی مہم
 گجرات اور سلسلہ جلوس کی مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا۔ سلسلہ جلوس کے
 بعد منصب ہزارامی سے مفتخر ہوا۔

راجہ مکٹمن کے بعد جاگتیک نے بکرماجیت کو اُس کا جانشین مقرر کر کے
 خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ وہ اول عبداللہ خان فیروز جنگ کے ساتھ
 مہم رانا پرستین ہوا۔ اس کے بعد صوبہ دکن میں مامور ہوا۔ اور مہمات دکن
 میں خدمات انجام دیتا رہا۔ سلسلہ جلوس میں وہیں مر گیا۔

راجہ بکرماجیت کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا بھوج دکن سے دیوار میں
 حاضر ہوا۔ اور تنو اشرفیان پیشکش کیں۔ جاگتیک نے اُس کو خطاب راجگی سے

منتظر کر کے باپ کے منصب اور جاگیر پر سرفراز کیا۔
 اس کے بعد شاہجہان کے حمد میں گشت سنگھ بھدوریہ سردار قوم مقرر ہو کر
 خطاب دراجلی سے موصوف ہوا پہلے سال جلوس میں خانخانان مہابت خان
 کے ساتھ چھار سنگھ بندلیہ کی سرکوبی پر تعینات ہوا۔ سلسلہ جلوس میں امیر الامرا
 شامیہ خان کے ساتھ ہم بیجا پور میں شریک ہوا۔ سلسلہ جلوس میں شامیہ
 دولت آباد کے محاصرے اور نسیمین شجاعت اور کارگذاری کے جوہر دکھا کر
 مورد نوازش ہوا۔ سلسلہ جلوس میں خاتران کے ساتھ ساہوچی بھونسلہ کی سرکوبی
 پر متعین ہوا۔

۳۵۳ء میں جبکہ منصب ہزارتی ذات شیش قصد سوار پر سرفراز تھا
 انتقال کیا۔ چونکہ اُس کے خاص رانی سے کوئی اولاد نہ تھی اور باندی سے
 جو بیٹا تھا وہ حسب رواج خاندان جانشین نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا بادشاہ
 نے بدن سنگھ کو جو اُس کے چچا کا پوتا تھا جانشین مقرر کیا۔ اُس کا حال
 علیحدہ لکھا گیا ہے۔

کیرت سنگھ کچھواہا

مرزا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ سلسلہ جلوس شاہجہانی میں منصب
 ہشت صدی ذات ہشت قصد سوار پر سرفراز ہو کر کاما پٹاری کی فوجداری
 پر سرفراز ہوا۔ اور اُس ملک کو فساد پیشہ میواتیوں سے جو چوری اور ڈکیتی
 کا پیشہ کرتے تھے۔ پاک و صاف کیا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزارتی ذات
 ہشت قصد سوار پر سر بلند ہو کر فوج آگرہ کا فوجدار مقرر ہوا۔

حاکمیت کے عہد میں اول اسی عہدے پر مامور ہوا۔ سلسلہ میں باپ

کے ساتھ سیواہی کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اس مہم میں نہایت شجاعت و بہادری سے خدمتیں بجالایا۔ اور اس کے صلے میں منصب دو ہزار پانچ سو ذات۔ دو ہزار ستواہر پر مفتخر ہوا۔ اس کے بعد باپ کے ساتھ ہم بیجا پور میں شریک ہوا۔ اور باپ کی وفات کے بعد منصب تیس ہزار سی ذات۔ دو ہزار پانچ سو سوار سے سرفراز ہوا۔ اور بدستور سابق دکن میں متعین ہوا۔ اور اسی جگہ سترہ عین انتقال کیا۔

رائے کاشی داس

شاہجہان کے عہد میں اہل قلم کے زمرے میں ملازم ہو کر شہہ جلوس میں خدمت دیوانی اور امینی چکھ سہرند پر مفتخر ہوئے۔ وہاں سے ترقی پا کر دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہو گئے۔ بعد اسکے صوبہ کابل کے بخشی مقرر ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں راجہ جگت سنگھ کے ساتھ ایرانی فوج کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے۔ اور اس مہم کی جتنی خاصہ کے صلے میں منصب ہزار سی پر سرفراز ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں کابل سے دہلی میں طلب ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ پھر صوبہ کابل میں تعینات ہوئے۔ سلسلہ جلوس میں دارالخلافہ آگرہ کے دیوان مقرر ہوئے۔ اس کے بعد صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر تبدیل ہوئے۔

کانہوجی دھنی

مرہٹوں کا مشہور سردار اور ابتدا میں شاہان دکن کی ملازمت میں منسلک تھا۔ سلسلہ جلوس عالمگیری میں ملازمان شاہی میں منسلک ہو کر

منصب چمبر آرمی ذات۔ چمبر آرمی سوار پر سرفراز ہوا۔ اور عقیدت و اخلاص سے دکن میں خدمات شاہی بجا لاتا رہا۔ ۲۹ سالہ جلوس میں منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔ ماندہ ہاتا اُس کا بیٹا ملازمت شاہی میں داخل اور نصرت جنگ کے ساتھ تعینات تھا۔ ۳۹ سالہ جلوس میں قلعہ ہپٹ گڈہ اور پربھت گڈہ کی تسخیر پر مامور ہوا۔

رائے گوردھن سوچ و صبح

گنگا کے کنارے قصبہ کھاڑی کے رہنے والے تھے۔ اول پکری میں عرضی نویسی کے پیشہ سے تین چار پیسے روز پیدا کر کے ایام گذاری کرتے تھے۔ اگلاس کی وجہ سے باوجود سجد تننا کے تانبے یا پتیل کی دو ات بھی خرید کرنے سے مجبور تھے۔ اسی عرصہ میں ان کا ایک دوست ہر کران جو کنپل پٹالی کا رہنے والا تھا ان کے پاس آیا۔ اور انھیں آمادہ کر کے امیدوارانہ حیثیت سے خواجہ ابوالحسن تربتی دیوان شہنشاہ جہانگیر کی پکری میں لو الے گیا۔ جب ان دونوں کی عرضی خواجہ موصوف کی خدمت میں پیش ہوئی۔ دونوں کو اپنے رد و مطلب کیا۔ اور نظرقیافہ سے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ ہر کران سیاق و ان ہے مگر چور معلوم ہوتا ہے۔ اور گوردھن بیوقوف ہے۔ خواجہ صاحب کو اُس وقت یہ کیا معلوم تھا۔ کہ کسی وقت یہ ہی بیوقوف بڑے بڑے امیرون کو بیوقوف بنا دیگا۔ غرض کہ ہر کران کو تیس روپیہ ماہوار اور گوردھن کو پچیس روپیہ ماہوار کی جگہ ملی ان کے لئے اُس وقت یہ بھی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھی۔

خواجہ الحسن کے بعد اعتماد الدولہ دیوانی کے عہدے پر سرفراز ہوئے
انھوں نے انکی کاردانی کو دیکھ کر پچاس روپیہ ماہوار پرشاکر پیشکش
کر دیا۔ اب گوردھن کو اپنی لیاقت کے جوہر دکھانے کا موقع ملا۔ اور انھوں نے
ایسی لیاقت دکھائی کہ ان کی لیاقت اور کاردانی کو دیکھ کر اعتماد الدولہ نے
اپنی سرکار کے دیوان اور سرکار شاہی کے پیشکار دیوان کے عہدے پر سرفراز
کر دیا۔ اس عہدے پر سرفراز ہو کر یہ اکثر بادشاہ کے سامنے بھی جانے اور
خود کاغذات پیش کرنے لگے۔ قاعدے کی بات ہے کہ جب اقبال رفیق حال
ہوتا ہے تو عالم طلسمات کو بھی مات کر دیتا ہے۔ اور خود بخود اسباب بہتری کے
پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ بہت جلد یہ اپنی مزاج دانی اور خدمتگداری
کی سفارش سے بادشاہ کے بھی منظور نظر ہو کر خطاب رائے سے موصوف
ہوئے۔ رفتہ رفتہ ایسا اعزاز بڑھا کہ بڑے بڑے امرا ان کا منہ نہ کھنے لگے۔ مرزا
عبدالرحیم خان خانان تک ان کے در و دولت پر حاضر ہو کر اپنے معاملات
میں عرض معروض کرتے تھے۔

ہمیشہ سے قاعدہ چلا آتا ہے کہ جس شخص کا عروج ہوتا ہے اس کے بہت
سے دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔

سالہ جلوس میں جبکہ بادشاہ گجرات کے دورہ میں تھے۔ دریائے شولہ
کی سیر کو تشریف لے گئے۔ رائے صاحب بھی حضوری رکاب کی عزت سے
منفرد تھے۔ ایک دن شام کے وقت جبکہ اندھیرا ہو گیا تھا دریا سے اشتان
کر کے واپس آ رہے تھے۔ راستے میں شریف الملک اعتماد الدولہ کے غشی
کے اغوا سے ایک شخص لے تلوار کا وار کیا جو خوبی قسمت سے خالی گیا جب
بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ تحقیقات کا حکم دیا۔ اور اس دن سے انھیں

اور بھی زیادہ عزیز رکھنے لگے۔
 عصمت سلیم اعتماد الدولہ کی بیگم تھیں۔ اعتماد الدولہ کو ان کے ساتھ ایسی
 محبت تھی۔ کہ ان کے مرنے کے بعد دو تین مہینے کے عرصے میں وہ بھی اُنکے
 فراق میں چل بسے۔ یہ کسی بات پر رلے صاحب سے ناراض ہو گئیں۔
 بہتیرا چاہا کہ انھیں کسی قسم کا نقصان پہنچائیں۔ مگر کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں
 اعتماد الدولہ کے مرنے کے بعد رلے گوردھن نورجہان بیگم کی سرکار
 کے دیوان مقرر ہوئے۔ نورجہان بیگم کل سلطنت کی مالک تھیں۔ ان کی
 بھی عزت ایک سے ہزار ہو گئی۔ اور ان کا آفتاب اقبال خط نصف النہار
 پر پہنچ گیا۔

ستھدھ میں مہابت خان نے مکھرامی سے جہانگیر کو اپنے قبضے میں کر لیا۔
 افسوس اور سخت افسوس کہ رلے صاحب نے بھی باوجود اس اعزاز اور
 اقتدار کے بیوفائی سے اپنا منہ سیاہ کیا۔ اور بقول مولانا حالی۔
 جو کرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ پڑی زد تو بچکر کل جاتے ہیں وہ
 ہر ایک سانچے میں جا بٹھیل جاتے ہیں وہ جہان رنگ بدلا بل جاتے ہیں وہ
 گرگٹ کی طرح فوراً ہی رنگ بدلا۔ اور مہابت خان کو بادشاہی خزانوں
 اور دھینوں کے راز سے مطلع کر کے اُس کی سرکار کے دیوان بن بیٹھے۔
 جب نورجہان بیگم کی حسنِ بیاقت سے بادشاہ نے مہابت خان کے بچے کو
 رہائی پائی۔ آصف خان نے رلے صاحب کو گرفتار کر کے قید خانہ کی ہوا
 کھلائی۔ اُسی حالتِ قید میں تھوڑے دن بعد نمک حرامی کا داغ لیکر
 دینا سے چل دیئے۔

رلے صاحب نے قاضی کمار می اپنے وطن میں پختہ فصیل۔ عالی شان

عازمین چوڑے چوڑے راستے۔ خوشنما چوڑے بازار تعمیر کرا کر اس کو کورسوں کے نام سے موسوم کیا۔ اپنے صرف سے تمام قصبہ کے مکانات نہایت سلیقے سے ازسرنو پختہ تعمیر کرائے۔ اور رعایا کو آباد کر کے دوکانوں اور مکانوں کا کرایہ غریب اور مفلس رعایا۔ اور اہل حرفہ کے واسطے وقف کیا۔ ہزاروں گائے۔ بھینس۔ اونٹ۔ بکری۔ گھوڑا۔ گھوڑی۔ گنگا کی ترائی میں پال رکھی تھیں۔ اُن کا دودھ۔ وہی۔ گھی رعایا کے صرف میں آتا تھا۔ لاہور کے راستے میں پختہ تالاب۔ سرانین مسافروں کے آرام کے واسطے بنوادی تھیں۔ متھرا اور اجین میں دو عظیم الشان مندر اور تالاب تعمیر کرائے تھے۔

راجہ گردھر کچھواہا

راجہ رانے سال درباری کے بیٹے تھے۔ ۱۳۰۰ء جلوس جہانگیری میں منصب ہزارٹی ذات۔ ہشت صد سوار پر سرفراز ہوئے۔
۱۴۰۰ء جلوس میں منصب ہزار دو خدائی ذات۔ نہ صد سوار پر مفتخر ہو کر ہم دکن میں متعین ہوئے۔

۱۵۰۰ء جلوس میں دربار میں حاضر ہو کر منصب دو ہزارٹی ذات ہزار و پانصد سوار پر ممتاز ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوئے۔ اسکے بعد مہابت خان کی ماتحتی میں پھر دکن میں مامور ہوئے۔

۱۶۰۰ء جلوس میں لشکر شاہی شیعینہ صوبہ دکن میں عجیب فساد برپا ہوا۔ سید کبیر کے ایک بھائی نے جو شاہزادہ پرویز کی فوج میں نوکر تھا اپنی تلوار صیقل کرنے والے ایک صیقلگر کو جس کی دوکان راجہ گردھر کے

بھتیجا
سیاقل

مکان کے پاس بھی دی۔ دوسرے دن سید اور صیقلمگر مین مزدوری پر کچھ
 جھگڑہ ہونے لگا۔ سید کے نوکروں نے غصہ مین آکر صیقلمگر کے دو تین لکڑیاں
 ماریں۔ راجہ گردھسکر راجپوت سپاہیوں نے صیقلمگر کی حمایت کی۔ اور سید
 اور اُس کے نوکروں کو مارنا شروع کیا۔ اسی عرصے مین دو تین سید اور لگے
 یہ حال دیکھ کر اُن سے نہ رہا گیا۔ اپنی اپنی تلوار مین سونت کر اُن راجپوتوں
 پر حملہ کر دیا۔ فریقین مین زور شور سے تلوار چلنا شروع ہو گئی جب سید کبیر کو یہ
 حال معلوم ہوا۔ تین چالیس سواروں کو ساتھ لیکر موقع واردات پر جا پہنچا۔
 اور وہاں سے راجہ گردھسکر کے مکان پر روانہ ہوئے۔ راجہ گردھسکر اپنے
 بھائی بندوں کے چوکے مین بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے سید کبیر کو اس طرح
 آنے اور سادات کے غلبہ پانے کا حال معلوم کر کے چوکے سے اُٹھ کھڑے ہوئے
 اور اپنے سپاہیوں کو حویلی کے اندر کر کے دروازہ بند کر لیا۔ سید کبیر جلال مین بھڑ
 ہوئے راجہ کے دروازے پر پہنچے۔ اور دروازہ بند پا کر آگ لگا دی۔ اور
 کو دھانڈ کر حویلی کے اندر گھس گئے۔ وہاں پر راجپوتوں اور سیدوں مین
 تلوار چلنا شروع ہوئی۔ آخر کار راجہ گردھسکر چھبیس راجپوتوں کے مارے
 گئے۔ چار سید قتل ہوئے۔ سید کبیر راجہ گردھسکر کے گھوڑے لے کر وہاں
 سے چل دیئے۔

جب تک کہ راجپوت سرداروں کو یہ حال معلوم ہوا اپنی اپنی
 فوجوں کو لے کر میدان مین جمع ہوئے۔ اسی طرح سادات بارہ جمع ہو کر
 سید کبیر کی امداد کو پہنچے۔ قریب تھا کہ فریقین مین کشت و خون شروع
 ہو جائے کہ مہابت خان سپہ سالار کو خبر ہو چکی۔ اور وہ اُسی وقت
 موقع واردات پر پہنچ گئے۔ اول حکمت عملی سے سادات کو قلعہ کے اندر

ہونچا دیا۔ پھر راجپوتوں کے جوش کو دلداری اور خاطر داری اور تسلی و دلاسا سے ٹھنڈا کر کے اپنے اپنے قیام گاہ کو واپس کیا۔ اور چند خاص سرداروں کو ساتھ لے کر خان عالم کی حویلی میں گئے۔ اور اُن کو سمجھا بچھا کر نہایت اعزاز سے رخصت کیا۔ دوسرے دن راجہ گردھ کے مکان پر گئے۔ اور اُن کے بیٹوں کے زخم پر دلداری اور خاطر داری کا مہم سہم رکھا۔ سید کبیر کو اسی وقت حوالات میں بھیج دیا۔ اور تحقیقات کے بعد راجہ گردھ کے قصاص میں قتل کرا دیا۔ و آرا کا داس راجہ گردھ کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ گج سنگھ راٹھور

راجہ سورج سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ سلسلہ جلوس جہانگیری میں باپ کے ساتھ دربار جہانگیری میں حاضر ہوا۔ سلسلہ جلوس جہانگیری میں باپ کے انتقال کے بعد منصب سہ ہزار شی ذات۔ دو ہزار سوار سے مفتخر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ اور متواتر ترقی پا کر منصب پنجہزاری ذات پنچہزار سوار سے سرفراز ہوا۔

سلسلہ جلوس میں مہابت خان اور شاہزادہ پرویز کے ساتھ شاہزادہ خورم (شاہجہان) کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور جہانگیری کے اخیر عہد تک دکن میں تعینات رہا۔

جب جہانگیری کی جہانگیری ختم ہوئی۔ اور شاہجہان نے تخت سلطنت کو رونق بخشی۔ گج سنگھ دکن سے اول اپنے وطن جو دھور کو روانہ ہو گیا۔ اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر پہلے ہی سال جلوس میں حاضر رہا۔ اور شاہجہان

منصب سابقہ پر بحال کر کے خلعت۔ ہر صر صر معہ پھول گنارہ شمشیر صر
علم و نقارہ۔ اور اس پھیل مرحمت فرمایا۔

سلسلہ جلوس میں ہم نظام الملک اور اس کے بعد ہم بیجا پور میں متعین
ہو کر کارہائے نمایاں انجام دیے۔

سلسلہ جلوس میں دربار میں حاضر ہوا اور خلعت واسپے سرفراز ہوا۔
سلسلہ جلوس میں ایک برس کی رخصت لے کر جو دھوڑ روانہ ہوا۔

سلسلہ جلوس میں معہ اپنے بیٹے حبونت سنگھ کے واپس آیا۔ اور اسی
سال ۲ محرم سنہ ۱۰۷۵ کو انتقال کیا۔ بادشاہ نے اُس کے چھوٹے بیٹے حبونت
کو جس کا حال لکھا جا چکا ہو اُس کی وصیت کے بموجب جانشین مقرر کیا اور
دوسرے بیٹے امر سنگھ کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کر کے خطاب راؤ سے
موصوف کیا۔ اُس کا حال بھی قلمبند ہو چکا ہے۔

راجہ گج سنگھ کی یادگار سے اگرہ میں اُس کا تعمیر کیا ہوا محل اس وقت تک
موجود ہے جو محلہ پیل منڈی میں کالے محل کے نام سے موسوم ہے۔

گردھرداس گوڑ

راجہ بیگداس گوڑ کا چھوٹا بھائی تھا۔ سلسلہ جلوس شاہجانی میں خانجان
لودی کے نقاب میں مامور ہو کر کارہائے نمایاں انجام دیے۔

سلسلہ جلوس میں قلعہ جھانسی کے فتح ہونے کے بعد وہاں کا قلعہ دار مقرر ہوا۔
سلسلہ جلوس میں منصب ہزار تلی ذات۔ چار صد سوار پر سرفراز ہوا۔
سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ ہشت صد سوار پر ترقی پائی۔

سلسلہ جلوس میں منصب ہزار و پانچ صدی ذات۔ ہزار و تین سوار سے

ممتاز ہوا۔ اور ہمارے قندہار میں شریک ہو کر اپنی مردانگی کے جوہر دکھائے۔
 سلسلہ جلوس میں سیادت خان کی جگہ منصب دوہزاری پر مختار ہو کر
 اکبر آباد کا قلعہ دار مقرر ہوا۔

سلسلہ جلوس میں منصب دوہزاری ذات ۲۰۰ ہزار سوار سے سر بلند
 ہو کر علاوہ قلعہ داری کے فوجداری اکبر آباد کی خدمت بھی سپرد ہوئی۔
 سلسلہ معین سموگڈہ کی لڑائی میں داراشکوہ کی فوج میں تھا۔ اور
 عالمگیر نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمگیر کے عہد میں بھی خدمت شاہی میں
 سرگرم تھا۔

گول داس سیو دیہ

شاہجہان کے عہد میں سلسلہ جلوس تک منصب نہ خدی ذات۔
 پانصد سوار پر سرفراز تھا۔ سلسلہ جلوس میں ہم چہار سنگہ بندلیہ اور سلسلہ میں
 ہم ساہوچی بھونسلہ میں شریک ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات
 پانصد سوار اور سلسلہ میں منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز
 ہوا۔ سلسلہ جلوس میں خلعت واسپ مرحمت ہو کر راجہ جگت سنگہ کی سکوتی
 پر تعین ہوا۔ اور اس کے ملک کے فتح ہونے کے بعد مثال کی حکومت پر
 سر بلند ہوا۔ سلسلہ جلوس میں شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قندہار پر ہوا
 ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ ہشت صد سوار پر سرفراز
 شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ ہم بلخ و بدخشان پر روانہ ہوا۔ سلسلہ جلوس
 میں علامی سعد اللہ خان کی سفارش سے منصب ہزار و پانصدی ذات
 ہشت صد سوار پر سر بلند ہوا۔

گورودھن راٹھور

ابتداء میں راجہ گج سنگھ راٹھور کی سرکار میں ملازم تھا۔ ۱۳۰۰ء جلوس
شاہجہانی میں ۱۶ جمادی الاول ۱۰۰۹ھ کو ملازمان شاہی میں منسلک ہو کر
منصب ہفتہ صدی پر سرفراز ہوا۔ ۱۰۰۸ھ جلوس میں ۱۰ شہان ۱۰۰۸ھ کو
بجائے سیو رام گور کے قلعہ آسیر کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ ۱۰۰۸ھ جلوس میں منصب
ہشت صدی ذات۔ چار ضد سوار پر سربند ہوا۔ اس کے بعد ہم قندہار وغیرہ
میں شریک ہو کر خدمات نمایان انجام دیتا رہا۔ ۱۰۰۸ھ میں ہمارا جہنم
کے ساتھ صوبہ مالوہ میں تعینات ہوا۔ ۱۰۰۸ھ جنگ اُجین میں شریک ہو کر
نہایت بہادری سے لڑا۔

گوپال سنگھ چنداوت

علم سنگھ کا بیٹا۔ اور راؤ امر سنگھ چنداوت کا پوتا تھا۔ ۱۳۰۰ء جلوس
عالمگیری میں حاضر دربار ہو کر ملازمان شاہی میں منسلک ہوا۔ اور پرگنہ رام پور
جاگیر میں قرار پایا۔ رتن سنگھ اُس کا بیٹا وطن میں تھا اُس نے باپ سے
بغاوت کی اور جاگیر پر قابض ہو گیا۔ گوپال سنگھ بلا اجازت شاہزادہ
بیدار تخت کے پاس سے بھاگ گیا۔ جب بیٹے کے سامنے کچھ پیش نہ گئی وہاں
سے بھاگ کر انا کے ملک میں چلا گیا۔ ۱۰۰۸ھ جلوس میں پھر حاضر دربار ہو کر
مختار قصیر کا خواستگار رہا۔ بادشاہ نے قصور معاف کر کے گولاس کا قلعہ دار
کر دیا۔ ۱۰۰۸ھ جلوس میں کسی قصور پر وہاں سے معطل ہو کر طلب ہوا لیکن حاضر
نہیں ہوا اور مرہٹوں سے جا ملا پھر اُس کا کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

راجہ گوپال سنگھ گور

راجہ گوپال سنگھ کے بزرگ اندر کئی صوبہ آلہ آباد کے زمیندار اور زمینداروں سے راجگان اور نچھڑا چھا کی ملازمت کیا کرتے تھے۔ بہادر سنگھ راجہ گوپال کے دادا نے عالمگیری کے عہد میں بغاوت کی اور معہ اپنے بیٹے بھگونت سنگھ کے جو راجہ گوپال کا باپ تھا ملوک چند نائب صوبہ دار مالوہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ باقی اولاد وطن سے بھاگ کر ادھر ادھر جا بسی۔ راجہ گوپال سنگھ نے نواب نظام الملک آصف جاہ کی ماتحتی میں ملازمت شاہی اختیار کر لی۔ اور ان کے ساتھ دربار سے دکن روانہ ہوا۔ اور دکن کی مہمات میں کاربائے نمایاں انجام دیکر قلعہ قند ہار (صوبہ بدر) کا قلعہ دار مقرر ہو گیا۔ ۱۶۲۷ء میں انتقال کیا۔ ولایت سنگھ۔ نیشن سنگھ۔ اچے چند نرپت سنگھ چار بیٹے تھے ولایت سنگھ باپ کے سامنے مرجھا تھا۔ راجہ گوپال سنگھ کی وصیت کے بموجب اچے چند قند ہار کا قلعہ دار مقرر ہوا۔

راجہ گردھر بہادر

ذات کے ناگر بہمن تھے۔ ان کا باپ دیا رام شاہزادہ عظیم الشان کی سرکار میں ملازم تھا۔ یہ اپنے چچا چھبیلارام ناگر کے ساتھ رہے۔ جب چھبیلارام آلہ آباد کی صوبہ داری پر مامور ہوئے۔ یہ ان کی فوج کے سپہ سالار مقرر ہوئے اور لشکر کو اپنی ذاتی بیعت سے ترتیب دیکر شجاع بہادری میں نامور ہوئے۔ ۱۶۷۷ء میں چچا کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔

امیر الامرا حسین علی خان اور چھبیلارام سے رنج تھا۔ امیر الامرا نے

انھیں معزول کر کے قلعہ آباد کو خالی کرانا چاہا۔ مگر انھوں نے قلعہ نہ چھوڑا امیر اللہ
نے حیدر علی خان کو فوج دیکر قلعہ خالی کرانے کے واسطے روانہ کیا۔ مدت
تک نامہ و پیام ہوتے رہے۔ آخر کار ۱۲۲۲ھ میں اجدتن چند کے ذریعے
صلح ہو گئی۔ دربار سے انھیں خطاب راجگی کے ساتھ منصب پنشنری
اور صوبہ اودہ کی صوبہ داری اور چند دیگر رگنوں کی فوجداری کا خلعت
ارسال ہوا۔ اور شروع جمادی الثانیہ ۱۲۲۲ھ میں انھوں نے آباد
کا قلعہ خالی کر دیا۔ اور اودہ روانہ ہوئے۔

۱۲۲۳ھ میں محمد شاہ نے انھیں دربار میں طلب کیا۔ اسی سال
ان کی اور راجہ جے سنگھ سوائی کی سفارش سے حصول جزیہ معاف ہوا۔
اسی سال جشن شادی کے موقع پر انھوں نے ایک لاکھ روپیہ بادشاہ کی
خدمت میں پیش کیا۔

۱۲۲۴ھ میں مالوہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے۔
۱۲۲۹ھ میں ملکر نے دکن سے مالوہ میں آکر لوٹ کھسوٹ مچائی۔ راجہ
گروہر نے نہایت شجاعت و بہادری سے مقابلہ کیا اور اسی لڑائی میں مارا گیا۔

رائے لونکرن کچھواہا

کچھواہہ راجپوتوں کی گوت شیخاوت سے تھا۔ پرگنہ سانہر کی زمینداری
قدیم سے اس کے خاندان میں چلی آتی تھی۔ راجہ بہاؤ لال کے ساتھ یہ
بھی ملازمت اکبری میں دخل ہوا۔ اور مزاج دانی اور خدمتگداری کی
سفارش سے اکبر کا منظور نظر ہو کر خطاب رائے سے موصوف ہوا۔
۱۲۲۵ھ جلوس میں کنورمان سنگھ کے ساتھ رانا اڈے پور کی جہاز میں

شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے۔
 سترہ مہینے اکبر نے راجہ پیر برکے ساتھ راجہ ڈونگر پور کے پاس
 روانہ کیا۔ راجہ مذکور اپنی بیٹی کو حرم سرہائے شاہی میں داخل کرنا چاہتا تھا
 مگر بعض باتوں کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔ انھوں نے منصب سفارت کو اس
 عہدگی سے انجام دیا کہ راجہ نے انھیں کے ساتھ اپنی لڑکی کو حرم سرہائے شاہی
 میں بھیج دیا۔

سترہ جلوس میں راجہ ٹوڈر مل کے ساتھ ہم ہنگا لہ میں نہایت جانفشانی
 سے خدمتیں بجالایا۔ سترہ جلوس میں مرزا عبدالکریم خان خاندان کے
 ساتھ ہم گجرات میں متعین ہوا۔
 آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہ جلوس تک منصب چار قندی
 سے سرفراز تھا۔ لیکن اکبر اس کی حسنِ لیاقت اور نیک نیتی کی وجہ سے
 بہت عزیز رکھتا تھا۔ رلے منوہر داس اس کا بیٹا تھا اس کا حال علیحدہ
 قلمبند کیا جائیگا۔

فرزند۔ مرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ کچھوا

مغلیہ خاندان کی تمام تاریخیں اس عالی خاندان راجہ کے اوصاف
 حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریفوں سے مزین اور مرصع ہیں۔ ہندو
 امر میں جو شہرت اس منتخب روزگار کے نام کو نصیب ہوئی وہ کسی کے
 نام کو میسر نہیں ہوئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کے عالی خاندان کی
 مبارک رفاقت اکبر کی ہمد اور رستخیز حال نہ ہوتی تو آج تھوڑی خاندان
 کے ہندو امر کی ایسی وسیع فہرست نظر نہ آتی۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد

اور اتفاق کی تاریخ میں جان اکبر کا نام سنہ ۱۵۸۰ء کے لکھا چلا آتا ہو۔
 وہیں راجہ مان سنگھ کا نام بھی جگہ گاہ رہا ہے۔ اکبر نے ہندوؤں کی تالیف قلوب
 کے لئے اُن کا طرز معاشرت۔ رسم و رواج اختیار کر کے اُن کے دلوں میں
 اپنی محبت کا بیج بویا۔ لیکن راجہ مان سنگھ نے اپنے مذہب۔ رسم و رواج
 پر قائم رہ کر مسلمانوں کے دلوں میں اپنی محبت اور عزت و عظمت کا ایسا نقشہ
 بنایا کہ وہ اُس کے جھنڈے کے نیچے لڑنا جہاد اور اُس میں مارے جانے
 کو شہادت سمجھنے لگے۔ اکبر کی دلداری اور خاطر داری۔ اور مان سنگھ اور
 اُس کے خاندان کی وفاداری اور جان نثاری کا اثر ہے۔ کہ باوجود اسکے
 کہ زمانہ کچھ سے کچھ ہو گیا مدین گذر گئیں۔ کہ سلطنتِ صلیبہ ہستی سے نیست و نابود
 ہو گئی مگر آج تک اُس کا خاندان چغتائی خاندان کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ او
 بے تعصبی میں شہرہ آفاق ہے۔ اور نظر غور سے دیکھنے والوں کے نزدیک
 بہت سی باتوں میں یہ اثر صاف طور سے محسوس ہوتا ہے۔

راجہ مان سنگھ کے دادا راجہ بہاؤ آمل اور باپ راجہ بھگوان داس کے
 حالات علیحدہ قلمبند ہو چکے ہیں۔ یہ سنہ ۱۵۸۰ء میں رتن پور کے مقام پر باپ کے
 ساتھ دربار اکبری میں حاضر ہوئے۔ اکبر نے دونوں باپ بیٹوں کو ساتھ لیا۔
 اور دار الخلافہ کو روانہ ہوئے۔ اور راجہ بہاؤ آمل کو رخصت کر کے حکم
 دیا کہ سامان کر کے جلد چلے آتا۔

سنہ ۱۵۸۰ء میں جب اکبر گجرات پر خود فوج لیکر گیا۔ راجہ مان سنگھ باپ کے

ساتھ مارا راجہ رام سنگھ والی جے پور کی بے تعصبی اور مسلمانوں پر خاص نظر عنایت ہونے کی
 بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔ اسلامی ریاستوں کی طرح ریاست جے پور میں بھی ایک ہفتہ کی تعطیل
 جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ساتھ اس ہمہ بین شریک ہوئے اور میدان ہمت میں قدم جا کر ہمت مرثیہ کے جوہر دکھائے۔ باوجود اس کے کہ نو جوانی کا عالم تھا مگر جب اکبر سرنال کے قریب پہنچا۔ اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیوں کو سنبھالا تو ان سنگھ نے آگے بڑھ کر عرض کی "ہراول غلام باشد" اکبر نے جواب دیا "بکدام لشکر تقسیم افواج تو ان کرو۔ وقت است کہ ہمہ کیدل ویک روکار کنند" مان سنگھ نے پھر کہا: "در ہر صورت قدمی پیشتر جان نثار شدن فرض عقیدت و خلاص است" اکبر کو اسکی خاطر عزیز تھی چند بہادر وں کے ساتھ آگے روانہ کر دیا تھا۔

سنہ ۹۷۰ھ میں خان عظم مرزا عزیز گجرات میں تھے۔ محمد حسین مرزا اختیار الملک دکنی کے ساتھ مل گیا۔ دکن کے اور بھی کئی سردار آئے۔ اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف میں پھیل گئے۔ انجام یہ ہوا کہ خان عظم بھاگ کر احمد آباد میں گھس بیٹھے۔ غنیم نے ۱۴ ہزار لشکر جمع کر کے احمد آباد کا محاصرہ کیا۔ خان عظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لائیں تو جانیں بچیں گی۔ یہ کام تمام ہے۔ اکبر فتح پور میں دربار کر رہا تھا کہ دفعہً یہ پرچہ پہنچا۔ سیوت راجہ بھگوان داس۔ راجہ مان سنگھ۔ اور عمدہ عمدہ سردار وں اور سپاہیوں کو لیکر ساڈنیوں پر سوار ہوا اور ۲۷ دن کا راستہ، دن میں لپیٹ کر ساتویں دن گجرات سے تین کوس پر دم لیا۔ ملک اشعرا فیضی اکبر نامہ میں جو سکند نامہ کے جواب میں لکھنا شروع کیا تھا لکھتے ہیں۔

بیک ہفتہ تا احمد آباد رفت تو گوئی کہ ہر مرکب باد رفت
یلان بر شتر تر کش اندر مکر شتر چون شتر مرغ در زیر پر
غرض کہ بڑا سخت معرکہ ہوا۔ مان سنگھ۔ بھگوان داس اور بہت سے راجپوتوں نے

سہ راجہ بھگوان داس کا حال دیکھو

جانشانی اور چاہنا تھی کہ حد سے گزار دیا۔ محمد حسین مرزا قید ہو گیا۔ اختیار الملک محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال لشکر بے اختیار ہو گیا۔ اور عاشر چھوڑ کر بھاگا۔ راستے میں سہراب بیگ نام ایک امیر نے جا پکڑا۔ اور سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا۔ دودن کے بعد بادشاہ وہاں سے روانہ ہو کر دار الخلافہ کو واپس آئے۔ فیضی نے غزل سنائی۔

نسیم خوش دلی از فتح پوری آید کہ بادشاہ من از راہ دوری آید
 ٹاڈ صاحب ناسخ راجستان میں لکھتے ہیں کہ راجہ مان سنگھ شعلہ پور کی ہم مار کر آتا تھا۔ اُدے پور کی سرحد سے گذر اُٹسا کہ رانا پرتاب کو ملیں میں ہو
 دلیل بھیجا اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہوں۔ رانا نے بہت خوشی سے مدعو کیا اُدے ساگر تک خود استقبال کو آیا۔ اور جھیل کے کنارے ٹھہرا کر
 ضیافت کا سامان کیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو رانا آپے آیا بیٹے نے اگر
 کہا۔ رانا جی کے سر میں درد ہے۔ وہ اسوقت حاضری سے مجبور ہیں۔ آپ
 کھانے پر بیٹھیں اور اچھی طرح کھائیے۔ مان سنگھ نے جواب میں کہا بھیجا کہ جو
 مرض ہو عجب نہیں کہ وہی ہے۔ جو میں سمجھا ہوں۔ مگر یہ مرض تو لا علاج ہے۔
 اور جب وہی مہانوں کے آگے تھاں نہ رکھیں گے تو کون رکھے گا۔ رانا نے
 کہا بھیجا۔ مجھے خود اس کا بڑا سنج ہے۔ مگر کیا کروں۔ مجبور ہوں کہ جس شخص
 نے بہن ترک سے بیاہ دی تو اُس کے ساتھ کھانا بھی ضرور رکھایا ہوگا۔ جب
 راجہ مان سنگھ نے یہ جواب سنا اپنے آنے پر بہت ہچکچایا۔ اور دل پر سخت
 صدمہ ہوا۔ چا دل کے چند دانے لے کر ان دیوی کو چڑھائے۔ وہی اپنی
 بکڑی میں رکھ لے۔ اور چلتے وقت کہا۔ تیری عزت بچانے کو نہیں اپنی
 عزت کھوئی۔ اور ہمیں بیٹیاں ترک کو دین۔ تحاری یہی مرضی ہو کہ خون میں

رہیں تو ہمیشہ رہا اختیار ہے اس لیے کہ اس ملک میں تمہارا گذر نہ ہوگا۔
جب گھوڑے پر سوار ہوا۔ رانا پر تاب بھی آگیا۔ اُس کی طرف مخاطب ہو کر
کہا: "رانا جی اگر تمہاری سیخی نہ جھاڑ دوں تو میرا نام مان نہیں۔ رانا پر تاب
بولا "ہمبے ہمیشہ ملتے رہنا" کسی بے لحاظ نے برابر سے یہ بھی کہا "جی اپنے پھپھا
(اکبر) کو بھی ساتھ لیتے آنا۔ جس زمین پر یہ ضیافت ہوئی تھی اُسے کھدوایا۔
گنگا جل سے دھوا کر پاک کیا۔ سب سردار نہائے۔ پوشاکیں بدلین۔ گویا
سب مان سنگھ کی وجہ سے ناپاک ہو گئے تھے۔

مہاراجہ

جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا۔ بہت غصہ آیا۔ چند روز بعد رانا پر فرج
کشی ہوئی۔ سلیم کے نام سپہ سالاری ہوئی۔ مان سنگھ اور مہاراجہ خان
ساتھ نہوئے۔ بادشاہی لشکر رانا کے ملک میں داخل ہوا۔ ہلدی گھاٹ
کے میدان میں کشت و خون کا بازار گرم ہوا۔ کئی راجہ اور ٹھاکر جانوں سے
ہاتھ اٹھا کر شاہی لشکر پر آن گرے۔ رانا قمر می جھنڈا لیے تیار تھا کہ کسی
طرح راجہ مان سنگھ نظر آئے۔ اور اُس سے دودھ ہاتھ ہوں۔ یہ ارمان
تو نہ نکلا لیکن شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا۔ اور اُس پر حملہ کیا۔
فیلبان مارا گیا۔ مست ہاتھی بے ہماوت رگ نہ سکا۔ اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی
جان جگمگی۔ یہاں بڑا بھاری رن پڑا۔ مغل سپاہی بڑی جان توڑ کر لڑے۔
رانا پرتاب نے سات زخم کھائے مگر میدان نہ چھوڑا۔ قریب تھا کہ اُس کا خاتمہ
ہو جائے۔ اسی عرصے میں جھالاکا سردار دوڑا ہوا آیا۔ اور اس بلا سے
رانا کو نکال کر لے گیا۔ خود مسہ جان نثاروں کے مارا گیا۔ مگر رانا بھاگ کر
مکل گیا۔ بائیس ہزار راجپوتوں میں فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانیں
بچائیں۔ رانا پر تاب چنگ نامی گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ دو مغلوں نے

اُس کے پیچھے گھوڑے ڈالے۔ راستے میں ایک ندی آئی اگرچہ کھڑا تھا
 تو پھنس ہی گیا تھا مگر وہ ہرن کی طرح چاروں پتلیان جھاڑ کر پانی پر سے اڑ گیا
 شام ہو گئی تھی۔ اتنے میں پیچھے سے ایک سوار نے آکر اسکی بولی میں کہا: "اوہلو
 گھوڑے کے سوار پر تاب نے پیچھے پھر کر دیکھا۔ تو سکت سنگھ اپنے بھائی کو پایا۔ یہ
 کسی خانگی بات پر بھائی خفا ہو کر نکل گیا تھا اور اکبر کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔
 اور اس لڑائی میں شاہی لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ میرا
 بھائی اس حالت کے ساتھ جان لے کر بھاگا ہو۔ اور دو مغل اُس کے پیچھے
 پڑے ہیں تو خون نے جوش مارا۔ اور اُس کے پیچھے ہو لیا۔ موقع پا کر دونوں
 مغلوں کا کام تمام کر دیا۔ اور بھائی سے جا ملا۔ مدت کے بچھے تھے گھوڑے
 سے اتر کر خوب گلے ملے۔ بیان چنگ بیٹھ گیا۔ اور اُس کا دم نکل گیا۔ سکت نے
 اپنا گھوڑا بھائی کو دیا۔ اور خود مغل کے گھوڑے پر سوار ہو کر تسلیم کے لشکر میں
 آیا۔ لوگوں سے کہا کہ پرتاب نے دونوں مغلوں کو مارا۔ اور انکی حمایت میں
 میرا گھوڑا بھی مارا گیا۔ لشکر میں کسی کو یقین نہ آیا۔ آخر تسلیم نے ہلا کر عہد کیا کہ
 سچ کہ دو گے تو میں معاف کر دوں گا۔ اُس نے صل حال کہہ دیا۔ شاہزادہ
 اپنے عہد پر قائم رہا اور اُس سے کہا کہ تم اب اپنے بھائی کے پاس جا کر نذر دے
 اور وہیں رہو چنانچہ وہ اپنے ملک میں چلا گیا۔ رانا کیگا ہندوستان کے
 مشہور راجاؤں میں تھا۔ وہ ملک میواڑ میں حکومت کرتا تھا۔ جب شہ
 میں اکبر نے قلعہ چتوڑ کو فتح کر لیا تو اُس نے ہندو راہ کے پہاڑوں میں قلعہ
 کو کٹہہ تعمیر کیا۔ ملک کنہیل کی سیر پر چارولی پہاڑوں میں جانب شمال اُسے پور
 سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے حکومت کرتا تھا اس نے اکبر کی عفت
 قبول نہ کی۔ شہ میں اکبر فتح کے اجمیر گیا۔ جب دگاہ ایک منزل ہی

توسپادہ ہوا۔ زیارت کر کے نذر دنیا چڑھائی۔ ایک دن درگاہ میں مان سنگھ کو بھی ساتھ لے گیا دیر تک دعائیں اور التجائیں کیں۔ اور وہیں رانا مذکور پر فوج کشی کی رائے قرار پائی۔ مان سنگھ کو خطاب فرزند کی ساتھ سپاہ لاری عنایت ہوئی۔ آصف خان میر بخش۔ غازی خان بخش۔ شاہ غازی خان تبریزی۔ مجاہد خان۔ سید احمد خان۔ سید ہاشم بارہہ۔ وغیرہ کو ہمراہ جانے کا حکم ملا۔ ملا عبد القادر بادیونی۔ صاحب منتخب التوائیج غازی اور آصف خان کے پہنچانے کو اجیر سے تین کوس تک ساتھ آئے تھے۔ ان کے دل میں بھی جہاد کا شوق پیدا ہوا۔ اُسی وقت واپس آکر اول شیخ عبد الباقی صدر اور اُس کے بعد نقیب خان سے بادشاہ سے اجازت دلانے کے واسطے کہلا۔ نقیب خان نے بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ نے انھیں بلا کر دریافت کیا۔ اور اجازت دی۔ اور رخصت کے وقت دونوں ہاتھوں میں اشرفیان (ہاتھین) بھر کر عنایت کیں۔

غرض کہ راجہ مان سنگھ وہاں سے روانہ ہو کر حدود اُدے پور میں داخل ہوئے۔ اور ماٹل گڈھ پر ٹھہر کر لشکر کا انتظام کیا اور بلیو کی گھاٹی سے نکل کر گڈھ پر جا پہنچے۔ رانا تین ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ اور اپنی فوج کے دو حصے کیے۔ ایک نے ہراول شاہی پر حملہ کیا۔ دوسری نے جس میں خود رانا موجود تھا۔ قاضی خان بخش پر جو دہانہ روکے ہوئے تھے حملہ کیا۔ بادشاہی لشکر کے راجپوت ہائیں طرف سے بھاگے لیکن سادات بارہ نے نہایت شجاعت و بہادری سے رانا کو روکا۔ بہت سے جھگڑے ایسے بھاگے کہ پانچ چھ کوس تک دم نہ لیا۔ ایک دیانچ میں تھا۔ اُس سے بھی پار ہو گئے۔ لڑائی جاری تھی۔ اسی عرصے میں مہتر خان نے عجب کام کیا گھوڑا اڑاتا تھا۔ جب اڑتا

کہ ہندوگان بادشاہی لیٹا کر کے آن پہنچے۔ اس منتر نے بڑا اثر کیا۔ بھاگتے ہوئے ختم گئے۔
بھاگے ہوئے ہٹ پڑے۔ اور غنیم کے پاؤں اُکھڑ گئے۔

اب رانائے اپنے ہاتھیوں کو بادشاہی ہاتھیوں سے آن بٹرایا۔ دو ہاتھی ایک
دوسرے کے مقابل ہوئے۔ حسین خان بادشاہی فیلبان مان سنگھ کے آگے بیٹھا تھا۔ وہ
گرا۔ مان سنگھ خود آگے بڑھ کر مہات کی جگہ جانیٹھے۔ اور اس استقلال سے ڈٹے کہ اس سے
زیادہ کیا ہوگا۔ ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی کو بٹرایا۔ یہ بڑا قوی ہیکل
جنگی ہاتھی تھا۔ بہت سے نوجوانوں کو پامال کر کے صفوں کو چاک درچاک کر دیا۔ کمال خان
فوجدار شاہی نے گرجا ہاتھی کو سامنے کیا۔ دیر تک آپس میں ریل ٹھیل رہی بادشاہی ہاتھی
دب نکلتا تھا کہ اسی عرصے میں اقبال اکبری نے رام پرشاد کے مہات کو قضا کی گولی ماری۔
وہ گرا۔ کمال خان نے ایسا کمال دکھایا کہ سب دنگ ہو گئے۔ وہ نہایت پھرتی سے کود کر
رانائے کے ہاتھی پر بیٹھا اتنے میں مان سنگھ کے سوار رانائے کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ رانائے کے ساتھ
مان سنگھ کا مقابلہ ہوا۔ اوپر تلے کئی وار ہوئے آخر رانائے ٹھہر سکا۔ مان سنگھ کے ہاتھ سے
زخمی ہو کر بھاگا۔

ملا عبد القادر نے بھی اس لڑائی میں خوب تیر اندازی کی۔ جب فتح کے بعد رام پرشاد
ہاتھی کے ساتھ کسی سردار کے بھیجنے کی تجویز ہوئی تو آصف خان نے ملا صاحب کے واسطے
کہا۔ راجہ نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی بیان بہت کام باقی ہے انھیں چاہیئے کہ معرکہ میں
ہر جگہ صفت سے آگے بڑھ کر امامت کیا کریں۔ ملا صاحب بولے کہ بیان امامت کی کیسا
ضرورت ہے میں بادشاہ کی خدمت میں جا کر کہوں گا۔ یہ جواب سن کر راجہ بہت ہنسے۔ اور تین سو سوار
انکے ساتھ کر کے روانہ کیا۔ اور لشکار کے بہانے سے سیکوس تک انکے ساتھ آئے اور سفارشی خط لکھ کر انکے
حوالہ کیا۔ یہ رام پرشاد کو لکیر فتح پور میں آئے۔ بادشاہ کے سامنے اشرفیہ کا ڈھیر لگا ہوا تھا اسے لڑائی
کا سبب دریافت کیا اور دونوں ہاتھوں میں اشرفیان (۹۶)۔ اشرفیان بھر کر انھیں مرحمت فرمائیں۔

سلسلہ میں اکبر نے راجہ مان سنگھ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلہ بھائی اور کابل کا حاکم تھا۔ اُس کا ایک ملازم مصدوم خان دربار اکبر میں آکر درجہ امارت پر پہنچ گیا تھا۔ وہ بنگالہ میں دوسرے امیروں کے ساتھ باغی ہو گیا۔ اور مرزا محمد حکیم کو عرضیان بھیج کر ہندوستان کے فتح کرنے پر آمادہ کیا۔ بھولا بھالامرزا فوج لیکر پنجاب کی طرف بڑھا۔ ادھسے مان سنگھ شاہی فوج لیے ہوئے راولپنڈی پہنچے۔ شادمان کو کہ مرزا حکیم کے ایک دلاور سردار سے مقابلہ ہوا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ سوچے سنگھ مان سنگھ کے بھائی نے ایسے حملہ ہائے مردانہ کیے کہ اُسی کے ہاتھ سے شادمان زخم کھا کر خاک ہلاکت پر گرا۔

جب مرزا نے سنا کہ شادمان دُنیائے ناشاد گیا تو سخت غمناک ہوا۔ اور خود شکر لیکر چلا۔ اکبر کا حکم راجہ مان سنگھ کے نام پہنچا۔ کہ ہم خود آتے ہیں۔ مرزا کو آگے بڑھنے دو۔ اور روکو۔ مان سنگھ حسبِ احکام پیچھے ہٹنے لگے اور وہ بڑھتا ہوا لاہور تک بڑھ آیا۔ راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ مع دوسرے سرداروں کے شہر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے۔ جب اکبر سر ہند تک پہنچا۔ تو مرزا خواب غفلت سے بیدار ہو کر بھاگا۔ راجہ مان سنگھ حسبِ احکام پشاور روانہ ہوئے۔ اور وہاں سے شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے بڑھے اور کئی خونریز معرکے مار کر مرزا کو شکست دی۔ اور کابل میں داخل ہوئے پیچھے سے بادشاہ بھی پہنچے۔ مرزا کی خطا معاف کی۔ اور دوبارہ ملک بخشی کر کے چلے آئے۔ پشاور اور سرحدی ملک کا انتظام اور اختیارات راجہ مان سنگھ کے سپرد ہوئے۔ راجہ نے ان کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ اور افغانیوں میں بہت اچھی رسائی پیدا کی۔ اور سرحدی افغانوں کا بھی ایسا بندوبست کیا کہ سرشوری کی گردنیں چلی ہو گئیں۔

سلسلہ میں محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا۔ بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کابل پہنچ کر ملک پر قبضہ کر لو۔ جب مان سنگھ نے وہاں تک پہنچ کر دیکھا کہ مرزا کے سردار

۲۲۲
 بھان اور سردار سلام کو حاضر ہونے کے۔ کابل میں پہنچ کر اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے
 سب کے دلوں کو تسخیر کر لیا جو لوگ خیالات فاسد سے گمراہ ہو رہے تھے سب کو رسائی سے راہ راست
 پر لاکر حکمت عملی کی قید میں مسلسل کر لیا۔ اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو وہاں چھوڑ کر بہت سے امیرین
 اور سرداروں کے ساتھ راولپنڈی کے مقام پراکبر کے پانچتھ کو بوسہ دیا۔ اکبر بہت ولذاری
 سے پیش آیا پچھن لاکھ چھپتا سٹھ ہزار روپیہ انعام میں دیئے۔ وٹیفے اور جاگیرین مرحمت کیں۔
 یوسف زئی وغیرہ سرحدی علاقہ مرحمت ہوا۔ کابل کی حکومت پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز
 ہوئے۔ اور جب وہ بیمار پڑے تو مان سنگھ انکی جگہ روانہ کیئے گئے۔ غرض کہ کابل اور حصری
 علاقے میں ان کی خوبی لیاقت سے خوب انتظام جم گیا۔ اور عبداللہ خان اوزبک والی
 توران بھی انکی کامیابیوں سے ایسا ڈرا کہ تحفہ ہائے شاہانہ کے ساتھ ایلچی بھیجا کہ عہد نامہ کر لیا۔
 ۹۹۵ھ میں دربار میں افغانستان سے شکایتیں پہنچیں کہ راجپوت اہل ملک پر
 زیادتی کرتے ہیں۔ اس پر اکبر نے مان سنگھ کو صوبہ ہارین تبدیل کر دیا۔ وہاں پہنچ کر
 انھوں نے راجہ پوتن ل کنہہو ریہ اور سنگرام وغیرہ سرکشوں کو تدبیر اور شمشیر کے زور
 سے زیر کیا۔ اور ان سے اطاعت کے ساتھ تحائف گران ہالے کر ۵ ہاتھیوں کے ساتھ
 دربار میں روانہ کیئے۔

۹۹۵ھ میں راجہ بھگوانداس نے لاہور میں انتقال کیا۔ بادشاہ نے خلعت تعویذ
 کے ساتھ فرمان خطاب راجگی۔ اسپ بازین زرین۔ اور بنجراری منصب کا خلعت ارسال کیا۔
 اسی سال راجہ نے اڑیسہ پر چڑھائی کی۔ قلوخان وہاں کا حاکم مارا گیا۔ افغانوں میں
 پھوٹ پڑ گئی بہت سے سردار ٹوٹ کر راجہ سے آن ملے۔ جو باقی رہے ان سے آخر میں اس
 شہزادہ صلح ہو گئی کہ ملک میں اکبری خطبہ پڑھا جائیگا۔ خراج اور تحائف سالانہ پیشکش کیا کریں گے
 جب حکم ہوگا۔ اولے خدمت کو حاضر ہوں گے۔ غرض کہ راجہ نے ۵ ہاتھی اور بہت سے تحفہ
 تحائف ان سے لے کر دربار میں ارسال کیئے۔

جب ملک عیسیٰ خان وندہ راہمہ و بیان کا سلسلہ درست بہار چند سال کے بعد نوجوان
افغانوں کی ہمت نے زور کیا۔ انھوں نے اول جگناتھ کا علاقہ مارا۔ پھر بادشاہی ملک پر ہاتھ
ڈالنے لگے۔ مان سنگھ خود عہد شکنی کے لیے ہانا ڈھونڈتے تھے۔ فوج جرارے کو مقابلہ پر آمادہ
ہوئے۔ بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ بہادرون نے ہمت کے کارنامے دکھائے۔ آخر کار مان سنگھ
نے فتح پائی۔ اور ملک کو بڑھاتے بڑھاتے دریائے شور تک پہنچا دیا۔ جگناتھ کا ملک محبہ بند
کے قبضے میں آ گیا۔ شہر شہر میں اکبری خطبہ پڑھا گیا۔

سنت ۱۷ میں جن سالانہ کے موقع پر اکبر نے شاہزادہ خسرو کو جو جانیگیر کا بیٹا اور ان سنگھ
کا بھانجا تھا نصب پنچہ ازتی پر سرفراز کر کے صوبہ اڑیسہ کو جاگیر میں مرحمت کیا۔ راجہ مان سنگھ
کو اتالیقی کا اعزاز بخش کر اس کی سرکار کا انتظام بھی راجہ ہی کے سپرد کیا۔ اور راجہ مان سنگھ
کو بنگالہ کی صوبہ داری پر مقرر کر کے بنگالے روانہ کیا۔ اور اسی ملک پر ان کی تنخواہ مقرر کر دی
اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے دربار میں حاضر ہو کر اکبری اطاعت کا سجدہ
کیا۔ بادشاہ نے اس کے صلے میں راجہ مان سنگھ کو پرگنہ جوند انعام میں مرحمت کیا۔

بنگالہ

بنگالہ

سنت ۱۷ میں اکبر نے جانیگیر کو ہم رانا پر روانہ کیا۔ مان سنگھ کو بڑے بڑے امیرون
کے ساتھ سپہ سالار کر کے ہمراہ کیا۔ بنگالہ کی حکومت جگت سنگھ اُس کے بیٹے کو اور اُس کے
مرنے کے بعد مان سنگھ جگت سنگھ کے بیٹے کو مرحمت کی۔ افغانوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا
اور بغاوت کر کے بھدراک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی۔ اور چاروں طرف
پھیل کر بنگالہ کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے۔ جانیگیر اس ہم پر جاننا چاہتا تھا جب یہ حال سُنا۔
راناک کی ہم ملوثی کر کے مان سنگھ کو بنگالہ روانہ کر دیا۔ اور خود آلہ آباد پہنچ کر عیش کی بہارین لو
لگا۔ اکبر اُس وقت قلعہ آسیر کے محاصرہ میں مصروف تھا جب یہ حال سُنا۔ خیال کیا کہ شاہزادہ
کا اس ہم سے واپس آنا۔ مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے۔ اس خیال سے اُسے بہت
رنج ہوا اگر کچھ نہ بولا۔

مان سنگھ نے بنگالہ پہنچ کر جا بجا فوجیں روانہ کیں۔ اور تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایک عرصے کے بعد بغاوت کی آگ بجھائی۔ اور ڈھاکہ میں آکر خاطر جمع سے حکمرانی کرنے لگے۔
 مسئلہ میں شاہزادہ خسرو کو وہ ہزاری منی منصب ملا۔ مان سنگھ بدستور تالیقی کی خدمت پر سر فراز رہ کر منصب ہفت ہزاری ذات شش ہزار سوار پر مفتخر ہوئے۔ اب تک کوئی ہندو مسلمان امیر پنجہزاری منصب آگے نہیں بڑھا تھا۔ پہلے پہلے یہ اعزاز اسی نیک نیت راجہ کو حاصل ہوا۔

اُمر نے اکبری میں راجہ مان سنگھ اور خان عظیم مرزا عزیز کو کٹناش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت کا بڑا ارمان تھا۔ خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا۔ اور خان عظیم کا داماد تھا۔ خان عظیم تو اس آرزو میں ایسے مست تھے کہ اپنے رازداروں سے اکثر کہا کرتے تھے کہ کاش ایک کان میں کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ہو گیا۔ اور دوسرے کان میں حضرت عزرائیل موت کا پیغام دے دیں۔ اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سن لوں تو مجھے مرنے کا افسوس ہو گا۔ راجہ مان سنگھ کا اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر درپردہ وہ بھی اسی کو شش میں مصروف تھے۔ اکبر کو بھی یہ سب خبریں تھیں۔ مگر جہانگیر کے ساتھ اُسے محبت نہیں بلکہ عشق تھا۔ جب مسئلہ میں بیمار پڑا مان سنگھ اور خان عظیم دونوں دربار میں موجود تھے۔ ۱۰۱۰ء نوں کے آدمی ہتھیار بند چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اکبر نے بعض خیر خواہان سلطنت سے مشورہ کر کے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھ کو بنگالہ مانا جائے چنانچہ اُسی حالت میں راجہ مان سنگھ کو خلعت رخصت رحمت کر کے حکم دیا۔ کہ بنگالے چلے جاؤ بادجو اس کے کہ ۲۰ ہزار لشکر جرآن کی ذات خاص کا نوکر تھا۔ اور تمام قوم کچواہہ اور بہت سے ہندو مسلمان سردار اُن کے در اسے اشارے پر بارے میں پیر مستعد ہو سکتے تھے مگر انھوں نے اپنے آقا کی خوشی پر اپنی آرزو کو تار کر دیا۔ اور خسرو کو لے کر بنگالہ روانہ ہو گئے۔ خان عظیم نے جب سنا کہ مان سنگھ مع خسرو کے بنگالہ جاتے ہیں اُسی وقت اپنے قبائل کو اُن کے گھر بھیج دیا۔ اور گملا بھیجا کہ اب میرا بھی یہاں رہنا مناسب نہیں۔ راجہ نے

جو اب دیا کہ دل تو میرا بھی ہی پایا ہوتا ہے کہ اس وقت میں جسے جہانہ بون۔ کر مجبور ہوں۔

بدھ کے دن ۱۲۔ جمادی الثانی سن ۱۱۵۷ھ کو اکبر نے ۶۴ برس کی عمر میں دنیا سے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ سلیم جہانگیر کے لقب سے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ جشن تخت نشینی کے موقع پر سب امرا و بابرین طلب ہوئے۔ مان سنگھ بھی بنگالے سے آئے۔ جہانگیر کی یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ پہلی باتوں کو دل سے بھلا دیا۔ خود لکھتا ہے کہ ”راجہ مان سنگھ کو کہ جو میرے باپ کے وفادار اور متبرہ ہوں میں تھا بدستور سابق صوبہ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا۔ اُس نے بعض باتیں ایسی کی تھیں کہ اپنے حق میں اس عنایت کی امید نہ رکھتا تھا۔ پھر بھی خلعت چار قب نیمشہ مرصع۔ اسب خاصہ بازرین زرین مرحمت فرما کر بنگالہ کو چچائیں نذر سواروں کی جگہ ہے روانہ کیا۔“

چند مہینے بعد شاہزادہ خسرو باغی ہو گیا۔ جہانگیر کو مان سنگھ اور خانِ عظیم کی طرف سے شہسہ ہوا۔ مگر نہ تو عالی حوصلہ بادشاہ نے مان سنگھ کے کاروبار میں کوئی تغیر کا اثر ظاہر کیا۔ نہ فرزانہ روزگار راجہ نے کوئی ایسی بات کی جس سے کسی قسم کی بیوفائی کے ازام کا مرتکب سمجھا جاتا۔

آخر سال ۱۱۵۸ھ جلوس میں راجہ مان سنگھ بنگالہ سے طلب ہو کر دربار میں حاضر ہوئے۔ اس موقع پر جہانگیر نے لکھا ہے ”راجہ مان سنگھ نے قلعہ رتھاس سے جو ولایت پٹنہ اور بہار میں واقع ہے اگر ملازمت کی۔ چھ سات فرمان گئے جب آیا۔ وہ بھی خانِ عظیم کی طرح منافقوں اور اس سلطنت کے پُرانے پایوں میں سے ہے۔ جو انھوں نے مجھ سے کیا اور جو مجھ سے ان کے ساتھ ہوا۔ خدا رازدان بخوبی جانتا ہے کہ کوئی کسی سے اس طرح گزارہ نہیں کر سکتا۔ راجہ نے سو ہاتھی زروادہ پیشکش گزارنے۔ ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ فیضانِ خاصہ میں داخل ہو سکے۔ چونکہ میرے باپ کے بتائے ہوئے فوجانوں میں سے ہے۔ اس لئے میں اُس کی خطائیں اُسکے منہ پر نہ لایا۔ اور عنایت بادشاہانہ سے سرفراز کیا۔“

خانجمن وغیرہ اُمرائے بادشاہی ہم دکن میں کارنامے دکھا رہے تھے۔ راجہ مان سنگھ کو بھی میدانِ کارزار میں شجاعت و بہادری کے دکھانے کا پھر جوش پیدا ہوا۔ اول رخصت

ماہزادہ

دکن

حاصل کر کے وطن گئے۔ پھر جابلگر سے عرض کر کے دکن پہنچے۔ دو برس تک وہاں خدمتیں بجالائیں اور سولہ مہینے بن اس دار تاپاندار سے کوچ کر گئے۔

راجہ مان سنگھ کی پندرہ سو رانیان تھیں۔ جب سرگباش ہوئے تو ساٹھ رانیوں نے سستی اور ان کے ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا۔ ہر ایک رانی سے ایک ایک دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی میں مرنے گئے۔ جلّت سنگھ۔ ہمت سنگھ۔ درجن سنگھ۔ بیل سنگھ۔ سکت سنگھ۔ جلّت سنگھ۔ جوانی کو پہنچے۔ مگر سب ان کو داغ مفارقت دے دے کر ان کے سامنے ہی چل بسے۔ صرف بھاؤ سنگھ کو جیتا چھوڑا۔ جلّت سنگھ اور بھاؤ سنگھ کا حال علیحدہ علیحدہ ہو چکا ہے۔

ہمت سنگھ بنگالہ میں باپ کے ساتھ تھارستانہ میں امتلا سے اسہال اور اسہال سے بہت بد حال ہو کر انتقال کیا۔ چکی لگ گئی تھی۔ اسی میں جان نکل گئی۔ شیخ ابو الفضل اکبر نامہ میں لکھتے ہیں۔ "جوان مرد تھا۔ انتظام اور سربراہی کی لیاقت سرشت میں تھی۔ موقع وقت پر چوکتا تھا۔ سب کو مرنے سے تمام فوج کچواہہ میں کھرام چ گیا۔ بادشاہ کی دلداری نے زخمون پر مرہم رکھا۔ سب کی تسلی ہو گئی۔"

درجن سنگھ شاہی ملازمت میں منصب پانصد تھپری سرفراز تھا۔ بنگالہ میں باپ کے ساتھ تھیں تھارستانہ میں عیسیٰ خان افغان نے بغاوت کی۔ مان سنگھ نے درجن سنگھ کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ سردار دون میں ایک نگر امام غنیم سے مل گیا۔ اور خریدتار ہاشمین ایک جگہ بے خبر آن پڑا۔ سخت ڈرائی ہوئی۔ درجن سنگھ بہت سے ہمارا ہوں کے ساتھ مارا گیا۔ سب سنگھ سولہ جلوس تک منصب پانصد تھپری سرفراز تھا۔

سکت سنگھ بھی ملازمان شاہی میں منسلک اور سولہ جلوس تک منصب چار خندہ می پر سرستہ تھا۔

سکت سنگھ بھی شاہی ملازمت میں داخل۔ اور سولہ جلوس تک منصب دو خندہ می پر

سے مفتوح تھا۔

ہنگو کا
ورجوا

راجہ مان سنگھ بہت خوش اخلاق۔ نہایت لمبا۔ اور شگفتہ مزاج تھے۔ سب سے
یہ تکلفی سے باتیں کرتے اور خلق و محبت کے موتی پرو کر اپنے دلربا اور دل فریب کلام سے
غلام بنا لیتے تھے۔ مذہب کے پابند اور حکام مذہبی کو خلوص دل سے بجالاتے تھے جب
اکبر کے دربار میں دین الہی اکبر شاہی کا سوانگ بنا۔ اور خوشامیون نے دین کو دنیا پر نثار کرنا شروع
کیا۔ ایک رات بعض امورات سلطنت کی نسبت جلسہ مشورت قائم تھا۔ مان سنگھ بھی جلسہ
میں موجود تھے۔ اکبر نے اسی جلسہ میں حاجی پور پٹنہ انھیں جاگیر میں مرحمت کیا۔ جلسہ ختم کرنے
کے بعد اکبر مان سنگھ کو ٹٹولنے لگے۔ کہ دیکھو یہ بھی مریدِ دین آتا ہے یا نہیں۔ تقریباً سلسلہ طح
چھڑا کہ جب تک وہ چار با تین نہیں ہوتیں اس وقت تک اخلاص کامل نہیں ہوتا راجہ نے
صاف اور بے تکلف جواب دیا کہ حضور اگر مریدی سے جان نثاری مراد ہے۔ تو آپ دیکھتے
ہیں کہ جان تھیلی پر رکھے ہوئے ہیں۔ امتحان کی حاجت نہیں۔ اگر کچھ اور ہے۔ اور حضور کی
مراد مذہب سے ہے تو ہندو ہوں فرمائیے تو مسلمان ہو جاؤں۔ اور راستہ جانتا نہیں کہ کونسا
ہے۔ اکبر سمجھ گئے کہ یہ قابو میں نہیں آئے گا۔ باتوں باتوں میں ٹال گئے۔

انہیں تعصب نام کو نہ تھا۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے غلط و بھلا سے ملنے تھے کہ
کسی طرح کی دہائی نہ معلوم ہوتی تھی۔ ہر مذہب کے فقرے صاحبِ کمال سے ملنے تھے۔ بنگالہ
کے سفر میں منگیر کے مقام پر شاہ دولت نامے ایک بزرگ کے اوصاف و کمالات سنکر ان کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیر تک ملاقات رہی شاہ صاحبِ راجہ کی پاکیزہ اور سنجیدہ گفتگو
سے بہت خوش ہوئے۔ باتوں باتوں میں بولے کہ مان سنگھ باوجود اس عقل و دانش
کے مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ راجہ نے جواب دیا کہ خدا کے کلام میں تم اللہ علیٰ محمد و آلہ
آیا ہے۔ اگر آپ کے فیض باطنی سے یہ خدائی ہر ٹوٹ جائے تو بندہ مسلمان ہونے کو حاضر ہے۔

سلہ راجہ ہرید کا حال دیکھو۔ ۱۲۔ سلہ پارہ اول ترجمہ فرمادی اللہ نے ان کے دل پر۔ ۱۳۔

اس کے بعد ایک عینے تک اس جگہ قیام کیا۔ اور دروازہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

راجہ کے دربار میں ایک مرتبہ ایک سید صاحب اور ایک ہاتھ پر مہین میں مذہبی بحث چھڑ گئی۔ دونوں اپنے اپنے مذہب کو ایک دوسرے کے مذہب پر ترجیح دیتے تھے۔ آخر میں اس بات پر تصفیہ ہوا کہ جو راجہ صاحب کہہ دیں وہ صحیح۔ ان شک نے کہا کہ اگر میں مذہب اسلام کو ترجیح دوں۔ تو تمام لوگ بادشاہ وقت کی خوشامد پر معمول کریں گے۔ اگر اس کے برعکس رلے دوں تو اپنے مذہب کی جانب داری سبھی جائے گی۔ دونوں کو راجہ کے تصفیہ پر پورا اطمینان تھا۔ ویسے پڑ گئے۔ ان شک نے کہا کہ مجھے علم نہیں جو ایسے مذہبی معاملے میں گفتگو کر سکیں مگر ایک بات دیکھتا ہوں۔ کہ ہندوؤں میں کیسا ہی گنواں پنڈت۔ دھیانی فقیر ہو۔ جب مر گیا۔ تو جل گیا۔ خاک اڑ گئی۔ رات کو وہاں جاؤ تو آسیب کا خطر ہے۔ اسلام میں جس شہر یا قصبہ یا گاؤں میں گزرو۔ کئی بزرگ پڑے سوتے ہیں چراغ جلتے ہیں۔ پھول ہنک رہے ہیں۔ چڑھاوے چڑھتے ہیں۔ لوگ اُن کی ذات سے فیض پاتے ہیں۔

غرض کہ راجہ نے مذہبی اور کُل معاملات میں ہمیشہ حافظ مرحوم کے اس شعر پر اپنا عملہ رآمد رکھا۔

حافظ اگر چیل خواہی صلح کن یا خاص عام باسلمان اللہ اللہ بابر میں ام رام

جس طرح اُنکی سرکار میں ہندو اعلیٰ مناصب پر ممتاز تھے۔ اُسی طرح بہت سے مسلمان جن میں حضرت سیدنا ابو العلی صاحب قدس سرہ بانی خاندان ابو العلانیہ سے بزرگ بھی شامل تھے اُنکی رفاقت میں اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز تھے۔

راجہ مان سنگھ سخاوت میں بے نظیر تھے۔ اُنکی عالی ہمتی اور دیادلی کے افسانے بہت مشہور ہیں اُنکی بات کی سرکار میں سوتا تھا حتیٰ نین میں جھومتے تھے۔ اُن کے دربار میں ہندو کے صاحب کمال موجود تھے۔ اور نہایت عزت و عظمت اور خوشحالی سے بسر کرتے تھے۔

جہانگیر کے عہد میں جب ممکن پر گئے تو خانبھان لودھی سپہ سالار تھے۔ پندرہ ہجری
امیر صاحب علم و تقارہ موجود تھے۔ چار ہزاری سے پانصدی تک ایک ہزار منصبدار اپنی
اپنی جمیت کے ساتھ کمر بستہ موجود تھے۔ بالا گھاٹ کے مقام پر لشکر شاہی کو سخت تکلیف پیش
آئی۔ ملک میں فطرت گلیا۔ رسد بند ہونے لگی۔ سب امیر و زجمع ہوتے۔ مشورے ہوتے مگر کوئی
نقشہ نہ جانتا تھا۔ ایک دن جلسہ میں مان سنگھ کھڑے ہو کر بولے کہ اگر تین مسلمان ہوتا تو ایک
وقت تم سب صاحبوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتا۔ اب کہ ڈاڑھی سفید ہو گئی ہے۔ کچھ کھانا سب
نہیں ہے۔ ایک پان ہے۔ آپ صاحب قبول فرمائیں۔ سب سے پہلے خانبھان نے دلداری
کا ہاتھ سینے پر رکھا۔ اس کے بعد اور امیروں نے بھی قبول کیا۔ اُسی دن سے سور و پیہ روز
میں ہجری ۱۰۰۰ کا منصوبہ ارادہ کہ تقسیم کرنا شروع کیا۔ ہر شخص کے واسطے علیحدہ

بیان وہ تھیلی روانہ کی جاتی تھی لکھا ہوتا تھا۔ تین چار مہینے تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس کے
علاوہ اپنے وطن آئیں سے غلاموں کو روہین کے رخ سے لشکر میں فروخت کیے جانے کا انتظام کر دیا۔
بجاردن نے رسد کا تانتا لگا رکھا تھا۔ لشکر کے بازار میں ہر شے کے انبار لگے رہتے تھے۔ سب
سپاہیوں کو ایک وقت کا کھانا راجہ کی سرکار سے مفت ملتا تھا۔ راجہ مان سنگھ کی رانی کو بڑی
عقل مند اور منظم بی بی تھیں۔ یہ سب انتظام ان کے سپرد تھا۔ وہ گھر میں بیٹھی ہوئیں سب انتظام
کرتی تھیں۔ یہ ان تک کہ کوچ اور مقام کے موقع پر مسلمانوں کے لئے حمام اور مسجد کی وضع کے
خیچے بھی تیار ملتے تھے۔

راجہ مان سنگھ کی شجاعت اور ملک گیری کے کارنامے اوپر بیان ہو چکے ہیں ملا شیدی
نے ایک موقع پر ان کے نسبت خوب زعم نہ سنجی کی ہے۔

شہا فرمان فرستادی بہ راجہ کہ ساز و ہندوان کوہ رارام
پنان رونق گرفت از عدل تو دین کہ ہند و میزند شمشیر اسلام

ایک دن راجہ مان سنگھ اور خاندان مرزا عبدالحکیم شریع یاچو پڑھیل رہے تھے۔ شرط یہ ہوئی تھی کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کی فرمائش کے بموجب ایک جانور کی بولی بولے۔ خاندان کی بازی دینی شروع ہوئی۔ مان سنگھ نے ہنسا شروع کیا۔ اور کہا کہ بی بی کی بولی بولاؤں گا۔ خاندان دل تو بہت کیے گئے آخر چارپانچ چالوں کے بعد مایوس ہو گئے۔ مگر بڑے چالے تھے۔ گھبرا کر اٹھنا چاہا اور کہا "آئے ہا۔ از خاطر رقتہ بود خوب شد کہ حالا ہم بیاؤ آمد" مان سنگھ نے کہا "کیا کجا خاندان بولے" جہا تباہی چیز سے فرمودہ بودند۔ حالایاؤ آمدہ۔ بروم کہ زود تر سراغ بخش کنم" اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ راجہ نے دامن پکڑ لیا۔ اور کہا "خوب است صدائے شک بکنید و بر دید" خاندان نے کہا "شما دو اسم بگزارید سے ایم۔ سے ایم۔ سے ایم۔" وہ بھی ہنسنے لگی۔ یہ بھی ہنسنے لگا۔ وہ کیا بات ہے۔ اپنی بات کہی۔ اور حریف کی بات پوری کر دی۔

اڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سندھ بن میں اُس پر فضا مقام آک محل میں جسے شیر شاہ نے اپنے زمانے میں اپنی گلگشت اور تفریح کے واسطے نامزد کیا تھا۔ راجہ مان سنگھ نے ایک شہر کا بنیادی پتھر رکھا۔ شہر کو بسا کر اکبر نگر۔ اور قلعہ تعمیر کر کر سلیم نگر نام رکھا جو راجہ کی نیک نیتی سے راج محل کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور اس وقت تک موجود ہے۔ بنگالہ کشمیر۔ آگرہ میں انھوں نے بہت سی نفیس عمارتیں اور باغات اپنی امیرانہ یا گار سے چھوڑی تھیں۔ کشمیر کی عمارت کی تعریف جہانگیر نے توڑک جا لگیری اور آگرہ کے کثرہ راجہ مان وغیرہ کی تعریف منشی سیل چند نے اپنی تاریخ آگرہ میں کی ہے۔ مگر افسوس کہ اب اُن کے نشانات اور اوراق تاسیخ پڑ ہی باقی رہ گئے ہیں۔

خاندان چغتائیہ میں عام طور سے شاہزادے میرزا کے خطاب سے موسوم ہوتے تھے چونکہ اکبر خاگئی اُمورات اور کل کاروبار میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ بیٹوں کی طرح برتاؤ کرتا تھا۔ اس وجہ سے پیار سے جس طرح خاندان کو مرزا خان۔ خان اعظم کو مرزا عزیز کہتا تھا۔ اسی طرح مان سنگھ کو مرزا راجہ کہہ کر پکارتا تھا۔ رقتہ رقتہ یہ خطاب اس خاندان

خطاب مرزا۔
راجہ کی اہلیت

کے واسطے مخصوص ہو گیا۔ اکبر کے بعد جاگیر نے جٹوں کو سکھ اور شاہان نے جے سنگھ کو اس خطاب سے موصوفت کیا۔ عالمگیری کے عہد میں جے سنگھ کو زیادہ عروج ہوا۔ اُس نے اس نام کی عزت کر کے اور اُسے خطاب کے رتبہ پر پہنچا کر جے سنگھ کو جے سنگھ کے خطاب سے مستحق کیا۔

راجہ مدھکساہ بندیلہ

راجہ مدھکساہ بندیلہ

بندیلے کے راجپوتوں کا اصلی وطن کاشی (بنارس) تھا۔ وہاں سے ترک سکونت کر کے کیراگڑھ کنک میں جو کھیر وار کے نام سے مشہور ہے سکونت اختیار کی۔ مدت تک وہاں رہے۔ وہاں سے ایک شخص سمنی کاشی راج نے جو راجہ مدھکساہ سے بیس پشت پہلے تھا وہاں کی سکونت چھوڑ کر اُس ملک میں سکونت اختیار کی جو اب بندیلہ گھٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں اُس کے خاندان نے بندو اسی دیہی کی ایسی سیوا کی کہ اُس کی مناسبت سے عوام میں بندیلے کے نام سے مشہور ہو گئے۔

قوم بندیلہ
وجہ تسمیہ

اس خاندان کے لوگ پہلے زمانے میں کچھ مال و اسباب اور شان و شوکت نہ رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ چوری اور راہزنی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ جب راجہ پرتاب بانی اوندچھ (راجھا) کا زمانہ آیا۔ اس خاندان کو نہایت عظمت اور شان و شوکت حاصل ہوئی۔ وہ کاشمیر شہر شاہ اور سلیم شاہ سے سرتابی کرتا رہا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا راجہ بھارت چند گدی نشین ہوا۔ اور جب وہ لاو لد مر گیا تو چھوٹا بھائی راجہ مدھکساہ گدی پر بیٹھا۔ اس نے نہ صرف اپنے ملک کا عہدہ بندوبست کیا۔ بلکہ شجاعت و دانائی اور جلد سازی سے قریب ہوا کے علاقوں کو فتح کر کے ایک عظیم الشان لشکر اکٹھا کر لیا۔ اکبر نے اس کی سرکوبی کے واسطے کئی مرتبہ لشکر بھیجا۔ جب شاہی لشکر اس کے ملک میں پہنچا تو تنگ ہو کر اطاعت قبول کر لیا۔ پھر جب کبھی موقع پاتا تو دیکھتا۔ اس نے اپنی تمام عمر اسی پریشانی میں بسر کی۔ اور

راجہ پرتاب
بانی اوندچھ

ستہ میں مر گیا۔ ہمارا راجہ سنگھ دیو اور رام چند کو بیٹے تھے۔ ہمارا راجہ سنگھ دیو کا حال
علیحدہ مکتبہ کیا جائے گا اور رام چند کا حال راجہ بھارت اُس کے پوتے کے حال میں
لکھا جا چکا ہے۔

ماوہو سنگھ کچھواہا

راجہ سنگھ کچھواہا

راجہ بھگوان داس کا چھوٹا بیٹا۔ اور راجہ مان سنگھ کا بھائی تھا۔ بگڑات کی مشہور لیڈار
میں اکبر کے ساتھ جان نثاری کے واسطے مستعد تھا۔ ستہ جلوس میں بادشاہ کے ساتھ
صوبہ بنگالہ کی ہم میں شریک ہوا۔ ستہ میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ ہم راٹا کیکا پر تعین
ہوا۔ ستہ جلوس میں مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی تادیب پر مامور ہوا۔ ستہ جلوس
میں ہم کشمیر میں شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ اُس کی دلاوری بادشاہ کے
منقوش خاطر ہو گئی۔ اُس کے بعد تھانہ ٹکڑ کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ ستہ جلوس میں منصب
ہزار و پانصدی پر ممتاز تھا۔ ستہ جلوس میں منصب تہہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر
سر بلند ہوا۔ ہر سال ماوہو سنگھ کا بیٹا تاجس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔

راجہ مہان سنگھ کچھواہا

راجہ مہان سنگھ کچھواہا

راجہ بگت سنگھ کا بیٹا۔ اور راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا۔ ستہ میں ہیمن ہیمن باپ
کا سایہ سے اٹھ گیا۔ اکبر کو بھی بہت رنج ہوا۔ اور ہیمن ہیمن باپ کی حکمت یعنی صوبہ بنگالہ
کی حکومت پر سرفراز کر دیا۔ اور پر تاج سنگھ برادر راجہ مان سنگھ کو اتالیق مقرر کر کے بنگالہ رٹا
کیا۔ سرشور افغانوں نے جو موقع کی ناک میں رہتے تھے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور مان سنگھ
کو تعلق اور پر تاج سنگھ کو ناقابل سمجھ کر بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ جان سنگھ جرات کر کے آگے
بڑھا۔ جو اہل کی دوزخ تھی۔ ٹھکر کھائی۔ اور باغیوں نے مقام جھدک پر بادشاہی قلعہ کو

شکست دیکر جنگ لہ کا بہت بڑا حصہ دیا۔ راجہ مان سنگھ نے ہم رانا سے واپس آکر اس
بناوت کو منسوخ کیا۔

سٹھ جلوس اکبری تک منصب و تہذاری سے سرفراز تھا۔ سٹھ جلوس جہانگیری
میں رام داس کی اتالیقی میں ہم ننگش پر متعین ہوا۔ سٹھ جلوس میں علم مرحمت ہو کر کربا
زمیندار باندھو کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ سٹھ جلوس میں منصب پانصدی ذات پانصدہ
کا اضافہ ہوا۔

سٹھ ۲۳ء میں راجہ مان سنگھ نے وفات پائی۔ کچھواہہ خاندان کے رسم و رشت کے
بوجب جانشینی کا حق جہان سنگھ کو پہنچتا تھا۔ لیکن جہانگیری کی بجائے سنگھ پر خاص نظر عطا ہوا تھی۔
لہذا جہان سنگھ کو راجہ مان سنگھ کا جانشین مقرر کیا۔ اور جہان سنگھ کی ولداری کے لئے اُس کے
منصب میں پانصدی کا اضافہ کر کے گڈہ کا ملک انعام میں مرحمت کیا۔ سٹھ جلوس میں خطاب
راجگی کے ساتھ علم و نقارہ عطا ہوا۔ سٹھ جلوس میں منصب سہ ہزار و پانصدی سے مفتوح ہو کر
ہم دکن میں متعین ہوا۔ سٹھ جلوس میں بالا پور کے مقام پر کثرت شراب نوشی سے بیمار ہو کر
۳۲ برس کی عمر میں عدم آباد کو سد ہارا۔

بچے سنگھ اُس کا بیٹا تھا۔ جو راجہ مان سنگھ کے بعد اس خاندان کا نام روشن کر نیا لا ہوا۔
اُس کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

رے منوہر داس کچھواہا (مرزا محمد منوہر)

رے منوہر داس کچھواہا
مرزا محمد منوہر

رے منوہر داس کا بیٹا تھا۔ بڑا حسین۔ اور ذہین اور نیک سیرت جوان تھا۔ جس طرح کہ
آج ہمارے زمانے میں حاکم وقت کی تقلید میں اکثر لوگ اپنے ناموں کے ساتھ انگریزی
حروف لگا کر رام پرشاد مٹرا کے بجائے آر۔ پی۔ مٹرا۔ یا سید احمد سعید کی جگہ ایس۔ اے۔ سعید

راجہ مان سنگھ کے حال میں دیکھو ۱۲

لکھے ہیں اور فرماتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کے عہد میں لوگ اُن کے ناموں کی تقلید کرتے تھے۔ چنانچہ رے لون کرن نہایت فخر سے ہمیشہ اپنے بیٹے کو مرزا محمد منوہر کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

شہنشاہ اکبر کی اس نوجوان پر خاص نظر شفقت تھی۔ سب سے پہلے جلوس میں جبکہ اجمیر کے راستے میں قصبہ آنسیر میں مقام تھا۔ کسی امیر نے تذکرہ کیا۔ کہ قصبہ آنسیر کے قریب جہان اب موضع موخان آباد ہے۔ ایک بڑا پرانا شہر جڑا پڑا ہے۔ اکبر نے خود جا کر اُس مقام کو دیکھا اور حکم دیا کہ یہ شہر از سر نو آباد کیا جائے۔ اُسی وقت اپنے ہاتھ سے بنیاد کا پتھر رکھا۔ ایک قلعہ۔ عالیشان عمارتیں باغات۔ چوڑے بازار۔ چار دیواری وغیرہ کے بنائے جانیکا حکم دیکر تھوڑا بھڑاکا م سب امیروں کو تقسیم کر دیا۔ اور ایسی کوشش کی کہ صرف آٹھ دن میں نہ صرف کل عمارتیں ہی تیار ہو گئیں بلکہ رعایا بھی ادھر ادھر سے آکر آباد ہو گئی۔ چونکہ یہ مقام رائے لون کرن کی زمینداری میں واقع تھا۔ لہذا اکبر نے اُس کے بیٹے رائے منوہر داس کے نام پر اُس کا نام منوہر پور رکھ دیا۔ اور وہاں کی حکومت پر رائے منوہر داس کو سرفراز کیا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر شاہزادہ پرویز کے ساتھ ہم رانا امر سنگھ پر امور کیا۔ سلسلہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات کشمش صد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد صوبہ بون میں متعین ہوا۔ اور وہیں سلسلہ جلوس میں انتقال کیا۔

منوہر داس فارسی میں اچھی لیاقت رکھتا تھا۔ جہانگیر اُسکی نسبت لکھتا ہے ”منوہر کہ از قوم کچوایان سیکھاوٹ است۔ و پدر من در خورد سالی باو عنایت بسیار میکرد۔ فارسی زبان بگویدہ با آنکہ از و تا بہ آدم ادر اک فہم بہ بیچ یکے از قبیلہ او نمیتوان کرد۔ خالی از فہم نیست۔ و شعر فارسی میگوید این بیت از و ست۔“

عرض ز خلقت سایہ بہن بود کہ کسی بنو حضرت خورشید پائے خود نہند
ملا عبد القادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھے ہیں ”مرزا منوہر نے بڑے شاہزادہ

ہزارہی پر ممتاز ہو کر خدمت دیوانی تن کا خلعت مرحمت ہوا۔

دیوان تن دیوان خواہ کو کہتے تھے۔ سلطنتِ مغلیہ میں دیوان کل (وزیرِ اعظم) کے دفینا ہوتے تھے۔ ایک دیوان تن۔ اور دوسرا دیوان خالصہ کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ پہلے کے متعلق تمام ممالک محروسہ کے ملازمان اور جاگیرداران کی خواہ کا حساب کتاب تھا دوسرے کے متعلق خالصہ شریفہ کا دفتر چلتا تھا۔ وزیرِ اعظم کے بعد یہ دونوں عہدے بہت معزز سمجھے جاتے تھے۔
رائے مانی داس اپنی زندگی بھر اس عہدے پر سرفراز رہا ہر شہ جس شاہجہانی میں انتقال کیا۔

راجہ مان سنگھ

جاگیر کے عہد میں منصب ہزارہی ذات بہشت صد سوار پر سرفراز اور خطاب راجگی سے موصوف تھا۔ اللہ جلوس میں جاگیر نے شیخ فرید کو قلعہ کا گڑھ کی تیغ کے واسطے روانہ کیا۔ مان سنگھ کو اُس کے ہمراہ قہینات کیا۔ شیخ فرید نے ایام محاصرہ قلعہ کا گڑھ میں انتقال کیا۔ اس موقع پر ان سنگھ نے نہایت عقلمندی سے شاہی فوج کو منتشر ہونے دیا۔ اور اپنی حُسن تدبیر سے ہم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے انجام کو پہنچایا۔ اور راجہ کا گڑھ کے بیٹے کو جس کی عمر ۱۹ برس کی تھی اپنے ساتھ لیکر دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس حُسن خدمت کے صلے میں منصب ہزار و پانچ سو ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر کر کے اور دوبارہ سپہ سالار بنا کر قلعہ کا گڑھ کی تیغ کے واسطے روانہ کیا۔ رخصت کے وقت خلعت کے علاوہ انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔

جب مان سنگھ فوج لے ہوئے لاہور پہنچا تو شہر کے سنگرام پٹری راجہ نے اُسکی جاگیر کے چند وہیات پر قبضہ کر لیا ہے۔ مان سنگھ کو یہ حال سُن کر تاب نہ رہی۔ اُسی وقت سنگرام کی طرف چڑھ دیا۔ سنگرام نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی بھاگ کر دشاہ گڑھ اور ہلاؤ میں جاگسا۔ مان سنگھ نے بہادری کے جوش میں اگر چند آدمیوں کے ساتھ اُس کا

مقابلہ کیا۔ مگر اہم نے جب دیکھا کہ کسی طرح چٹکارا نہیں تو قبول نہیں۔

وقت ضرورت چونامد گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز
پھر مقابلے پر آمادہ ہو گیا۔ مان سنگھ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی تھے مگر اُس نے
خوب مقابلہ کیا۔ اور غنیم کے بہت سے آدمیوں کو تیر تیغ کر ڈالا۔ اسی عرصے میں سنگرام
کے ایک سپاہی نے پہاڑ کے اوپر سے جس کے نیچے لڑائی ہو رہی تھی ایک بھاری پتھر
ٹاک کر آیا مارا کہ اس بے نظیر بہادر کا کام تمام ہو گیا۔

جھاگیتے اُس کے بیٹے اُسے سنگھ کو خطاب راجگی سے موصوف کر کے منصب مناسب
پرفراز کیا۔ وہ سلسلہ جلوس شاہجہانی تک منصب پانصدتی ذات۔ نقد سوار پر امور تھا۔
اسی سال انتقال کیا۔

راجہ مان سنگھ کو الیاری

شاہجہان کے عہد میں منصب تہ صدی ذات۔ ہشت نقد سوار پرفراز تھا۔ شاہ
جلوس میں سعید خان بہادر غفر جنگ کے ساتھ جگت سنگھ راجہ جہون کی تادیب پر مامور ہوا۔
اور اس مہم میں اپنے حملہ ہائے مردانہ سے قلعہ جیت کو فتح کیا۔ اور اس مہم کے اکثر معرکوں
میں شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر خلعت و جہر مرصع اور اسپ و فیل اور نقد انعام
واکرام سے سرفراز ہوا۔

رائے کندھواس نارنولی

ذات کا ماتر کایت اور نارنول کا رہنے والا تھا۔ نہایت تجربہ کار۔ لائق۔ اور
کاروان اہلکار تھا۔ اول یسین الدولہ آصف خان کی سرکار میں کسی ادنیٰ خدمت پر دو تین
روپیہ ماہوار کا نوکر ہوا۔ لیکن بہت جلد اپنی خوبی لیاقت اور کارگزاری کے جوہر دکھا کر امارت

ماہر و سنگھ

راجہ مان سنگھ
کو الیاری

رائے کندھواس
نارنولی

کے درجے پر پہنچا۔ اور اُس سرکار عالی کا دیوان ہو گیا

اس معزز عہدے پر سرفراز ہو کر اُس نے نہایت عالی ہمتی سے اپنی برادری کی فیض رسانی پر کمر باندھی۔ اُس کے زمانہ امارت میں شاید ہی کوئی ایسا پرنسپل کا بیٹہ بچا ہو جو کبھی سفارش سے پر سر روزگار ہو کر صاحب نام و نشان نہ ہوا ہو۔ اُس کی عالی ہمتی کو دیکھ کر اکثر لوگ اُس کی جانب سے جعلی سفارش نامے بنانا کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتے تھے۔ اگر اتفاق سے ان جعلی سفارش ناموں میں سے کوئی اُس کے سامنے پیش ہوتا تو وہ اُسے اپنا لکھا ہوا تسلیم کر لیتا تھا۔

میں الدولہ کی وفات کے بعد شاہجہان نے اسے ملازمت شاہی میں لے کر منصب ہشت خدی پر سرفراز کیا اور ۳۰ رمضان ۱۱۷۵ھ کو خلعت دیوانی تن۔ اور ۴۰ رجب ۱۱۷۵ھ کو دیوانی بیوتات (دیوان امور خاگی) کا خلعت مرحمت کیا۔

رائے صاحب نے اپنے زمانہ امارت میں نازنول اپنے وطن میں لاکھوں روپیہ کے صرف سے عالیشان عمارتیں تعمیر کرائی تھیں۔ جن لوگوں کے اُس جگہ مکان تھے انھوں نے دربار میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ اور یہ بھی بیان کیا۔ کہ رائے صاحب نے ان محلات کی بنیاد میں چالیس لاکھ سرکاری روپیہ بھی دفن کیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب عمارت مسمار کر دی جائے۔ وہ ان صرف حکم کی دیر تھی چند روز میں کل عمارت کھڑ گئی جب بنیاد میں سے کچھ نہ بچا۔ وہ سب لوگ پھر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ بادشاہ نے اس دروغ گوئی کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ رائے صاحب نے اپنی حکومت کے زور میں ہم غریبوں کے جھوٹے زور دوستی چھین کر یہ عمارتیں بنوائی تھیں۔ انھیں دیکھ کر ہماری آنکھوں میں خون اُترتا تھا۔ ہم سے جھوٹ۔ سچ جس طرح سے ہو سکا۔ اپنا بدلہ لیا۔ اب جان پناہ کو اختیار ہے جو سزا ہمیں دی جائے ہم اُس کے سزاوار ہیں۔ رحم عمل بادشاہ کو ان کا معقول جواب سن کر دم آگیا۔ اور سب کو چھوڑ دیا۔ سچ ہے۔

جس آزاد مظلومان کو ہنگام دعا کر دیں جو اجابت جبروتی ہر استقبال ملی

میش داس راٹھور مہابت خانی

میش داس راٹھور

ولیت سنگہ برادر راجہ سورج سنگہ راٹھور کا بیٹا تھا۔ اول مہابت خان قانچانان کی سرکار میں لازم تھا ہمیشہ جلوس شاہجانی میں اُس کی وفات کے بعد شاہجہان نے منصب پانصدی ذات۔ چار ہند سوار پر سرفراز کر کے ملازمان شاہی میں منسلک کیا۔ اور لشکر شاہی کے ساتھ چار سنگہ بندی کی تہیہ پر مامور کیا سلسلہ جلوس شاہجانی میں خانہ و درآن خان کے ساتھ تازیہ میں تعینات ہوا۔

سلسلہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ شیش ہند سوار پر۔ اور سلسلہ جلوس میں ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اسی سال غلوت و علم مرحمت ہو کر ہم قندھار پر تعین ہوا۔ سلسلہ جلوس میں ۱۵۔ جامی النبی ۱۰۰۰ھ کو شاہجہان نے منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر کر کے پرگنہ جالور بطریق وطن جاگیر میں مرحمت کیا۔ سلسلہ جلوس میں لاہور کا قلعہ اقرار کیا۔ سلسلہ جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی پر سرفراز کر کے شاہزادہ مراد کے ساتھ ہم پنج و بدیشان میں مامور کیا۔ سلسلہ جلوس میں خدمات ہم مذکور کے صلے میں منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار پر سر بلند کیا۔ اور اسی سال ۹۰۰۰ھ میں انتقال کیا۔

میش داس نہایت شجاع اور بہادر جوان تھا۔ شاہجہان اس وقت داری اور جانی کے جوہر سے بہت عزیز رکھتا تھا۔ وہ دربار شاہجہانی میں خاص بادشاہ کے تخت کے پیش کمر ہوتا تھا۔ اور حالت سواری میں بھی بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ اُس کی وفات سے بادشاہ کو بہت افسوس ہوا۔ اُس کے بیٹے رتن سنگہ کو جس کا حال تحریر ہو چکا ہے۔ منصب پر سرفراز کیا۔ جالور کی حکومت پر سر بلند کیا۔

جیو جی پراہ
ہیڈسٹاس

میش و اس کا چالی بیسویں منصب پانصد تھی ذات۔ دو صد پچا سو ارب سو ارب پندرہ
۱۱۔ جمادی الاول مشہور کو بادشاہ نے خلعت واسپ مرحمت کر کے راجہ جے سنگھ کے ساتھ
معمور پور روانہ کیا۔

ہمیشہ دہلی میں

ہمیشہ داس اسٹور

ابتداء میں راجہ جگ سنگھ اور مارا جہ جیوت سنگھ کی سرکار میں ملازم تھا۔ یہ ملازم جلوس میں ۸۔ رجب ۱۱۷۰ھ کو شاہجہان نے خلعت مرحمت کر کے منصب ہشتا صدی ذات منصب سوار پر سرفراز کیا۔ یکم ربیع الاول ۱۱۷۱ھ کو طویلہ خاص سے اس پر مرحمت کیا۔ یکم محرم ۱۱۷۲ھ کو راجہ سنگھ راٹھور کے مرنے کے بعد خلعت واسپ مرحمت کر کے راجہ جہ جیوت سنگھ کا اتالیق مقرر کیا۔ ۱۱۔ محرم ۱۱۷۳ھ کو منصب ہزارتی ذات ہشتا صدی تھوڑے سے ممتاز کیا۔ ۱۱۔ محرم ۱۱۷۴ھ جلوس میں خلعت واسپ اور علم مرحمت کر کے شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قدم حار پر متعین کیا۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴

مادھو سنگھ باؤا

راؤ رتن داد کا چھوٹا بیٹا تھا۔ اسے جلوس شاہجہانی میں منصب ہزارٹی ذات پیش قدمی

646

شاہ شہ خان کی ماتحتی میں ہم دکن میں مقیم ہوا۔ اس کے بعد شہ مظفر خان کے ساتھ شاہجہان
لوہی کی سرکوبی پر تعینات ہوا۔ اثنائے تعاقب میں ایک مرتبہ شاہجہان کے برابر جاہو پچھا اور
گھوڑے سے اتر کر اس پر بچے کا وار کیا۔ دونوں میں ایسا معرکہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے معرکے
یاد آ گئے۔ شاہجہان نے اس حسن خدمت کے صلے میں علم مرحمت کر کے منصب دوہزاری
ہزار سوار پر سرفراز کیا۔ اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دوہزار و پانصدی ذات
دوہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اور بادشاہ نے پگنہ کوٹہ۔ پلاتیہ جاگیر میں مرحمت کیا۔

سلسلہ جلوس میں شاہزادہ شجاع کے ساتھ ہم دکن میں امور ہوا۔ اور مہابت خان
کی وفات کے بعد خاندوران بہادر صوبہ وار دکن کی نیابت میں برہان پور کا صوبہ دار
مقرر ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب سہ ہزاری دوہزار سوار پر ترقی پائی۔ سلسلہ جلوس میں شاہزادہ
شجاع کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب سہ ہزار و پانصدی۔ اور سلسلہ
میں منصب چار ہزاری سے مفتخر ہوا۔ سلسلہ جلوس میں امیر الامرا صوبہ دار کابل کی ملک پر
امور ہوا۔ اس کے بعد پنج کی قلعہ داری پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں بیچارہ کرخت پر وطن
گیا۔ اور اسی سال (۱۰۳۷ھ) انتقال کیا۔

کنہ سنگھ۔ موہن سنگھ۔ کشور سنگھ تین بیٹے تھے۔ کنہ سنگھ کا حال ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔
کشور سنگھ کا حال رام سنگھ ہاڈا کے بیان میں لکھا چکا ہے۔ موہن سنگھ باپ کے مرنے کے بعد
ملازمان شاہی میں منسلک ہوا۔ سلسلہ کی جنگ اوجین میں مہاراجہ جیونت سنگھ
اور بے نظیر شجاعت و بہادری کے ساتھ بڑا کر مارا گیا۔

موہن سنگھ ہاڈا

کنہ سنگھ ہاڈا

کنہ سنگھ ہاڈا

مادہ موہن سنگھ ہاڈا کا بڑا بیٹا۔ باپ کے مرنے کے بعد سلسلہ جلوس میں دربار شاہجہانی میں
حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب دوہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز کر کے کوٹہ وغیرہ

بدستور جاگیر میں عطا کیا۔ اسی سال منصب دو ہزار پانصدی پر ترقی ہوئی۔ ۱۱۳۵ء جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قندہار پر تعین ہوا۔ ۱۱۳۵ء جلوس میں علم و تقارہ مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ ہم قندہار پر روانہ ہوا۔ ۱۱۳۵ء جلوس میں شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ ہم قندہار میں شریک ہوا۔ وہاں سے واپس آ کر منصب تہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔

۱۱۳۵ء جلوس میں علای سعد اللہ خان کے ساتھ قلعہ جٹوڑ کی مہندی پر مامور ہوا۔ ۱۱۳۶ء جلوس میں ہماراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ متعین ہو کر جنگ اُجین میں شریک ہوا۔ اس معرکے میں اس بباد نے اپنی جان کو جان نہیں بچھا۔ اور سب سے پہلے ہمت کر کے مہ اپنے چھوٹے بھائی موہن سنگھ کے اورنگ زیب کے ٹوپ خانہ پر جاگرا۔ اور حملہ ہائے مردانہ سے ہراول کی صفوں کو تہ و بالا کرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہنچا۔ اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ لڑ کر اپنی جان عزت پر قربان کر گیا۔

عالمگیری کے عہد میں کند سنگھ کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہو کر باپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ جب ۱۱۳۶ء جلوس میں اُس نے لاؤد انتقال کیا۔ تو بادشاہ نے اُس کے چچا کشور سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کیا۔ کشور سنگھ کا حال رام سنگھ اُس کے بیٹے کے حال میں لکھا گیا ہے۔

مالوچی بھونسللا

کھیلوچی اور پرسوجی کا بھائی تھا۔ کھیلوچی کی مغزوری کے بعد منصب پنہزارہی ذات۔ پنہزارہ سوار سے سرفراز ہو کر مہمات و کن میں شریک ہوتا رہا۔ اور اپنی شجاعت و بہادری بوقت و کارروائی سے جملہ صوبہ داران دکن کو خوش رکھ کر علم و تقارہ کے اعزاز سے موصوف ہوا۔

۱۱۳۶ء پرسوجی کے حال میں دیکھو۔ ۱۱۳۶۔

سلسلہ جلوس شاہجہانی میں شاہزادہ محمد اور نگت زیب صوبہ دار دکن نے محمد ظاہر خان کے ساتھ ہم بنگلانہ پر مامور کیا۔ اُس نے بہت ہشیاری اور تدبیر کے ساتھ اس مہم کو سر انجام دیا۔ اور ولایت بنگلانہ کو فتح کر کے واپس ہوا۔

سلسلہ میں شاہجہان کی بیماری کے ایام میں داراشکوہ نے کل امرائے متعین دکن کے ساتھ اسے بھی بلا بھیجا۔ یہ اور نگت زیب کی تاجہ جازت وہاں سے روانہ ہو کر داراشکوہ کے پاس حاضر ہوا۔ داراشکوہ نے بہت خاطر کی۔ اور راج اور بھانڈیرہ اور اُس کے قرب و جوار کے پرگنہ جاگیر میں رحمت کئے اور ہمارا جہت و نیت سلسلہ کے ساتھ ماوہ میں متعین کیا۔ اہل حقین کی لڑائی میں راجہ نے اُس کو خیمہ جات وغیرہ کی حفاظت پر مامور کیا۔ جب راجہ کو شکست ہوئی۔ یہ بھاگ کر آگرہ پہنچا۔ اور سوگندہ کی لڑائی میں داراشکوہ کے ساتھ شریک ہوا۔ داراشکوہ کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہو کر بدستور منصب پنہجری پر سر فرما ہوا۔ اور سلسلہ جلوس عالمگیری تک اس منصب پر قائم رہ کر خدمات شاہی بجالاتا رہا۔

عالمگیر ماتوجی اور پرتوجی دونوں بھائیوں سے ایام محاصرہ قلعہ گوگندہ میں کسی بات پر سخت ناراض ہو گیا تھا۔ معلوم کیا گیا تھا کہ اس وقت تک دونوں کی طرف سے ملے میں ملال موجود تھا۔ لہذا سلسلہ جلوس میں دونوں کو ملازمت سے برخاست کر دیا لیکن خدا سابعہ کا لحاظ کر کے ماتوجی کی تیس ہزار روپیہ سالانہ اور پرتوجی کی بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کر دی۔

ماتوجی نہایت فہیم و لائق۔ اور مروت و محبت کا آدمی تھا۔ تمام امرائے دکن اُس سے محبت رکھتے تھے۔

سلسلہ میں اُسے انتقال کیا۔ اُس کی یادگار سے اورنگ آباد میں اُس کا نام لکھا ہوا پورہ ماتوجی پورہ کے نام سے مشہور اور حصہ شہر کے باہر واقع ہے۔

راجہ ہاشم سنگھ بھدریہ

راجہ بدین سنگھ بھدوریہ کا بیٹا تھا باپ کے مرنے کے بعد سترہ جلوس شاہجہانی میں منصب ہزارتی ذات ہشت خند سوار پر سرفراز و خطاب راجگی سے معزز ہوا۔ سترہ جلوس میں صوبہ کابل میں تعینات ہوا۔ سترہ جلوس میں منصب ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ سترہ جلوس کی جنگ سوگندھین دارا شکوہ کے ساتھ تھا۔ اس کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے سکھرن بندیلہ کے ساتھ چیت بندیلہ کی تادیب کی واسطے روانہ کیا۔ سترہ جلوس میں کابل خان کے ساتھ یوسف زئی پٹھانوں کی سرکوبی پر مامور کیا۔ اس نے اس خدمت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ بادشاہ نے اس کے منصب کو پانچ سو سوار دسپہ ساسپہ مقرر کر دیئے۔

سترہ جلوس میں اس نے وفات پائی۔ اوت سنگھ اس کا بیٹا تھا جس کا حال علوہ لکھا گیا ہے جب اورنگ زیب ہمارا جہ جوت سنگھ کو اجین میں شکست دے کر آگے بڑھا۔ دارا شکوہ نے یہ حال سنا کر اگرہ سے کوچ کیا۔ ادھنیل کے کنارے پہنچ کر چنیل کے سب گھاٹ خصوصاً دھوپور کا گھاٹ جہاں سے گوالیار اور دکن کا عام راستہ تھا روک لیا۔ بھدور کے راجہ نے نواح گوالیار میں اورنگ زیب کی خدمت میں حاضر ہو کر چنیل سے عبور کرادینے کی خدمت بجالانے کا اپنا ذمہ کر لیا۔ اورنگ زیب نے کارخانجات شاہی کو کواری کی سرانے میں چھوڑا۔ اور راجہ کے مشورے سے پچیس کوس کی مسافت کو بد متزلزل میں طے کر کے رمضان کی پہلی تاریخ سترہ جلوس کو ایک غیر معروف گھاٹ پر قدم اٹھانے کے نزدیک یہ گھاٹ موضع گوشلی پر گن باہ کا گھاٹ تھا) سے عبور کر کے دارا شکوہ کے خیمہ ہونے سے پہلے سوگندھان پہنچا۔

تاریخ تارخین میں راجہ کا نام نہیں لکھا۔ ڈاکٹر کریمر نے چیت نام لکھا ہے لیکن اس

زمانے میں بھداور کے راج پر ہانگہ سرفراز تھا۔ ممکن ہے کہ چہیت اس کے کسی رشتہ دار یا
سودا کا نام ہو اور ہانگہ نے دونوں شاہزادوں کے رضامند رکھنے کے واسطے یہ
ترکیب کی ہو کہ خود آراشکوہ کے ساتھ رہا ہو۔ اور خفیہ طور سے اپنے کسی رشتہ دار کو
اورنگ زیب کے پاس بھیج کر یہ کارروائی کی ہو اس خیال کی اس امر سے بھی تصدیق
ہوتی ہے کہ ہانگہ کے بیٹے اوت سنگھ نے اورنگ زیب کے عہد میں اپنے خاندان
میں سب سے زیادہ ترقی کی۔ اور منصب سہ ہزاری سے سرفراز ہوا۔

مان سنگھ راٹھور

اندر راٹھور

راجہ روپ سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ باپ کے مارے جانے کے بعد بارگاہ عالمگیری
میں حاضر ہو کر ملازمان شاہی میں منسلک ہوا۔ بادشاہ نے کشن گدگدہ بدستور سابق جاگیر میں
مرحمت کیا۔ اور پورہ منزل کی فوجداری پر سرفراز کیا۔ مدت تک اسی عہدے پر مامور رہا۔
سہ جیسے جلوس میں ذوالفقار خان بہادر کے ساتھ قلعہ خجی کی تیغ پر متعین ہوا۔ اور نہایت
ہبادری سے قلعہ مذکور کو فتح کر لیا۔ سہ جیسے جلوس میں منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ بادشاہ
نے اپنے عہد سلطنت میں کشن گدگدہ کی حکومت پر راج سنگھ عرف راجہ بہادر کو سرفراز کیا۔
ان سنگھ کو بدستور منصب سہ ہزاری پر قائم رکھا۔

راجہ منوہر داس

منوہر داس

شہنشاہ عالمگیری کے عہد میں شولا پور کا قلعہ دار تھا۔ سہ جیسے جلوس میں پچاس ہزار
روپیہ پیش کر کے خطاب راجی سے موصوف ہوا۔ تمام عمر اسی عہدے پر سرفراز
رہا۔ سہ جیسے جلوس میں انتقال کیا۔ بادشاہ نے کشور داس اس کے بیٹے کو شولا پور
کا قلعہ دار مقرر کیا۔

رائے۔ رایان ملوک چند

شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں شاہزادہ محمد عظیم شاہ کی نیابت میں صوبہ مالوہ کی حکومت پر سرفراز تھا جب شہنشاہ میں پٹار سنگھ کوڑنے اُجین میں شورش برپا کی۔ اس نے بڑی ہمت دکھائی۔ اور اُس باغی پر جا پڑا۔ اور لڑائی میں اُسے گرفتار کر کے اُس کا سر کاٹ لیا۔ اور عرصہ داشت کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلے میں منصب میں اضافہ کر کے خطاب رائے رایان سے موصوف کیا۔ اور خلعت و تشریف و بہرمت کیا۔ اور اُسکی سفارش میں شاہزادہ محمد عظیم کو ذیل کا رقعہ تحریر فرمایا۔

”فرزند سعادت تو ام محمد عظیم حفظہ اللہ تعالیٰ وسلم۔ از وقائع صوبہ مالوہ بعرض رسید کہ پٹار سنگھ کو رہا بطن کہ از کمال نخوت و پندار مایہ شورو فساد شدہ مصدر بہنگامہ آرائی بود۔ از دست ملوک چند پیش دست دیوان آن فرزند ارجمند اقبال پیوند گشتہ شد۔ و بہ جہنم واصل گشت۔ احمد شہ علی گل حال۔ بیت

اے خدا قربان احسانت شوم این چہ احسانت قربانت شوم

فی الحقیقت ظہور این امر نتیجہ فیض تربیت آن فرزند ست۔ کہ نوکران راول دادہ سرگرم کار ہائے عمدہ بادشاہی میکنند۔ بہ این توجیہ کہ تنہیت خالی بر زبان نیامد مالا نے مہاریدی قیمتی پناہ ہزار روپیہ پر لے آئے آن فرزند مرحمت نمودیم۔ چون این ہندو (ملوک چند) بہانہ نسل راست آوردہ کہ گویا کج شک مردانہ بازے رازدہ اوراہہ منصب پانصدی ذات و ضد اسوار و خطاب رائے رایان و خلعت و تشریف و اسپ سر بلند ہی بخشیدیم۔ ہم رعایتہ در غور کہ موجب امتیاز اور اقران و امثال تواند بود البتہ مع نشان (شاہزادوں کے فرمان کو نشان کہتے تھے) تحسین و آفرین و استقلال نیابت صوبہ پرستند۔ تا نوکران دیگر را ہوس حسن خدمت و امید نتیجہ افزاید۔ ملوک چند نے اسی

سال و قات پائی۔

لوگ چند نے آگرہ کے قریب چاہا۔ بسو باطلہ بیگمہ آراضی میں ایک محلہ آباد کر کے اس میں نفیس عمارتیں اور باغات تعمیر کرائے تھے۔ اگرچہ ان عمارتوں میں سے اب کسی کا نشان باقی نہیں رہا۔ لیکن یہ آراضی معہ آبادی کے اب تک سرانے لوگ چند کے نام سے موسوم اور چکت پیچم سوا دشہر آگرہ میں واقع ہے۔

راجہ حکیم

ذات کا کھڑی تھا۔ ابتدا میں امیر الامراء حسین علیخان کی سرکاریں کم رتبہ نوکروں میں لازم ہوا۔ اس کے بعد اپنی لیاقت کے جوہر دکھا کر اُن کی سرکاری کا دیوان ہو گیا۔ ^{۱۳۱۵} عہد میں داؤد خان کی لڑائی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ^{۱۳۱۷} عہد میں ذوالفقار بیگ کے ساتھ کھتہ دیا۔ یہی کی تہیہ پر مامور ہوا۔ اور مرہٹوں کی فوج کو جو نوب احمد نگر میں لوٹ مار کر رہی تھی شکست دیکر ستارہ تک تقاب کیا۔ ^{۱۳۱۸} عہد میں امیر الامراء کے قتل کے بعد حیدر علی خان کی سفارش سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ اول منصب شیش ہزاری۔ اور پھر منصب ہزاری سے سرفراز ہوا۔ ^{۱۳۲۰} عہد میں قلب الملک عبداللہ خان اور شاہی فوج کی لڑائی میں قلب الملک سے جا ملا۔ اور اسی لڑائی میں مارا گیا۔

ہمارا چہرہ ہر سنگدلو

راجہ حکیم کا بیٹا تھا۔ کبھی کہہ دین رہنمی کر کے ایام گزاری کرتا تھا۔ شاہزادہ
 (جوانگیر) شیخ ابوالفضل کو اپنا چلوں بھیکر ہمیشہ اُس سے ناراض رہتا تھا جب شاہزادہ
 روی کا راستہ چھوڑ کر باپ سے گزرا بیٹا تھا۔ شاہزادہ ابوالفضل وکن سے حب طلب کرتا
 ہوتا تھا۔ اسی وقت غیبی طور سے درگاہ پر کھڑا ہوتا ہے جس طرح سے کہ

تمام کر دے۔ اگر خدائے تحت نصیب کیا تو خاطر خواہ رتبہ اور انعام سے سرفراز کروں گا۔
 اسے نہایت خوشی سے اس خدمت کو قبول کیا۔ اور ہر اہیون کو لیکر راستے میں آ بیٹھا
 جس شیخ ابو الفضل مجین آئے تو یہ حال سنا۔ رفیقانِ جان نثار نے ہر چند سمجھایا کہ ہماری
 جمیعت تھوڑی ہے مگر یہ کہ اس راستے کو چھوڑ کر چاندہ کی گھاٹی سے چلیں۔ مگر قضا کا وقت
 قریب آ گیا تھا شیخ نے نہایت بے پروائی سے کہا کہ کیا کہتے ہو۔ اُس چوڑا کیا حوصلہ ہے جو
 بندگانِ شاہی کا راستہ روکے۔ یہ لکڑا گے کو روانہ ہوئے۔ یکم بیج الادل سلاطین کو
 قصبہ آتھری (ریاست گویا رین گویا ر کے قریب واقع ہے) سے تین کوس پر زنگدیو
 مدد اپنی جمیعت کے شیخ پر آ پڑا شیخ نہایت بہادری سے تلوار کھینچ کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا۔ چند
 افغان ساتھ تھے سب جان نثاری کر کے سرخرو ہوئے۔ شیخ نے کئی زخم کھائے مگر ایک
 برچھے کا زخم ایسا لگا کہ فوراً گھوڑے سے گر کر حثت کو سدھارا۔ زنگدیو نے سرکاٹ کر امداد
 میں شانہ زادے کے پاس بھیج دیا جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا کئی دن تک نہ دربار کیا نہ
 کسی امید کے بات کی بار بار افسوس کرتا اور کہتا تھا ہاے شیخو جی (جاگیر کو پیار سے کہا کرتا تھا)
 بادشاہت یعنی تھی تو مجھے مارنا تھا۔ بچا رہے شیخ کو مارنا کیا ضرورت تھا۔ اسکے بعد رٹے پڑا اس اور
 شیخ کے بیٹے عبدالرحمن کو زنگدیو کی گرفتاری کے واسطے بھیجا دو دن دو دن جنگل اور پہاڑوں
 میں اُس کے پیچھے مارے مارے پھرے مگر وہ کہیں نہ ٹھہرا آخر تھک کر چلے آئے۔ اسکے
 بعد ہی کئی مرتبہ فوجیں روانہ کی گئیں مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔

جاگیر نے تخت نشین ہو کر اُس کو منصب سہزادی پر سرفراز کیا۔ اس کی نسبت اپنی
 نو نکہ میں لکھا ہے۔ "بندیدہ راجپوتو نہیں راجہ زنگدیو پر میری خاص نظر عنایت ہے۔ وہ
 بہت شگرتی سلجھو جی میں اپنے ہمتیہ لوگوں میں امتیاز تمام رکھتا ہے۔ میں نے اُسکو
 سہزادی پر سرفراز کیا۔ اس کے بعد ترقی اور رعایت کا سبب یعنی واقعہ مندرجہ صحت
 لکھا ہے۔"

سلسلہ جلوس میں جاگیکر مہابت خان کے ساتھ ہم رانا متعین کیا۔ سلسلہ جلوس میں ہم دکن میں مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب چار ہزاری ذات۔ دو ہزار سواکے مفتخر ہوا۔ سلسلہ جلوس میں شاہزادہ خورم (شاہجان) کے ساتھ ہم رانا پر تعینات ہوا۔ سلسلہ جلوس میں پھر ہم دکن میں متعین ہوا۔

سلسلہ جلوس میں خطاب ہمارا جسے مفتخر ہو کر شاہزادہ خورم کے تقاب کی مدت سپرد ہوئی۔ سلسلہ میں انتقال کیا۔

جاگیکر کے اخیر عہد کی بدانتظامی اور بادشاہ کی خاص نظر تفتت اور رعایت کی وجہ سے زرنگدیو نے اپنے علاقہ اوندچھ (اوجھا) کے قرب و جوار کے بہت سے علاقوں کو اپنے علاقہ جاگیر میں شامل کر لیا۔ اور بہت سے راجاؤں سے رشوت لے لیکر ایسی رشوت اور مملکت بہم پہنچائی کہ ہندوستان کے کسی راجہ کو اس عہد میں نصیب نہ ہوئی تھی۔

زرنگدیو نے تینتالیس لاکھ روپیہ کے صرف سے متھرا میں نہایت عالیشان اور نفیس مندر تعمیر کرایا تھا اوندچھ میں عمدہ عمدہ عمارتیں۔ مندر اور ایک بہت بڑا پختہ تالاب شیوساگر۔ پرگنہ متھرا میں تالاب سمندر سا گراور تین سو اور چھوٹے بڑے تالاب بنوائے تھے۔

زرنگدیو کے بہت سے بیٹے تھے۔ منجملہ اُن کے جہار سنگ۔ ہار سنگ۔ بھگوان داس۔ بنی داس۔ چندرمن۔ زہر داس۔ امارت کے درجہ پر پہنچے جہار سنگ اور ہار سنگ۔ اور

چندرمن کے حالات علیحدہ علیحدہ قلمبند ہو چکے ہیں۔ بھگوان داس سلسلہ جلوس شاہجانی میں منصب ہزاری ذات شیش ضد سوار پر سر فراندہ ہوا۔ اس کے بعد خانخاناں مہابت خان کے ساتھ اپنے بھائی جہار سنگ بندیک کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں ہم ساتھ ہی ہونے پر تعینات ہوا۔ سلسلہ جلوس میں ایک راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا۔ سبکمرن اُس کے بیٹے کے حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

مہابت

یعنی دہلی کے بادشاہ نے
 بیٹی داس سلسلہ جلوس شاہجہانی میں منصب پانصدہ سوار پر فراز ہوا یہ سلسلہ جلوس میں ایک
 راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا۔

دہلی کے بادشاہ نے
 زہر داس سلسلہ جلوس شاہجہانی میں منصب پانصدہ سوار پر فراز ہوا۔ سلسلہ جلوس میں
 انتقال کیا۔

نیپالیندھیا

نیپالیندھیا

مرہٹوں کا مشہور و معروف اور نہایت شجاع و بہادر سردار تختیار سلسلہ ۱۱۹ھ میں بہادر شاہ
 اور کام بخش کی لڑائی میں بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شریک جنگ ہوا۔ اور فتح کے
 بعد ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کے توسل سے منصب ہفت ہزاری ذات پنہنزار
 سوار سے مفتخر ہو کر دلاکھ روپیہ نقد۔ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ۔ مرحمت ہوا۔ اور
 اُس کے بیٹوں اور پوتوں سب کا علیحدہ علیحدہ منصب قرار پایا۔ کل خاندان کا منصب
 چہل ہزاری ذات۔ بہت پنہنزار سوار شمار میں آیا۔ اس منصب کی تنخواہ میں بڑے بڑے
 زرخیز پرگنے صوبہ حیدر آباد وغیرہ کے جاگیر میں مرحمت ہوئے۔

سلسلہ ۱۲۰ھ میں امیر الامرا حسین علی خان اور ذوالخان کی لڑائی میں یہ اپنے ہمراہیوں
 کے ساتھ اول دور سے تماشہ دیکھتا رہا۔ جب امیر الامرا کی فتح کے نشانات ظاہر ہوئے
 جنگی خدمت میں آکر حاضر ہوا۔ اور فتح کی مبارکباد دیکر ذوالخان کے مال و اسباب کی لوٹ
 شریک ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہیں گذرا۔

راجہ تول رائے

ذات کا سکینہ کا لیتے چکرا خاندان سے تھا۔ پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانوگو تھا۔ اچھن چند
 کے زمانہ امارت میں اپنی خوش یاقینی۔ اور اُس کی نظر عنایت کی وجہ سے ترقی کر کے

راجہ تول رائے

امارت کے درجہ پر پہنچا۔ احمد شاہ کے عہد میں جب عبدالصغور خان صفدر جنگ ورنہ کو
اودھ اور الہ آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ یہ اُن کی نیابت میں دونوں صوبوں کی
حکومت پر سرسبز ہوا۔

سلطنت مغلیہ کے تنزل کے زمانے میں صوبہ الہ آباد اور اودھ کے قرب و جوار
میں پٹھانوں کی دو بڑی طاقتور ریاستیں رہیں گندہ اور فتح آباد میں قائم ہو گئی تھیں اور
اُن کا اقتدار روز بروز بڑھاتا تھا صفدر جنگ اپنے صوبہ کے قرب و جوار میں
پٹھانوں کے اس اقتدار کو بری نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن کی بربادی کے منصوبے
سوچا کرتا تھا۔ جب تک علی محمد خان والی دہلی گندہ زندہ رہا اُس کا کوئی منصوبہ نہ گھسا سکے
انتقال کے بعد جوڑ توڑ لگا کر سعد اللہ خان اُس کے بیٹے اور نواب قائم خان والی فتح آباد
کو بھڑا دیا جب قائم خان اس لڑائی میں مارا گیا۔ فوراً (۱۱۷۲ھ) فوج لے کر اُس کے
ملک میں جا پہنچا۔ اور نول رائے کو معہ فوج کے لکھنؤ سے بلا بھیجا۔ پٹھان اول تو مقابلہ
پر آمادہ ہوئے۔ لیکن بھولے بھالے سپاہی صفدر جنگ اور نول رائے کی چالپوسی اور
خوشامدانہ گفتگو کے شکار ہو گئے۔ دونوں نے صلاح و مشورہ کر کے نہایت کمزور فوج
سے بی بی صاحبہ (زوجہ نواب محمد خان ٹکیش) سے بیٹیا لیس لاکھ روپیہ بھی وصول کر لیا
بی بی صاحبہ کو نظر بند اور اُن کے پانچ بیٹوں اور بڑے بڑے سرداروں کو قید کر لیا صفدر
تو جیلوں کو قید کر کے دہلی لے گیا۔ نول رائے نے پانچ بیٹوں کو قید کر کے الہ آباد کے
میں بھیجا اور خود بی بی صاحبہ کو ساتھ لیکر فوج روانہ ہوا۔

نول رائے نے فوج کی مشہور عمارت موتی محل میں سکونت اختیار کی۔ اور نول رائے
ملک میں اپنے عامل اور سزا دل مقرر کر کے حکومت کرنے لگا۔ پٹھانوں میں اگرچہ
جویش پیدا ہوا تھا۔ اور وہ شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے مگر اس
سے سر نہیں ہلاتے تھے کہ بی بی صاحبہ اور شاہزادے دشمنوں کی قید میں تھے۔

غشی صاحب رائے کا ایسے نواب محمد خان بخش کے ایک وفادار ملازم کی وفاداری سے بی بی صاحبہ نے نول رائے کی قید سے رہائی پائی۔ اور وہ غیریت منو جا پونچھن۔ نول رائے نے پانچ سو اسیچھ دوڑائے۔ مگر وہ اُن تک نہ پہنچ سکے۔ اور ناکام واپس آئے۔ نول رائے نے اسکی اطلاع مناسب پیرایہ میں صفدر جنگ کو دی۔ اور اُس دن سے پٹھانوں پر اور بھی زیادہ ظلم کرنے لگا۔ جب نول رائے کا ظلم حد سے گذر گیا۔ تو پٹھانوں نے مقابلے کی فکر کرنا شروع کی۔ اسی عرصے میں ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس نے پٹھانوں کے دلوں کو اور بھی بڑھکا دیا۔ ایک پٹھان عورت بازار میں سوت بیچنے کے واسطے گئی۔ اُس کا سوت کو تالی کے ایک ہندو سپاہی نے خریدا۔ اور قیمت ویکر چلا گیا۔ ایک مہینے کے بعد سپاہی مذکور سوت واپس لایا۔ اور اُس عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام بچھے واپس دے۔ عورت نے جواب دیا کہ دنیا میں کہیں ایسا دستور نہیں کہ ایک مہینے اس کے بعد سودا واپس دیا جائے۔ اس جواب پر سپاہی نے اُس کو گالی دی۔ اُس پٹھانی چہنہ ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ سپاہی نے غصے میں آکر جوتے سے اُس پٹھانی کو خوب زد و اہنا سرا و رچھائی بیٹتی ہوئی تمام پٹھان رئیسوں کے پاس گئی۔ اور نہایت جوش سے کہنے لگی کہ کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیاں دیتا۔ لعنت خدا کی تیرے کہ پگڑی باندھتے کے اور تمھارے کے پچھ نہیں ہوتا۔ ثقت ہے تمھارے اوپر کہ ایک ادنیٰ ہندو سپاہی تم کو آفریدی کی چوڑ کو جوتے سے مارا۔ اور تم سے کچھ نہ ہو سکا۔

جب پٹھانوں نے اس سورت کی یہ گفتگو سنی۔ اُن کے دل ہل گئے۔ سب جمع ہو کر بی بی صاحبہ کے پاس گئے۔ اور نول رائے سے لڑنے کے واسطے مستعدی ظاہر کی۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ میرے خاص خاص چیلے دہلی میں اور پانچ بیٹے الہ آباد میں قید ہیں۔ اسی حالت میں لڑائی کی کس طرح رائے دے سکتی ہوں۔ اس کے بعد یہ لوگ احمد خان پسر اس کا حال انتظام خانہ دوم میں صاحب رائے کے حال میں لکھا جائے گا۔

محمد خان گیش کے پاس قریح آباد پہنچے۔ اور اُس کو سمجھا کر منولے آئے۔ اور بی بی صاحبہ کو بھی رضامند کر کے اُن کے ہاتھ سے احمد خان کو نوابی کا خلعت پہنایا۔ اور قریب وجہ اس کے پٹانوں کو اکٹھا کر کے نول رے کے تمام عاملوں کو بھگا دیا۔ اور بارہ ہزار تنواریاں اور بارہ ہزار پیادے اکٹھا کر کے نول رے کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے۔

جب نول رے کے منولے کے عامل بھاگ کر اُس کے پاس پہنچے۔ اور اُس کو یہ حال معلوم ہوا تو گایان دے کر کہنے لگا کہ آؤ بیھاروں اور کو غرمون کو معہ اُن کی عورتوں کے نکلا کر کے اپنے ہاتھوں کے پاؤں کے نیچے نہ روندو، ورنہ تو نول رے نام نہیں۔ اور اُسی وقت لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ اور بے شمار فوج اور ایک ہزار توپیں لیکر قریح سے روانہ ہوا۔ اور خدائے بڑی پروردگار! اسی عرصے میں صفدہ جنگ کا حکم پہنچا کہ تین خود آماہوں جب تک میں پہنچ جاؤں جنگ ملتوی رکھنا۔ اس مرتبہ میں پٹانوں کا خم سرزمین نہیں۔

باقی نہ رکھو گا۔ اور ان جانوروں میں سے لڑائی کے بعد جو زندہ بچ رہیں گے سب گردن میں پھرنے ہو کر دیا میں دُباؤں گا۔ اس حکم کے موصول ہونے پر نول رے نے اپنے پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھدوا دی۔ اور خندق پر توپیں لگا کر انھیں نہ بغیر و نہ سے بکروا دیا۔ نواب احمد خان نے بھی اس پڑاؤ سے دو میل کے فاصلے پر آکر پڑاؤ اُلٹا دیا۔ جب صفدہ جنگ کے آنے کی خبر مشور ہوئی۔ نواب احمد خان نے اُس کے آنے سے پہلے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور ۹ رمضان ۱۱۳۳ھ کو میان گل جاسوس کی رہبری سے غزوہ میں آفتاب سے تین گھنٹے کے بعد نول رے کے لشکر سے تین کوس علیحدہ علیحدہ کوچ کیا۔ اور طلوعِ سورج آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پیشتر نول رے کے پڑاؤ کی پشت پر جہاں توپیں نہ تھیں اور مساواتِ بار ہو تھیں تھے حملہ کیا۔ ساداتِ بارہا اور پٹانوں میں خوب زور و شور سے اولِ مبدوق اور پھانسی لٹواریاں شروع ہوئی۔ توپیں بھی دغا شروع ہو گئیں۔ اول ساداتِ بارہا نے پٹانوں کو اپنے ہتھیاروں سے ہٹا دیا جب احمد خان نے یہ حال دیکھا بہت غصہ ملا کہ اس کے کیا کیا ہے اسی غرض سے

ساتھ لائے تھے کہ میں تمکو نامردوں کی طرح بھانٹا دیکھوں لی دیکھنا کہ تم نکلے اور تمہاری عورتیں
 بے آبرو کجا دین گی۔ یہ مکر خیر انکا کر خود کشی کرتا چاہا۔ رستم خان وغیرہ نے ہاتھ بکڑ لیا۔ اس
 کارروائی کا یہ اثر ہوا کہ کل چٹان گھوڑوں سے اتر پڑے۔ اور اپنے جانے کے دامن کرے
 باندھ کر نماز سے جوش سے نول آسے کی فوج میں گھس پڑے۔ سادات بارہا نے ان کے
 روکنے میں اگرچہ اپنی جانیں لڑا دیں مگر اس مرتبہ نہ روک سکے۔ کچھ اسے گئے۔ کچھ اندر
 بھاگے۔ اب چٹان مورچوں کے اندر گھس آئے۔ اسی عرصے میں قاصد نے دو ڈاکو
 نول رلے کو خبر دی۔ وہ پوجا پاٹ کا بڑا پابند تھا جب تک پوجا نہ کر لیتا کوئی کام شروع نہ کرتا
 تھا۔ بیان تاک کہ بغیر پوجا کیے گھر سے بھی باہر نہ نکلتا تھا یہ خبر سن کر بولا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے
 ان کو بخیر دن کو اپنی کمان کے گوشہ سے باندھ لاؤں گا۔ یہ مکر پوجا پڑ گیا اس عرصے
 میں چٹان بہت قریب آگئے۔ قاصد چودھڑا ہوا پوجا اور اپنی جان پر کھیل کر بولا کہ لے
 یہ وقت تو میان پوجا کرنے بیٹھا ہے اور چٹان تیرے دروازے تک آن پہونچے ہیں۔
 تھوڑی دیر میں اس پوجا کا مزہ معلوم ہو جائے گا۔ یہ سن کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔ اور سنبھلا۔
 لگا کر ہاتھی پر سوار ہوا۔ اور دو تیر ایک ساتھ چلے میں رکھ کر چٹانوں پر یہ مکر مارے۔ مار
 مورے سارے کو بخیر دن کو۔ اب غب صبح ہو گئی تھی۔ لڑائی خوب زور شور سے
 ہونے لگی۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی نول رلے کو ڈھونڈتے ہوئے اس کے
 قریب جا پہونچے۔ اسی عرصے میں نول رلے کی فوج کے ایک چٹان نے ہشیلانی زبان
 پشتو میں کہا "اے کافر وہاں چلے آتے ہو۔ خبردار یہاں کوئی نہ آنے پائے۔ یہاں فوج
 کے سردار رولق آفریدی ہیں۔" محمد خان کا ایک بھائی حال ہی میں افغانستان سے آیا
 تھا۔ وہ اس زبان کو سمجھتا تھا۔ اس نے ترجمہ کر کے سب کو سنایا۔ محمد خان آگے بڑھ کر
 نول رلے کے قریب پہونچا۔ اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا "کہ اسے کو بخیر دین تمکو
 ایسی قرار داتی سزا دوں گا کہ تمہارا نام و نشان اس ملک میں باقی نہ رہے گا۔"

یہ لکھنؤ خان پر تیرا راج اُس کے سینے پر لگا۔ اُس نے تیر کو سینے سے نکال کر کہا کہ اے
تیر تو کس نام و کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجھ میں کچھ بھی زور نہ تھا۔ نول رائے نے دوسرا
تیر مارا اسی عرصے میں ایک قادر انداز آفریدی نے ناک کر گولی کا ایسا نشانہ مارا کہ
نول رائے اُس کے گتے ہی سرد ہو گیا۔ فیلیان نے جب یہ حال دیکھا ہاتھی کو قنوج کی طرف
بھاگنے لگا۔ راجہ کے ہاتھی کو بھاگتا دیکھ کر کل فوج نے بھاگنا شروع کیا۔ چٹانوں کے ہاتھ
استبدار مال غنیمت لگا کر بعض بعض کو ایک ایک لاکھ روپیہ ملا۔

اس لڑائی میں نول رائے کے علاوہ تیس بڑے بڑے عمدہ دارمشل میر محمد صالح عطاء اللہ خان
وغیرہ کے مارے گئے۔ ہزاروں نجیب و شریف شیخ و سید بگرام وغیرہ کے رہنے والے
حق نمک پر جان کو فدا کر گئے۔ نواب بقاء اللہ خان نے بڑا کام کیا کہ راجہ کے بال بچوں
کو قنوج سے اُسی وقت لے کر لکھنؤ روانہ ہو گئے۔

نواب احمد خان قنوجیاب ہو کر نہایت شان و شوکت سے فرخ آباد میں داخل ہوا۔ تمام
ملک میں اپنا انتظام کیا۔ خوب جشن منائے۔ جشن کے موقع پر موضع عطائی پور پر گنہ قائم گنج
کے ایک بھاٹا مسیٰ بھوتی نے ایک گیت تصنیف کر کے نواب کو سنایا جس کے الفاظ میں
ایک مسلم موضع اُس کو مہمت کیا گیا۔ وہ گیت یہ ہے۔

عجب صاحب قدرت ہو جس نے جگ بھارا ہے	خدا ہی پاک مولیٰ ہے وہی پروردگار ہے
کھڑا باندھا کر کس کو غنیمت اور پے لے لے	لے لے اُسے عجب چکر غزدری کا خا۔ اسے
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھی بات پاجی کو	نول سے مرد غازی کو پوچھ گولی سے مارا ہے
نول ہو وہ سے کہ موڑا کہیں ہاتھی کہیں گھوڑا	قبائل بھی کہیں چھوڑا نہ سر جیرا سنبھارا ہے
چلین تو بہین دھڑا دھڑے رستے بھی پڑا پڑے	شتر تالین پڑا پڑے تھور کا پسار ہے
چلین ترین سانس سے چلین گولی سانس سے	کٹین کر تھننا جھن سے پڑی تھوار دھارا ہے
بھوتی نام ہے میرا۔ عطائی پور میں ڈیرا	یہی ہو شوکا کھیرا تلے لگا کتارا ہے

صفدر جنگ نول رات کی انداو کے واسطے دہلی سے دو منزل آگے بڑھ آیا تھا کہ اس شکست کی خبر مئی کمال غم و غصے سے کہنے لگا۔ افسوس اس خود دین دالم المہر نے ملک کا انتظار نہ کیا۔ اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانوں کو فتح نصیب نہ ہوتی۔ یہ کبار کثرت رنج دالم سے پلنگ پر ہاتھ دے مارا اور بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو نواب احمد خان کے پانچون بیٹوں اور پانچون چیلوں کے قتل کیے جانے کا علم لگا کر دہلی اور والد آباد روانہ کیا۔ اور یہ بچا رے نول رات کے بدلے نہایت بیدردی سے قتل کیے گئے۔

مسلمانوں کا
خیر زمانہ

اس زمانے کا مسلمانوں کے عروج کے زمانے سے مقابلہ کیا ہے تو عجیب تعجب ہوتا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ بیجا نگر کے عظیم الشان راجہ دیو راج کو معمولی مسلمان سپاہی بھی سلام کرنا اپنی کسر شان سمجھا کر اس کی نوکری کو مار بیٹھتے تھے۔ اگرچہ راجہ نے انکی قلوب کے لیے بیجا نگر میں ایک مسجد تعمیر کرا دی تھی اور بڑی بڑی جاگیریں انکو دی رکھی تھیں مگر یہ بھی انھوں نے اس شرط پر انکی ملازمت قبول کی تھی کہ راجہ کو سلام نہ کرنا تھا۔ بیجا نگر روزانہ دربار میں نہایت ادب سے ایک بلند مقام پر قرآن شریف رکھا جاتا اور مسلمان سپاہی اور افسر راجہ کی تعظیم و تکریم کے بجائے قرآن شریف کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ایک یہ زمانہ تھا کہ ہندو مسلمان آپس کے برادرانہ سلوک سے ایسے شیر و شکر گئے تھے کہ قومیت اور فاتح مفتوح کا لحاظ بالکل مفقود ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے شریف مسلمان اپنی اپنی ہندوؤں کی ماتحتی میں خدمتیں بجالاتے تھے۔ ہندو مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں سے بڑے اور ان کے قتل و غارت کرنے کو سعادت و ارین سمجھتے تھے۔ رسولح مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں سے ملنے اور ان کے تباہ و برباد کرنے میں کج عیب نہ جھکتے تھے۔ چنانچہ اسی طائی میں راجہ نول رات کی ماتحتی میں بڑے بڑے خاندانوں کے مسلمان سردار اور سپاہی اور جو صفدر جنگ کے قریب کے

رشتہ دار شامل تھے۔ اور بے نصیبی کا طریقہ لکھیے کہ ایک مسلمان نے نول دانے کو دے دیئے
 کا رقبہ دسے کر حوروں سے ہمکنار کرادیا۔

روان کرد خون یلان جو بجو او اگر دحق نمک موبو
 زیزدان رسیدند حورو ملک بیارو برواے نول سرخر و

ہری سنگھ راٹھور

ی سنگھ راٹھور

راجہ کشن سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ باپ کے مارے جانے کے بعد ملازمت
 شاہی میں داخل ہوا۔ اور کشن گڑھ وطن جاگیر میں مرحمت ہوا۔

۱۰۰۰ جلوس شاہجانی میں منصب ہزار می ذاتیشش صد سوار پر سفر سوار ہوا۔
 ۱۰۰۰ جلوس میں خاتمان بارہ کے ساتھ ہم بیجا پور میں متعین ہوا۔

۱۰۰۰ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ بہشت صد سوار سے مفتخر ہوا۔
 شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا۔ اس کے بعد منصب ہزار و پانصد
 نہ صد سوار سے ممتاز ہوا۔

۱۰۰۰ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کو ساتھ کابل میں مامور ہوا۔
 ۱۰۰۰ جلوس میں خلعت واسپ اور علم عطا ہو کر شاہزادہ دارا شکوہ کے
 ہم قدم حار میں متعین ہوا۔

۱۰۰۰ جلوس میں ۲۰ صفر ۱۱۵۷ کو لاہور منتقل کیا ہوا شاہ نے روپے لکھ
 نتیجے کو خلعت واسپ مرحمت فرما کر جانشین مقرر کیا۔ اور کشن گڑھ جاگیر میں مرحمت
 حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

ہرے رام پھول

ہرے رام پھول

ہرے رام پھول

اس کا باپ ہاتھ پھول ابا اکبر کے عہد میں ستمہ جلوس تک منصب چار نقدی پرفراز تھا۔ ستمہ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی ہم میں شریک تھا۔ اسکے بعد دیگر نہات میں شریک ہو کر خدمتیں بجا لاتا رہا۔ اُس کے انتقال کے بعد ہرے رام ملازمت شاہی میں منسلک ہوا۔ پہلے سال جلوس شاہجانی میں منصب ہزاری ذات شیش صدر بجاہ سوار سے سرفراز ہوا۔ ستمہ جلوس میں منصب ہزاری ذات ہفت صد سوار پر ترقی پائی۔ ستمہ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار سے سر بلند ہوا۔ ستمہ جلوس میں انتقال کیا۔ جگر ام اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

ہرے رام پھول

ہمیر سنگھ سیوہیہ

ایشور اس سیوہیہ کا بیٹا اور دودھ سیوہیہ کا پوتا تھا۔ ابتدائے میں اناجکت سنگھ کی نگارین میں تھا وہاں سے ملازمت ترک کر کے ستمہ جلوس میں ۱۲ جمادی الاولیٰ ستمہ کدوا بٹا بھانی میں ہوا۔ بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب پانصدی سے سرفراز کیا۔ ستمہ جلوس میں ۱۱ جمادی الاولیٰ ستمہ کدوا راجہ جے سنگھ کے ساتھ حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خلعت واسپ مرحمت فرما کر دوبارہ بل کوروانہ کیا۔

ضمیمہ نمبر ۱

اصل کتاب میں بہت سے ہندو نام اور ان کا نام سلطنت کے حالات میں سوج سے نہیں لکھے گئے۔ بعض منسل حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ لہذا ضمیمہ نمبر ۱ میں عربی کے مشہور مقولہ "لا یندرک کل لا یندرک" کی تفسیر یہ ہے کہ ہندو نام کی ایک اجمالی فہرست عہد وار جمع کرتے ہیں۔

عہد اکبری

نام	منصب	کیفیت
اوٹ	دو صدی	اوٹریہ کا زمیندار اور ستمہ جلوس تک منصب مذکور سے سرفراز تھا۔
بلہدر راٹور	سہ صدی	ستمہ جلوس تک منصب مذکور سے ممتاز تھا۔
بانکا کچھواہا	چار صدی	ایضاً
ہادر گولوت	سہ صدی	ایضاً
بھارتی چند		ستمہ جلوس میں وزیر عظم کی مانتی میں ہر عہدہ علیحدہ وزیر مقرر کیا گیا۔ عہدہ اجیر کے وزیر مقرر ہوئے۔
رائے بھگوانداس		ستمہ جلوس میں کل مالک محروسہ کے ستونی راؤ جنرل (مقرر ہوئے) ستمہ جلوس تک اس عہدہ پر رہے۔ اسی سال انتقال کیا۔
بھوپت رائے		ستمہ جلوس میں ہم گجرات میں شریک
بانکھار راٹور		ایضاً
پرمانند کھتری	پانصدی	راہو ٹوڈل کے خرید وین سے تھا۔ بنگ
		ہم میں نوٹرون اور کشتیوں کا انتظام اسکا
		ستمہ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا
پر تاب سنگھ	دو صدی	راجہ بھگوانداس کا بیٹا تھا۔ ستمہ جلوس تک
		پرمادر تھا۔ اگرہ میں اسکا آباد کیا ہوا محلہ پر تاب پودا
رٹے پرکھتم (پرسوتم)		اکبری عہد کے عثمان عظام سے تھا۔

نام	منصب	کیفیت
پیراگد اس	.	سلسلہ جلوس میں صوبہ گجرات کا دیوان مقرر ہوا۔ معرکہ دولہد میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ شریک تھا۔
تلسی واس جادون	سہ صدی	سلسلہ جلوس میں ہم گجرات میں شریک تھا۔
تارا چند	.	سلسلہ جلوس میں صوبہ اجمیر کا بخشی مقرر ہوا۔
جہان پوٹار	پانصدی	سلسلہ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا۔
		سلسلہ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ ہم دراز محمد حکیم پر مامور ہوا۔
	دو صدی	سلسلہ جلوس تک منصب مذکور سے سربند تھا۔
	.	سلسلہ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا۔ ٹوڈرمل کے وقت غنیم کے ایک سوار نے بادشاہ پر نیزہ کا وار کیا۔ اسے آگے بڑھ کر سوار پر چھ مار کر ہٹکا کام تمام کر دیا۔
	.	اس حسنِ خدمت کے صلے میں نوازش ہائے شہانہ سے مستفید ہوا۔
	.	راجہ جگن کا لڑکا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد اپنے وطن صوفی ماہو سے دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خطاب راہگی سے موصوف کر کے صوبہ دکن میں تعینات کیا۔
	.	جلوس میں دربار میں حاضر ہوا۔
	.	سلسلہ جلوس میں یلغار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔
	.	سلسلہ جلوس میں دکن خان کو کہ کے ساتھ ہم سواد باجوڑ میں شریک تھا۔ اور راجہ تیربر کے ساتھ اسی ہم میں لڑا گیا۔
	.	سکا بنیا جگت رائے سلسلہ جلوس میں ہم چند کسین اور

نام	منصب	کیفیت
رام چند کچھوہا۔	چار ہندی	سلسلہ جلوس میں ہم مرزا محمد حکیم مین شریک تھا۔ سلسلہ جلوس کی لیٹار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔ سلسلہ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ ہم مرزا محمد حکیم پرستین ہوا۔ سلسلہ جلوس میں صوبہ گجرات میں مانوہوہو سلسلہ جلوس میں زین خان کوکھ کے ساتھ ہم ہوا۔ میں شریک تھا۔
رلے رام داس دیوان	دو ہندو پنجابی	سلسلہ جلوس میں صوبہ احمد آباد گجرات کا وزیر مقرر ہوا۔ سلسلہ جلوس میں صوبہ دہلی کا وزیر مقرر ہوا۔ سلسلہ جلوس میں صوبہ بہار کا وزیر مقرر ہوا۔ سلسلہ جلوس کی لیٹار گجرات میں بادشاہ کے ساتھ تھا اور اسی لڑائی میں نہایت شجاعت و بہادری دیکھ کر مارا گیا۔
روپ رلے گجراتی	.	صوبہ گجرات میں متعین تھا۔ معرکہ دولقہ میں لہوہ کے ساتھ شریک ہو کر نہایت بہادری سے لڑا۔
رام داس چھپان	.	سلسلہ جلوس میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ ہم حکیم میں اور اسکے بعد سلسلہ میں ہم گجرات میں شریک سلسلہ میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ ہم رانا گجرات شریک اور فوج ہراول میں متعین تھا۔ اسی لڑائی میں ہم اپنے تین بیٹوں کے مارا گیا۔ سے لڑکا بنا تھا۔ اسی گجرات میں اس کو مارا گیا۔

نام	منصب	کیفیت
		<p>نہایت شجاعت و بہاوری سے دکر مارا گیا اور کھو راجہ بھگوانہ اس کچھو کا حال یہ ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ سلسلہ جلوس میں راتے سنگھ کے ساتھ چند رین راٹھور کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس کی ہم گجرات میں شریک تھا۔</p>
مذاں جادول	دو صدی	<p>سلسلہ کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا۔ سلسلہ میں ہم حکیم مرزا پر متعین ہوا۔ سلسلہ جلوس میں شہباز گھٹان کے ساتھ صوبہ بنگالہ میں مامور ہوا۔ سلسلہ میں ہم وکن میں تعینات ہوا۔</p>
سلطی	چار صدی	<p>راجہ بہاری مل کا بیٹا تھا۔ سلسلہ جلوس تک منصب مذکور پر مامور تھا۔</p>
ٹانگہ پنوار	دو صدی	<p>سلسلہ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا۔</p>
سندھ	دو صدی	<p>اوڈیسیہ کا زمیندار اور سلسلہ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا۔</p>
درباری	سہ صدی	<p>سلسلہ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا۔ سلسلہ جلوس میں ہم حکیم مرزا میں راجہ بان سنگھ کے ساتھ شریک تھا۔</p>
راجہ	دو صدی	<p>ایضاً</p>
راجہ	دو صدی	<p>اسکی بیٹی کی شادی شاہزادہ سلیم سے ہوئی تھی۔ شاہزادی بہار باؤ بیگم اسی کے بیٹن سے تھی۔ اکثر بہات میں شریک</p>

نام	منصب	کیفیت
کلاراٹھور	.	ہو کر خدمات نمایان انجام دین۔ سلسلہ جلوس میں مرزا شاہج کے ساتھ صوبہ مالو میں تعینات ہوا۔
رائے کیشو داس	.	سلسلہ جلوس میں صوبہ آگرہ کا وزیر مقرر ہوا۔
رائے کشن داس	.	سلسلہ جلوس میں صوبہ بنگالہ کا وزیر مقرر ہوا
کٹار و جگجسبر	.	سلسلہ جلوس میں زین خان کوکہ کے ساتھ ہم میں شریک تھا۔
راجہ گوپال بس جادول	.	سلسلہ جلوس کی یلغار گجرات میں بادشاہ کے تھا۔ سلسلہ جلوس میں شہباز خان کے ساتھ صو میں تعینات ہوا۔ سلسلہ میں مگر گیا۔
گوردھن راٹھور	.	نمائت شجاع و بہادر تھا۔ سلسلہ میں مرزا عبا خان خانان کے ساتھ ہم ٹھہر میں شریک تھا۔
ان سنگھ کچھیا	بہ صدی	سلسلہ جلوس یلغار گجرات میں بادشاہ کے سا اس کے بعد مرزا راجہ بمان سنگھ کے پاس تعینات اور اکثر خدمات میں شریک ہو کر خدمات نمایا انجام دیتا رہا۔
مٹھرا داس کھتری	دو صدی	سلسلہ جلوس میں صوبہ لاہور کا وزیر مقرر
میدنی رٹ چوہان	ہفت صدی	صوبہ گجرات میں مامور تھا۔ اور وہاں کی میں شریک ہوتا رہا۔
دن چوہان		سلسلہ جلوس میں راجہ بمان سنگھ کے ساتھ

م	منصب	کیفیت
	ہفت صدی	مین متعین ہوا۔ سلسلہ میں ہم گجرات میں شریک تھا۔ سلسلہ جلوس میں شہباز خان کے ساتھ دہگالہ میں متعین ہوا۔ اس کے بعد راجہ جہان سنگھ کے ساتھ اکثر مہمات میں شریک ہوا۔
اس	سہ صدی	اڑیسہ کا زمیندار تھا۔ ایدرا کا زمیندار تھا۔ سلسلہ جلوس کی ہم گجرات میں شریک تھا۔
رے		سلسلہ جلوس کی یلغار گجرات میں اکبر کے ساتھ تھا سلسلہ میں مرزا شاہ رخ کے ساتھ صوبہ مالوہ میں تعینات ہوا بندر کھنات کا ناظم تھا۔ اس نے کھنات میں پختہ چار دیواری تعمیر کرائی تھی۔
پچند		مجمولہ کارا راجہ تھا۔ سلسلہ جلوس کی یلغار گجرات میں یاوشاہ کے ساتھ تھا۔ اکیدن دربار میں گاؤنشی کی بحث تھی اسے کہا کہ اگر گائے خدا کے نزدیک مستلم نہ ہوتی تو سب سے پہلے قرآن شریف میں سورہ بقرہ کیون مذکور ہوتی۔
عہد جاگیر		
ن	ہزار فی مہات یافتہ دار	ولایت گڑھ کا زمیندار تھا۔ سلسلہ جلوس میں منصب مذکور سے مفت ہوا۔ اور تھانہ میں جاگیر مرحمت ہوئی۔

نام	منصب	کیفیت
مجرم	چارندی	بجلائنا کا زمیندار تھا سلسلہ جلوس میں منصب پر سرفراز ہوا۔
جیسی چند گواہیاری حکمر گھناٹہ رائے کنور چند	ہزار پانچ سو تالیس بیشتی کا زمیندار	سلسلہ جلوس میں منصب مذکور پر مامور ہوا۔ سلسلہ جلوس میں منصب مذکور پر مامور ہوا۔ جاگتیک کے عہد میں عہدے مستوفی (اکوٹھنٹ) جن پر سرفراز تھا سلسلہ جلوس میں بادشاہ نے ایک عطا کیا۔
رائے گھنور		جاگتیک کے ایام شاہزادگی میں صوبہ بہار کا دار پھر شاہزادہ موصوف کا رکھنے کا دیوا
موہن داس	بیشتی کا زمیندار	جاگتیک کے عہد میں صوبہ بہار کا دار کردیا سلسلہ جلوس میں صوبہ مالوہ کی دیوانی پرت صوبہ بہار کی دیوانی پر مامور تھا سلسلہ جلوس منصب مذکور سے سرفراز ہوا۔
رائے منگت بھڑیہ		جہم نگیش میں راجہ شام سنگھ کے ساتھ شہر شہ جلوس میں منصب میں اضافہ ہوا۔
رائے ان سنگھ		شاہی بیوہ قوج کا سردار
راجہ تھل	ہزار پانچ سو تالیس بیشتی کا زمیندار	مہولی کا زمیندار تھا سلسلہ جلوس میں منصب میں مہرت ہو کر
		سے سرفراز ہوا سلسلہ جلوس میں خطاب نامی
		بیشتی کا زمیندار
		سے سرفراز ہوا سلسلہ جلوس میں خطاب نامی
		بیشتی کا زمیندار
		سے سرفراز ہوا سلسلہ جلوس میں خطاب نامی

کیفیت	منصب	
چند رکوٹہ کا زمیندار تھا۔ سلسلہ جلوس میں منصب کور پر سرسرا ہوا۔	دو تہائی ہزار ہزار	
سلسلہ جلوس میں راجہ بکراجیت کے ساتھ ہم کنگڑہ میں متعین ہوا۔ سلسلہ میں منصب میں ترقی ہو کر منصب مذکور پر سرسرا ہوا۔	نصف ہائی ہزار	توڑا
	عہدہ جہانی	
سلسلہ جلوس میں ہم قندھار اور سلسلہ جلوس میں ہم پنج و بدخشان میں شریک تھا۔	ہشت ہفتی ذات شش ہزار	سکوا
راجہ بان سنگھ زمیندار جموں کا بیٹا تھا۔ سلسلہ جلوس میں گیا۔	پانچویں صدی ہزار	سنگھ
سلسلہ جلوس تک منصب مذکور پر سرسرا ہوا۔	پانچویں صدی ہزار	سنگھ
سلسلہ جلوس میں ہم پنج و بدخشان میں شریک تھا۔	-	سنگھ
ابتداء میں عادل شاہ بجا پوری کی طرف سے اُدوگیر کا قلعہ دار تھا۔ جب سلسلہ جلوس میں قلعہ مذکور فتح ہو گیا۔	ہزاری پانچ ہزار	سراج
تو خانہ دوران آباد کی سفارش سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ سلسلہ جلوس میں شاہزادہ ملاو بخش کے ساتھ ہم پنج و بدخشان میں مامور ہوا۔		سراج
پچیسٹ صوبہ بہار کا زمیندار تھا۔ سلسلہ جلوس میں مر گیا۔	پچیسٹ ہفتی ہزار	سراج
	پچیسٹ ہفتی ہزار	سراج
	پچیسٹ ہفتی ہزار	سراج
	پچیسٹ ہفتی ہزار	سراج
چند رکوٹہ صوبہ بنکال کا زمیندار تھا۔	پچیسٹ ہفتی ہزار	سراج

نام	منصب	کیفیت
پرتھی سنگھ چھوٹا	پانصدہمی۔ دو صدی چار سو	راجہ ان سنگھ کا پوتا تھا۔ ۱۹ سلسلہ جلوس میں شریک ہوا۔ میں شریک تھا۔
پرتاب سنگھ چوہان	شش صدی پانصدہ سو	۱۹ سلسلہ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا۔
پرتاب چوسہ	ہزاروی۔ ہزار سو	ایضاً۔
پندرہ بندہ (ولد بہر زکلا)	شش صدی۔ صدی	۱۹ سلسلہ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا۔
راول پونچا	ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سو	ڈو ٹکر پور کا زمیندار تھا۔ ۱۹ سلسلہ جلوس تک اسے ممبر قرار تھا۔
رائے حیونت رائے		۱۹ سلسلہ میں احدیون کا بخشی مقرر ہوا۔
جہادون رائے		دیوان تن کے عہدے پر ممبر قرار ہوا۔
راجہ جگن ناتھ رائے	ہفت صدی۔ چار صدی	دیوانی خالصہ کا خلعت مرحمت ہوا۔
رانا جودھا	ہفت صدی۔ صدی	دیوان بیوتات کے عہدے پر ممبر قرار تھا۔
جگن ناتھ رائے	ہفت صدی۔ چار صدی	۱۹ سلسلہ جلوس میں مرگیا۔
راجہ گلن جادول	پانصدی۔ چار صدی	امر کوٹ کا زمیندار تھا۔ ۱۹ سلسلہ جلوس میں مرگیا۔
چتر بھوج سونکرا	پانصدی۔ صدی	۱۹ سلسلہ جلوس تک منصب ہفت صدی پر مامور تھا۔ اس کے بعد منصب مذکور پر ۱۹ سلسلہ جلوس میں انتقال کیا۔
چند راجان	پانصدی۔ صدی	ایضاً۔
چیت سنگھ رائے	ہزاروی۔ پانصد سو	ایضاً کا گڑھ کا زمیندار تھا۔
		۱۹ سلسلہ جلوس میں وفات پائی۔

نام	منصب	کیفیت
ست رائے	پانصدنی صدتوار	رفیقون میں سے تھا تخت نشینی کے دن علاوہ منصب
لی و اس میرٹھ		مذکورہ چھتیس ہزار روپیہ نقد انعام میں مرحمت ہوا۔
ست رائے	پانصدنی صدتوار	ستہ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
یہا	پانصدنی صدتوار	ستہ جلوس میں ہم پلج و بدیشان میں شریک تھا۔
رائے و کھنی	ہزار و پندرہ ہشت ہزار	ماندن رائے کا بیٹا تھا ستہ جلوس میں ملک عدم کو سدہارا۔
	دو ہزار و پندرہ ہشت ہزار	جاوون رائے کا بھائی تھا۔
ناتھ	پانصدنی صدتوار	ستہ جلوس میں حسب سفارش اعظم خان ملازمت شاہی
سنگھ کچھوا	ہفت صدنی	میں داخل ہو کر منصب مذکور سے مفتقر ہوا ستہ جلوس تک
	صدتوار	منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
دھنگر و کھنی	ہزار و پندرہ ہشت ہزار	سونگ کا زمیندار تھا ستہ جلوس میں قلعہ پر بندہ میں شریک تھا
بھاچند	ہفت صدنی	جگناتھ کچھواہ کا پوتا تھا ستہ جلوس میں ہم چہار سنگھ
	چار صدتوار	بندیلہ میں شریک تھا۔
کچھوا	ہزار و پندرہ ہشت ہزار	ستہ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
	ہفت صدنی	ستہ جلوس تک منصب پانصدنی پر سرفراز تھا ستہ
	چار صدتوار	جلوس میں منصب ہفت صدی پر سر بلند ہو کر صوبہ
		وہی کا دیوان مقرر ہوا۔
ایضاً		ستہ جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ
		ہم پلج و بدیشان میں متعین ہوا۔
سری	ہزار و پندرہ ہشت ہزار	پانصدنی صدتوار
کچھوا	پانصدنی صدتوار	پانصدنی صدتوار

نام	منصب	کیفیت
کشن سنگھ کچھا	پانصدی دھڑ بھاء	۱۴۰۰ شوال ۱۵۵۵ء کو منصب مذکور پر جلوس میں ہم لے کر بدخشان میں شریک مان سنگھ کا پوتا تھا۔
کیسری سنگھ راجپور	پانصدی بدینو	ابتداء میں مہابت خان کی سرکار میں دھڑ کے بعد ملازمت شاہی میں دہلی جلاوس میں شریک و بدخشان میں شریک اعما کو دھڑے بڑا کیا گیا تھا۔
سرست بڑا گجر	شش ہفتی ہستوار	۱۵۵۵ء جلوس میں ہم لے کر بدخشان میں پہلے دھڑ کی معرکہ سموکھ دھڑ میں دارا شکرہ ہمارا راجہ بھیم کا بیٹا تھا۔ ۱۵۵۵ء جلوس میں بدخشاں گیا۔
راجہ کشن سنگھ توپور	یا لہندہ پانصدہ سوار	۱۵۵۵ء جلوس میں منصب مذکور سے مان کشتوار کا زمیندار تھا۔ اس کی لڑکی اور شجاع سے ہوئی تھی۔ شاہزادہ بلند بطن سے تھا۔
فتح سنگھ سیو دیہ	دھڑ ہشت دو صد سوار	۱۵۵۵ء میں چکھ فوجداری پر رامور میں ہم قندھار اور ۱۵۵۹ء جلوس میں بدخشان میں شریک تھا۔
راجہ کھرا کھنڈ مری سلو راجپور	ہزارہی ہشت ہفتہ سوار ہزارہی چار صد سوار	۱۵۵۵ء میں چکھ فوجداری پر رامور میں ہم قندھار اور ۱۵۵۹ء جلوس میں بدخشان میں شریک تھا۔
راجہ کنور میں کشتواری	ہزارہی ہشت ہفتہ سوار	۱۵۵۵ء میں چکھ فوجداری پر رامور میں ہم قندھار اور ۱۵۵۹ء جلوس میں بدخشان میں شریک تھا۔
کرپا رام گور	ہشت ہفتہ پانصدہ چھ سوار	۱۵۵۵ء میں چکھ فوجداری پر رامور میں ہم قندھار اور ۱۵۵۹ء جلوس میں بدخشان میں شریک تھا۔
شیام سنگھ سیو دیہ	ہزارہی پانصدہ سوار	۱۵۵۵ء میں چکھ فوجداری پر رامور میں ہم قندھار اور ۱۵۵۹ء جلوس میں بدخشان میں شریک تھا۔
اکو بیٹاں اشو خانہ و رانی	پانصدی دھڑ چھ سوار	اول خانہ و رانی ہوا و نصرت جنگ کی

منصب	کیفیت
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری از تیس سوار کو ملازمت شاہی میں مل جو کر ہم بخ و برخشان میں مامور ہوا۔
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار
پانصدی پانصد سوار	۱۰۰۰ چادری پانصد سوار

نام	منصب	کیفیت
راوت نرائن داس	ہفتصدی صندتوار	۱۰۰ جلسہ جلوس میں مهم پٹو و ہنشان میں شریک
ماہر سوکھی	ہشت صدی چار صدتوار	۱۰۰ جلسہ جلوس میں ہاتھی مرحمت ہوا۔ ۱۰۰ جلسہ جلوس شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ کابل میں تعینات وہاں سے ہم جگت سنگھ میں شریک ہوا۔ ۱۰۰ جلسہ جلوس میں ایک ہاتھی پیشکش کیا۔
موسہ واس جھالا	پانصدی و صدتوار	۱۰۰ جلسہ جلوس میں ہم خانچان لودی میں اپنی ہم مردانہ کے جوہر دکھا کر مارا گیا۔
ہردے نرائن	پانصدی و صدتوار	۱۰۰ جلسہ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا۔
ہرداس جھالا	پانصدی و صدتوار	ابتداء میں رانا اوسے پور کی سرکار میں ملازم تھا نہایت عقلمند تجربہ کار امیر تھا۔ رانا کی طرف سے دربار میں اکثر ذکیل بنکر آیا کرتا تھا اور لاجی حسن قابل اور خدمتگزار سی سے ہمیشہ بادشاہ کو خوش رکھتا تھا۔
ہرام کچواہا	ہفتصدی صندتوار	۱۰۰ جلسہ جلوس کے بعد ملازم داخل ہوا۔ ۱۰۰ جلسہ جلوس میں ملک عدم دور رس بھگوان داس کچواہہ کا بیٹا تھا۔
راؤ ہر چند کچواہا	صدی چار صدتوار	۱۰۰ جلسہ جلوس میں انتقال کیا۔
ہانا جی دیوریہ	دو ہزار تری ہشت صدتوار	۲۰۰ ذیقعدہ ۱۰۰ جلسہ کو ملازمت شاہی داخل ہوا۔
ہمیر رائے دکھی	چار ہزار تری دو ہزار پانصدی صندتوار	۱۰۰ جلسہ جلوس میں انتقال کیا۔

<p>کیفیت</p>	<p>منصب</p>	<p>نمبر</p>
<p>عہد المکیری</p>		
<p>۱۰ دہچہ کا زمیندار تھا جسکے جلوس میں خطاب اچلی سے مفتخر ہو کر منصب ہزار و پانصدی سے سرفراز ہوا جسکے جلوس میں منصب دو ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار سے ہر بلند ہو کر ایرج کی فوجداری پر مامور ہوا۔</p>	<p>دو ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار</p>	<p>دوسرے نمبر</p>
<p>سنبھاجی کی طرف سے ساحیر کا قلعہ دار تھا جسکے جلوس میں حاضر دربار ہوا اور خلعت و علم و طوغ و تقارہ۔ اور اسپ فیل اور تین ہزار روپیہ نقد اقامت میں مرحمت ہو کر منصب مذکور پر سرفراز تھا۔ سیوا جی کا داماد تھا جسکے جلوس میں خلعت و تقارہ اور علم اور پہونچی مرصع اور اسپ فیل عطا ہو کر منصب مذکور سے مفتخر ہوا۔</p>	<p>دو ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار</p>	<p>تیسرے نمبر</p>
<p>سنبھاجی کا چچا زو بھائی تھا جسکے جلوس میں خلعت اسپ مرحمت ہو کر منصب مذکور سے ہر بلند ہوا۔</p>	<p>دو ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار</p>	<p>چوتھے نمبر</p>
<p>سنبھاجی کے جلوس میں خلعت و ہر مرصع اسپ مرحمت ہوا۔</p>	<p>دو ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار</p>	<p>پانچویں نمبر</p>

کیفیت	منصب	نام
<p>مامور ہوا ستم جلس میں خلعت کے ساتھ قیل نقارہ مرحمت ہوا۔</p>		<p>اد کے</p>
<p>کل مالک محروسہ کے قانع نگاروں کا افسر تھ ستم جلس میں مر گیا۔ اس کا بیٹا بھولا ناتھ سلا ہو کر ہدایت کیش کے نام سے موسوم ہوا۔ او اپنی یاقت اور مزاج دانی سے بادشاہ کے ولیہ ایسا اعتبار اور اعزاز پیدا کیا کہ عمدہ عمدہ متوا پر مامور رہا۔</p>		<p>مہیا بھگت سنہ ۳۲</p>
<p>ہمارا جہ جیونت سنگھ راٹھور کا رشتہ دار اور اس سرکار میں ملازم تھا اس کے انتقال کے بعد چرب زبانی اور افسون سازی سے تمام راجپوت کو بادشاہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ ا شاہزادہ محمد اکبر کو بھی سلطنت کا سہراغ دکھا کر اپنے ساتھ شامل کر لیا جب اورنگ زیب کی حکمت عملی سے یہ فتنہ و فساد رفع ہو گیا تو محمد اکبر کے بیٹے بلند اختر کو جو اُنھیں و نون پیدا ہوا تھا لیکر پاڑدن میں جا بچھا (دیکھو ہمارا جہ اجیت سنگھ کا حال) ستم جلس میں شجاعت خان صوبہ بکرات کے تو سل ہی پاتھ باندھے ہوئے دربار میں حاضر ہوا بادشاہ نے خان موصوف کی سفارش سے</p>	<p>سہن زادی دو ہزار سوار</p>	<p>سہن زادی دو ہزار سوار</p>

نام	منصب	کیفیت
دوندی راؤ	ہزارہ پانصدی	قصور معاف کر کے ملازمت شاہی میں اور خلعت و جہر مرصع عطا کر کے منہ سرفراز کیا۔
رام چند	سہ ہزاری	سنگہ جلوس میں تربیت خان کے ملازمت شاہی میں داخل ہو کر منصف اور تھانہ داری کوہ ہما دیو پر مامور گھاٹوں کی تھانہ داری پر مفسر جلوس میں منصب دو ہزاری اور سہ ہزاری پر سر بلند ہوا۔
راگھو داس جھالا	ہفتصدی پانصد شوار	ابتداء میں رانا اوسے پور کی سرکام وہاں کی ملازمت ترک کر کے شہر ہوا۔ بادشاہ نے منصب مذکور پر مامور سنگہ جلوس میں خلعت کے ساتھ نقد انعام میں مرحمت ہوا۔
سوجان	پنچہزاری دو ہزار شوار	مرہٹوں کی طرف سے ستارہ کا قبا سنگہ جلوس میں شاہزادہ اعظم کیا۔ اور محاصرہ کا دائرہ تنگ ہوا۔ طرف کی فسیل بھی گر گئی تو اس کے خواجہ کر دیا۔ اور شاہزادہ کی ملازمت شاہی میں داخل ہو کر منہ

نام	منصب	کیفیت
داؤد خان	سرخس ہزاری	سرفراز ہوا اور خلعت و کتار۔ اسپ فیل طوئے
بندر	پنجزار ستوار	علم۔ اور نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوا
اسل		سلسلہ جلوس میں منعم خان کے دربار سے ملازمت شاہ
بندر		میں داخل ہوا۔ اور خلعت و نقارہ اور علم مرحمت
بندر		ہو کر منصب مذکور پر مامور ہوا۔
اسل		اجین کا زمیندار تھا سلسلہ میں معرکہ اجین کے
بندر		بادشاہ نے خطاب راجگی سے معزز کر کے خلعت و فیل
بندر		شمشیر و حیدر وغیرہ مرحمت کیا۔ اور کفایت خان کے
بندر		ساتھ صوبہ مذکور کی حکومت پر سر بلند کیا۔
نارائین	نہ قندی	بھدو کا زمیندار تھا۔ اول منصب ہفت قندی پر مامور
بندر	شش سوار	تھا سلسلہ جلوس میں منصب نہ قندی پر مفتخر ہوا
بندر		ملازمت شاہی میں داخل اور دہلی میں متعین تھا
بندر		سلسلہ جلوس میں حسین پاشا حاکم بصرہ کے ہتھیار
بندر		کے انتظام میں لاہوری دروازہ پر کیتہ تار خان
بندر		کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی اور
بندر		دونوں زخمی ہو کر گرے۔ اس کا زخم کاری تھا کہ
بندر		تمام ہو گیا۔
بندر		دیوان خالصہ کے عہدے پر سرفراز تھا سلسلہ جلوس
بندر		میں شخص مالگذاری و تصفیہ مقدمات خالصہ کے
بندر		واسطے کامل بھیجا گیا۔

نام	صوبہ	کیفیت
سلے کرند	.	پریلی کا ناظم تھا۔ سلسلہ جلوس میں تعینات ہوا۔
راجہ اندھاتا مالکوجی	دو ہزاری ہزار سوار	سلسلہ جلوس میں غور بند کا تھا سینہا جی کی طرف سے سانویہ کا جلوس میں دربار میں حاضر ہو کر داخل ہوا۔ اور خلعت و علم و تہ جین ہزار روپیہ نقد انعام میں ملا نصرت آباد کا ناظم تھا۔ اول منہ پر امور تھانہ جلوس میں منصف پر ترقی پائی۔
مرید مسر	.	ابتدا میں امیر الماروا شایستہ خا دیوان تھا۔ شہ میں اُن کے آ ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔
مان سنگھ ہاڈا	.	ایام شاہزادگی کے ملازمن میں میں نہایت شجاعت و بہادری۔ سلطنت مغلیہ کے سب سے بڑے کا ناظم تھا۔ اسے حضرت شہید سحر پیر محمد سلوٹی کی خدمت میں بہت بھی اس سے بہت محبت رکھتے۔ شہید موصوف نے اس کے خط میں
ہر رائے	.	

ت	<p>کلیں سب کلیں ہندو</p>	<p>نام رسلے کرند راجہ ماندھاتا مانگو جی</p>
<p>مین اس کا نشان ن چند کا ہنوی تھا۔ فر محمد شاہ کے شروع عہد تک ص صوبہ دار رہا۔ جب رتن چند قید خبر کے سنتے ہی دم نکل گیا۔ بعض کھا کر مر گیا۔ محمد شاہ کے شروع عہد میں خالصہ راجہ بخت مل کے بعد خالصہ کا جب نادر شاہ ہندوستان میں آ کے موافق نسب سے روپیہ وصول بھی تین لاکھ روپے وصول کیے۔</p>		<p>راجہ گوجر مل راجہ ناگر مل</p>

ضمیمہ نمبر ۲

عہدے اور تنخواہ

یہ عہدہ اکبر کے عہد میں وہ باشی (یعنی دس سوارین کا افسر) سے لیکر پنہزاری (پانچ ہزار) تک کے عہدے دار تھے اخیر میں صرف میرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ بطور ایک افسر کے بیان کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد امر کی انتہائی ترقی خیال ہے۔ امر کی مقرر کیا گیا۔ اور شاہجہان کے عہد میں صرف بین الدولہ آصف خان اور عایت خاص منصب نہ ہزاری حاصل ہوا۔ ہندو امر میں سولے میرزا۔ یوان تھے۔ کوئی امیر سلسلہ جلوس شاہجہانی تک منصب پنہزاری سے زیادہ نہیں ہوا۔ مقرر اخیر میں میرزا راجہ جے سنگھ۔ اور ہمارا راجہ جیونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری اور امر کی اس ہوا۔

کیا اس منصب کے لحاظ سے مقرر تھی۔ ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے تھی۔ اونٹ۔ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس موجود رکھنا۔ حج کی تنخواہ جو اس کو رکھنی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علیحدہ ملتی تھی۔ چار ہزار تھانہ شاہی سے ملتا تھا۔ سوار کی تنخواہ بہ لحاظ قسم گھوڑا علیحدہ سے نئے تک تھے، روپیہ سے عیسے تک تنخواہ پائے تھے۔

غریب سے ہر منصب کی ماہوار تنخواہ اور چھپائے اور بار برداری کی تعداد حکم تھا ظاہر ہوگی۔

مطالب	اب	گهوڑا	جیل (مقنی)	بارداری	مالیه (تجارت و بازاری)
تخت نزاری	۲۹	۹۰	۱۲	۲۳۰	۲۵۰۰۰
چهار نزاری	۳۲	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۳۱	۹۱	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۳۰	۹۱	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۹	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۸	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۷	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۶	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۵	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۴	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۳	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۲	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۱	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲۰	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۹	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۸	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۷	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۶	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۵	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۴	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۳	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۲	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۱	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱۰	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۹	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۸	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۷	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۶	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۵	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۴	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۳	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۲	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۱	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰
چهار نزاری	۰	۹۰	۱۰	۲۰	۲۹۰۰۰

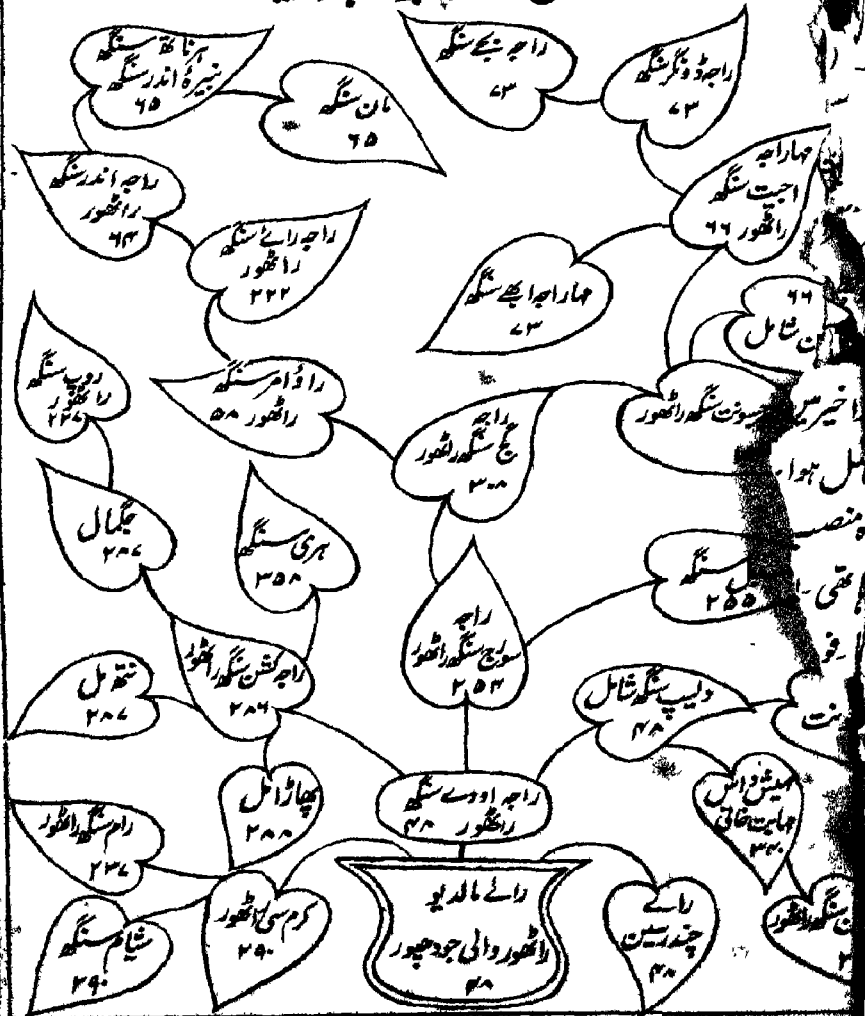
[illegible]

نام و نام خانوادگی	باربرداری	فیل (دامتی)	اسب (گهوڑا)	مناسب
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۲	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۳	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۴	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۵	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۶	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۷	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۸	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۹	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۰	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۱	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۲	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۳	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۴	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۵	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۶	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۷	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۸	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۱۹	۵	۲
دوست محمد (دوست محمد)	۲۰۰۰	۲۰	۵	۲

بڑے راجپوت خاندانوں کے شجرے

ہرے اس عرض سے مرتب کیے گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی خاندان کے اُمر کا حال سلسلہ وار دیکھنا چاہے
سے سلسلہ وار حالات تلاش کرنے اور دیکھنے میں آسانی ہو سہرا یک نام کے ساتھ کتاب کا وہ صفحہ تحریر کیا گیا
ہو اس اُس اہم کا حال درج ہے۔

خاندان راجپوت جو دھپور



خاندان راجہ باسو

خاندان پچواہہ شیخاوت والی ساہیو

راجہ سنگھ
(مرید خان)
۳۳۲

راجہ راج روپ
۳۲۹

راجہ سونچل
۳۵۹

راجہ باسو
۹۵

بیچم چند
۳۳۶

سوک چند
۱۲۱

راجہ منوہر داس
۳۳۳

راجہ پرتی چند
۳۳۶

راجہ نوکر
شیخاوت
۳۱۳

خاندان سیسودیہ

راجہ سنگھ چندرات
۶

راجہ سنگھ
۶۱

راجہ سنگھ عرف
راجہ اسلام خان
۳۴۳

راجہ سنگھ
۱۹۳

راجہ پال سنگھ چندرات
۳۱۱

راجہ چاند
۱۹۳

راجہ ہتی سنگھ
۱۹۴

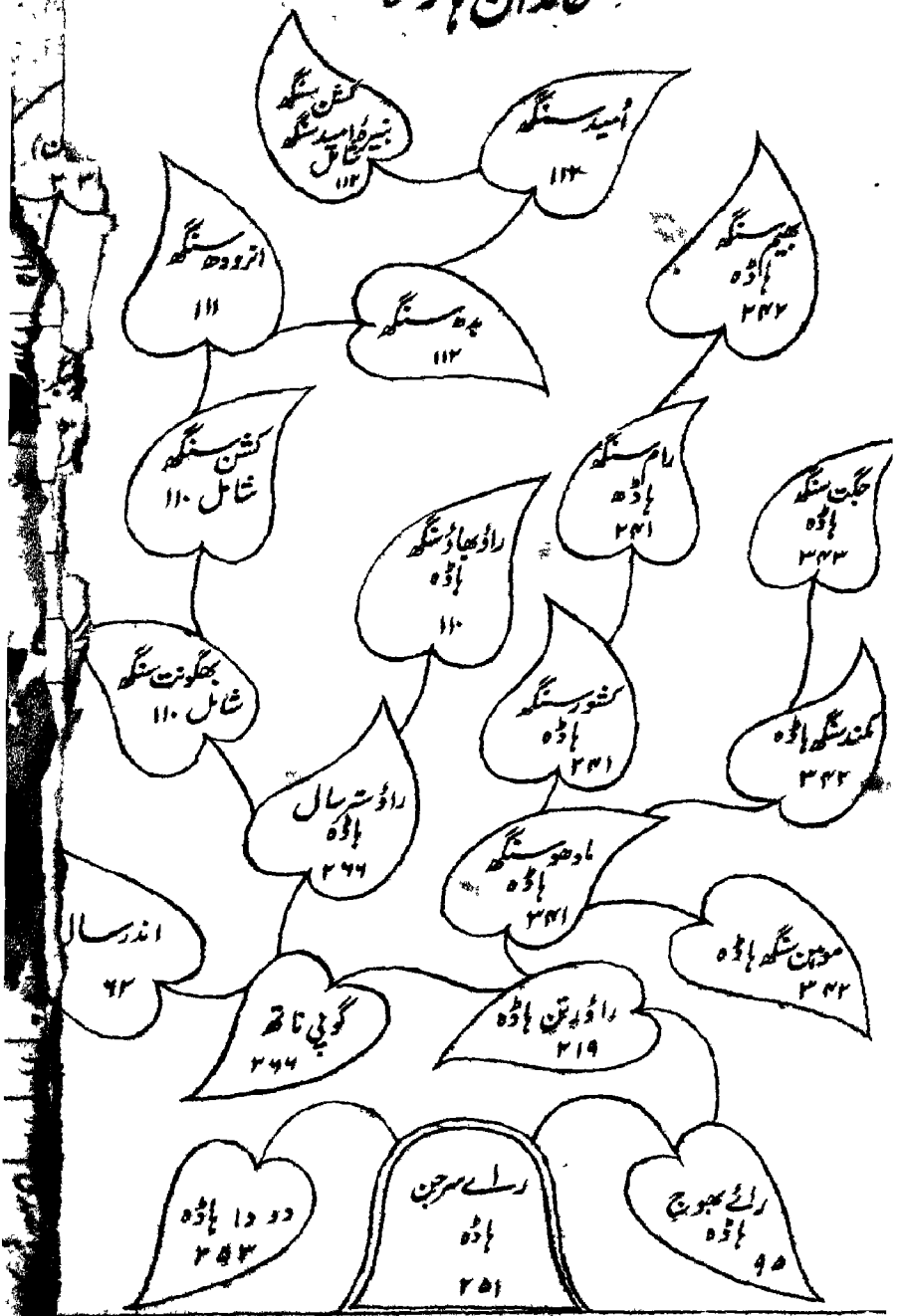
راجہ سنگھ
۲۳۸

راجہ دودھ
۱۹۶

راجہ دودھ
داس سیسودیہ
۱۹۲

[illegible]

خاندان بادیه



خاندان بهادریه

خاندان بزرگمهر

داجه گوبال سنگه
۶۵

داجه اودت سنگه
۶۵

داجه ثمان سنگه
۳۲۵

داجه بدن سنگه
۱۰۲

داجه سنگه
۲۹

داجه بهوج
۳۰۰

داجه کبراجیت
۳۰

داجه مکشن
بهادریه
۳۰۰۰

داجه امر سنگه بزرگمهر
۱۵۳

داجه انپ سنگه بزرگمهر
۵۱

داجه پیرزائن
بزرگمهر
۵۲

خاندان گور

داجه انزو دها
گور
۵۶

ارجن
۱۰۰

داجه شیورام گور
۲۰۱

داجه بتهلداس
گور
۱۰۵

داجه بیبدام
۳۰۱

داجه گوبال داس گور
۱۰۵

داجه بهیم
۳۰۸

داجه اندر سال
۶۲

داجه گود داس
گور
۳۰۹

داجه جرد
۱۵۲

داجه سنگه
۳۱

خاندان بندیلہ

